سلسلۂ تصنیفات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

توازنِ قوت

یعنی

تاریخ یورپ

سنہ ۱۷۱۵ء تا سنہ ۱۷۸۹ء

مصنفۂ
آرتھر ہیسال۔ ایم۔ اے۔

مترجمۂ
مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔ اے
مسجّل و رفیق جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۴ھ م سنہ ۱۳۳۵ف م سنہ ۱۹۲۶ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

دیباچہ مصنف

میں نے اس کتاب میں اٹھارھویں صدی مسیحی میں یورپ کے تاریخی حالات بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر چونکہ کتاب مختصر ہے اس لئے میں نے پرتگال اور پاپائیت کے حالات کا ذکر مجبوراً محض سرسری طور پر کیا ہے اور فرانس کی اندرونی تاریخ کا ذکر بھی صرف اس حد تک کیا ہے جہاں تک کہ اس کا تعلق لوئی پانزدہم اور لوئی شانزدہم کی خارجی حکمت عملی سے ہے۔ مگر بایں ہم میں نے دُوبُوا، فلیوری، شوازیول اور ورژان کی خارجی حکمت عملی پر تفصیل سے بحث کی ہے تاکہ ۱۷۰۱ء اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلابوں کی اہمیت کا پورا اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو کہ انگلستان اور اس کی باغی امریکائی نوآبادیوں کی جنگ میں دخل دینے سے فرانس کو کس قدر سخت خسارہ ہوا۔

شمالی، مشرقی اور مغربی یورپ کے سیاسیات کے باہمی تعلق کو ثابت کرنے کی طرف میں نے خاص توجہ کی ہے اور اس لئے مسئلہ مشرقی کے وجود میں آنے، روس اور پرشیا کے عروج اور سویڈن، پولینڈ اور ٹرکی کے انحطاط کو میں نے نہایت واضح طریقہ پر بیان کیا ہے۔

ضمیمہ جات الف، ب، ج کی ترتیب کے لئے میں پادری اے۔ ایچ۔ جانسن کے اخلاق کریمانہ کا مرہون منت ہوں۔ صاحب موصوف نے نہایت تحقیق سے ساتھ اس قیمتی مواد کو جمع کیا ہے۔ مسٹر ایچ۔ او۔ ویک مین اور مسٹر اے این موبرلے کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کے پروف دیکھے۔

ان کتابوں کی مکمل فہرست پیش کرنا ناممکن ہے جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی ہے یا جو اس عہد کے طالب علم کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ مونو کی "فہرست تاریخ ہائے فرانس" بہترین فرانسیسی کتابوں کی ایک مفید فہرست ہے۔ مارٹن، سوریل،

آرنیتھ، کارلائل، وان وال، ژوبے، شے ریں، روکین، سائی بیل، وسے بر، بروگ لی، ثیلف رائے، بودرلار، کاکس، تین، دی توک دل کی تصانیف آسانی سے دست یاب ہوسکتی ہیں۔

ہدایات سفرا Instruction aux Ambassadeurs کا قیمتی ذخیرہ اور سلسلۂ اونکین کی قابل قدر کتابیں، یہ معلومات کے مخزن ہیں اور نہایت قابل وثوق اور دلچسپ ہیں۔ اس کتاب میں میں نے بعض ایسی کتابوں اور رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن سے معمولی ناظرین واقف نہیں ہیں۔

کتاب کی تالیف میں مجھے جس قدر دقت ہوئی ہے، اُس کا اندازہ وہی اصحاب کرسکتے ہیں جنھوں نے اٹھارھویں صدی میں یورپ کی سیاسیات کی الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ فرانسیسی انقلاب سے قبل کے عہد کی تاریخ کا یہ مختصر خاکہ ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اے ہیسال، آکسفرڈ

فہرست مضامین توازن قوت

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

یورپ اٹھارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں

(توازن قوت۔ روشن خیال حکومتیں، تجارت اور نوآبادیاں، طبقۂ وسطیٰ کا عروج۔ انقلاب یورپ کے اسباب ۱۷۱۳ء-۱۷۱۴ء کا تصفیہ ۱۷۱۵ء میں یورپ کی سربرآوردہ قوتوں کی حیثیت۔ شہنشاہی۔ آسٹریا۔ پرشیا۔ باویریا۔ پالٹینیٹ۔ ہینوور۔ سیکسنی پولینڈ۔ اطالیہ۔ ہسپانیہ، پرتگال، شمال یورپ۔ مسئلہ شرقی۔ سویڈن اور فرانس ۱۷۱۵ء میں)

یکم ستمبر ۱۷۱۵ء کو لوئی چہاردہم (شاہ فرانس) نے انتقال کیا۔ جسطرح اسکی موت کو اٹھارھویں صدی کا آغاز شمار کر سکتے ہیں اسی طرح پر اسٹیٹس جنرل کے اجلاس منعقدہ ۵ مئی ۱۷۸۹ء کو اُس صدی کا اختتام قرار دیسکتے ہیں۔ ۱۷۱۵ء سے ۱۷۸۹ء تک کے سنین پیش خیمہ تھے اس عہد تاریخ کے جو ۱۷۸۹ء اور ۱۸۱۵ء کے درمیان واقع ہے۔ عہد مذکور میں ایک سیاسی انقلاب نہ صرف فرانس میں وقوع میں آیا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اور یورپ کا نقشہ از سر نو مرتب ہوا۔ اس انقلاب سے زمانہ حال کا یورپ بیحد متاثر ہوا ہے اور اسکے اسباب سال ہائے ماسبق کی تاریخ سے عیاں ہیں۔ ۱۷۱۵ء سے ۱۷۸۹ء تک کے عہد میں چند تخیلات مقبول تھے جو اکثر معاملات میں عہد انقلاب کے تخیلات سے متغائر تھے۔

توازن قوت

ان میں سے مشہور ترین "توازن قوت" کا مسئلہ ہے۔ ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد بالعموم تسلیم کر لیا گیا تھا کہ یورپ کی خود مختار سلطنتوں میں جن میں بلحاظ رقبہ و ذرائع باہم اختلاف تھا کوئی تصفیہ ایسا ہو جانا چاہئے کہ نزاعوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور کسی کی سلامتی معرض خطر میں نہ رہے۔ لیکن "جمہوریہ مسیحی" کا تخیل صرف فلسفیوں کی جماعت تک

محدود تھا۔ لوئی چہاردہم نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ فرانس کا تفوق یورپ میں ۱۶۸۸ء تک قائم
رہا جب کہ ولیم سوم نے کامیابی کے ساتھ اسکی مخالفت کی۔ اٹھارویں صدی کے توازن قوت کے
متعلق یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ "وہ ایک قسم کی عارضی حالت عدم حرکت تھی جو طویل معرکہ آرائیوں
کی خستگی سے پیدا ہو گئی تھی۔ سفارتی کارروائیاں بے ایمانی کی مترادف تھیں اور بین الاقوامی معاملات میں اصول اخلاق
کا بالکل لحاظ نہ رکھا جاتا تھا۔ فریڈرک اعظم اور کیتھراین ثانی کے اصول پر دوسری حکومتیں بھی عمل کرتی
تھیں۔ اب البتہ اصول مذکور کے اعتراف کی جرات نہ تھی مسلمہ حقوق کا پاس نہ کیا جاتا تھا اور زبردست
سلطنتیں اپنے کمزور ہمسایوں پر دست درازی کر کے اپنے مقبوضات کو وسیع تر کرنے کی فکر میں رہتیں
اس کی چند بین مثالیں ہیں مثلاً سائی لیشیا پر حملہ کیا گیا، پولینڈ کی سلطنت تقسیم کر دی گئی ٹرکی اور
سوئیڈن کے قطع و برید کی کوشش کی گئی اور پرشیا کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے کی بعض سلطنتوں
کی نیت تھی اس کے علاوہ ممالک کی قومی حدود کا بھی مطلق لحاظ نہ کیا جاتا تھا۔ یوٹرخٹ کے صلح نامے
کی رو سے اطالیہ کے متعدد اضلاع ہسپانیہ سے لیکر آسٹریا کو دیدئے گئے اور ہسپانیہ کے مقبوضات
واقع نیدرلینڈ دورافتادہ خاندان ہیپسبرگ کے سپرد کر دے گئے ۱۷۸۹ء تک شاہی خاندانوں
کے مفاد کے دیگر امور پر فوقیت رکھنے پر کسی کو اعتراض نہ تھا قومیت کے تخیل کو تو مقبولیت
انیسویں صدی میں جا کر حاصل ہوئی ہے۔ البیرونی (ہسپانی وزیر) اپنے عہد کے وزیروں کے
متعلق لکھتا ہے کہ وہ سلطنتوں اور ریاستوں کی قطع و برید اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ کوئی
شخص پنیر کا ٹکڑا کاٹے۔ اسکا یہ قول بالکل صادق آتا ہے اس طرز عمل پر جسکی دول عظمےٰ یوٹرخٹ
کے صلح نامے سے وائنا کے صلح نامے (۱۸۱۵ء) تک برابر پابند تھیں۔ مگر باوجود امور مذکورۂ بالا
توازن قوت کا تخیل نہایت معقول ہے اور اس کا اثر یورپی سیاسیات میں اس وقت سے اب تک
برابر قائم ہے جب کہ قرون وسطےٰ میں اطالیہ کے شہروں میں باہمی نزاعوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اب
بھی یورپی مدبروں کے دماغوں میں یہ تخیل موجود ہے ۱۷۱۶ء میں انگلستان کے سفیر لارڈ اسٹیر نے
نائب السلطنت کو سمجھایا تھا کہ اسٹین ہوپ کی خارجی حکمت عملی توازن قوت کے اصول پر مبنی ہے
اور انگلستان کی خواہش یہ ہے کہ آسٹریا بہ لحاظ قوت فرانس کا ہمسر ہو جائے تاکہ ان دونوں
ملکوں میں سے کوئی بہ لحاظ قوت یا اثر دوسرے سے بڑھ نہ جائے۔ لارڈ اسٹیر نے یہ بھی
صاف صاف کہدیا کہ اگر فرانس شہنشاہ سے زیادہ طاقت ور ہو جانے کی کوشش کریگا تو اس کے
حلیف اس کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ البیرونی کا بھی جب سے اسے ہسپانیہ میں عروج ہوا قصد مصمم

ضمیمہ (۳)

تھا کہ یوٹریخت اور راسٹاٹ کے صلح ناموں کو منسوخ کرادے کیونکہ انکی وجہ سے توازن قوت باقی نہ رہتا تھا اور ہسپانیہ اور اطالیہ کو سخت نقصان تھا۔ توازن قوت کا مسئلہ مدبروں کی زبان پر تو تھا مگر اسکا وجود دول عظمےٰ کی دراز دستیوں کو روک نہ سکتا تھا۔ ایک مبصر کا بیان ہے کہ یورپ نے آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم پر مترمن نہ ہونے کی وجہ سے یک گونہ خودکشی کرلی۔ البسیر سوریل کا قول ہے کہ یہ "دونوں نامستحن افعال قدیم یورپ کے آخری وصیت نامے ہیں جن پر دستخط کرکے اسے مرجانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا"۔ فرانس کے انقلاب کے آغاز میں یورپ میں طوائف الملوکی کا زور تھا، اخلاق اور مذہب کا بہت کم اثر باقی رہگیا تھا۔ اکثر سلطنتیں یا تو کھوکھلی ہوگئی تھیں یا بالکل خستہ حال تھیں اور آسٹریا، روس اور پرشیا کے فرمانرواؤں نے حق اور انصاف کو پامال کرکے ایسا طرز عمل اختیار کیا تھا جس سے توازن قوت کا مسئلہ بالکل منسوخ ہوگیا۔ ۱۷۸۸ء میں انگلستان کے مدبروں کی سمجھ میں یہ آیا کہ ایک خاص حد تک توازن قوت کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ انکی کوششوں سے ٹرکی اور سویڈن قطع برید سے بچ گئے اور یورپ کا نقشہ زیادہ نہ بدلنے پایا (۱)۔ مگر باوجود اس کے کہ حقوق قومی پر کچھ توجہ نہ تھی فرمانرواؤں کو اپنی مقبوضات کی حدود کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس ہوگیا تھا۔ مملکت کا جدید تخیل پہلے پہل لوگوں کے دماغوں میں آنے لگا تھا اور یہ خیال بھی مروج ہوگیا تھا کہ حکومتوں کا وجود محکومین کی فلاح اور امن وامان کے لئے ہے۔ اٹھارھویں صدی روشن خیالی کا عہد تھا اسی لئے اسے عہد عاقلانہ کہتے ہیں۔ لیکن قوم عامہ کی حکمرانی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ انگلستان سے لیکر روس تک ہر ملک میں یہی خیال تھا کہ حکومت کا وجود قوم کی فلاح کے لئے ہے مگر انتظام مملکت میں انھیں کسی قسم کا دخل نہ ہونا چاہیئے۔ اٹھارھویں صدی انتہائی مطلق العنانی کا زمانہ تھا یعنی مملکت سب کچھ تھی اور قوم کی کچھ ہستی نہ تھی۔ نیک نیت مطلق العنان فرمانروا اپنے اپنے ممالک میں انسانیت کے اصول پر حکمران تھے۔ افراد ملک کے لئے آزادی خیال وافعال اصولاً مستحن خیال

روشن خیال حکومتیں

صفحہ (۴)

(۱) Sorel. L' Europe et la Revolution Francaise جلد اول باب اول

Lecky, History of England in the Eighteenth Century جلد پنجم صفحات ۲۲۹-۲۳۰-

کی جاتی تھی مگر عملاً شخصی آزادی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا نظام جاگیری یورپ کے اکثر ممالک میں اب بھی باقی تھا اور طبقۂ ادنے قریب قریب غلامی کی حالت میں تھا۔

عہد مذکور کی ایک نمایاں اور نہایت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ تجارتی معاملات اور نوآبادیوں کے فروغ میں قوموں کو بے حد دلچسپی تھی۔ تجارت دولت اور قوت کی کلید خیال کی جاتی تھی اسلئے یورپ کے ہر حکمراں کو خیال ہو گیا کہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دیکر اسکی دولت میں اضافہ کرے۔ علم معاشیات کے مطالعہ کا آغاز سترھویں صدی میں شروع ہو گیا تھا گو علم مذکور کی حالت اسوقت نہایت ابتدائی تھی اور رہر ملک میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ کسی ملک کی دولت وہ سیم وزر ہے جو اس کے قبضے میں ہو اور یہ کہ کسی ملک کو دولت اور فلاح صرف دوسرے کو نقصان پہنچانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر ملک نے سیم وزر کی برآمد کو روک دیا اور تجارتی رقابت بڑھتی گئی "ایک کا نفع دوسرے کا نقصان ہے" یہ خیال اصول مسلمہ میں داخل ہو گیا اور برائے نام "نظریۂ تجارتی" بھی تمام یورپ میں تسلیم کر لیا گیا۔

سترھویں صدی کے نصف آخر میں نوآبادیوں کی تجارت کے منافع کثیر کا یورپ کے ہر ملک کو احساس تھا۔ ۱۶۹۸ء اور ۱۷۰۰ء کے تقسیم (ہسپانیہ) کے صلح ناموں سے انگلستان میں ناراضی پھیل گئی تھی، اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ اگر ان صلح ناموں پر عمل ہوتا تو بحیرۂ روم کا مغربی حصہ بالکل فرانس کے زیر اثر ہو جاتا اور انگریزوں کی تجارت نہ صرف نواح مذکور میں بلکہ بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل (لیوانٹ) پر بھی معرض خطر میں پڑ جاتی۔ انگلستان اور پیٹر اعظم کے درمیان ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد جو ناچاقی پیدا ہو گئی تھی اسکی بھی زیادہ تر یہی وجہ تھی کہ انگریزوں کو اندیشہ تھا کہ بحیرۂ بالٹک میں روسی بیڑے سے انکی تجارتی مفاد کو نقصان پہنچیگا۔ انگلستان کے علاوہ ہسپانیہ، فرانس اور آسٹریا کو بھی تجارت کے نفع انگیز ہونے کا خیال تھا اور اس کے نتائج نہایت ہی اہم ثابت ہوئے۔ نوآبادیوں کی توسیع اور تجارت کی ترقی کے لئے زبردست بیڑوں کا وجود ناگزیر ہو گیا اور سترھویں صدی کے اواخر ہی میں فرانس انگلستان اور ہالینڈ کے بیڑوں میں نہ صرف یورپ کے سمندروں میں ایک زبردست رقابت پیدا ہو گئی تھی بلکہ امریکہ اور ہندوستان کے دور دراز سمندروں میں بھی تھے۔ اٹھارھویں صدی کے آغاز کے قریب ہالینڈ اس دوڑ میں پیچھے رہگیا مگر انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کی بحریات کے درمیان جدوجہد کا سلسلہ جاری رہا۔ امریکہ اور ہندوستان میں جانبین کے

صفحہ (۵)

درمیان حصول تفوق کے لئے لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور انیس صدی کے نصف آخر میں جا کر یہ فیصلہ ہو لیا کہ ہندوستان میں بجائے فرانس کے انگریزوں کو سیادت نصیب ہوگی ، شمالی امریکہ کی قسمت کی باگ بجائے لاطینی اقوام کے ٹیوٹن اقوام کے ہاتھ میں آئیگی اور وہی اسکو ترقی دیگی۔ یورپ کی سلطنتوں کے تجارتی اغراض کی ترقی اور نو آبادیوں کی توسیع کی وجہ سے طبقۂ وسطیٰ کو فروغ حاصل ہوگیا خصوصاً انگلستان، فرانس اور مغربی

طبقہ وسطے کی ترقی

جرمنی میں۔ اٹھارھویں صدی بارسوخ غیر فوجی لوگوں کے فروغ کا زمانہ تھا، اسی عہد میں والپول، پٹ، البیرونی اور تورگو کو عروج نصیب ہوا۔ جس ملک میں تجارت کو فروغ ہوا، وہاں زراعت پیشہ لوگوں کی حالت بہتر ہوگئی اور ایک آزادی پسند، دولت مند با فہم طبقہ وسطیٰ وجود میں آگیا جس میں سے ہر ملک میں متعدد باکمال سپہ سالار حکام اور ماہرین مالیات پیدا ہوئے۔ تجارت کی طرف توجہ کے بڑھ جانے سے اقوام کے درمیان جو حدود فاصل تھیں وہ ٹوٹنے لگیں اور یورپ کی قومیں زیادہ متحد ہوگئیں علاوہ ازیں

قومی علیحدگی ناممکن

قومی علیحدگی اس زمانے میں ناممکن تھی جب کہ ہسپانیہ کی حکومت اطالوی تھی انگلستان کی جرمنی، اطالیہ کی آسٹروی اور روس کی بالکل غیر روسی۔ اٹھارھویں صدی سیاسی قسمت آزماؤں کا عہد تھا، یہ امر مختلف ریاستوں کی تاریخوں کے سرسری مطالعے سے ظاہر ہے۔ ارتیاب بڑھ رہا تھا اور مذہبی خیالات ضعیف ہو رہے تھے۔ بوسوائے اور پاسکل کے جانشین زوال پذیر اور دیدہ ہوئے تھے۔ کاتھولیکیت کا اثر رو بہ تنزل تھا۔

اٹھارویں صدی میں یورپ کی تاریخ کی جن نمایاں خصوصیات کا ہم نے مختصر خاکہ کھینچا ہے وہ بظاہر خوش آیند نہیں معلوم ہوتیں۔ اس عہد میں دول عظمے کا خاص مقصد یہ نظر آتا ہے

نتایج

کہ اپنے اپنے مقبوضات میں اضافہ کریں لیکن اپنے مقاصد کے حصول میں انھیں کسی ذریعے سے کام لینے میں عار نہ تھا۔ یورپ کے ارباب حل وعقد نے سفارتی کاروائیوں کو اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ یہ کاروائیاں بے ایمانی کے ہم معنے تھیں اسکے علاوہ اٹھارھویں صدی کے وسط میں یورپ کے ممالک کے باہمی تعلقات میں اصول اخلاق کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا گیا تھا اور اس کا باعث "پوشیدہ سفارتی کاروائیاں تھیں۔

صفحہ (٦)

دو بڑے واقعے یعنی آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم سے اس عہد کے خصائل

نمایاں ہوتے ہیں۔ جنگ مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ دول یورپ کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہوسکتا تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ظاہر ہے کہ کمزور سلطنتوں کو اپنے زبردست ہمسایوں سے ترحم کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ نپولین نے یورپ کے بیشتر حصے کو تاخت و تاراج کرکے فتح کرلیا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی، اس نے دراصل دول عظمیٰ کے طرز عمل کی پیروی کی جس پر وہ ۱۷۸۹ء تک عمل کرتے رہے تھے۔ اس خاص معاملہ میں نپولین کی بھی وہی حالت تھی جو کیتھرائن ثانی، فریڈرک اعظم اور جوزف ثانی کی تھی اور اس کا شمار بھی اٹھارھویں صدی کے مطلق العنان فرمانرواؤں میں ہوسکتا ہے۔

انقلاب یورپ کا فرانس میں آغاز

جس قدر اس صدی کے سال گزرتے گئے یہ حقیقت عیاں ہوتی گئی کہ یورپ کے قدیم نظام سیاسی کا زوال اب قریب ہے۔ طبقہ وسطیٰ نے دولت اور علم میں ترقی کی تھی اور اسکے افراد خود کو سیاسی فرائض کے انجام دینے کے قابل خیال کرنے لگے تھے مگر "نیک نیت حکومت مطلق العنانی" کا نظریہ انکا سد راہ تھا۔ جاگیرداروں کے استحصال بالجبر اور طبقات اعلےٰ کے خاص حقوق سے تنگ آکر عوام کی مایوسی انتہا کو پہونچ گئی تھی اور انھیں اس امر کا بھی احساس ہوگیا تھا کہ بادشاہ جن سپاہیوں کے سہارے پر ان پر ظلم کرتے ہیں انھیں کے بھائی بند ہیں۔ برخلاف اسکے بادشاہ نہ تو اب قوم کے رہبر تھے نہ انکی عظمت باقی تھی۔ امرا اسراف کی وجہ سے تباہ ہو رہے تھے۔ پادری سخت بے ایمان ہوگئے تھے اور اہل سیاست سخت خودغرض تھے۔ جن ستونوں پر تمدن کی بنا تھی وہ خود گر رہے تھے اور ایک سخت مصیبت آنے والی تھی مگر کسی فرد واحد کو علم نہ تھا کہ آنے والے زلزلہ کا صدمہ پہلے کس ملک کو پہونچیگا۔

عہد انقلاب کے اسباب

صفحہ (۷)

پھر اس انقلاب کے اسباب کیا تھے جو بوقت واحد بیلجیم، پولینڈ اور فرانس میں وقوع میں آیا جب کہ یورپ کے دوسرے ممالک بھی ضعیف اور مضمحل ہو رہے تھے۔ اس سوال کا جواب ایک حد تک یورپ کی سیاسی حالت سے ملیگا جو یوٹریخت اور نسٹاڈ کے صلحناموں سے پیدا ہوئی تھی اور کچھ اس جد و جہد سے بھی جو نوآبادیوں میں تفوق کے لئے انگلستان اور فرانس کے درمیان جاری تھی۔

یوٹریخٹ کے صلح نامہ سے تقسیم ممالک کا اصول جاری ہوگیا، شمالی امریکہ کی نوآبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی رقابت شدید تر ہوگئی اور آسٹریا کو بیلجیم کا ملک ایسی شرطوں کی

پابندی کے ساتھ دیا گیا جو خاندان ہیپس برگ کو سخت ناگوار تھیں اور جن سے نزاعوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ نسٹاڈ کے صلح نامے (۱۷۲۱ء) سے روس کی عظیم الشان ترقی کا حقیقی آغاز ہے اور اس کے بعد ہی سے روس نے سویڈن، پولینڈ اور ٹرکی کے ضعف سے نفع اٹھا کر اپنی سرحدوں کو بڑھانا شروع کیا اور یورپ کے سیاسیات میں دخل دینے لگا۔ اس طور پر شمالی مشرقی یورپ میں ایک عظیم الشان اور بہت بڑا انقلاب ہو رہا تھا۔ پرشیا کا عروج جس کے آثار یورپ میں ۱۷۴۰ء سے نمودار ہو رہے تھے، بجائے خود ایک تعجب خیز انقلاب تھا۔ خاندان بوربون کے سلاطین متحد ہو گئے تھے مگر ۱۷۶۳ء کے بعد انھیں معلوم ہو گیا کہ شمالی مشرقی یورپ میں ایک زبردست اتحاد ان کے مقابلہ پر موجود ہے۔ ۱۷۸۹ء تک فرانس اور انگلستان، ہندوستان میں تفوق حاصل کرنے اور نوآبادیوں کے لئے برسرپیکار رہے، آسٹریا اس فکر میں تھا کہ نیدرلینڈ کو باویریا سے بدل لے اور روس

خلاصہ

اور پرشیا برابر ترقی کر رہے تھے اور وہ دن قریب تھا کہ آسٹریا اور فرانس کے دوش بدوش انکا شمار بھی یورپ کے دول عظام میں ہونے لگے۔

یوٹریخٹ، راسٹاٹ اور باڈین کے صلح ناموں اور ۱۷۱۵ء کے "صلح نامہ سرحدی" سے صرف یہ مقصود تھا کہ جو امور وقوع میں آچکے ہیں انھیں قلم بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور اس طور پر یورپ کے معاملات کا تصفیہ ہو جائے۔ فرانس کے فتوحات کا بیشتر حصہ اسی کے

۱۷۱۳ و ۱۷۱۴ء کے تصفیے

قبضے میں رہنے دیا گیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھا گیا کہ آیندہ اس میں حملہ آور ہونے کی قوت باقی نہ رہے۔ جدید حالات کے تحت میں سلطنتوں کے متحد ہونے سے نئے مسائل متنازع فیہ پیدا ہو گئے جن کا تصفیہ بالآخر ۱۸۱۵ء میں جا کر ہوا۔ یوٹریخٹ کے صلح نامے کی رو سے راس برٹین کا جزیرۂ فرانس کے قبضے میں رہ گیا اور نیو فاونڈ لینڈ کے سواحل پر اس کا ماہی گیری کا حق بحال رہا مگر اکاڈیا (نووا اسکوشیا) نیو فاونڈ لینڈ اور ہڈسنس بے اسے انگلستان کے حوالے کرنے پڑے اور ڈنکرک کو مسمار کرنے کا وعدہ کرنا پڑا۔ لیل، ایر، بیتھیوں اور سائین ٹ نیان افرانس کے قبضے میں رہے مگر اسکو یہ قبول کرنا پڑا کہ ہسپانی نیدرلینڈ آسٹریا کو دیدیئے جائیں اور بلجیم کی سرحد پر ایک حد فاصل قائم کی جائے۔ فرانس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوائے اور نیس سوائے کے ڈیوک دکٹر اماڈیس کو بحال کئے جائینگے اور اس انتظام کو بھی تسلیم کرنا پڑا جس کے ذریعہ سے

صفحہ (۸)

اس چالاک ڈیوک کو جو ہسپانیہ کے تخت و تاج کے متعلق اپنے دعوی سے دست کش نہیں ہوا تھا سسلی کا جزیرہ مع خطاب شاہی دیا گیا۔ فرانس نے فریڈرک ولیم رئیس پرشیا کے خطاب شاہی اور نوف شاتیل پر اس کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور آرنیج پر اپنے حقوق کو محفوظ رکھکر بالائی گویلڈر لینڈ پرشیا کو واپس کر دیا۔ ہسپانیہ نے بھی اسی وقت انگلستان سوائے اور ہالینڈ سے معاہدے کئے۔ انگلستان کو ہسپانیہ نے جبل الطارق اور مینارقہ دیدیئے اور آسیانتو کے معاہدے کی رو سے انگلستان کو جنوبی امریکہ میں تیس سال تک چار ہزار حبشیوں کے لیجانے اور پورتوبیلو کے میلے میں ہر سال ایک جہاز بھیجنے کی اجازت دی۔ سوائے اور ہالینڈ سے ہسپانیہ نے جو معاہدے کئے انکی شرائط وہی تھیں جو فرانس سے معاہدوں کی تھیں۔ سال مابعد میں فرانس اور آسٹریا کے مابین شرائط صلح راس ٹاٹ میں طے ہوئیں اور اس کے بعد فرانس اور شہنشاہت کے درمیان باڈین میں صلح نامہ ہوا۔

راس ٹاٹ کے صلح نامے (۱۶ر مارچ ۱۷۱۴ء) کی رو سے فرانس نے تسلیم کر لیا کہ آسٹریا کا قبضہ نیپلز سارڈی نیا ٹسکنی کی بندرگاہوں (پیوم بینو، پورتوارکول پورتوسان استی فانو اور پی تولو، تیلاموفی اور پورلو تو لون گونی واقع البا) اور مائی لن پر رہے علاوہ بریں فرانس نے ہینوور کے حکمران کو شہنشاہت کا نواں منتخب کنندہ (Elector) تسلیم کر لیا اور باویریا اور کولون کے الیکٹروں کے مقبوضات اور حقوق بحال کرا دیئے۔ ستمبر ۱۷۱۴ء میں شہنشاہت نے "حالت موجودہ قبل از جنگ" اور ان امور کو تسلیم کر لیا جو رس وک کے معاہدے کی رو سے طے ہوئے تھے۔ فرانس کا قبضہ السا س اور استراس برگ پر برقرار رہا مگر رائن ندی کے مشرقی کنارے پر جو مقامات اسکے قبضے میں تھے ان سے دست کش ہونا پڑا۔ نومبر میں صلح نامہ سرحدات (۱۷۱۵ء) کی رو سے ان انتظاموں کا عملاً نفاذ ہوا جو دول عظام کے درمیان طے ہوئے تھے۔ صوبجات متحدہ نے ہسپانی نیدرلینڈ چارلس ششم کے حوالے کر دیئے اور قطعاً طے پا گیا کہ نامور تورنائی مینن، فورنے دار نے توتن، اپیرے اور قلعہ نوک میں صرف ڈچ فوجیں اور دانڈرمونڈ میں ڈچ اور آسٹریوں کی مشترک فوجیں رہیں۔ یہ بھی طے پایا کہ ہسپانی نیدرلینڈ کا کوئی حصہ آیندہ فرانس کو نہ دیا جائے۔

یوٹرخیٹ کے معاہدے سے لڑائیوں کا سلسلہ تو ختم ہوگیا مگر نئی بحثیں اور پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ جن تصفیوں (یوٹرخیٹ، باڈین اور راس ٹاٹ کے معاہدے)

صفحہ(۹)

سے یورپ کا نقشہ بالکل بدل گیا تھا، اسی وجہ سے معاہدہ کرنے والوں میں باہمی رنج نفاق اور بے چینی نہ پیدا ہوتی۔ اطالیہ میں آسٹریا کا تفوق ہسپانیہ کو کبھی گوارا نہ ہو سکتا تھا اس لیئے اسے چین نہ آیا جب تک کہ یوٹریخٹ کے انتظامات تہ وبالا نہ ہو گئے۔ فلپ فرانس کے تخت و تاج کے متعلق اپنے دعوی سے دست بردار ہو گیا تھا مگر اس عہد پر قائم رہنے کی اس کی نیت مطلق نہ تھی اور وہ موقع کا منتظر تھا کہ اپنے دعوی کو پھر پیش کرے۔ خاندان ہیپس برگ کو وہ شرائط سخت ناگوار تھیں جن پر ہسپانی نیدرلینڈ انکو ملا تھا پہلے تو انھوں نے شرائط مذکور کی ترمیم کیلئے کوشش کی اور جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو حد درجہ اصرار کے ساتھ بلجیم کو باویریا سے بدل لینے کی کوشش کی۔ فرانس نے بدرجۂ مجبوری کناڈا میں انگریزوں کے قدم جمنے دیئے تھے مگر اسکا قصد مصمم تھا کہ شمالی امریکہ میں تفوق حاصل کرنے کے لیئے انگلستان سے لڑ بیٹھے۔ جس کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ شروع ہو گئی اور بالآخر ۱۷۶۳ء میں براعظم امریکہ میں فرانس کے تمام مقبوضات اس کے قبضے سے نکل گئے۔

ڈچ بھی ''صلح نامہ سرحدات'' سے مطمئن نہ تھے خصوصاً انگلستان کے طرز عمل پر وہ حد درجہ برافروختہ تھے اور آسٹریا کو (نیدرلینڈ میں) جو فوقیت حاصل ہو گئی تھی وہ بھی ان کی مرضی کے خلاف تھی۔ یورپ کے ممالک ۱۷۱۵ء میں (لڑائیوں سے) بالکل خستہ حال ہو گئے تھے اور ان میں یہ صلاحیت باقی نہ رہی تھی کہ معرکہ آرائیوں کا سلسلہ پھر شروع کریں، مگر یہ ظاہر تھا کہ باہمی مخالفتوں کی تجدید اسی صورت میں رک سکتی تھی جب کہ دول عظام باہم دیگر مشورہ کر کے قیام امن کے لیئے ساعی ہوں۔ عہد نامہ یوٹریخٹ کی شرائط سے جو پابندیاں مختلف سلطنتوں پر عائد ہو گئی تھیں ان سے گلو خلاصی حاصل کرنے کی تدبیروں میں ہر ایک سلطنت مصروف تھی۔ سلطنت روس کا عروج بھی نسٹاڈ کے صلح نامے سے عیاں ہو چکا تھا۔ امور مذکورۂ بالا سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس طرف سے شمال اور مشرق اور اس کے علاوہ جنوب و مغرب میں پیچیدگیاں پیدا ہونے والی تھیں۔ صفحہ (۱۰)

قریب قریب ایک نسل تک یورپ میں بہ حیثیت مجموعی سکون تھا۔ ۱۷۳۳ء تک کوئی جنگ عظیم نہیں ہوئی۔ یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا عہد پرشیا میں فریڈرک اعظم کی تخت نشینی سے شروع ہوا اور اس صدی کے اختتام کے قریب یورپ کے نظام ملکی کے تباہ ہو جانے کے باعث فرانس میں فوجی جمہوریت کا زور ہو گیا جس سے یورپ کے ملکوں

کی آزادی معرض خطر میں پڑ گئی۔

امن و امان کی ضرورت یورپ کے ملکوں میں سب سے زیادہ جرمنی کو تھی کیونکہ نقصان ہائے جنگ سی سالہ سے سنبھلنے سے قبل ہی وہ لوئی چہار دہم کی چیرہ دستی کا شکار ہو چکا تھا۔ جرمنی کی کمزوری کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ وہ متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھا۔

یورپ کے سربرآوردہ ملکوں کی حالت ۱۷۱۵ء میں شہنشاہت

یہ سب اس کے دستور سیاسی کی بدولت تھا جو ویسٹ فالیا کے صلح نامے کی وجہ سے دوامی تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اس صلح نامے کی ترتیب سے ایک متحد سلطنت کے وجود میں آنے کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی اور شہنشاہت کی قطع و برید کے بعد آزاد حکمرانوں کا ایک برائے نام اتحاد رہ گیا۔ جرمنی کا ملک تین سو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا جنکے حکمرانوں کو نہ صرف مالگزاری وصول کرنے محاصل کر دڑ گیری عائد کرنے اور روپیہ مسکوک کرنے اور کم قیمت سکوں کے جاری کرنے کا حق تھا بلکہ معاہدات کے کرنیکا بھی وہ یہ بھی تصفیہ کر سکتے تھے کہ انکی ریاست میں کس مذہب کی پیروی ہوگی۔ ہر رئیس اپنی ریاست میں حاکم مطلق العنان تھا اور ان میں سے اکثر قابل نفرین تھے شہنشاہت آزاد حکمرانوں کا برائے نام اتحاد تھا اور مرکزی اور لامرکزی رجحانوں یعنی حکومت شاہی اور امرا میں جو کشمکش جاری تھی اس میں لامرکزیت کو فتح ہونے والی تھی۔ ۱۶۴۸ء کے بعد سلطنت جرمنی حکمرانوں کی ایک جمہوریہ تھی جس کا صدر شہنشاہ تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آغاز میں جرمنی میں قومیت کا جذبہ مفقود ہو گیا تھا۔ اخلاق و عادات بگڑنے لگے تھے۔ چھوٹی ریاستوں میں تمدنی حالت حکومت کی خرابی کی وجہ سے روبہ انحطاط تھی حالانکہ جنگ سی سالہ سے قبل اسی سے ملک کو تقویت تھی۔*

صفحہ (۱۱)

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے رئیس بالعموم جابر اور ظالم تھے اور بدانتظامی بھی انتہا کو پہونچ گئی تھی ۱۷۱۵ء میں جرمنی کی حالت ایک ایسے جسم کی تھی جس کے سب عضو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہوں۔ بیدرمان لکھتا ہے "ریاستوں کی کثرت سے خود انتظامی اور معاشی دقتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس پر طرہ یہ تھا کہ جو اضلاع ایک ہی حکومت کے تحت میں تھے وہ بھی اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک دوسرے سے دور تھے اسوجہ سے ان کے انتظامات میں

* Karl Hillebrand,
Lectures on German Thought.

سلہ
یکم و دوم

ہم آہنگی نہ تھی اور تجارتی تعلقات بھی قائم نہ رہ سکتے تھے۔ سلطنت جرمنی کا سرغنہ شہنشاہ تھا اسی کے ہاتھوں میں عاملانہ اقتدارات تھے اور اس کا مستقر وائنا تھا۔ ۱۶۴۸ء[1] سے شہنشاہ کا اقتدار محض برائے نام تھا اور گو خطاب شاہی کی سطوت اب بھی کچھ باقی تھی مگر شہنشاہوں کے آسٹروی رجحانات کی وجہ سے شہنشاہت میں ان کی حیثیت محض نمائشی رہ گئی تھی۔ راٹس بون میں مجلس ڈیٹ منعقد ہوتی تھی جسے وضع قوانین کا اختیار تھا۔ اس مجلس میں تین جماعتیں تھیں ایک الیکٹروں کی، دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کی اور تیسری شہنشاہی شہروں کی۔ الیکٹروں کی جماعت کا صدر مینیز کا اسقف اعظم تھا۔ اس مجلس میں دو اسقف اعظم اور بھی تھے یعنی تریوز اور کولون کے اور ان کے علاوہ ہنیووَر، برانڈین برگ، بوہیمیا، سیکسنی، باویریا اور پیلاٹی نیٹ کے الیکٹر شامل تھے۔ حکمرانوں کی جماعت میں ۳۶ کلیسیہ کے اور ۶۴ غیر مذہبی اراکین اور تیسری جماعت میں ۵۲ شہنشاہی شہروں کے نمائندے تھے۔ ہر دونوں اعلیٰ جماعتوں میں کسی تحریک کے منظور ہونے کے لیئے یہ ضروری تھا کہ جماعت غالب اس کی تائید کرتی لیکن اگر آزاد شہروں کی جماعت کسی تحریک کی مخالفت کرتی تو وہ شہنشاہ کے پاس منظوری کے لیئے پیش نہ ہوسکتی جس تحریک کو شہنشاہ منظور کر لیتا وہ تمام شہنشاہت کے لیئے فیصلۂ قطعی (Conclusum) ہو جاتی۔ اٹھارھویں صدی میں تینوں جماعتوں کے اراکین کی طرف سے نائب آتے تھے مگر چونکہ طبقۂ نائٹ کو حق نیابت نہیں دیا گیا تھا اس لیئے انھوں نے ڈیٹ کے تصفیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے علٰحدہ حلقے بنا کر شہنشاہ سے راست تعلقات قائم کر لیئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ڈیٹ کا کوئی حقیقی اثر نہ تھا اور سوائے اعلان جنگ کے مجلس مذکور کسی اور طریقے سے اپنی قوت کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ بحالت موجودہ اس کی حیثیت مختلف ریاستوں کے سفیروں کی مجلس کی تھی جنکی کارروائیاں وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی تھیں۔ عدالت شہنشاہی کا مستقر ویٹزلار پر تھا جو لان ندی پر واقع ہے۔ اس عدالت کی کمزوری سے جرمنی مشارکت کی کمزوری عیاں تھی حالانکہ اس کے قیام کی غایت یہ تھی کہ اسی کے ذریعے سے جرمنی کے رئیسوں کی باہمی نزاعوں کا تصفیہ ہو جائے لیکن عدالت مذکور میں صرف جزوی معاملات پیش ہوتے اور اہم معاملات کے بزور شمشیر طے پانے کو وہ روک نہ سکتی تھی۔

صفحہ (۱۲)

(۱) دیکھو ضمیمہ ج

علاوہ ازیں اس کے تحت میں کوئی زبردست فوج بھی جس کے ذریعے سے وہ اپنے احکام کی تعمیل کرا سکتی۔ شہنشاہی نظام حکومت اب بھی قائم تھا اور ملک جرمنی دس حلقوں میں منقسم تھا جو فوجی، عدالتی اور مالی انتظامات کے افراد تھے۔ انھیں حلقوں پر شہنشاہی تصفیوں کی تعمیل بھی عائد ہوتی تھی۔ حلقہ ہائے مذکور سیاسی تقسیموں کے مطابق نہ تھے اور بسا اوقات ایک ہی حکمران کے مقبوضات مختلف حلقوں میں ہوتے۔ شہنشاہی فوج مشتمل تھی ان امدادی فوجوں پر جو ان حلقوں سے فراہم ہوتی تھیں اور محض بے مصرف اور ناقابل کار تھیں" نہ صرف ہر رجمنٹ بلکہ ہر کمپنی مختلف ریاستوں کے سپاہیوں پر مشتمل ہوتی بلکہ ہر ایک ریاست کی فوج کی وردی اور ہتھیار مختلف ہوتے۔ بعض ریاستیں تو ایسی تھیں جنکی امدادی فوج کے صرف دو سپاہی شہنشاہی فوج میں شریک ہوتے اور وہ بھی انھیں کی خاص وردی اور ہتھیاروں میں جنکے اخراجات کے وہ خود کفیل تھے"۔ شہنشاہی نظام فوجی ناکام ثابت ہوا اور اس لئے اہل جرمنی اپنے کو بیرونی حملوں سے محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔ علاوہ ازیں مذہبی اختلاف سے بھی آپس میں نفاق بڑھا ہوا تھا۔ ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد سے ہر رئیس اپنی سلطنت میں نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی معاملات میں اپنی مرضی کا مالک تھا اور مذہبی اختلافات بجائے اس کے کہ ۱۶۴۸ء میں انکا تصفیہ ہو جاتا ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئے" اسی کی وجہ سے جرمنی میں اتحاد باہمی کی تمام امیدیں جاتی رہیں اور وہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں جنکی غایت یہ تھی کہ شہنشاہت کی حالت سنبھل جائے اور حملہ آوری یا حفاظت کی اہلیت اس میں پیدا ہو۔ غرض یہ کہ نظام مشارکت جو بڑی محنت سے وجود میں آیا تھا ناکام ثابت ہوا۔ صفحہ (۱۴)
اہل جرمنی کے ایک متحد قوم ہونے کا خیال دلوں سے محو ہو گیا، فرانس نے اسٹراس برگ اور الساس پر قبضہ کر لیا اور قریب تھا کہ لارین پر بھی اس کا قبضہ ہو جائے۔ شہنشاہی فوج نہ تو جرمنی کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھ سکتی تھی نہ اندرونی فسادوں کا انسداد کر سکتی تھی۔

جنگ ہفت سالہ نہ صرف جرمنی کے شیرازۂ قومی کے انحلال کی نشانی تھی بلکہ شہنشاہت مقدسہ روما کے انتہائی انحطاط کی بھی اور اس ابتری کی جو شہنشاہت کے ہر عضو میں سرایت کر گئی تھی۔ اب بہتری کی امید اگر ہو سکتی تھی تو صرف اس صورت میں کہ جرمنی کے صدہا رئیسوں میں کوئی ایسا مرد میدان پیدا ہو جائے جو اپنے ہم قوموں میں جذبۂ اتحاد کو برانگیختہ کر سکے جسکی صلاحیت قدیم روبہ انحطاط نظام سیاسی میں نہ تھی۔

چونکہ جرمنی سے اتحاد قومی مفقود ہو گیا تھا اور حکام کے طرز عمل میں ہم آہنگی بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے چھوٹے موٹے رئیس اپنی ذاتی حفاظت کے لئے آسٹریا یا پرشیا کا دامن پکڑنے لگے ۔

آسٹریا

جرمنی کی ریاستوں میں آسٹریا کو سب پر فوقیت حاصل تھی ۔ البرٹ ثانی کی تخت نشینی ۱۴۳۸ء سے لیکر شہنشاہت خاندان ہیپس برگ میں تھی اس لیئے وائنا نہ صرف آسٹریا کا سب سے بڑا شہر تھا بلکہ شہنشاہت کا بھی دار السلطنت تھا ۔ آسٹریا کے خاندان کے شہنشاہوں نے شہنشاہت کی سطوت و جبروت سے کام لیکر اپنی قوت کو اپنے ذاتی مقبوضات کی توسیع میں صرف کیا تھا جس سے شہنشاہت کے اقتدارات کو نقصان پہنچا ۔ وائنا میں انھوں نے ایک آلک کونسل شہنشاہی مجلس شورائے) قائم کر رکھی تھی جو بالکل آسٹریا کی ایجاد تھی اور جو عدالت (شہنشاہی کے اقتدارات میں اکثر مخل ہوتی تھی ۔ لیکن شہنشاہان مذکور کو مذہب پراٹسٹنٹ کی بیخ کنی اور تمام ملک جرمنی میں حکومت مطلق العنانی کے قیام میں ناکامی ہوئی ۔

ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد سے شہنشاہوں کا رجحان یہ تھا کہ شہنشاہی اغراض سے چشم پوشی کریں اور آسٹریا کے مفاد کا زیادہ خیال رکھیں ۔ چارلس ششم اگر چاہتا تو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے دوران میں الساس اور استراس برگ پر پھر شہنشاہت کا قبضہ بحال کرا دیتا مگر اسے فکر تھی کہ سسلی اور نیپلز پر قبضہ کر کے اپنے اطالوی مقبوضات میں اضافہ کرے اس لئے اس نے یوٹریخٹ میں صلح کرنے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ الساس اور استراس برگ ۱۸۷۰ء تک فرانس کے قبضے میں رہے ۔ علاوہ بریں ۱۷۳۵ء میں چارلس نیپلز کے معاوضے میں ٹسکنی کو حاصل کرنے کے لیئے لارین سے دست کش ہو گیا حالانکہ اس نے مجالس شہنشاہی سے مشورہ تک نہ کیا تھا ۔ جرمنی کے حکمرانوں کو یہ ناگوار تھا کہ کسی طریقہ سے انکے حقوق میں دست اندازی کی جائے اسلیئے سترھویں صدی میں وہ فرانس کو اپنا محافظ خیال کرتے تھے مگر جب لوئی چہاردہم نے استراس برگ اور لگزیم برگ پر زبردستی قبضہ کر لیا، نانتے کے فرمان کو منسوخ کر دیا اور پیلاٹی نیٹ کو تاخت و تاراج کر دیا تو انکی آنکھیں کھلیں اور وہ مجبوراً شہنشاہ کا ساتھ دینے پر مجبور ہوئے لیکن جب جوزیف اول نے حکم شہنشاہی سے کولون اور باویریا کے الیکٹروں کو قانون کی حفاظت سے

صفحہ (۱۴۱)

خارج کرادیا اور اُن کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا (اسی طرزِ عمل کو آئندہ چلکر میریا تھیریسا اور یوسف ثانی نے بھی اختیار کیا) اور اطالیہ میں متعدد علاقوں کو الحاق کرلیا تو اس سے بھی وہ خائف ہوگئے۔ جوزیف کے انتقال کے بعد اس کے جانشین چارلس ششم کو دواماً اپنے بعض اقتدارات سے دست کش ہونا پڑا جس سے شہنشاہ کا اقتدار اور بھی گھٹ گیا اور حکمرانوں کے حقوق اور مراعات کی حفاظت کا انتظام ہوگیا۔ مگر عالم مسیحی کے مغربی حصے میں آسٹریا کا اثر اب بھی بہت کچھ تھا حالانکہ شہنشاہوں نے اپنے بعض اقتدارات سے دواماً دست کشی کرلی تھی اکثر حکمرانوں کا اثر بڑھ رہا تھا، پرشیا، سیکسنی اور ہینوور کے الیکٹر بادشاہ ہو چکے تھے اور باویریا کا طرزِ عمل مشتبہ بلکہ اندیشہ ناک تھا۔ جرمنی سے اسکا تعلق بہت گہرا تھا کیونکہ اس کے حکام شہنشاہ تھے اور نیدرلینڈ اور سوبیا پر قابض ہونے کی وجہ سے اہل جرمنی اسے فرانس کے مقابل اپنا محافظ خیال کرتے تھے۔ جرمنی میں آسٹریا کا تفوق اس وقت تک ضرور برقرار رہتا جب تک کہ ڈیٹ میں کاتھولیکیوں کی تعداد غالب تھی۔

فرمان روایان خاندان ہیپس برگ کی حیثیت یورپ[(۱)] میں بالکل غیر معمولی تھی۔ خاص آسٹریا کے علاوہ انھوں نے اسٹیریا، کارنتھیا، کارنیولا، گورز اور ٹائرل پر قبضہ کرلیا تھا۔ بوہمیا مع اضلاع مورے ویا، سائی لیشیا، اور لاسٹنز ان کے زیر حکومت تھے۔ اور ۱۷۱۸ئہ میں زاتھمار کی صلح کے بعد ہنگری، کروشیا، اور ٹرین سلوے نیا بھی ان کے قبضے میں آگئے۔ یوٹریخٹ کے صلح نامے کی رو سے ان کے اطالوی مقبوضات میں خاصہ اضافہ ہوگیا تھا جن میں اب نیپلز، سارڈی نیا، ٹسکنی کے بندرگاہ اور لمبارڈی کا بیشتر حصہ (زینن تواکی ڈچی اور میلان کی ڈچی کا ایک جزو) شامل تھا۔ ہسپانی نیدرلینڈ بھی ان کو حال ہی میں ملے تھے۔ سوے بیا اور برایس گاؤ میں جو ان کے مقبوضات تھے وہ ان کے خاندان کے قبضے میں عرصے سے تھے۔ سترھویں صدی کے نصف آخر میں خاندان ہیپس برگ کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ آسٹریا کی حکمت عملی یہ تھی کہ ٹرکی کے انحطاط سے نفع اٹھاکر قسطنطنیہ کی طرف بڑھے اور جرمنی کے جنوبی حصے میں اپنے اثر کو مستحکم کرے۔ ۱۷۱۵ئہ میں چارلس ششم نہ صرف شہنشاہ تھا بلکہ بوہیمیا اور ہنگری کا بادشاہ اور آسٹریا کا ڈیوک اعظم تھا۔

صفحہ (۱۵)

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

اس وسیع سلطنت کے انتظامات کے انصرام کے لیئے خاندان ہیس برگ کے لائق ترین حکمران نے اپنی پوری لیاقت صرف کردی۔ ان کی رعایا میں مختلف اقوام تھیں مثلاً بیلجی، اطالوی، جرمن، زیخ، مگیار، متعدد سلاد اقوام وغیرہ۔ علاوہ ازیں سلطنت کا کوئی قدرتی مرکز نہ تھا اکثر اضلاع منتشر اور دور دراز تھے۔ بخصوصاً آسٹروی نیدرلینڈ تو گویا ایک دور افتادہ نو آبادی تھی۔ اس قسم کی منتشر آبادیوں کو ایک مرکزی مملکت میں متبدل کرنا دشوار تھا اور انکو ایک ہی مشارکت میں شریک کرنے میں بھی دقتیں تھیں[1]۔ پرشیا بھی منتشر اضلاع پر مشتمل تھا جو چارلس ششم کے موروثی مقبوضات سے بھی زیادہ ایک دوسرے سے دور تھے مغرب میں فریڈرک ولیم اول کے قبضے میں کلیوز، مارک اور راوینس برگ، تھے، مشرق

پرشیا

میں پرشیا جو الیکٹر کی حکومت میں ۱۶۱۸ء میں ملحق ہوا تھا۔ وسط میں بران ڈین برگ کا ضلع الیکٹری تھا جو کورمارک، اور نیومارک، کے اضلاع پر مشتمل تھا۔ شاہان پرشیا کے ان مقبوضات میں، پومی رانیا بعیدہ، ہالبرسٹاٹ اور منڈن ۱۶۴۸ء میں شامل ہوگئے۔ میگ ڈی برگ ۱۶۸۰ء میں اور گویلڈرس ۱۷۱۳ء میں۔ اس صدی میں شاہان پرشیا کا مقصد ہمیشہ یہ تھا کہ ان منتشر مقبوضات کو متحد کردیں۔ مگر بران ڈین برگ اور کلیوز کے درمیان ہینوور تھا۔ بران ڈین برگ اور پرشیا کے درمیان پولینڈ گھس آیا تھا، اور شمال میں پومی رانیا کے بیشتر حصے پر سویڈن کا قبضہ ہونے سے اکثر اندیشہ رہا کرتا تھا۔ اس لئے شاہان پرشیا[1] کو اب یہ خیال لگا رہتا تھا کہ کسی صورت سے جولیخ اور برگ پر قبضہ کرکے اپنی مقبوضات کو رائن ندی کی طرف بڑھائیں، پومی رانیا سے اہل سویڈن کو نکال باہر کریں اور پولینڈ کی قطع و برید کرکے بران ڈین برگ اور پرشیا کی حدود کو ملادیں۔

صفحہ (۱۶)

فریڈرک ولیم اول اور اس کے جانشین فریڈرک اعظم کی طویل عہدہائے حکومت کے نتائج یہ تھے کہ مقبوضات میں توسیع ہوئی، مرکزی حکومت وجود میں آئی اور مقبوضات سابقہ پر ان کا قبضہ مستحکم ہوگیا۔ "پرشیا کی اس ترقی میں فریڈرک ولیم کا بہت کچھ حصہ ہے

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

(۲) دیکھو ضمیمہ ب

اور اسی کی کوششوں سے ایک مرکزی نظام انتظامی قائم ہوگیا جو ٹل رسٹ کے صلح نامہ تک برقرار رہا۔ مساعی مذکور کی وجہ سے پرشیا باوجود اپنے اضلاع کے منتشر ہونے کے رفتہ رفتہ متحد ہوگیا اور ایک زبردست قوت پیدا کرلی جو آسٹریا کو کبھی نصیب نہ ہوئی اور جنگ ہفت سالہ کے بعد آسٹریا کا ہمسر اور بلحاظ قوت اس کا ہم پلہ تسلیم کیا جانے لگا۔ جرمنی کی اس چھوٹی سی ریاست (پرشیا) کا ترقی کر کے سربرآوردہ یورپی سلطنتوں کے زمرہ میں شامل ہوجانا سخت حیرت انگیز تھا۔ اس کے اسباب یہ تھے اولاً پرشیا جرمنی کی پراٹسٹنٹ ریاستوں کا سرغنہ خیال کیا جاتا تھا، ثانیاً شاہان پرشیا کا ایک زبردست فوج تیار کرلینا اور ثالثاً پرشیا کی فتوحات سے جذبۂ قومی کا برانگیختہ ہوجانا۔ "جرمنی کے جدید تمدن کے دو سرچشمہ حیات تھے، ایک تو پرشیا کی سلطنت اور دوسرا پراٹسٹنٹ مذہب" فریڈرک اعظم نے اپنی قوم میں وہ جذبات پیدا کردیئے جنھیں ہر قوم اپنے لئے باعث فخر خیال کرتی ہے یعنی شجاعت قوم پرستی اور مذہبی آزادی کی خواہش جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پرشیا جرمنی قوم کا مسلم نمایندہ ہوگیا۔ پرشیا اور آسٹریا میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونے والی تھی۔ شہزادۂ یوجین اسے پہلے ہی سے تاڑ گیا تھا اسی لئے ۱۷۱۵ء سے ۱۷۴۰ء تک پرشیا اور آسٹریا کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی۔ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۳ء تک جرمنی سے آسٹریا کے تفوق کو دفع کرنے کی پیہم کوششیں ہوتی رہیں اور جنگ ہفت سالہ کے بعد پرشیا، آسٹریا کا ہمسر اور خاندان ہیپس برگ کے مقابلے میں جرمنی ریاستوں کا محافظ تسلیم کرلیا گیا۔

صفحہ (۱۷)

باویریا

باویریا پر خاندان وٹیلس باخ کی ایک شاخ حکمراں تھی اور ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں وہاں کے ڈیوک نے فرانس کا ساتھ دیا تھا۔ فروری ۱۷۴۱ء میں فرانس اور باویریا کے درمیان ایک گہرا اتحاد ہوگیا جس کی رو سے فرانس آمادہ ہوگیا کہ اگر (باویریا کا) الیکٹر خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات پر دعویٰ کرے یا شہنشاہی کا جانشین ہونا چاہے تو اس کی تائید کی جائے گی۔ اسی سال مارچ میں فرانس نے راسٹاٹ کی مصالحت میں شہنشاہ کو مجبور کیا کہ الیکٹر کو اپنی سلطنت پر بحال کردے جہاں سے وہ بلینہیم کی لڑائی کے بعد نکال دیا گیا تھا۔ خاندان ہیپس برگ سے باویریا کے تعلقات کبھی خوشگوار نہ تھے جنگ سی سالہ میں بھی گو وہاں کا الیکٹر شہنشاہ

کی طرف سے لڑا تھا مگر دراصل اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اس نے شہنشاہ کا ساتھ دیا تھا۔ اس کا جانشین عرصہ تک اس تشویش میں تھا کہ شہنشاہ سے توسل پیدا کرے یا لوئی چہاردہم سے۔ مگر بالآخر ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے آغاز میں وہ لوئی کا شریک ہو گیا اور باویریا فرانس کا طرفدار رہا یہاں تک کہ الیکٹر (باویریا) اور شاہ (فرانس) کا طرز عمل کامیاب ثابت ہوا اور چارلس البرٹ ۱۷۴۲ء میں چارلس ہفتم کے لقب سے شہنشاہ ہو گیا۔ اس نے تصفیۂ معاملات آسٹریا[1] کو تسلیم کرنے سے ہمیشہ انکار کیا تھا کیونکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میری شادی چارلس ششم کی ایک بھتیجی سے ہوئی ہے لہذا مجھے اور سیکسنی کے الیکٹر کو آسٹریا کی میراث سے حصہ ملنا چاہیئے۔

پلاٹینیٹ

نشیبی پلاٹینیٹ جسکا مستقر ہیڈل برگ تھا خاندان وٹیلس باخ کی ایک دوسری شاخ کے قبضہ میں تھا اور وہاں کے الیکٹر کو ویسٹ فالیا کے صلح نامے کی رو سے اسکے مقبوضات کا بیشتر حصہ واپس ملگیا تھا۔ خاندان کی حکمران شاخ کے معدوم ہو جانے کی وجہ سے لوئی چہاردہم نے نشیبی پلاٹینیٹ پر اپنی بہو ڈچیس آف آرلینس کی طرف سے دعویٰ کیا مگر ۱۷۰۲ء میں یہ معاملہ بالآخر ثالثی سے طے ہو گیا اور الیکٹر جان ولیم نے تین لاکھ کراؤن ڈچیس کو دیدیئے۔ راس ٹاٹ کے صلح نامہ کی رو سے اسے مجبوراً آبائی پلاٹینیٹ سے دست بردار ہونا پڑا جو ۱۷۰۸ء میں اس کے حوالے کیا گیا تھا جب کہ باویریا شہنشاہت کی حفاظت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد پلاٹینیٹ کا الیکٹر چارلس فلپ اس شش و پنج میں تھا کہ فرانس کا ساتھ دے یا آسٹریا کا اپنے مقبوضات میں اس نے پراٹسٹنٹ لوگوں پر کچھ مظالم کیئے تھے جس پر چارلس ششم نے

(۱) انگریزی میں اسے اصطلاحاً Pragmatic Sanction (تصفیۂ امور سلطنت) کہتے ہیں اور اس سے اس فرمان شہنشاہی سے مراد ہے جس کی رو سے ۱۷۲۴ء میں چارلس ششم (شہنشاہ جرمنی) نے اپنی بیٹی میریا تھیریسا کو اپنے آسٹروی مقبوضات کا وارث قرار دیا تھا اور اپنے داماد کو شہنشاہت میں اپنا جانشین کرنا چاہا تھا۔ جرمنی کی قریب قریب تمام سلطنتوں اور یورپ کے اکثر دول نے اس تصفیہ کو تسلیم کر لیا تھا مگر بالآخر سب کی نیت بدل گئی اور جنگ جانشینی آسٹریا شروع ہو گئی۔ مترجم

اس کی چشم نمائی کی اس سے وہ بگڑ گیا اور باویریا کے الیکٹر سے اختلاط پیدا کرنے لگا۔ ۱۷۲۴ء میں اسکے ساتھ ایک قسم کا خاندانی اتحاد قائم کر لیا جو فرانس کو بھی پسند تھا۔ ۱۷۲۶ء میں اس کی امداد حاصل کرنے کے لئے شہنشاہ نے برگ اور جولخ کے اضلاع کی جانشینی کے لئے اس کے خاندان کی شاخ سولز باخ کو نامزد کرنے کا وعدہ کیا جو نیشیبی پلاٹینٹ کے وارث ہونے والے تھے۔ مگر اسی وقت شہنشاہ نے یہی وعدہ شاہ پرشیا سے بھی کیا۔ شہنشاہ کی یہ دو رخی چال الیکٹر کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ ۱۷۳۲ء میں اس نے "تصفیہ معاملات آسٹریا" کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں وہ غیر جانب دار رہا اور اس کے انتقال (۱۷۴۳ء) کے بعد سولز باخ کا چارلس تھیوڈو۔ اسکا جانشین ہوا جس نے فرانس سے اتحاد پیدا کر لیا۔

ہینوور

ہینوور ایک پراٹسٹنٹ ریاست تھی جس کا حکمران حال ہی میں الیکٹر تسلیم کیا گیا تھا اور چند روز کے بعد انگلستان کا بادشاہ ہو گیا جسکی وجہ سے اس ریاست کو یورپ میں رسوخ حاصل ہو گیا۔ آسٹریا سے اس ریاست کے گہرے تعلقات تھے اور الیکٹر بنائے جانے کے لئے اس نے آسٹریا سے کچھ معاہدہ بھی کیا تھا۔ جارج دوم نے آسٹریا کی جنگ جانشینی میں میریا تھیریسا کی تائید کی تھی مگر جرمنی کے معاملات میں اس کا طرز عمل بھی وہی تھا جو وہاں کے دوسرے حکمرانوں کا تھا اور چارلس ہفتم (شاہ باویریا) کے شہنشاہ ہو جانے کے وہ خلاف نہ تھا۔ برخلاف اسکے پرشیا کے بادشاہوں سے جارج اول و جارج دوم کے تعلقات کبھی دوستانہ نہ تھے گو یہ دونوں خاندان ہم مذہب (پراٹسٹنٹ) تھے اور آپس میں رشتہ داری بھی تھی مگر جنگ ہفت سالہ کے دوران میں سیاسی مصالح سے مجبور ہو کر جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں ایک گہرا اتحاد پیدا ہو گیا۔

سیکسنی

سیکسنی کو خاص اہمیت اس لئے حاصل ہو گئی تھی کہ پولینڈ سے اسے گہرا تعلق تھا۔ اس ریاست کا الیکٹر آگسٹس دوم پولینڈ کا منتخب شدہ بادشاہ بھی تھا۔ اس کے بیٹے (آگسٹس سوم) کی شادی میریا یوسفہ سے ہوئی تھی جو شہنشاہ یوسف اول کی بیٹی تھی اور گو وہ حقوق وراثت سے دست کش ہو گئی تھی مگر چارلس ششم کے مرنے کے بعد اس نے آسٹریا کی میراث میں اپنے حصے کا دعویٰ کیا۔

سیکسنی کو پولینڈ سے جو تعلق تھا اس کی وجہ سے وہاں کے الیکٹر کو یورپ میں خاص شہرت حاصل تھی۔ پولینڈ میں صدیوں سے ایک لامرکزی حکومت قائم تھی حالانکہ یہ ملک یورپ کے وسط میں تھا جہاں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ پولینڈ کا دستور گو برائے نام شاہی تھا مگر دراصل جمہوری تھا۔ بادشاہوں کا انتخاب عمل میں آتا تھا اور انھیں ایک معاہدے کو تسلیم کرنا پڑتا تھا جو (Pacta Conventa) میثاق اتحاد کے نام سے موسوم تھا اور جسکے شرائط کی پابندی کا بادشاہوں کو حلف اٹھانا پڑتا تھا۔ بادشاہ مجلس قومی کی صدارت کرتے اور اگر چاہتے تو فوج کی سپہ سالاری بھی کرسکتے تھے۔ سینٹ جو حقیقی عاملانہ جماعت تھی بالکل بادشاہ کے قابو میں نہ تھی لیکن ڈیٹ کی اس پر پوری نگرانی تھی۔ ڈیٹ میں زمانہ سابق میں تمام بالغ امرا شامل تھے مگر یہ مجلس اب چار سو نائبوں پر مشتمل تھی جنھیں مجالس اضلاع منتخب کرتیں اور جنھیں ڈیٹ میں اپنے طرز عمل کے متعلق پوری ہدایتیں دیجاتیں۔ ڈیٹ کی ہر قرارداد کے لیئے جملہ اراکین کا متفق الرائے ہونا ضروری تھا۔ اس لیئے اگر ایک نائب بھی چاہتا تو مخالف رائے دیکر کارروائی کو بند کرا سکتا تھا اس لئے جب مخالف رائیں دینے یا کسی دوسری رکاوٹ کی وجہ سے نظام حکومت میں سخت مداخلت ہوتی تو ایک مجلس مشارکت (Confederation) منعقد کی جاتی۔ یہ ایک غیر معمولی مجلس تھی جس میں رائے مخالف (ویٹو) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس لیئے (Liberum veto) آزادی اختلاف رائے مشارکت خانگی اور میثاق اتحاد (Pacta Conventa) کے وجود سے پولینڈ کا دستور لامرکزیت پر مبنی تھا گو اس کا ایک نظام بھی تھا۔ جماعتوں اور فرقوں کے مناقشوں سے بادشاہوں کی قوت بھی زائل ہوگئی تھی۔

اٹھارھویں صدی میں یورپ کی توجہ زیادہ تر پولینڈ کی طرف تھی جس طرح کہ سترھویں صدی میں ہسپانیہ پر تمام دول یورپ کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ لوئی چہاردہم کی طویل العہد حکومت میں عالم مسیحی کے بادشاہوں کے دماغوں میں شہنشاہت ہسپانی کی تقسیم کا خیال اکثر آیا کرتا تھا۔ اسی طرح پولینڈ کی تقسیم کا مسئلہ اٹھارھویں صدی کے اوائل ہی میں یورپ کے اکثر ممالک میں نہایت ہی اہم ہوگیا تھا۔ پولینڈ یورپ کے وسط میں واقع تھا اور اس کا رقبہ فرانس سے زیادہ تھا۔ اس کے باشندے قریب قریب

تمام سپاہی منش تھے۔ پرشیا اور آسٹریا اور روس کے درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے پولینڈ ان تینوں دول کی رقابت کا مرکز بن گیا تھا اور اس رقابت میں ایک پیچیدگی اسوجہ سے بھی پڑ گئی تھی کہ فرانس کا پولینڈ کے معاملات میں ہمیشہ دل لگا رہتا تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی سے اور اس سفارتی جد و جہد سے جو جنگ ہفت سالہ کے قبل کے چند سال تک پولینڈ میں جاری تھی اور ۱۷۶۴ء سے ۱۷۷۰ء تک کے مشرقی یورپ کے تاریخی واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ پولینڈ کے دستور میں کیا کیا اندرونی اسقام تھے اور وجوہ متذکرۂ بالا ہی نے یورپ پر روشن کر دیا کہ سیاسیات میں پولینڈ کی کیا اہمیت ہے اور روس کس طور پر اسکی آزادی کے درپے ہے اور یہ کہ فرانس اپنے بیجا دعوے کو تسلیم نہیں کرا سکتا۔

اطالیہ

اطالیہ میں آسٹریا کے وسیع مقبوضات تھے یوٹریخٹ کے صلح نامے سے جزیرہ نمائے مذکور میں ہسپانیہ اور فرانس کا اثر عارضی طور پر زائل ہو گیا تھا کیونکہ نیپلز، سارڈینیا، اضلاع میلان، مینٹوا، اور ٹسکنی کے اضلاع آسٹریا کے قبضے میں آ گئے تھے اطالیہ کو اب اگر کوئی امید تھی تو صرف سوائے کے خاندان سے جس کے قدم پیڈمنٹ میں خوب جم گئے تھے اور جس کا سسلی پر بھی قبضہ تھا وہ وقت بھی قریب تھا کہ اضلاع میلان پر بھی اس عیار خاندان کا رفتہ رفتہ قبضہ ہو جائے ۱۷۱۵ء میں شمالی اطالیہ کے مختلف حصص پر سوائے، آسٹریا، وینس اور جنیوا کی جمہوریہ کا قبضہ تھا۔ وسط میں اضلاع ذیل تھے، موڈینا جس پر خاندان ایسٹی حکمران تھا، ٹسکنی جہاں خاندان میڈیچی حکمران تھا، پارما اور پیاسین زا جو خاندان فارنیس کے تحت میں تھے ٹسکنی کے اضلاع جو آسٹریا کے قبضہ میں تھے۔ پاپائے روما کے مقبوضات اور جمہوریہ لیوکا۔ جنوب میں نیپلز پر آسٹریا کا قبضہ تھا اور سسلی پر چند روز کے لئے سوائے کے خاندان کا۔ ہسپانیہ فی الوقت اطالیہ سے خارج ہو چکا تھا مگر اس ملک میں اپنا اثر دوبارہ قائم کرنے کے لئے موقعہ کا منتظر تھا۔

ہسپانیہ اور پرتگال

ہسپانیہ نے بجائے اس کے کہ اپنی شکست کو تسلیم کر لیتا اور بعد پرتگال وینس اور ہالینڈ ایسی گئی گزری سلطنتوں میں اپنا شمار کرانے لگتا، خلاف امید ہمت دکھائی جس سے تمام یورپ کو سخت تعجب ہوا اور یورپ کی سربرآوردہ

قوموں میں اپنی سابقہ ممتاز حیثیت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیئے اس نے مردانہ وار کارروائی شروع کردی ہسپانیہ کے قبضے سے اطالیہ کے دور افتادہ مقبوضات اور ہسپانی نیدرلینڈ کا نکل جانا دراصل اس کے لیئے نہایت مفید ثابت ہوا کیونکہ مقبوضات مذکورپر اس کا صرف کثیر ہوتا تھا اور انکی حفاظت میں اسکا جان و مال اکثر ضائع ہوتا تھا۔ فلپ پنجم کے تخت نشین ہونے کے بعد بہت سی ضروری اصلاحیں ہوئیں جن کے عمل میں لانے والے غیر ملکی مدبر تھے جن کا قریب ستر سال تک ہسپانیہ کے احیاء میں بہت کچھ حصہ ہے۔ مدبرین مذکور کے حسن تدبیر سے انتظام مملکت میں فرانسیسی طریقوں اور تخیلات کو جاری کیا گیا۔ خاندان ہیپس برگ کی دقیانوسی حکمت عملی کو خیر باد کہا گیا، حکومت میں مرکزیت اور باقاعدگی پیدا ہوگئی، صوبجات کے درمیان میں تجارت کی آزادی میں جو رکاوٹیں تھیں دفع کردی گئیں، فوج کی فرانسیسی فوج کے نمونہ پر ازسرنو تنظیم ہوئی اور پادریوں کے خاص حقوق بھی لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔ جن وزرا کی حسن تدبیر سے ہسپانیہ کا احیاء عمل میں آیا، ان میں البیرونی اطالوی تھا، رپیرڈا ہالینڈ کا باشندہ تھا، پاتی نیو کا خاندان گو ہسپانی الاصل تھا مگر عرصہ سے میلان میں آباد تھا، اسکوی لاچی جو چارلس سوم کی حکومت کے ابتدائی عہد میں چند سال وزیر مالیہ تھا اطالوی تھا۔

۱۷۱۳ء سے ہسپانیہ اور فرانس کے باہمی تعلقات میں بھی اصلاح ہونے لگی جب تک کہ ہسپانیہ کا قبضہ نیدرلینڈ پر تھا دونوں میں اکثر بدمزگی پیدا ہو جایا کرتی تھی فلپ والوا کے زمانے سے فرانس کی یہ خواہش تھی کہ فلینڈرس کی طرف اپنی سرحد کو بڑھائے اور سترھویں صدی کے وسط میں لوئی چہاردہم فرانس کی سرحد کو رائن اور شیلٹ تک بڑھانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا۔ لیکن ۱۷۱۳ء کے بعد سے نیدرلینڈ کے متعلق فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی نزاع باقی نہ رہی۔ ہسپانیہ کے قبضے سے فلینڈرس (نیدرلینڈ) کے نکل جانے سے کئی فائدے ہوئے اولاً ہسپانیہ کی قوت یکجا ہوگئی ثانیاً فرانس سے خوشگوار تعلقات کے قائم ہونے میں جو رکاوٹ تھی وہ دفع ہوگئی اور رفتہ رفتہ دونوں سلطنتوں میں ربط و اتحاد پیدا ہوگیا جسکی وجہ سے پیری نیز کی حد فاصل محض خیالی رہگئی۔ خاندان اورلین اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کے درمیان خاندانی رقابتوں کا خاتمہ ہوگیا اور چونکہ ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان نہ تو یورپ میں کسی قسم کے جھگڑے تھے اور نہ نو آبادیوں

کے متعلق کوئی رقابت بھی اس لئے دونوں میں فطرتاً اتحاد ہوگیا جس کی وجہ سے انھیں موقعہ ملگیا کہ نو آبادیوں میں انگلستان کی جابرانہ کارروائیوں اور اسکے بحری تفوق کا مقابلہ کریں ۱۷۱۳ء سے ۱۷۳۳ء تک ہسپانیہ اور فرانس کے دوستانہ تعلقات میں کبھی کبھی فلپ پنجم کی اولو العزمیوں اور ایلیزابیتھ فارنیس کی بے صبری سے فرق آجایا کرتا تھا مگر ۱۷۳۳ء کے بعد دونوں ممالک کے مدبرین نے باہمی اتفاق کی ضرورت کو خوب محسوس کرلیا تھا۔

ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان میں مخالفت کا سلسلہ ۱۷۱۳ء میں منقطع ہوچکا تھا۔ پرتگال میں جان پنجم کے زیر حکومت کئی سال تک بالکل امن تھا۔ اس زمانہ میں پرتگال انگریزوں کے زیر حمایت تھا مگر اسکی بحری اور بری فوج اور انتظام ملکی کی حالت نہایت ابتر ہوگئی تھی ۱۷۵۰ء میں یوسف اول کی تخت نشینی کے بعد پومبال کی جانفشانی اور رقابت سے پرتگال پھر اس خواب غفلت سے چونکا اور اس کی تاریخ کا ایک عہد زرین شروع ہوا۔

شمالی یورپ

یوٹریخٹ کے صلح نامے سے شمالی یورپ میں سکون نہ ہوا۔ نواح مذکور میں سویڈن حالت جانکنی میں تھا اور ۱۷۲۱ء میں جاکر نسٹاڈ کے صلح نامے سے شمال میں امن وامان ہوا جسکی وجہ سے ایک عہد ختم ہوا اور دوسرا شروع ہوا۔ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن کی حکومت ایک عدیدیہ کے ہاتھوں میں آگئی، پرشیا کے عروج سے اندیشہ ہوگیا کہ جرمنی میں سویڈن کے مقبوضات کی خیر نہیں۔ سویڈن اب ایک تیسرے درجے کی سلطنت رہگئی تھی اور اس کی جگہ روس کی سلاو ریاست نے لی تھی۔ روس میں بھی خاندان واسا کے بادشاہوں کی طرح یکے بعد دیگرے کئی نہایت ہی لائق بادشاہ ہوتے تھے اور علاوہ ازیں اس کے ذرائع نہایت وسیع تھے اور ہر طرف اسے توسیع اور ترقی کا موقعہ تھا جو سویڈن کو حاصل نہ تھا۔

پیٹر اعظم کے عہد حکومت میں جو ۱۶۸۲ء میں تخت نشین ہوا روس نے تہذیب و تمدن میں بے انتہا ترقی کی اور اس کے اندرونی طرز حکومت اور اداروں میں ایک انقلاب ہوگیا ماسکو کے بجائے سینٹ پیٹرز برگ دارالسلطنت ہوگیا، مغربی خیالات اور عادات کا رواج ہوگیا اور امرا کا زور بھی ٹوٹ گیا۔ فوج کی غیر ملکی افسروں کے زیر نگرانی یورپ کے طریقہ پر تہذیب ہونے لگی اور وہ بالکل زار کے زیر نگرانی آگئی۔ کلیسیا کا بھی یہی حال ہوا۔

اندرون ملک میں زار کی مطلق العنان حکومت کے استحکام کے ساتھ ہی ساتھ خارجی طرز عمل میں بھی انقلاب ہوگیا۔ پیٹر تاڑ گیا تھا کہ تجارت کے میدان میں قدم رکھنے کے لئے روس کے لئے ضروری تھا کہ بحیرۂ بالٹک اور بحیرۂ اسود کے سواحل پر قدم جمائے۔ ۲۳ رفتہ رفتہ اس کا حوصلہ بڑھتا گیا اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ پولینڈ میں دخل حاصل کرکے روس کی سرحدوں کو وسعت دے۔

۱۷۰۹ء میں پل ٹوا کی جنگ میں سویڈن کو شکست ہوئی جس کی وجہ سے بحیرۂ بالٹک میں اس نے ایک سو سال سے تفوق حاصل کرنے کی جو پیہم کوشش کی تھی رائگاں گئی اور چارلس دہم اور گسٹاوس اڈالفس نے جو کچھ کیا دھرا تھا سب بیکار ثابت ہوا۔ گیارہ سال کے بعد جو زیادہ تر چارلس دوازدہم کی بے سود جد وجہد میں گزرے نسٹاڈ کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے بجائے سویڈن کے روس بالٹک اور شمالی یورپ میں سربرآوردہ تسلیم کرلیا گیا۔

ترکوں کے مقابلہ میں پیٹر اعظم کو اس قدر کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۶۹۶ء میں آزوف (کریمیا) پر قبضہ کرکے روس جنوبی مشرقی یورپ کے سیاسیات میں دخیل ہوگیا۔

مسئلہ مشرقی

یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا دور شروع ہوا جب کہ ۱۶۹۹ء میں کارلووٹز کے صلح نامے کی رو سے ٹرکی کے بعض مقبوضات روس اور آسٹریا کے قبضے میں آگئے۔ ۱۷۱۱ء میں پرتھ پر روسیوں نے جو صلح دب کر کرلی اس وجہ سے جنوب کی طرف انکی پیش قدمی عارضی طور پر رک گئی مگر اس وقت سے روس اور ٹرکی کا مقابلہ شروع ہوگیا تھا۔ اٹھارھویں صدی میں ٹرکی کے انحطاط کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے نئے مسائل زیر بحث ہوگئے تھے اور نئی نئی پیچیدگیاں پیدا ہورہی تھیں۔ روس بحیرۂ اسود پر قدم جمانے کی فکر میں تھا اور آسٹریا اسی زمانے میں ڈینیوب کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں ممالک کی پیش قدمی اور انکی متحد کارروائیوں سے بالآخر فرانس کو سخت اندیشہ ہوگیا۔ دوبلوا سے ورژان تک فرانس کے مدبروں کو ان جدید تحریکوں کا پورا احساس تھا اور وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ ٹرکی کی مشارکت سے زبردست کارروائی کریں یا روس سے اتحاد کرکے ترکوں کی مدد کریں۔ ۱۷۷۴ء میں کینارجی کا صلح نامہ مرتب ہوا جس سے مشرقی مسئلے کا ایک نیا دور شروع

ہوتا ہے۔ روس کے مقاصد اب بالکل عیاں تھے اور دس سال کے بعد انگلستان کو بھی روسیوں کے مقاصد کا احساس ہوگیا اور سلطنت عثمانی کے زوال سے جو نتائج پیدا ہوئے اس سے انگریز ہراساں ہو گئے۔ یورپ کو اب مجبوراً مشرقی مسئلے میں دلچسپی پیدا ہوگئی اور یہ تصفیہ کرنا پڑا کہ ترکوں کا یورپ میں رہنا مقابلتہً روس کی روز افزوں وسعت سے مُضِر ہے یا نہیں۔

۲۴

واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ شمالی اور مشرقی اور جنوبی مشرقی یورپ کی تاریخ اٹھارھویں صدی میں نہایت اہم ہے اور یورپ کے حصص مذکور کی قوموں کے عروج و زوال سے توازن قوت پر نہایت دور رس اثر تھا۔

سترھویں صدی میں ٹرکی پولینڈ اور سویڈن کا دور دورہ تھا مگر ان کے انحطاط سے کم تر درجہ کی قوموں کو ترقی کرنے کا موقع ملا جن کے قدرتی ذرائع خاطر خواہ تھے یا جن کا طرز حکومت ایک ایسے عہد کے مناسب حال تھا جس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بڑی مملکتوں کو فروغ حاصل ہوا اور نیک اندیش خود سر حکومتیں قائم ہوئیں۔

اٹھارھویں صدی میں شمالی اور مشرقی یورپ کی تاریخ میں دو امر نمایاں ہیں یعنی روس اور پرشیا کا عروج ۱۷۲۱ء میں نس ٹاڈ کے صلح نامے سے روس بحیرۂ بالٹک کی سلطنتوں میں سب سے زیادہ سر برآوردہ ہوگیا اور سویڈن کی آزادی ہمیشہ کے لیئے معرض خطر میں پڑ گئی۔ کارلووٹز کے صلح نامے (۱۶۹۹ء) اور پرتھ کی معرکہ آرائی (۱۷۱۱ء) سے مسئلہ مشرقی وجود میں آیا اور ۱۷۳۳ء میں پولینڈ کی جنگ جانشینی کے چھڑ جانے سے پولینڈ کی تقسیم کا خیال مدبروں کے دماغوں میں گونجنے لگا۔

دسمبر ۱۷۱۵ء میں چارلس دوازدہم سولہ سال تک غائب رہنے کے بعد اسٹاک ہوم کو واپس آیا اور سویڈن اور مشارکت شمالی میں آخری جد و جہد شروع ہوئی۔ مشارکت مذکور کا سر برآوردہ رکن روس تھا۔

سویڈن اور فرانس ۱۷۱۵ء میں

۱۷۱۵ء میں فرانس اور اس کے ہمسایوں میں صلح تھی مگر مذہبی اختلافات سے نفاق بڑھا ہوا تھا اور اس کے صوبوں میں افلاس کے قدم ہمیشہ کے لیئے جم گئے تھے۔ یوٹریخٹ کے صلحنامے سے اس کی سرحدیں مستحکم ہو گئی تھیں اور اسے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا تھا۔ فن جنگ کو فرانس میں بعید ترقی ہوئی تھی اور اس کے سفیر تمام یورپ میں بہترین خیال کیئے جاتے تھے

شہنشاہیت سے اس نے ہسپانیہ سے جدا کر دیا تھا اور اپنی سرحدوں کو بہت وسیع کر دیا تھا، اسٹراس برگ اور الساس پر اب بھی اس کا قبضہ تھا۔ اپنے نامزد کردہ امیدوار کو اس نے ہسپانیہ میں تخت نشین کرا دیا تھا اور جنگ حالیہ کے بعد بھی اس کی شہرت قائم تھی اور دوسرے ممالک اس سے اتحاد پیدا کرنے کے خواہش مند تھے۔ اہل فرانس میں نو آبادیوں کے قائم کرنے کی اہلیت نہ تھی اور اندرونی نفاق بڑھا ہوا تھا مگر شیرازۂ قومی متحد تھا اور اسکے ذرائع ایک مرکزی قوت کے قبضے میں تھے جسکی وجہ سے جنگ ہفت سالہ کے اختتام تک یورپ میں اس کا بحد اثر تھا اور بعض وقت عالم گیر حکومت قائم کرنے میں اسے جو ظاہری کامیابیاں ہوئی تھیں انکی وجہ سے دوسروں کو سخت اندیشہ رہا کرتا تھا۔

باب دوم

البیرونی اور ددبوا

۱۷۱۵ء تا ۱۷۲۳ء

فرانس میں لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد اورلیان کے ڈیوک کا نائب السلطنت ہونا۔ مذہبی اختلافات۔ اندرونی معاملات میں ردعمل۔ پیرس کا پارلیمان۔ جسوٹ اور جانسینی فریقوں کی باہمی نزاعیں۔ جان لا اور مالیات۔ اسکے معاشی خیالات مسی سپی کی تجویز۔ اندرونی معاملات میں ردعمل کا اختتام۔ ددبوا اور فرانس کی خارجی حکمت عملی۔ چارلس ششم اور ہسپانیہ۔ البیرونی کی اصلاحیں۔ البیرونی کی خارجی حکمت عملی۔ جارج اوّل۔ ہینوور۔ صلح نامہ ویسٹ منسٹر اور اتحاد ثلاثہ۔ جارج اول کی حکمت عملی۔ ڈیو بوا ہیگ اور ہینوور میں جنگ شمالی۔ اتحاد ثلاثہ سارڈینیا پر یورش۔ یورش کا حق بجانب ہونا۔ ددبوا کی کامیابی۔ البیرونی کی مشکلیں۔ اتحاد اربعہ۔ البیرونی کا زوال۔ ہسپانیہ اتحاد اربعہ میں شریک ہوتا ہے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں میں مناکحت کے تعلقات۔ چارلس دوازدہم اور اس کے دشمن۔ پیٹر اعظم اور اتحاد شمالی پیٹر کا ورود پیرس میں۔ آلینڈ کی مجلس شوریٰ۔ چارلس دوازدہم کا انتقال سویڈن میں انقلاب۔ سویڈن اور ارکان اتحاد شمالی کے درمیان صلحناموں کا مرتب ہونا۔ صلح نامہ نس ٹاڈ۔ اسٹین ہوپ اور ددبوا کی حکمت عملی کی کامیابی البیرونی اور گوارٹز اور ددبوا۔

لوئی چہار دہم کا انتقال ایک اہم واقعہ تھا جس کا اثر نہ صرف فرانس پر پڑا بلکہ یورپ پر بھی۔ لوئی پانزدہم کی بھی زیست کی امید نہ تھی اسلیئے فرانس اور ہسپانیہ کے تعلقات فوراً متغیر ہو گئے فلپ پنجم فرانس کے تخت وتاج کی فکر میں تھا اور اورلیان سے اسے سخت نفرت تھی جس کا وہ علانیہ اظہار کرتا تھا لیکن ہسپانیہ کسی مخالفانہ کارروائی کے آغاز کیلئے آمادہ نہ تھا اسلیئے اورلیان کو موقعہ ملگیا کہ فرانس کی حکومت کو ایسے اصول پر چلائے جو لوئی چہار دہم کے اصول کے بالکل متغائر تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد فرانس بالکل خستہ حال ہو گیا تھا مگر اس کے مقبوضات کوئی اس کے قبضہ سے نہ نکلے تھے۔ اسے اگر ضرورت تھی تو صرف امن وامان کی اور اہل ملک کی یہ بھی خواہش تھی کہ طریقۂ حکومت میں تغیر ہو۔ اورلیان نے نائب السلطنت ہو کر ان دونوں خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

۲۷

ڈیوک اورلیان لوئی چہار دہم کا بھتیجا اور اراکین خاندان شاہی میں سب سے بڑا تھا۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی سے فرانس کی سیاسیات میں اسے بہت دخل ہو گیا تھا اور اس پر الزام لگایا جاتا تھا کہ اس نے برگنڈی، بیری اور برٹینی کے ڈیوکوں کو زہر دیا تھا اور یہ کہ وہ ہسپانیہ کے تخت وتاج کا خواہش مند تھا۔ لوئی چہار دہم اس سے متنفر تھا اور گو گزشتہ جنگ میں اس کی شجاعت اور اہلیت کا سکہ جم گیا تھا مگر قوم میں ہر دل عزیز نہ تھا۔ ۱۷۱۵ء کے اوائل میں لوئی نے ایک وصیت نامے پر اپنی دستخط ثبت کی جس کی رو سے اورلیان نائب السلطنت مقرر ہوا مگر حقیقی اقتدارات ایک مجلس نیابت کے سپرد ہوئے جس میں سابقہ طریقۂ حکومت کے پندرہ مؤید شریک تھے یعنی ڈیمن تولوز، ولی رائے، سین تلار، پون شارترین وغیرہ۔ ڈیوک مین (میڈیم ڈی مون تیس پان کا بیٹا) ڈافن (ولی عہد فرانس) کا ولی مقرر ہوا اور شاہی گارڈ (Maison du Roi) بھی اسی کے تحت میں کر دیئے گئے۔ انتظامات کا انصرام ولی رائے کے سپرد ہوا۔ ہنری چہارم اور لوئی سیزدہم نے اپنے جانشینوں کو اپنی خواہشوں کے پابند کرنے کی جو کوشش کی تھی انکی ناکامی سے لوئی چہار دہم کو یہ سبق ہونا چاہیئے تھا کہ اس کی کوششیں بھی اسی طور پر بے سود ثابت ہونگی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد سے اہل ملک کا پیمانۂ صبر لبریز ہو رہا تھا اور رائے عین خواہش تھی کہ لوئی چہار دہم کے عہد حکومت کے آخری سالوں میں جو خیالات مروج تھے انھیں بالکل خیرباد کیا جائے۔ دربار شاہی فرقۂ جیسوئٹ کے زیر اثر تھا اور رائے

تنگ خیالی اور مذہبی تقشف کا زور تھا اور اہل دربار کی خواہش تھی کہ انگلستان کی عود شدہ حکومت شاہی (۱۶۶۰ء) کی طرح فرانس کی حکومت نیابت کو بھی ناروا زیادتیوں سے بدنام کر دیں۔

لوئی چہاردہم کے انتقال کے دو روز بعد پیرس کے پارلیمان نے اس کے وصیت نامے کو منسوخ کر دیا اور اورلیان کو نائب السلطنت مع اقتدارات کامل قرار دیا۔ لوئی نے اُس کی آزادی عمل پر جو قیود عائد کر دی تھیں اُن سے آزاد ہو کر اورلیان نے مجوزہ طرز حکومت میں ترمیمیں کیں اور ایک اشرافیہ قائم کر دی۔ مجلس نیابت کے ارکین کو بھی اسی نے نامزد کیا جو اس کے علاوہ حسب ذیل تھے۔ ڈیوک بوربون، ڈیوک مین۔ کاؤنٹ تولوز، چیانسیلر دوگیسو، سین سی مون، مارشل ولی رائے، مارشل ہارکور، مارشل بیزون اور تروائے کا بشپ۔ علاوہ ازیں اُن اصول کی متابعت میں جو فی نیلون اور ڈیوک برگنڈی متوفی سے منسوب کیے جاتے ہیں اورلیان نے سین سیمون کے اتفاق رائے سے سات انتظامی مجلسیں قائم کیں ان میں سے ہر ایک مجلس میں دس رکن تھے جو زیادہ تر طبقۂ امرا میں سے تھے۔ مجالس

نائب السلطنت

مذکور صیغہ ہائے ذیل کے لیے تھیں۔ مالیات، امور خارجی، جنگ، بحریہ، معاملات مذہبی، تجارت، معاملات داخلی۔ دوسرے امور میں بھی اورلیان کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ حکومت سابقہ کی روایات کو وہ خیرباد کہنا چاہتا ہے اورلیان بذات خود نہایت ہی سمجھدار اور روشن خیال تھا اور اس لحاظ سے اٹھارھویں صدی سے متفق تھا۔ جدید خیالات کا دلدادہ تھا اور جدید اثرات کو وہ قبول کر سکتا تھا سائنس کا بھی اسے شوق تھا اور علم کیمیا کا اکثر مطالعہ کرتا تھا مصوری اور موسیقی میں بھی اسے ید طولےٰ حاصل تھا۔ حکومت سابقہ کے اصول اور نظام سے اس نے اپنی بے تعلقی کا اظہار فوراً کر دیا اسکی خواہش تھی کہ پراٹسٹنٹ لوگ واپس بلائے جائیں اور فرقہ جیسوٹ کا انسداد ہو اور اسٹیٹس جنرل کا انعقاد ہو جس سے ظاہر ہے کہ اسے فرانس کی حقیقی ضرورتوں کا احساس تھا۔ لیکن کاہلی اور عیاشی اور لہو ولعب میں مصروف ہونے کی وجہ سے جس میں اسکا اتالیق پادری ڈوبوا کبھی مانع نہیں ہوا تھا اصلاحات کی طرف سے وہ بے پروا ہوگیا اور اس کی بہترین تجویزیں بھی عمل میں نہ آنے پائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تجویزوں کا عمل میں لانا اس کے جانشینوں کے لیے باقی رہ گیا۔ اورلیان کی حکومت کے متعلق کسی

رائے کے قائم کرنے کے قبل ان مشکلوں کا بھی اندازہ کر لینا چاہیے جن میں وہ پھنسا ہوا تھا مثلاً ۱۷۱۵ء تک اسے آزادی عمل حاصل نہ تھی امور داخلی میں امرا کی سازشیں اور انکی رقابتیں حائل تھیں اور اس کے علاوہ فرقہ جیسوٹ اور جان سینیوں کے جھگڑوں اور پیرس کے پارلی مان کی ہٹ دھرمی کیوجہ سے بھی سخت دقت تھی۔ خارجی معاملات میں تمام وزرا اسکے مخالف تھے خصوصاً دوزیل اور تورسی۔ رائے عامہ بھی انھیں وزرا کی موئید تھی اور ممالک غیر (بیرونی) پاپائے روما اور فلپ پنجم ان مخالف وزیروں کی تائید پر تھے۔

اور لیان کو جن دقتوں کا شروع میں سابقہ پڑا ان میں ایک جیسوٹ اور جان سینی

فرانس میں مذہبی نزاعیں

فرقوں کی باہمی رنجش بھی تھی شاہ متوفی کے انتقال کے وقت فرانس کے مختلف مذہبی فرقوں میں سخت عداوت تھی جو انقلاب تک جاری رہی اپنے فرض منصبی کے غلط احساس کی وجہ سے لوئی چہاردہم نے اپنی موت سے کچھ قبل کوشش کی تھی کہ فرانس میں جبراً ایک ہی مذہب رائج کر دے۔

۱۷۰۹ء میں پورٹ رائل جو جان سینی فرقہ کا مرکز تھا تباہ کر دیا گیا اور ۱۷۱۳ء میں پاپائے روما کا فرمان (Unigenitus) نافذ ہوا جس سے اعتدال پسند اشخاص بھی سخت ہراساں ہو گئے۔ فرقہ جان سینی کے ایک فرد مسمی کویس نیل نے ایک کتاب "انجیل پر اخلاقی خیالات" لکھی تھی جس کے ایک سو ایک مسائل اس فرمان پاپائی کی رو سے مردود قرار دیئے گئے۔ کتاب مذکور ۱۶۷۱ء میں لکھی گئی اور بہت مقبول ہوئی تھی ۱۶۹۹ء میں دوبارہ طبع ہوئی اور کارڈنل دی نوائل پیرس کے استقف اعظم کے نام سے معنون ہوئی تھی، لوئی کا کنفسر پادری لاشیس بھی اس کا مداح تھا اور کلی منٹ یازدہم نے بھی اس کی تعریف کی تھی۔ لیکن لی تیلیر نے یہ تدبیر نکالی کہ اس کتاب کے ذریعے سے ان تمام لوگوں کو نقصان پہنچائے جو جیسوٹ نہیں تھے اس جماعت کو حال ہی میں چین میں ہزیمت ہوئی تھی اور لی تیلیر کو دی نوائل اور جان سینیوں دونوں سے بغض تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کویس نیل کی کتاب کے خلاف میں جو کارروائی وہ کر رہا تھا اگر اس میں پوپ بھی جیسوٹ جماعت کا ساتھ دے تو ایک طرف تو مخالفین کو نقصان پہنچنے سے خود اس کا دل ٹھنڈا ہوگا اور دوسرے اس کی جماعت کی شہرت بھی بڑھ جائیگی۔ کمزور اور غیر مستقل مزاج پوپ نے متعدد کوششوں کے بعد فرمان (Unigenitus) نافذ کیا جسکی وجہ سے فرانس میں

۲۹

ایک ایسی جد وجہد پیدا ہوگئی جسکے نشان ۱۷۸۹ء تک باقی تھے۔ فرانس کے چالیس اسقف اس فرمان کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے مگر دی نوایل اور چودہ دوسرے اسقفوں نے اسکو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ یہ رائے کا اختلاف فرانس کی تمام جماعتوں میں پیدا ہوگیا خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی۔ لوئی چہاردہم نے پیرس کے بارلی مان سے اس فرمان کو بدقت تمام تسلیم کرایا اور اسکے بعد نہ صرف "اخلاقی خیالات" کی اشاعت بند کرادی بلکہ اُن سب کتابوں کی بھی جو اس کی حمایت میں لکھی گئی تھیں مگر شاہ اعظم "Graud Monarque" کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ اس معاملے میں وہ اپنے اقتدار سے کام نہ لے سکتا تھا کیونکہ بحث ومباحثہ رد کرنے کیلئے اس نے جو کوشش کی اس کی سخت مخالفت ہوئی اور مخالفوں کو نہ تو قید کا ہراس تھا نہ جلاوطنی کا خوف۔ جماعت فرزند کے خاتمے کے بعد سے احکام شاہی کی ایسی زبردست مخالفت کبھی نہ ہوئی تھی۔ مگر نائب السلطنت کی طبیعت بےرنج ومرنجاں واقع ہوئی اور وہ کسی خاص اصول کا پابند نہ تھا۔ اسلیئے اس نے بلاپس وپیش اپنے پیش رو (لوئی) کی تمام کاروائیوں کو کالعدم کردیا اور اس کی حکومت کے نصف اول میں پورا ردعمل ہوگیا۔ دربار شاہی پیرس کو منتقل کردیا گیا جان سینی قیدی رہا کردیے گئے کارڈینل دی نوائل جو فرمان (Unigenitus) کے مخالفوں کا سرغنہ تھا مجلس مذہبی کا صدر مقرر ہوگیا۔ مجلس مذکور میں پادری پوسیل بھی شریک کرلیا گیا جو فرقۂ جان سینی کا ایک مشہور ومعروف رکن تھا اور تیلیہ جلاوطن کردیا گیا۔ فرقۂ ہیوگوئی نو (پراٹسٹنٹ) کے افراد کو واپس بلانے کا مسئلہ بھی زیرغور تھا اور نائب السلطنت کی مجالس شورائے میں فرقۂ جیسواٹ کے انسداد اور اسٹیٹس جنرل کے انعقاد پر بھی بحث ہوئی تھی۔ مالیات کی طرف توجہ کی گئی شاہ متوفی کی حکومت کے تباہ کن اثر کے دفع ہوجانے سے ادبیات کے احیاء کے آثار نظر آنے لگے۔ امور مذکورۂ بالا سے ظاہر تھا کہ لوئی چہاردہم فرانس کو جن مشکلوں میں پھنسا ہوا چھوڑ گیا تھا ان کو رفع کرنے کے لیئے نائب السلطنت پوری طور پر کوشاں تھا یہاں تک کہ پیرس کے بارلی مان کو احتجاج[۱] اور توثیق قوانین کے اختیارات بھی پھر مل گئے۔

ردعمل

[۱] Aubertin ,L'Esprit Publicau XVIII me siecle and Rocquain,L'Esprit Revolutionnaire anantla Revolution

پیرس کے بارلی مان اور صوبوں کے بارہ بارلی مانوں کی حیثیت عدالتی تھی اور نہ تو وضع قوانین سے انھیں کوئی سروکار تھا اور نہ نیابتی مجالس تھیں بلکہ عدالت ہائے عالیہ تھیں جن میں بادشاہ کے نامزد کردہ ممتاز مقننین شریک تھے۔ ان میں پیرس کا بارلی مان اہم ترین تھا اور اس کے اراکین اپنے عہدوں کو جو موروثی ہوتے تھے خرید کر حاصل کرتے تھے۔ عدالتی فرائض کے علاوہ پیرس کے بارلی مان کا دعویٰ تھا کہ اس کے دو سیاسی حقوق بھی ہیں یعنی فرامین شاہی کے خلاف احتجاج کرنا اور قوانین وضع شدہ کے نفاذ کو روک دینا (ویٹو) معمولی عملدرآمد یہ تھا کہ فرامین شاہی بارلی مان میں جو اعلےٰ ترین عدالت تھی رجسٹری کی غرض سے بھیجے جاتے لیکن بارلی مان بجائے اس فریضہ کے ادا کرنے کے اکثر اوقات منظوری دینے میں تامل کرتا یا تعویق کرتا۔ فرانس کے بادشاہوں نے اس دعوے کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا اور بعض اوقات ایک (Lit de Justice) مسند عدل منعقد کرکے فرامین کی جبراً توثیق کرا دیتے اور اس طرح بارلی مان کے اقتدارات کو کالعدم کر دیتے۔ لوئی چہاردہم کے عہد حکومت کے بیشتر حصے میں بارلی مان کا کام زیادہ تر عدالتی رہگیا تھا۔ لیکن لوئی پانزدہم کے تخت نشین ہوتے ہی اس کا اقتدار پھر برقرار ہوگیا۔ بارلی مان میں فرانس کے دولتمند ترین خاندانوں کے افراد شریک تھے اور اس کے اراکین کے عہدے مستقل اور موروثی تھے اس لئے انھیں موقع تھا کہ ایک آزاد روش اختیار کرکے بادشاہ کی مرضی کے خلاف عمل کریں۔ صنعت اور تجارت کے فروغ کی وجہ سے وکالت کے پیشہ کی اہمیت فرانس میں بڑھتی جاتی تھی، اسٹیٹس جنرل بھی منعقد نہیں ہوا تھا اس لئے بارلی مان کو ایسے مسائل میں جن کا تعلق فرمان (Unigenitus) یا جان سینون سے تھا رائے عامہ کی نیابت کا دعویٰ کرنے کا نادر موقعہ ملگیا۔ بارلی مان نے دوراندیشی سے قومی رائے کا ساتھ دیا اور عام بےچینی کا اظہار کرکے ایک مفید خدمت انجام دی، اس صدی میں یہ مجلس بادشاہوں کی علانیہ اور مسلسل مخالفت کرتی رہی سنہ ۱۷۱۸ء، ۱۷۲۹ء، ۱۷۴۰ء، ۱۷۵۳ء، ۱۷۵۶ء، ۱۷۶۳ء، ۱۷۷۱ء اور سنہ ۱۷۸۷ء، ۱۷۸۸ء میں بھی اس نے لوئی پانزدہم اور اس کے مشیروں کے طرز عمل کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ بارلی مان جن عدالتوں پر مشتمل تھا ان میں قریب چالیس ہزار اشخاص ملازم تھے جنکی جماعت کو عامۂ قوم سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس جماعت کو اپنی خودساختہ اہمیت پر ناز تھا اور اس کے افراد کی سنجیدگی تندمزاجی، ضابطہ پسندی، تنگ خیالی اور غرور کی خاص

۳۱

شہرت تھی۔ قوم کے دوسرے طبقوں سے اسے کوئی سروکار نہ تھا اور اس الگ تھلگ
رہنے والی جماعت کی عارضی مقبولیت اتفاقی وجوہ پر مبنی تھی اس کے وجود سے بدانتظامی
پر ایک قسم کا دستوری روک تھا مگر اکثر اوقات فضول جھگڑوں میں بھی پڑ جاتی تھی مثلاً
بادشاہ سے آداب مجلس کے متعلق ایک نزاع پیدا ہوگئی تھی۔ لوئی شانز دہم کے ابتدائے
عہد حکومت میں بارلی مان نے کامیابی کے ساتھ اصلاحات کے اجرا کی مخالفت کی اور بالآخر
انقلاب پسندوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

فرقہ جیسوائٹ اور جانسینیوں کے درمیان جدوجہد

مگر اورلیان کے عہد حکومت کے آغاز میں مخالفت کے کوئی آثار نمایاں نہ تھے۔ ہر
فریق نائب السلطنت کی حکومت کی تائید پر آمادہ اور اہم تغیرات
کا متمنی تھا خواہ وہ امرا ہوں یا پیرس کا بارلی مان ہو یا جانسینی
یا فلسفی۔ اورلیان نے ان جماعتوں کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کر لئے
حالانکہ یہ لوگ لوئی کے آخری زمانے میں شبہ کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اس نے اپنے
پیش روؤں کے نظام حکومت کو صرف الٹ ہی نہیں دیا بلکہ حرامی شہزادوں کو تخت و تاج
سے محروم کرنے کے متعلق ایک فرمان نافذ کر کے عملاً تسلیم کر لیا کہ قوم کو حق ہے کہ جب تخت
خالی ہو جائے تو اپنے حسب مرضی کسی کو نامزد کرے۔ خاندان بوربون کا قدیم اصول یہ تھا کہ
سلطنت بادشاہ کی ملکیت ہے اس اصول کو ترک کر کے اس نے ایک جدید اور عام پسند نظریہ پیش کیا
تھا۔

۴۲

نائب السلطنت کی حکومت کا قوم نے خیر مقدم کیا کیونکہ لوگوں کو اس سے بڑی امیدیں
پیدا ہو گئی تھیں۔ اورلیان ردعمل کا مظہر ہو گیا تھا اور اپنی کارروائیوں سے اس نے ثابت
کر دیا تھا کہ عامۂ قوم کے خیالات سے اسے ہمدردی ہے۔ لیکن اس کی مساعی جمیلہ کو وہ کامیابی
حاصل نہیں ہوئی جس کی اسے امید تھی۔ امرا انتظامی کاموں سے ناآشنا تھے اس لئے وہ
اس کے خلاف میں سازش کرنے لگے۔ بارلی مان نے بھی کسی حسن تدبیر کا اظہار نہیں کیا
اور بجائے اس کے کہ اورلیان کو فرانس پر حکومت کرنے کے مشکل کام میں مدد دیتا خود ہی
جزوی مذہبی اور سیاسی نزاعوں میں مشغول رہا۔

مذہبی فرقوں کے طرز عمل سے بھی نہ تو انکی اعتدال پسندی عیاں تھی نہ تدبر۔ اورلیان
جب نائب السلطنت مقرر ہوا تو اسے امید تھی کہ ان فرقوں میں آسانی سے مصالحت ہو جائیگی

اور انکی تالیف قلوب کے لیئے اس نے ایمان داری سے کوشش کی۔ نہ تو پوپ کسی سمجھوتے پر رضامند تھا نہ جیسوائٹ مگر چار جان سینی اسقفوں نے ۵ مارچ ۱۷۱۷ء کو کلیسیہ کی ایک عام مجلس منعقد کرنے کی درخواست کی جس کی وجہ سے پوپ اور فرقہ جیسوائٹ کا عزم متزلزل ہوگیا۔ ان چار اسقفوں (دی لابردلے اسقف میرسے پُوآسو آنان اسقف سینئے کون سیر اسقف. مون پلیبر لانگل اسقف بولون) کی تائید شعبہ دینیات نے بھی کی اور انکی اس تحریر سے جو نہایت خوبی سے لکھی گئی تھی فرمان پاپائی کے مخالفین کی تعداد کثیر کو تقویت ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوپ اور کارڈینل دی نوایل کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس وقت ایک طرف تو جیسوائٹ اور پوپ نائب السلطنت کے مخالف تھے اور سیلامار کی سازش میں شریک تھے اور دوسری طرف دوبوا کو کارڈینل ہونے کی خواہش تھی اور اپنے اثر سے وہ جیسوائٹ لوگوں کی تائید کرتا تھا۔ اور لیان نے بالاخران لاانتہائی مباحثوں اور مناقشوں سے تنگ آکر جو فرمان مذکور کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے تمام جماعتوں کو مباحثوں سے باز آنے کا حکم دیدیا ۔ ۱۷۲۰ء میں عارضی طور پر مصالحت ہوگئی یعنی دی نوایل نے فرمان (Unigenitus) کی ایک خاص تعبیر کو قبول کرانے کا حکم دیا اور دوبوا نے پیرس کے بارلی مان کو اس تعبیر کے قبول کرلینے پر آمادہ کرلیا۔ مگر چاروں اسقفوں نے پادریوں اور شہر پیرس کی تائید پاکر فرمان کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد ایک مجلس مذہبی مقرر ہوئی جس میں کارڈینلان دوبوا، ارہان، بسی، فلیوری شامل تھے مگر انھیں مخالفوں کو سمجھوتے کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ سات اسقفوں نے جدید پوپ انوسنیٹ سیزدہم کے پاس ایک عام مجلس کے منعقد کرنے کی درخواست بھیجی مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ فرانس کی حکومت دوبوا کے ایماسے سراسر پوپ کی طرفدار ہوگئی اور متعدد جانسینی قید کردیے گئے یا ملک سے خارج کردیئے گئے۔ مذہبی مناقشوں کو اپنے ملک سے دفع کرنے میں بارلی مان نے نائب السلطنت کا ساتھ اسی حد تک دیا تھا جب تک کہ اسکی کوششیں فرقہ جیسوائٹ کے خلاف تھیں مگر جب اس نے فرقہ پراٹسٹنٹ کے مصائب کو رفع کرنے کا قصد کیا تو نہ صرف جیسوائٹ بلکہ جان سینی بھی اسکے مخالف ہوگئے یہانتک کہ تمام ملک کی عام رائے اسکے خلاف ہوگئی۔ اسکی حالت خود بھی مخدوش تھی کیونکہ لوئی چہاردہم کے اواخر حکومت میں اس پر جو شبہے تھے ان کی

۴۲

وجہ سے وہ قوم میں ہردل عزیز نہ تھا اور اکثر امیروں کو اس سے بغض تھا۔ مگر اس کے عہد حکومت کے ابتدائی چند سال میں اصلاح پسندی اور روشن خیالی کے ساتھ حکومت کرنے میں جو دقتیں حائل تھیں وہ ظاہر نہیں ہوئی تھیں اور جب تک فلپ پنجم (ہسپانیہ) نے اس کے مخالفوں کی سرکردگی اختیار نہیں کی اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

لا اور مالیات کا انتظام

حکومت نائب السلطنت کے نصف اول میں جب کہ داخلی اور خارجی حکمت عملی میں ردعمل شروع ہوگیا تھا، دو شخص ان تغیروں کو عمل میں لانے میں زیادہ تر نمایاں تھے یعنی لا اور دوبوا۔ جان لا کے تفویض یہ کام ہوا کہ وہ مالیات کا انتظام ازسرنو کرے اور دوبوا کو اجازت ہوگئی کہ وہ فرانس کی خارجی حکمت عملی کو پلٹ دے۔ دوبوا اور لا کے منصوبوں کے بارآور ہونے کے لیئے نائب السلطنت کی تائید ناگزیر تھی اور ان کے طرز عمل کی کامیابی نیابت کے نصف آخر میں عیاں ہے جبکہ نصف اول کا کام بالکل کالعدم ہوگیا اور ردعمل کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ دونوں نے امرا کو انتظام مملکت سے بالکل علحدہ کردیا تھا اور بارلی مان کو ذلیل کرکے خودسرانہ حکومت کو پھر تازہ کردیا تھا۔

۴۴

نیابت کے ابتدائی زمانے میں مالیات کا انتظام ڈیوک دی نوایل کے سپرد کیا گیا جس نے سکوں کی قیمت کو گھٹا دیا اور ان سرکاری قرضوں پر جو عندالطالبہ یا ایک مدت معین پر واجب الادا تھے غور کرنے کے لیئے ایک کمیشن مقرر کیا جس کے صدر برادران پاری تھے اس کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر (Chambre Ardente) کے نام سے ایک عدالت قائم ہوئی کہ محاصل کے وصول کرنے والے جو کارروائیاں کرتے ہیں ان کی تحقیقات کرے اس عدالت پر عامہ قوم کو اطمینان نہ ہوا اسلیئے ۱۷۱۷ء میں بند کردیگئی اور محاصل کے وصول کرنے والوں کو آئندہ کے لیئے مطمئن کرنے کی غرض سے ایک فرمان بھی نافذ ہوا۔ نوایل نے کوشش کی کہ اخراجات کو کم کردے اور کفایت شعاری پر سختی کے ساتھ عمل ہو مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس نے قرضہ مذکورہ بالا اور شرح سود کو کم کردیا اور بحریہ کا خرچ بھی گھٹا دیا مگر دربار شاہی کے اخراجات کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ اسوقت فرانس کو ضرورت تھی کہ بیس سال تک بالکل امن وامان رہتا اور وال پول الیعا کوئی انتظام کرنے والا ملجاتا جو مصارف میں تخفیف کرسکتا۔

۱۸ء میں دارژان سون مجلس مالیہ کا صدر مقرر رہا اگر مالیات کا اصل منتظم جان لا تھا۔ ۱۷۱۸ء میں ردعمل کا سلسلہ مختلف وجوہ سے ختم ہوگیا۔ کیونکہ اسی سال ۲۶ اگست کو بارلی مان کو لا کی تجاویز کی مخالفت کرنے اور مالیات کو اپنے قبضے میں کر لینے اور کئی مہینوں تک نظام عدالتی کو بند کر دینے کی سزا ملگئی اور اورلیان نے دوبوا دارژان سون ،ئین ہیوں اور بوربون کی تائید سے مجلس نیابت کو اپنے منصوبوں سے آگاہ کرکے ایک (Lit de Justice مسند عدل) منعقد کیا اور جبراً ایک فرمان کی رجسٹری کرادی جس کی رو سے حکام عدالتی کو مالیات اور انتظام ملک میں مداخلت کرنے سے منع کردیا گیا ۲۴ ستمبر سنہ مذکور کو مجلس امرا برخاست کردی گئی اور مثل سابق ہر سرشتہ کے لیئے ایک وزیر مقرر ہوگیا۔ ۱۷۲۰ء میں بارلی مان کے اراکین جلاوطن کردیئے گئے اور جان سینیوں پر پھر مظالم ہونے لگے کیونکہ ان لوگوں نے کبھی نائب السلطنت کی تائید نہ کی تھی۔ فرقہ جیسوائٹ پر پھر اسکی نظر عنایت ہوگئی۔

۳۵

حکومت نیابت کے ابتدائی زمانے کے ردعمل کے سلسلے کو ختم کرنے میں جان لا کو بہت کچھ دخل تھا اس کی مشہور تجویز جو سی پی اسکیم کے نام سے موسوم تھی ناکام ثابت ہوئی اور حکومت نیابت کا مالی طرز عمل حقارت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا مگر درحقیقت نہ تو وہ محض جاہل ہی تھا اور نہ حکومت پر اسے پورا قابو حاصل تھا۔ بہت سی کاروائیاں جو اس سے منسوب ہیں فی الحقیقت اس کی مرضی کے خلاف ہوئی تھیں۔ مالی معاملات میں ساکھ کی قوت کا وہ صدر درجہ قائل تھا اور زر کاغذی کی اہمیت اور فائدوں کا بھی اسے بخوبی احساس تھا اس کا خیال تھا کہ انگلینڈ اور ہالینڈ کی دولت مندی انکی ساکھ کی وجہ سے تھی اور چونکہ فرانس ایک نہایت ہی زرخیز ملک تھا اس لیئے اگر اس کی ساکھ سے مناسب طریقے سے کام لیا جاتا تو اسے مالی مشکلوں سے نجات مل سکتی تھی۔ لا کو خوب معلوم تھا کہ ساکھ کے لیئے اہل ملک کے اعتماد کی ضرورت ہے اور یہ کہ کاغذی سکہ اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک کہ کافی ضمانت نہو۔ مگر اسے فکر لگی ہوئی تھی کہ روپیہ کی مقدار کو بڑھائے تاکہ تجارت کو فروغ ہو سود کی شرح گھٹ جائے اور سلطنت قرض کے بار گراں سے سبکدوش ہوجائے مگر اس جوش میں اس نے معاشیات کے چند ابتدائی مسائل کا خیال نہ رکھا۔ لا اشتراکی تھا

جان لا کی معاشی تجاویز

یعنی بالفاظ دیگر وہ چاہتا تھا کہ مالیات اور تجارت کی باگ بالکل سلطنت کے ہاتھوں میں ہو۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حکومت ایک زبردست قومی بنک اور ایک عظیم الشان تجارتی کمپنی قائم کرے کیونکہ اسے امید تھی کہ اس طور پر نہ صرف قومی قرضہ ادا ہو جائیگا بلکہ محاصل کے وصول کرنے کی بھی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ لا کی تجاویز کے بارآور ہونے کے لیے اعتماد کی سخت ضرورت تھی مگر اس کے دماغ میں یہ خیال غالباً کبھی نہ آیا کہ نائب السلطنت کی حکومت کبھی اعتماد حاصل نہ کر سکتی تھی یعنی وہ ساکھ کہ جس کے لئے اعتماد کی ضرورت ہے جو بہت آہستگی کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے اورلیان کے دربار میں اسراف اور بددیانتی کا بازار گرم تھا جس کی وجہ سے ساکھ قائم نہ ہو سکتی تھی۔ سی سی پی اسکیم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے سکوں کی مقدار کے بڑھانے کے متعلق اس کے خیالات غلطیوں سے پر تھے اور سلطنت کو ساہوکار بننے سے جو فائدے اس کے خیال کے مطابق حاصل ہوتے تھے وہ تجربے کے بالکل خلاف تھے۔ زراعت اور مصنوعات کو قطع نظر کر کے وہ تجارت ہی کو حصول دولت کا اصل ذریعہ خیال کرتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اشیاء کا تبادلہ دولت کے پیدا کرنے سے اہم تر تھا۔ اس کے اکثر نظریات حقیقت پر مبنی تھے مگر عامۂ قوم نے انھیں امور کی گرفت کی جو ناقابل عمل تھے یا ان میں مغالطے تھے مثلاً قومی قرضے کو ادا کرنے اور محاصل کو موقوف کرنے کی تجویز وغیرہ۔ لا کی تجویزوں کو ناکامی زیادہ تر اس کے نظریات میں مغالطوں کے ہونے کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ اس لیے کہ فرانس کی حکومت کی حالت نہایت ابتر تھی اور جاہل عوام کو اس پر اعتماد بہت ہو گیا تھا۔

سنہ ۱۷۱۶ء میں لا کو بنک آف انگلینڈ کے نمونے پر ایک خانگی بنک کھولنے کی اجازت ملگئی اور باوجود مختلف قیود کے جو اس پر عاید کی گئی تھیں اس بنک کا کاروبار خوب چلگیا اور حکومت نے بھی اس کا مربی ہونا قبول کر لیا۔ ۱۷۱۷ء میں مغربی کمپنی جو سی سی پی کمپنی کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے جاری کرنے کی اسے اجازت ملگئی جس کے پانچ پانچ سو لیور Livre کے دو لاکھ حصے تھے۔ اس کا قصد تھا کہ تمام موجودہ کمپنیوں کو ایک زبردست کمپنی میں ضم کر کے ممالک غیر کی تجارتی منڈیوں کو اپنے قبضے میں کرے۔ کچھ روز تک تو اسے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقعہ ملا۔ ۱۷۱۷ء میں اس کمپنی کو لوئی سیانا سے تجارت کرنے کا اجارہ (Monopoly) ملگیا اور کناڈا سے سگ دریائی (Beaver) کی کھال کی تجارت

کا بھی ۱۷۱۸ء میں کمپنی مذکور کو تمباکو کی خرید و فروخت کا اجارہ ملگیا اور سینی گال کمپنی
اس میں ضم ہوگئی ۱۷۱۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی (فرانسیسی) کو بھی اس نے خرید لیا اور رفتہ رفتہ
فرانس کی تمام تجارت اس کے قبضے میں آگئی۔ اس اثنا میں لا کا بنک جو مغربی کمپنی سے بالکل
علٰحدہ تھا (جو بالآخر (Great India Company) کے نام سے موسوم ہوئی) سرکاری
بنک ہوکر نوٹ جاری کرنے لگا تھا لا کا خیال تھا کہ سکوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے
ملک کی دولت میں بھی اضافہ ہوسکتا تھا مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کاغذی سکوں کے لیے
ضروری یہ ہے کہ عند الطلب ان کا روپیہ ادا ہوسکے۔

لا نے عظیم الشان مالی اور تجارتی کاروبار شروع کر دیئے مگر سابق کے تجربوں کا بالکل
لحاظ نہ کیا۔ اس نے قومی قرضے کو جو وقت معینہ پر واجب الادا تھا ناقابل ادا قرار دیکر اسکے لئے
شرح سود مقرر کردی اور اس کے علاوہ سکوں کو مسکوک کرنے اور محاصل کو وصول کرنے کا
کام بھی اپنے ذمے لے لیا۔ زر کاغذی کی ترویج کے لئے دسمبر ۱۷۱۸ء میں ایک فرمان
کے ذریعے سے حکم دیا گیا کہ پیرس اور ان شہروں میں جہاں بنک کی شاخیں ہوں چاندی
کے سکوں میں رقوم کی ادائی صرف ۶۰۰ فرنیک تک ہو اور اس سے زیادہ رقوم کی
ادائی سونے کے سکوں یا نوٹوں کے ذریعے سے ہو۔

کمپنی کو فرانس کی تمام تجارت کا اجارہ حاصل ہوگیا تھا اور سب غیر تجارتی کمپنیوں کو
خرید لینے میں جو اخراجات لاحق ہوئے تھے ان کی بابجائی کے لیئے اس نے حصے جاری کئے
جو لوگوں نے خوشی خوشی لیلیئے ۱۷۱۹ء میں کمپنی نے روپیہ دیکر دارالضرب کا پانچ سال
کا ٹھیکہ لیلیا جس کی وجہ سے اس کے حصوں کی قیمت دوچند ہوگئی۔ حکومت نے اس کے
بعد کمپنی کی مراعات سابقہ میں پنجاہ سالہ توسیع کی اور تمام محاصل بالواسطہ کو وصول کرنے کا
اجارہ دیدیا۔ اس رعایت کے صلہ میں کمپنی نے حکومت کو موقت قرضوں کے ادا کرنے کیلئے
ڈیڑھ ارب فرنیک تین فی صدی سود پر قرض دئے۔ حکومت کے قرض خواہوں کو اپنے
قرضوں کی ادائی میں کمپنی کے حصے موجودہ قیمتوں پر لینے پڑے جو اصلی قیمت کے دہ چند
تھیں۔ اس معاملت سے حکومت کو تو نفع ہوا مگر قسمت آزما لوگ سخت گھاٹے میں رہے
اور تجارتی قسمت آزمائی کا بازار گرم ہوگیا جس کی وجہ سے اصلی حصوں کے مالکوں کو نفع کثیر
ہوا۔ ۱۷۱۹ء میں لا کی فرانس میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ مگر تجارتی قسمت آزمائی کے بعد

پھر ردعمل شروع ہوا اور ۱۷۲۱ء کی بربادی میں وہ خود بھی تباہ ہو کر جلا وطن ہو گیا۔

واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ معاملات داخلی میں ردعمل سے کوئی نفع نہ ہوا۔ مجلس امرائے امور مملکت کے انصرام کی کوئی اہلیت نہیں ظاہر کی تھی اور ۱۷۱۸ء میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ پیرس کے پارلی مان پر نائب السلطنت کی نظر عنایت نہ تھی اور لا کی مخالفت کرنے کی پاداش میں ۱۷۲۰ء میں اس کے ارکین پون تواز میں جلا وطن کر دیے گئے جان سینیوں پر پھر ظلم ہونے لگے۔ دوبوا نے پیرس کے پارلی مان کو ایک عارضی مگر ناقابل اطمینان سمجھوتے پر راضی کر لیا تھا مگر خود اب قطعی طور پر فرقۂ جیسوواٹ کی تائید پر آمادہ تھا۔

امور داخلی میں ردعمل کے سلسلے کا اختتام۔

۴۸

اورلیان کی نیابت کے آخری زمانے میں فرانس کی حکومت نے بظاہر انھیں اصول اور طریقوں کو اختیار کر لیا تھا جن پر لوئی چہاردہم کا عمل تھا۔ مثلاً پوپ کے فرمان (Unigenitus) کی رجسٹری ہو چکی تھی اور پیرس کا پارلی مان اپنے حق احتجاج سے محروم ہو گیا تھا نائب السلطنت نے جو تغیرات کئے تھے وہ محض سطحی تھے۔ اورلیان اس زمانے کی روشن خیالی کا مرکز تھا مگر ردعمل میں عمومیت کا عنصر مطلق نہ تھا۔ گو ردعمل سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بجائے حکومت شاہی کے حکومت امرائی قائم ہو گئی تھی مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اورلیان کی نیابت سے مفید نتائج مترتب ہوئے گو اس سے حماقتیں بھی سرزد ہوئیں اسکی بعض حرکتیں ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھیں اور آخری زمانے میں رجعت پسندی کا رجحان بھی اس میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق امور قابل لحاظ یہ ہیں کہ حکومت شاہی کا قدیم نظام متنزلزل ہو گیا تھا اور نائب السلطنت لوئی چہاردہم کے اصول حکومت سے قطعاً روگرداں ہو گیا تھا۔ اسی زمانے سے فرانس کے ہر طبقے میں ایک حالت اضطراری پیدا ہو گئی اور لوگوں میں کاوش اور تفحص کا مادہ پیدا ہو گیا۔ نئے نئے مسائل پر بحث ہونے لگی اور فلسفہ کا شوق بڑھ گیا۔ غرض اورلیان کی ہشت سالہ حکومت نیابت نے فرانسیسیوں(۱) کی آنکھیں کھول دیں۔ لیکن گو لا کے منصوبوں کے خاک میں ملجانے اور اسکے جلا وطن ہو جانے سے معاملات داخلی میں ردعمل کا اثر سخت مضر ثابت ہوا تھا مگر نائب السلطنت کو معاملات خارجی میں کامیابی ہوئی جن کا انصرام پادری دوبوا کے سپرد تھا جس نے ۱۷۱۷ء کے اتحاد ثلاثہ کے بنا پر خارجی حکمت عملی کو

دوبوا اور حکومت نیابت کی خارجی حکمت عملی۔

(۱) Michelet, Histoire Dela Regence

ایک نئے ڈھرے پر لگا دیا۔

دوبوا ۱۶۵۶ء میں بمقام بری وے لاگائی لارد پیدا ہوا اور اس کا باپ ایک طبیب تھا تیرہ سال کی عمر میں وہ سر منڈا کر خانقاہ میں داخل ہوا اور اسی لئے چھوٹے پادری کے نام سے مشہور تھا سنہ ۱۶۷۲ء میں اس نے فلسفہ والہیات کی تحصیل پیرس میں شروع کی اور ۱۶۸۳ء میں شارترے کے ڈیوک کی تعلیم میں اپنے دوست موسیو دی سائین لوران کے ساتھ شریک کیا گیا۔ سائین لوران کے انتقال کے بعد وہ ڈیوک کا اتالیق مقرر ہوا اور آگس برگ کی مشارکت کی جنگ کی معرکہ آرائیوں میں اسکے ساتھ موجود تھا ۱۶۹۸ء میں وہ تالار کے ساتھ لندن گیا اور جیمس اسٹینہوپ سے ملاقات حاصل کی ۱۷۰۱ء میں ڈیوک شارترے اورلیان کا ڈیوک ہوگیا اور اس نے دوبوا کو اپنا معتمد مقرر کیا۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں دوبوا نے اپنی قابلیت اور وفاداری کو بخوبی ثابت کر دیا صرف ایک دفعہ یعنی ۱۷۱۳ء میں اس کے دشمن اسے عارضی طور پر خدمت سے علٰحدہ ہونے پر مجبور کر سکے تھے مگر ۱۷۱۴ء میں برگنڈی برٹنی اور بیری کے ڈیوکوں کے انتقال کے بعد اورلیان نے اسے پھر محل شاہی (Palais Royal) میں طلب کر لیا اور ۱۷۱۵ء میں لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد اورلیان پر اس کا اثر حسب سابق تھا۔ سائین سیمون کو اس سے نفرت تھی اور امرا کو بھی اس کے ساتھ رشک اور حسد تھا اس لئے مورخوں نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے ڈوبوا مستقل مزاج نہ تھا اور ان خصائل سے معرا تھا جو ایک کاتھولیک پادری میں ہونی چاہئیں مگر نائب السلطنت پر اسکا اثر قبیح نہ تھا۔ خاندان شاہی کے کسی رکن کی موت کا وہ باعث نہ ہوا تھا اور انگلستان کے روپیہ کی لالچ سے کبھی وہ قوم فروشی پر آمادہ نہ ہوا تھا۔ سیاسیات میں اسے ید طولےٰ حاصل نہ تھا اور وہ اپنے آقا فلپ ڈیوک اورلیان کا بندۂ حکم تھا مگر باوجود ان اسقام کے دوبوا کے ایک ممتاز فرانسیسی ہونے میں شک نہیں جسے معاملات خارجی میں خاص دخل تھا اور بلاشک وشبہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد پیدا کرا کے اس نے فرانس کو بہت نفع پہونچایا۔[1]

---

[1] Wiessener. Le Regent, L' Abbe Dubois et les Anglais جلد اول باب ۱۴

تفوق حاصل کرنے کے بعد ۱۷۱۵ء میں جبکو بائٹ فریق کی بغاوت میں اورلیان غیر جانبدار رہا۔ مگر انگلستان میں اس پر الزام رکھا جاتا تھا کہ اس نے جیمس ایڈورڈ کی یورش سے چشم پوشی کی۔ وائنا کے دربار سے اس کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور خود فرانس میں ڈیوک مین کی جماعت اس کی قوت کو توڑنے کی فکر میں تھی شاہ ہسپانیہ کو اس کے ساتھ علانیہ دشمنی تھی۔ جماعت وھگ کی کامیابی سے مجبور ہو کر اسے فکر ہوئی کہ انگلستان کی شرکت سے یوٹریکٹ کے صلح نامہ کو برقرار رکھنے کے ذرائع تلاش کرے اور اس کی شرائط میں عجلت یا جلدبازی کی وجہ سے کوئی ترمیم نہ ہونے پائے تاکہ باوجود فلپ پنجم اور اس کے فرانسیسی معاونین کی مخالفت کے وہ فرانس میں برسر حکومت رہے۔

۴۰

۱۷۱۵ء میں یورپ میں جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کے آثار موجود تھے۔ شہنشاہ نے

چارلس ششم اور ہسپانیہ

فلپ پنجم کا ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا کبھی تسلیم نہ کیا تھا اور اس کے دماغ میں اطالیہ میں جسے وہ بالکل اپنا خیال کرتا تھا اپنے مقبوضات کو وسعت دینے کے زبردست منصوبے تھے۔ اپنے بیٹے کو اس نے "شاہزادہ استوریاس" کا خطاب دے رکھا تھا، وائنا میں اس نے ایک ہسپانی کونسل بنا رکھی تھی جس میں ہسپانی جلاوطن شریک تھے اور اسکے دربار میں شاہ ہسپانیہ "ڈیوک انژو" کے نام سے موسوم تھا۔ یوٹریکٹ کے صلح نامے کی رو سے اسے علاوہ نیدرلینڈ کے میلانیز، ٹسکنی منیوا، نیپلز، سارڈی نیا دئے گئے تھے مگر اس پر بھی وہ راضی نہ تھا۔ وکٹر اماڈیس شاہ سوائے کو خاندان بوربون کے لاولد ہونے کی صورت میں ہسپانیہ کے تخت کا وارث قرار دیا گیا تھا جو شہنشاہ کو سخت ناگوار ہوا اور اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ وکٹر اماڈیس کو سارڈی نیا دیکر سسلی پر قبضہ کر لے۔

شہنشاہ اس وقت ترکوں سے برسر پیکار تھا اس لئے دو سال تک وہ مغرب اور جنوب میں اپنے معاملات کی طرف بالکلیہ متوجہ نہ ہو سکا۔ فلپ پنجم اور اس کی ملکہ کو لوئی

البیرونی کی اصلاحیں

چہاردہم کی مرگ ناگہاں اور اورلیان کے چمکنے سے نائب السلطنت ہو جانے سے سخت صدمہ ہوا اور انکی امیدوں پر پانی پھر گیا میڈرڈ میں فرانسیسیوں کا اثر پہلے ہی سے رو بہ زوال تھا اب بالکل زائل ہو گیا۔ جیوڈیچی معزول ہو گیا اور البیرونی نے اسکی جگہ لیلی جو ایک اطالی باغبان کا بیٹا تھا اور ۱۶۶۴ء میں پیدا ہوا تھا

۱۷۱۵ء کے اختتام سے قبل ہی امور مملکت میں اسے حقیقی اقتدار حاصل ہوگیا۔ معتمد بن سررشتہ
کی مداخلت سے اس نے آزادی حاصل کر لی اور انتظام مملکت میں بیش بہا
اصلاحیں شروع کر دیں سررشتۂ مالیات کی اس نے از سرِ نو تنظیم کی، اخراجات میں تخفیف
کر دی گئی اور آمدنی بڑھ گئی۔ زراعت اور صنعت و حرفت کی سرپرستی ہونے لگی جس سے
ہسپانیہ کی تجارت کو پھر فروغ نصیب ہوا اور اُوری کی اصلاحوں کا سلسلہ بڑے پیمانے
پر جاری رہا۔ فوج کی بھی تنظیم جدید ہوئی مگر بحریہ پر زیادہ توجہ تھی کیونکہ البیرونی کو یقین کامل
تھا کہ ہسپانیہ کو بجائے ایک زبردست فوج رکھنے کے اپنے بحریہ کو مضبوط کرنا چاہیے
ہسپانیہ کے قدرتی ذرائع کا اسے بخوبی احساس تھا جس سے اس کی فراست کا اظہار ۱۴۱
ہوتا ہے۔ اس کی رائے تھی کہ ہسپانیہ کے زوال کا باعث وہ بد انتظامیاں تھیں
جو ایک عدیدہ طرز حکومت کی وجہ سے وجود میں آگئی تھیں خصوصاً بے مصرف کونسلوں
کی کثرت کی وجہ سے جنھوں نے سلطنت کو قریب قریب تباہ کر دیا تھا۔ زراعت کے
فروغ، نوآبادیوں کے قیام اور بحریہ کی تنظیم جدید سے البیرونی کو امید لگی تھی کہ ہسپانیہ
کی شان و شوکت پھر قائم ہو جائیگی۔ اس کے زیر انتظام ہسپانیہ میں ترقی کی رفتار
بڑھ گئی اور آبادی میں جو کمی ہو رہی تھی وہ رک گئی، معاملات داخلی میں اصلاحوں کی کامیابی
سے نہ صرف البیرونی کی قابلیت کا ثبوت ہوا بلکہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ہسپانیہ میں
جان باقی ہے۔

البیرونی کی خارجی حکمت عملی

اندرونی انتظامات کی اصلاح کے علاوہ امور خارجہ کا انصرام بھی البیرونی کے
سپرد ہوا۔ لیکن اس کی مختصر اور قابل رشک سیاسی زندگی میں
شروع سے آخر تک فلپ اور اس کی ملکہ کی دخل دہانی کی وجہ سے
اسکی تدابیر اکثر خاک میں مل جاتیں اور وہ مجبور تھا کہ ہر بات میں ان کے احکام پر عمل
کرے کیونکہ اس کا برسر اقتدار رہنا انکی مرضی پر منحصر تھا۔ البیرونی کو خوب معلوم تھا کہ
جب تک کہ فلپ نائب السلطنت ہونے کا دعوے دار ہے فرانس کے ساتھ مرابطت
پیدا نہیں ہو سکتی۔ مگر کسی نہ کسی طرح سے لوئی چہاردہم کے انتقال کے چند سال میں
اس نے اورلیان کی حکومت کے خلاف میں کوئی مظاہرہ نہ ہونے دیا اور اطالیہ میں
حکومت شہنشاہی کی دست درازیوں کو روکنے اور انگلستان سے دوستی پیدا کرنے کی طرف

زیادہ متوجہ رہا۔ اس طرز عمل میں ایلی زابیتھ فارنیسؔ بھی اس کی مؤید تھی کیونکہ ہسپانیوں کی یہ خواہش تھی کہ اطالیہ میں ان کا اثر پھر قائم ہو جائے اور حسن اتفاق سے ملکہ کی بھی اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے یہی خواہش تھی۔ چارلس ششم سارڈینیا کو سیقالیہ سے بدل لینے کے لیے در پردہ نامہ و پیام کر رہا تھا اور وہ اس فکر میں بھی تھا کہ وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں ٹسکنی، پارما، پیاسینزا اور گوآس تالا اس کے قبضے میں آ جائیں ان دست درازیوں کو روکنے کے لیے البیرونی نے یہ حماقت نہ کی کہ ایلی زابیتھ کی ملک گیری کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے یوٹریخٹ کے صلح نامے کو توڑ دے بلکہ وہ ہر جائز طریقے سے کوشش کر رہا تھا کہ یوٹریخٹ اور راس ٹاٹ کے تصفیوں کو شہنشاہ کی زیادتیوں سے محفوظ رکھے۔ اطالیہ کو شہنشاہی حملوں سے محفوظ رکھنا اس وقت نہ صرف ہسپانیہ بلکہ تمام یورپ کے لیے ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ شہنشاہ کی توجہ اس وقت زیادہ تر ترکی کی جنگ کی طرف تھی اور اندیشہ تھا کہ آسٹریا کی فوج کہیں اطالیہ پر اس بہانے سے قبضہ نہ کر لے کہ جزیرہ نمائے مذکور پر باب عالی حملہ آور ہونے کو ہے۔

لیکن البیرونی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک شاہ سیقالیہ اور اطالیہ کے دوسرے حکمران اطالیہ کی نوزائیدہ آزادی کی حفاظت کے لیے ہسپانیہ کے شریک نہ ہوں، ہسپانیہ کا بزور شمشیر اطالیہ کے سیاسیات میں دخل دینا قرین مصلحت نہ ہوگا۔ ہسپانیہ میں ابھی تک اس کا اقتدار مستحکم نہیں ہوا تھا اور اسے ایک دوسری مجبوری یہ تھی کہ فلپ کو نائب السلطنت اورلیان کے ساتھ سخت عناد تھا جس کے دفع ہونے کی کوئی امید نہ تھی۔ فلپ کی خواہشوں کے آگے اسے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا گو فرانس کے تخت و تاج کے ملنے کی فلپ کو جو آس لگی ہوئی تھی اس کی البیرونی نے کبھی اسکی ہمت افزائی نہ کی۔ اطالیہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے فرانس یا انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ضروری تھا اور ایلی زابیتھ اور فلپ کی تائید سے جو اورلیان کو اکیلا و تنہا کرنے پر تلے ہوئے تھے البیرونی نے انگلستان سے سلسلہ جنبانی شروع کی تاکہ انگریز ہسپانیہ کے دوست صادق بن جائیں۔ دسمبر ۱۷۱۵ء میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہوا اور انگریزوں کو یقین دلایا گیا کہ یوٹریخٹ کے صلح نامے کے ذریعے سے جو تجارتی مراعات انکو حاصل ہوئی تھیں وہ برقرار رہیں گی۔ ۱۷۱۶ء میں بالآخر آسیان تو کا

صلح نامہ مرتب ہوا اور فرانس اور ہسپانیہ کے گہرے اتحاد کا خاتمہ ہوگیا جسکی لوئی چہاردہم کو ہمیشہ آرزو تھی۔ اسی صلح نامہ کی وجہ سے ہسپانیہ کی ملکہ کو یہ امید ہوگئی کہ اسکی اولاد کو اطالیہ کی ریاستیں مل جائینگی۔ مگر البیرونی کو انگریزوں کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرنے میں مایوسی ہوئی۔ اسٹین ہوپ کو ہسپانیہ کے وزیر کی اس رائے سے اتفاق تھا کہ اطالیہ میں شہنشاہ کی دست درازیوں کے روکنے کے لیئے جدید تدابیر ضروری تھیں مگر اسے امید تھی کہ یہ باتیں نامہ و پیام سے طے ہوسکتی ہیں اور لڑنے بھڑنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ دراصل یہ تھا کہ نہ تو انگریز اور نہ اہل ہالینڈ کسی ایسے طرز عمل اختیار کرنے کو تیار تھے جس میں شہنشاہ یا فرانس کے نائب السلطنت کی مخالفت مضمر ہو۔

۴۴ جارج اول (انگلستان) ہینوور کا رئیس بھی تھا اور اسے امید تھی کہ شمالی یورپ کے ممالک کی باہمی معرکہ آرائیوں کے سلسلے میں بریمن اور ورڈین ہمیشہ کے لیئے مل جائیں۔ اس لیئے شہنشاہ سے قطع تعلق کرنا اس کے لئے قریب قریب ناممکن تھا۔ اس کے علاوہ جیمس ایڈورڈ کو دور رکھنے کے لیئے جو انگلستان کے تخت و تاج کا دعویدار تھا جارج اول کے لیئے ضروری تھا کہ فرانس کے ساتھ سازباز کرے جسکے لیئے دوبوا بھی کوشاں تھا اور اسی غرض سے جارج اول اور اورلیان کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوگیا۔[1]

۷ امئی ۱۷۱۵ء کو ڈین مارک سے ایک صلح نامہ ہوا جسکی روسے جارج کو بریمن اور ورڈین ملگئے جس پر فریڈرک چہارم نے قبضہ کرلیا تھا۔ شہنشاہ کی منظوری حاصل کرنے کے لیئے چارلس ششم سے نامہ و پیام شروع ہوگئے اور جب تک کہ اس کا کوئی خاطرخواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا ہینوور کی حکومت کو بجائے فرانس سے ربط پیدا کرنے کے شہنشاہ سے ربط پیدا کرنے کی زیادہ فکر تھی۔

جارج اول اور ڈین مارک کے درمیان معاہدہ۔

۲۵ مئی ۱۷۱۶ء کو انگلستان اور شہنشاہ کے درمیان میں ویسٹ منسٹر کا صلح نامہ ہوا

---

[1] Wiessenér, Le Regent, L' Abbe Dubois et les Anglais جلد اول باب اول

جس کی غایت یہ تھی کہ دونوں ممالک کے موجودہ مقبوضات کی حفاظت ہو اور ان ممالک کی بھی جو اس کے بعد باہمی گفت وشنید سے ان کے قبضے میں آئیں۔ نومبر میں انگلستان اور

صلح نامہ ولیت منسٹر (مئی ۱۷۱۶ء) کے اسباب۔ اتحاد ثلاثہ (۴ جنوری ۱۷۱۷ء)

فرانس کے درمیان بھی ایک معاہدہ ہوگیا جس میں ہالینڈ بھی ۴ جنوری ۱۷۱۷ء کو شریک ہوگیا جس کی رو سے مشہور اتحاد ثلاثہ وجود میں آیا۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان اس مشہور معاہدے کے ہونے کے مختلف اسباب ہیں جس کی وجہ سے ایک ایسا نظام سیاسی وجود میں آیا جو لوئی چہاردہم کے اس طرز عمل سے بالکل جداگانہ تھا جس پر وہ ۱۶۸۸ء سے عمل پیرا تھا۔ انگلستان اور فرانس کی حکومتوں کو رقیب دعوے داران تخت سے اندیشہ لگا ہوا تھا اور چونکہ دونوں ملک گزشتہ جنگ سے خستہ حال ہوگئے تھے اس لیے امن وامان کے خواستگار تھے۔ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے سے تجارت میں خلل پڑتا اور حکمران خاندانوں کے مخالفوں کو سر اٹھانے کا موقع ملتا۔ جارج اول کے تخت شاہی پر متمکن رہنے کے لیے ضروری تھا کہ جیمس ایڈورڈ فرانس سے نکال دیا جائے اور اورلیان کی حالت اسی وقت قابل اطمینان ہوسکتی تھی جب کہ فلپ پنجم کے خلاف میں کوئی قطعی کارروائی ہو۔ انگلستان کے وگ وزیروں کے مفاد کے لیے فرانس میں اورلیان کا جم جانا اتنا ہی ضروری تھا جتنا کہ انگلستان میں جارج اول کی قوت کا مستحکم ہوجانا۔

اگر فلپ پنجم کو اورلیان کے اخراج میں کامیابی ہوتی تو فرانس اور ہسپانیہ کے اغراض متحد ہوجاتے اور ملکہ این کے عہد حکومت کے وگ مدبروں کے اندیشے صحیح ثابت ہوجاتے۔ اگر بالفرض اورلیان بغیر کسی امداد کے اپنی قوت کو قائم رکھ بھی سکتا اور اپنے فرانسیسی

دوبوا کا طرز عمل۔

مخالفوں کی بندشوں اور ہسپانیہ کے دربار کی سازشوں پر غالب بھی آتا تو اغلب تھا کہ وہ بدرجۂ مجبوری پیٹر اعظم سے اتحاد پیدا کرلیتا۔ مگر اس اتحاد کے امکان سے بھی جارج اول کو سخت خدشہ تھا جس کی آنکھیں حسب سابق اپنے شمالی مقبوضات پر لگی ہوئی تھیں۔ دونوں ملکوں میں علمی تعلقات پیدا ہو چلے تھے جس کے نتائج فرانس میں نہایت اہم ثابت ہوئے۔ خارجی حکمت عملی کا یہ انقلاب انگلستان میں تو سہولت اور خاموشی سے ہوگیا۔ فرانس میں ڈوزیل (صدر مجلس معاملات خارجہ) نے اس انقلاب کی سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر بالآخر باوجود اختلاف کے منظور کرلیا گیا۔ فریقین اور معاملہ فہم دوبوا نے

۱۷۱۶ئہ ہی میں سمجھ لیا تھا کہ فلپ نہم اور اس کے وزیروں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لیئے ضروری ہے کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان میں اتحاد پیدا ہو جائے کیونکہ اورلیان کے خاندانی مفاد معرض خطر میں تھے اور یورپ کے تمام ملکوں میں فرانس کو امن وامان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی جس کا فرانس کے تخت پر فلپ کے متمکن ہونے سے امکان باقی نہ رہتا نائب السلطنت کے مخالفوں اور اُن کے بعد کے فرانسیسی مورخوں نے دُوبوا کے طرز عمل کو انقلابی اور فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی ہونے کی بنا پر تقصیر وار ٹھیرایا ہے مگر نائب السلطنت کا یہ عیار وزیر اس اعتراض کا یہ جواب دے سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف رشی لیو اور مازارین کے طرز عمل پر عمل کیا ہے بلکہ اس زمانے کے حالات ہی ایسے تھے جسکی وجہ سے انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ناگزیر تھا اور میرے جانشینوں یعنی ڈیوک بوربون اور فلیوری نے بھی میری پیروی کی ہے۔ دُوبوا کو اس امر کا بھی احساس تھا کہ نائب السلطنت کا برسر حکومت ہونا انگلستان کے لیئے کس قدر مفید ہے۔ اگر فلپ فرانس کا تخت وتاج حاصل کر لیتا تو تمام یورپ میں آتش جنگ مشتعل ہو جاتی برخلاف اس کے انگلستان اور فرانس کے متحد ہو جانے سے شاہ ہسپانیہ اور انگلستان کے تخت کے جھوٹے دعوے دار (جمیس ایڈورڈ) دونوں زچ ہو جاتے اس کے علاوہ اس اتحاد سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ اورلیان اور پیٹر اعظم میں کسی گہرے تعلق کے پیدا ہونے کی نوبت نہ آتی جس سے جارج اول کے اندیشے رفع ہو جاتے اور نائب السلطنت کی قوت اور بھی مستحکم ہو جاتی۔

۴۵ فریق جیکو بائٹ کی بغاوت کے زمانے میں اورلیان کا طرز عمل مشتبہ تھا جسکی وجہ سے جارج اول اس وقت تک اس سے صاف نہ ہوا تھا۔ دوبوا کو اس لیئے جارج اول کو فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کی تجویز پر غور کرنے کے لیئے آمادہ کرنے میں حد درجہ فراست سے کام لینا پڑا اور اگر شمالی ممالک میں پیچیدگیاں پیدا نہ ہو جاتیں تو دونوں ملکوں کے درمیان ایک دیرپا مصالحت کرانے میں فرانسیسی سفیروں کو باوجود انکی چالاکی کے ناکامی ہوتی۔ جارج اول

جارج اول کی خارجی حکمت عملی

کی خارجی حکمت عملی دراصل یہ تھی کہ ہالینڈ اور آسٹریا کے ساتھ دوستی قائم رہے اور اسکی اس رائے سے وگ جماعت کے وہ لوگ بالکل متفق تھے جن کا خیال تھا کہ انگلستان کے تخت پر ہینوور کے خاندان کے برقرار رہنے کے لیئے ضروری ہے کہ ہالینڈ سے گہرا اتحاد ہو اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پھر قائم ہو جائیں۔

لیکن آسٹریا کے دربار کو صلحنامۂ یوٹرخٹ اور مجوزہ صلح نامۂ سرحدی کی شرائط پسند نہ تھیں اس لیئے "اتحاد عظیم الشان" کا دوبارہ قائم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

جارج اول نے انگلستان میں تخت نشین ہونے کے بعد شہنشاہ کو راضی کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا نتیجہ صرف یہی ہوا کہ نیدرلینڈ پر آسٹریا کے قبضے کے متعلق جو شرطیں عائد کی گئی تھیں ان پر شہنشاہ نے اپنی برافروختگی کا اظہار کیا اور اسی وقت سے واثنا میں یہ ذکر اذکار ہونے لگے تھے کہ بلجیم کے دور ودراز صوبوں کو باویریا سے بدل لیا جائے۔ صلح نامۂ سرحدی کی توثیق عملاً ۱۵ اار نومبر ۱۷۱۵ء کو ہوئی مگر بجائے اس کے کہ اس سے آسٹریا کا غیظ وغضب دفع ہوتا اہل ہالینڈ کے ساتھ اس کی روش اور بھی معاندانہ ہوگئی۔ اہل ہالینڈ کا رجحان بھی اسی قسم کا تھا اس لیئے "اتحاد عظیم الشان" کے قیام کے آثار اب امید افزا نہ تھے اس کے بعد بہت سے واقعات اور بھی ہوئے جنکی وجہ سے ہالینڈ اور واثنا میں کشیدگی بڑھتی گئی اور فی الوقت جارج اول کی یہ کوشش بے سود نظر آنے لگی کہ انگلستان اور ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان پھر دوستانہ تعلقات قائم ہوجائیں۔ اس نفاق سے شاتونیوف کو جو فرانس کی طرف سے ہالینڈ میں سفیر تھا یہ موقع ملگیا کہ فرانس کا اثر یورپ میں دوبارہ قائم کرادے اور اسکی کوششیں بے سود ثابت نہ ہوں۔

لوئی چہار دہم اپنے جانشین کے لیئے نہ صرف سفیروں کی ایک ایسی جماعت ورثہ میں چھوڑ گیا تھا جو یورپ کے دوسرے ملکوں کے سفیروں سے بدرجہا بہتر تھی بلکہ خارجی حکمت عملی کی ایسی روایات بھی جن میں بہت کم تغیر ہوا ہے حالانکہ اس کے عہد حکومت کے بعد سے فرانس میں متعدد انقلاب ہوئے۔ کام پری دون، دلی نیو دا اور ورثر ان کے نام گنانے ہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ لوئی چہاردہم کے عہد کے سفیر عہد سابق کے سفیروں مثلاً گریون ویل، باری لون، ہارکور وغیرہ سے کسی بات میں کم نہ تھے۔ اور لیان کو شاتونیوف ایک ایسا شخص ملگیا تھا جو آسٹریوں اور ڈچ کی باہمی مخالفت سے کام لیکر ہیگ میں ایک جماعت فرانسیسیوں کے موافق وجود میں لاسکتا تھا۔

دوبوا کی کارروائیاں ہیگ اور ہنیوور میں

جارج اول کی رائے تھی کہ انگلستان، ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان ایک اتحاد ثلاثہ قائم ہوجائے مگر اہل ہالینڈ نے اسکی اس رائے سے متفق ہونے میں پہلو تہی کی جو لسے سخت ناگوار

اور فرانس کی سازشوں سے بھی اسے اندیشہ تھا۔ اس لیئے اس نے گھبرا کر آسٹریا سے ۲۵ مئی ۱۷۱۶ء کو ویسٹ منسٹر کا صلح نامہ کر لیا اور ۲ جولائی کو اسٹین ہوپ کو اپنے ساتھ لیکر ہینوور روانہ ہو گیا۔ اور لیان کو اب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جب تک جیمس ایڈورڈ فرانس میں پناہ گیر ہے اسوقت تک انگلستان کے ساتھ اتحاد ہونا ناممکن ہے اور جب انگلستان کے وزیروں سے اس کی مراسلت کا کوئی نتیجہ نہ ہوا تو اس نے دوبوا کو اسٹین ہوپ سے ملنے کے لیئے ہیگ کو بھیجنے کا تہیہ کر لیا۔ دوبوا سان کا اسقف اعظم اور فرانس کی مجلس اعلیٰ کا رکن ہو گیا تھا۔ ۲۱ جولائی دوبوا نے پہلی مرتبہ انگلستان کے وزیر سے خفیہ ملاقات کی اور دو روز کے بعد پیرس واپس گیا جہاں ۳۱ کو اس نے اس ملاقات کے حالات نائب السلطنت کو سنائے۔ اس طور پر اس سفارتی انقلاب کی پہلی منزل طے ہوئی جس کی وجہ سے ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کی طرح تیس سال کے لیئے یورپ میں ایک نیا نظام سیاسی قائم ہو گیا۔ ۱۰ اگست کو دوبوا ہینوور بھیجا گیا تا کہ گفت و شنید کے سلسلے کو پھر شروع کرے۔ یہ نامہ و پیام امید افزا ضرور تھے مگر نائب السلطنت کو جیکوبائٹ فریق سے جو لگاؤ تھا اسکی وجہ سے جارج اول ہمیشہ اس سے بدظن رہتا تھا اسی لیئے اب تک کوئی قطعی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ دوبوا ۱۹ اگست کو ہینوور پہنچا مگر اس کے قبل ہی شاہ انگلستان کے طرز عمل میں ایک نمایاں تغیر ہو گیا تھا کیونکہ روسی میک لین برگ پر قبضہ کرنے کی دھمکی دے رہے تھے جارج اول کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ ہینوور کے لیئے روسیوں کی اس سرگرمی کے نتائج خطرناک ہونگے اور اب اس کے ذہن میں آ گیا کہ اگر نائب السلطنت اور زار روس میں اتحاد ہو گیا تو وہ اس کے مفاد کے لیئے کس قدر مہلک ہو گا۔

۴۷

بحیرۂ بالٹک کے سواحل پر جو جنگ ہو رہی تھی اس کی رفتار چارلس دوازدہم کے مخالفوں کی امیدوں کے بالکل برعکس تھی۔ اپریل ۱۷۱۶ء میں وسمار کے سقوط کے بعد روس کی سپاہ جس کی طرف سے ہینووریوں کو جو انکے حلیف تھے اندیشہ ہونے لگا تھا میک لین برگ میں خیمہ زن ہو گئی۔ جون میں زار اور فریڈرک چہارم شاہ ڈین مارک کے

شمالی جنگ

درمیان ایک معاہدہ ہوا مگر اس کے بعد ہی دونوں میں نزاع پیدا ہو گئی اور روسی فوجیں کوپن ہیگن کی نواح سے مراجعت کر کے میک لین برگ چلی گئیں۔ اس مقام میں یا اس کی نواح میں روسی فوجوں کے مقیم رہنے سے

جارج کو سخت اندیشہ اور برنس ڈارف اور ہینوور کے دوسرے وزیروں کو سخت ناگوار تھا۔ اس کی وجہ سے زار اور شاہ انگلستان کے درمیان سرد مہری پیدا ہوگئی اور جارج نے فرانس اور روس کے درمیان میں مصالحت ہو جانے کے امکان سے خائف ہو کر عافیت اسی میں دیکھی کہ فرانس سے اتحاد پیدا کرے تاکہ ہینوور اس نئے خطرے سے بچ جائے۔ بری من اور ورڈین کے حاصل کرنے کے لیئے اس نے آسٹریا سے اپنے تعلقات کو برقرار رکھنا چاہا تھا مگر جب اس کے جرمنی مقبوضات معرض خطر میں پڑ گئے تو وہ فرانسیسی اتحاد کا مؤید ہوگیا۔

اتحاد ثلاثہ ۴ر جنوری ۱۷۱۷ء

دوبوا جب ہینوور میں پہنچا تو صورت حال یہ تھی کہ ڈین مارک اور میک لین برگ میں روسیوں کی نقل و حرکت مشتبہ ہو چلی تھی۔ انگلستان میں فریق جیکو بائٹ کی کاروائیاں برابر جاری تھیں اور جارج اول کو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کہیں اس کو انگلستان اور ہینوور کی حکومت سے علٰحدہ کرنے کے لیئے زار اور نائب السلطنت متحد نہ ہو جائیں۔ ان اندیشوں کی وجہ سے جارج کے خیالات میں ایسی زبردست کایا پلٹ ہوئی وہ نہ صرف اور لیان سے میل ملاپ پیدا کرنے پر آمادہ ہوگیا بلکہ اس نے اسٹین ہوپ کو حکم دیدیا کہ فرانس کے ساتھ معاہدہ کرے۔ چنانچہ ۹ر اکتوبر کو اسٹین ہوپ اور دوبوا نے ایک ابتدائی معاہدے پر ہینوور میں دستخط کیئے اور ۲۸ر نومبر کو لارڈ کیڈوگن اور دوبوا نے بمقام ہیگ انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک وفاعی اتحاد کے معاہدے پر دستخط کیئے جس کو ہالینڈ نے بھی ۴ر جنوری ۱۷۱۷ء کو تسلیم کرلیا۔ اس معاہدے میں آٹھ شرطیں تھیں۔ فرانس نے وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی فصیلیں مسمار کردی جائیں گی ہارڈائک کے تعمیرات گرا دیئے جائینگے اور جیمس ایڈورڈ آدی نیون سے خارج کر دیا جائیگا اور فرانس کے ملک میں پھر نہ آنے پائیگا۔ تینوں دولتوں نے باہم یہ بھی طے کر لیا کہ صلح نامۂ یوٹرخیٹ کے اہم شرائط کی پابندی کی جائے خصوصاً ان شرطوں کی جو انگلستان میں پراٹسٹنٹ بادشاہوں کی جانشینی سے متعلق تھیں یا فرانس اور ہسپانیہ کی بادشاہتوں کی علٰحدگی سے۔ جارج اول کو اجازت دیگئی کہ اپنے کو حسب سابق شاہ فرانس ملقب کرے اور لوئی پانزدہم کو بادشاہ معظم مسیحی کا خطاب دیا گیا۔

۴۸

جنوری ۱۷۱۷ء کے اواخر میں جارج اوّل کے انگلستان کو واپس آتے ہی گوارٹز کی مشہور سازش کا افشا ہوا جو ہالینڈ میں چارلس دوازدہم کا سفیر تھا اور گیلین بورگ کو قید کرلینے سے

جو لندن میں سویڈن کا سفیر تھا جارج کو یقین ہو گیا کہ شمالی ممالک سے اسکے خاندان
کو خطرہ ہے اور اس لئے انگلستان اور فرانس کے مابین معاہدہ ہو جانا قرین مصلحت تھا۔

اتحاد کی اہمیت

انگلستان اور فرانس میں جو اتحاد ہوا تھا وہ دونوں کے ملکوں کے شاہی خاندانوں
کی حفاظت کی غرض سے ہوا تھا مگر اس وقت دونوں ملکوں میں
قوم اور حکمرانوں کے اغراض متحد تھے۔ انگلستان کی وگ حکومت
کو اتحاد ثلثہ سے یہ اطمینان ہو گیا کہ اب جیمس ایڈورڈ کو زک ہو گئی اور ہینوور کی حکومت
ایلیکٹری بھی محفوظ ہو گئی انگلستان میں جارج کی قوت مستحکم ہو گئی جس سے وگ جماعت
کا فلاح بھی مدنظر تھا۔ اورلیان نے تو اس اتحاد کو بہت ہی غنیمت جانا کیونکہ اس کے
وجود میں آنے سے بوقت واحد اس کے فرانسیسی مخالفوں کے منصوبے خاک میں مل گئے
اور بیرونی مخالفوں کا بھی یہی حشر ہوا۔

اتحاد مذکور سے نہ صرف جارج اور اورلیان کے ذاتی اغراض برآئے بلکہ ان کے
ملکوں کو بھی بہت کچھ نفع ہوا۔ یوٹریکٹ کا صلح نامہ قطعی طور پر تسلیم کر لیا گیا اور انگلستان
اور فرانس میں تخت و تاج کے متعلق جو انتظامات حال میں ہوئے تھے تسلیم کر لئے گئے
فرانس کو خصوصاً اس اتحاد سے بہت نفع ہوا کیونکہ لوئی چہاردہم کے انتقال کے بعد
یہ ملک بالکل خستہ حال اور بے یار و مددگار رہ گیا تھا اور ہینوور کے ایلیکٹر کے انگلستان
میں تخت نشین ہونے سے "اتحاد عظیم الشان" کے احیاء کا اندیشہ بھی ہو گیا تھا۔ مگر دوبوا
اور رشا تونیوف ایسے معاملہ فہم سفیروں سے کام لیکر نائب السلطنت نے فرانس کے لئے
بیش قیمت اتحاد پیدا کر لیے اور ایک جدید نظام سیاسی وجود میں لایا جو یورپ میں امن و امان
کے قیام کے لئے نہایت ہی ضروری تھا۔ اس کی کامیابی زیادہ تر دوبوا کی وجہ
سے تھی جس نے فرانس کو تنہائی کی خطرناک حالت سے نجات دلا کر یورپ کے ممالک میں
باثر اور باوقار کر دیا۔ اس حکمت عملی پر تالی راں نے ۱۸۱۵ء میں عمل کیا۔ فرانس کے لئے
دوبوا سا مدبر ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ اپنے حین حیات میں وہ نہایت خوبی سے
فرانس کے خارجی معاملات کو طے کرتا رہا اور اورلیان کو اس پر اعتماد کلی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ
اس کے معاصر امرا اس سے حد درجہ عناد رکھتے تھے اور اسوقت تک بہت سے ایسے
مصنف گزرے ہیں جنھوں نے اسے بدنام کرنے میں اپنا پورا زور لگا دیا ہے اسکی حالت

ضمیمہ ۶

بعینہٖ بالنگ بروک کی سی ہے جس سے وگ مورخوں کو سخت عناد تھا۔ سفارتی گفت وشنید میں نائب السلطنت نے اس کی پوری تائید کی تھی حالانکہ اکثر وزرا اور امرا علانیہ اسکے مخالف تھے۔

صلح نامۂ مذکور فرانس میں کبھی پسند نہیں کیا گیا اور انگلستان اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات کا برقرار رہنا بالکل اور لیان اور دوبوا اور پھر فلیوری کی مرضی پر منحصر تھا گر سولہ سال تک اس اتحاد ثلاثہ نے یورپ کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھی اور قیام امن کا باعث رہا۔ انگریز اور فرانسیسی مصنفوں میں خوشگوار تعلقات پیدا ہو گئے اور ممالک غیر بغیر سے سلسلہ جنگ کے منقطع ہو جانے سے دونوں ملکوں خصوصاً انگلستان کو بہت نفع ہوا۔ اتحاد مذکور کو اہل فرانس نے بالعموم پسند نہ کیا مگر اس میں شک نہیں کہ امور خارجیہ میں دوبوا کو پہلے معرکے میں پوری کامیابی ہوئی۔

شہنشاہ اور وائنا کے دربار کو انگلستان اور فرانس کا اتحاد ابتدا" سخت ناگوار ہوا اور جو جیکوبائٹ فرانس سے نکال دیئے گئے ان کی شہنشاہ کی والدہ نے امداد کی اور خود چارلس ششم نے بھی انھیں بیلجیم میں پناہ گزیں ہونیکی اجازت دی۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے جارج اول نے تحریک کی کہ ویسٹ منسٹر کے صلح نامے میں ایک مخفی شرط کا اضافہ کیا جائے کہ شہنشاہ اس کی باغی رعایا کو پناہ نہ دے اور اس رعایت کی عوض میں اس نے ۱/۲ ۳ لاکھ فرانک کی رقم خزانہ شہنشاہی میں داخل کرنے کا اقرار کیا۔ یہ معاملہ جنوری ۱۷۱۸ء میں طے ہو گیا اور اس طور پر شہنشاہ ایک ایسے وقت میں اتحاد ثلاثہ کے ساتھ ہو گیا جب کہ جنوبی یورپ کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔ صفحہ ۵

البیرونی کو اتحاد ثلاثہ کے وجود میں آنے سے سخت تعجب ہوا۔ دوبوا کو سفارتی تامہ وپیام میں ایک زبردست فتح ان اثرات پر حاصل ہوئی تھی جن کا البیرونی نمایندہ تھا[1]۔ گر البیرونی اپنے اصلاحات اور تنظیم جدید میں مصروف رہا اور اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے لئے اسے صرف چند سال تک امن کے قیام کی ضرورت تھی۔ ہسپانیہ اور پوپ کلیمنٹ یازدہم کے درمیان اس نے مصالحت

سارڈینیا پر ہسپانیہ کا حملہ

[1] یعنی ہسپانیہ اور اسکے بادشاہ اور ملکہ پر دوبوا کے آقا اور لیان کے دشمن تھے۔ مترجم۔

کرادی۔ فلپ اور ایلی زابیتھ کی طرح پوپ کو بھی شہنشاہ کی قوت کی ترقی کو روکنے اور اتحاد ثلاثہ کی مخالفت کرنے میں نفع تھا۔ البیرونی اس وقت انتظامی اصلاحوں میں منہمک تھا مگر اس اثناء میں ایک ایسا واقعہ ہوگیا جس کی وجہ سے وہ سخت کشمکش میں پڑ گیا اور بالآخر جنگ کے لئے اسے تیار ہونا پڑا جو اس کی وزارت کے خاتمہ کی باعث ہوئی۔ واقعۂ مذکور حسب ذیل تھا۔ مئی ۱۷۱۷ء میں آسٹریوں نے میلان کے علاقے میں ایک ہشتاد سالہ شخص مسمی مشولی نے کو گرفتار کرلیا جو حال ہی میں ان کوئی زٹر جنرل مقرر ہوا تھا اور بقول البیرونی شوکت پسند اور احمق تھا۔ اس شخص کی گرفتاری سے آسٹریا اور ہسپانیہ میں قطع تعلقات کی نوبت آگئی جس پر آسٹریا تلا ہوا تھا اور جس سے البیرونی گریز کر رہا تھا۔ ہسپانیہ کے ساتھ جو ہتک آمیز برتاؤ کیا گیا تھا اسے فلپ برداشت نہ کرسکتا تھا اور ڈیوک پارما تو بالکل آگ بگولا ہوگیا۔ اسی ڈیوک کے دباؤ سے نہ کہ فلپ کی برافروختگی سے جنگ قبل از وقت شروع ہوگئی[1]۔ البیرونی کو جرمنوں سے نفرت ضرور تھی اور وہ انھیں اطالیہ سے نکالنا چاہتا تھا مگر اس وقت اس کا اصل مدعا یہ تھا کہ ہسپانیہ کی تجارت اور مالیہ کی اصلاح کرے اور جنگ کی وجہ سے اس کام کا رک جانا اسے سخت ناگوار ہوا۔ جولائی ۱۷۱۷ء میں ہسپانیہ کا بیڑا بارسی لونا سے روانہ ہوا اور ۲۲ اگست کو کاگ لیاری کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اس کے چھ روز قبل یوجین کو بیل گریڈ میں فتح حاصل ہوئی تھی نومبر کے اواخر تک سارڈی نیا پر قبضہ ہوگیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہسپانیہ نے سارڈینیا پر قبضہ کرکے صلح نامہ یوٹرخٹ کی خلاف ورزی کی اور یہ کہ اس زیادتی کی وجہ سے اس کے خلاف

ہسپانیہ کی کارروائی کا حق بجانب ہونا

سخت سے سخت کارروائی ہوسکتی تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سارڈی نیا پر قبضہ کرلینے کے لئے ہسپانیہ کے پاس کافی وجوہ تھے۔ صفحہ ۵۱ یہ مشہور تھا کہ چارلس ششم سسلی کو اپنے قبضے میں لانا چاہتا ہے اور ستمبر ۱۷۱۶ء میں اسٹین ہوپ نے ایک تجویز پیش کی تھی جس سے امید تھی کہ شہنشاہ اور فلپ پنجم اور وکٹر اماڈیس کو اطمینان ہوجائے گا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ شہنشاہ یوٹرخٹ کے صلح نامہ کو تسلیم کرے اور فلپ پنجم کو ہسپانیہ

[1] Armstrong Elizabeth Farnese

کا بادشاہ ماننے اور لوئی پانزدہم اگر بغیر اولاد ہوئے مر جائے تو اورلیان کے خاندان کو فرانس کے تخت و تاج کا وارث تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کرے امور مذکورہ بالا کے تسلیم کرنے کے معاوضے میں اسے اجازت دیجاتی کہ سارڈی نیا کے عوض میں سسلی پر قبضہ کرلے اور پارما اور پیاسین زا ڈان کارلوس کے لئے محفوظ رکھے جائیں جو الیزابیتھ فارنیسی کا بیٹا تھا۔ اس تجویز پر ایک خفیہ مجلس شوریٰ میں بحث ہوئی جس میں علاوہ اسٹین ہوپ سنڈرلینڈ اور سینیٹ سافورین (ویانا کا انگریزی سفیر) کے موسیو دی بین بین ریدتر بھی موجود تھا جو چارلس ششم کا ملازم تھا۔

ویسٹ منسٹر کے صلح نامے کی شرطوں میں شہنشاہ کو سیقالیہ کے دئے جانے کا بھی حوالہ تھا اور اتحاد ثلثہ کو وجود میں لانے کے لئے جو نامہ و پیام ہوئے ان میں جزیرہ مذکور کو چارلس ششم کو دیدینے پر علانیہ بحث ہوتی رہی۔ اگر ہسپانیہ میں بجائے فلپ اور البیرونی کے بادشاہ اور وزیر کوئی دوسرے ہوتے تو ممکن تھا کہ جو شرطیں ویانا کے دوسرے صلح نامے (۱۷۳۱ء) کے ذریعے سے طے ہوئی تھیں وہی ۱۷۱۷ء میں طے ہو جائیں مگر بحالت موجودہ ہسپانیہ نے حقارت کے ساتھ پارما اور پیاسین زا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جو اسٹین ہوپ نے اس کے لئے تجویز کئے تھے ہسپانیہ نے جو کچھ کارروائی کی وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تھی کیونکہ ہر ممکن العمل ذریعہ سے آسٹریوں کو سسلی پر قبضہ کرنے سے روکنا ضروری تھا جس سے یوٹریخٹ کا تصفیہ بالکل درہم برہم ہو جاتا تھا لیکن انگلستان کی حکومت کی غرض اس وقت صرف یہ تھی کہ ہینوور کے خاندان کی حکومت مستحکم ہو جائے، اپنے نفع کا تو اسے بہت خیال تھا مگر یورپ کے عام نفع کی اسے بالکل پروا نہ تھی۔ اطالیہ میں شہنشاہ کی ہوس ملک گیری پر انگلستان بالکل چشم پوشی کرنے پر آمادہ تھا صرف اس خیال سے کہ جنوبی یورپ میں امن ہو جائے تاکہ شمال میں جو خطرے پیدا ہو رہے تھے انکے دفعیہ کا سامان کرسکے سسلی یوٹریخٹ کے صلحنامے کی رو سے سسلی سوائے کے خاندان کو اس شرط پر دیا گیا تھا کہ اگر وکٹر اماڈیس لاولد مر جائے تو یہ جزیرہ ہسپانیہ کے قبضے میں آجائے۔ سسلی پر جب تک سوائے کا قبضہ تھا اسوقت تک اس کی ساری تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ انگلستان کے وگ وزرا شمالی یورپ کے معاملات میں خاص توجہ رکھتے تھے اور وہ خاندان ہنیوور کی حکومت کو

صفحہ ۲۵

برقرار رکھنا چاہتے تھے اس لئے وہ امور متنازعہ پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کر سکتے تھے ۔ اس لئے جیسے ہی ہسپانیہ نے سارڈی نیا پر قبضہ کر لیا انگلستان نے اتحاد ثلاثہ کے اراکین کو ہسپانیہ کا مقابلہ کرنے کیلئے طلب کیا۔[1]

بحیرہ روم میں جو واقعات ہو رہے تھے انکی وجہ سے نائب السلطنت سخت مخمصہ میں پڑ گیا تھا ۔ پیرس میں وہ ہر دل عزیز نہ تھا اور اسے معلوم تھا کہ اہل فرانس فلپ پنجم کو فرانس کے تخت و تاج کا حقیقی وارث خیال کرتے تھے اور اگر ہسپانیہ کے موجودہ طرز عمل میں اس نے کسی قسم کی مداخلت کی تو انھیں سخت ناگوار ہوگا کیونکہ ہسپانیہ اس وقت خاندان ہیپس برگ سے برسر پیکار تھا ۔ اس لئے اورلیان نے دوبوا کو لندن بھیجا اور اکتوبر میں اس نے انگلستان کے مدبّروں سے کئی ملاقاتیں کیں ۔ بلغراد کی فتح کی وجہ سے وائنا میں زن زین ڈارف اور لندن میں بین تین ریدیتر کسی گفت وشنید پر آمادگی ظاہر نہ کرتے تھے اسکی وجہ سے دوبوا اور اسٹین ہوپ میں اختلاط اور بھی بڑھ گیا اور نومبر کے اواخر میں جنوبی یورپ کی مشکلات کے تصفیہ کے لئے ایک مشترک تحریر آسٹریا کے سفیر کے حوالہ کی گئی ۔ ۲۹ نومبر کو دوبوا پیرس کو واپس آیا اور نائب السلطنت کو انگلستان اور ہالینڈ کے ساتھ اتحاد قائم رکھنے پر پوری طور پر آمادہ کر کے ۳۱ دسمبر کو لندن پہنچا جہاں مجوزہ تصفیہ پر پھر مفصل بحث ہوئی اطالیہ کے متعلق آسٹریا کو جو دعوے تھے انگریز ان کی تائید پر آمادہ تھے مگر نائب السلطنت کو یہ اصرار تھا کہ پارما اور پیا سین زا کے علاوہ ٹسکنی کی جانشینی بھی نوجوان ڈان کارلوس کیلئے محفوظ رکھی جائے ۔ اس امر کا جب نائب السلطنت کے حسب خاطر تصفیہ ہوگیا تو دوبوا اور اسٹین ہوپ نے باقی ماندہ مشکلوں کو بہت جلد حل کر دیا اور شہنشاہ نے بھی ان تجاویز کو تسلیم کر لیا ۔ مگر اس کے بعد نئی مشکلیں پیدا ہو گئیں ۔ فرانس میں ایک زبردست جماعت آسٹریا کے ساتھ مصالحت کرنیکی بالکل مخالف تھی ۔ اس کا سرغنہ مارشل دوزیل تھا اور اس کے موئیدوں میں تورسی (ناظم ٹپہ) ایسے بااثر اشخاص تھے ۔ نائب السلطنت کی بھی یہ حالت تھی کہ دوبوا کی غیبت میں وہ کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا ۔ اس لئے لارڈ اسٹین ہوپ پیرس چلا گیا

دوبوا لندن میں ۱۷۱۷ء-۱۸ء

[1] Armstrong Elizabeth Farnese

تاکہ نائب السلطنت کو اپنا ہم خیال بنائے۔ دوبوا ۱۷؍ اگست کو اتحاد اربعہ کی تکمیل کر کے پیرس واپس آیا۔ اس نے ایک ایسے عہدنامے کو مرتب کرا دیا تھا جو فرانسیسی دربار کی ہسپانی طرفداروں کے منشا کے خلاف تھا اور جس سے اس طرز عمل کی توثیق ہوتی تھی جو ۱۷۱۶ء میں اختیار کیا گیا تھا۔ اس سفارتی کامیابی سے دوبوا کی شہرت بمقابلہ سابق اور بھی بڑھ گئی مگر ایسی کامیابی کی وجہ سے فرانس کے امراجن کا سرغنہ ین تھا اور وزراجن کا سرغنہ دوزیل اس کے اور بھی دشمن ہو گئے اور اس پر سخت تر حملے کرنے لگے کیونکہ داخلی اور خارجی معاملات میں اس کا طرز عمل ان کے اصول کے بالکل خلاف تھا۔ فرانس میں اس کے واپس آنے کے بعد حکومت میں اہم تغیر عمل میں آئے۔ پیرس کے پارلی مان نے سیاسی اور مالی معاملات میں بیجا دخل دینا شروع کر دیا تھا اور عدالتی کارروائیوں میں بھی سدراہ تھا۔ اس کے علاوہ مختلف سررشتوں کی مجالس بالکل بیکار ثابت ہو چکی تھیں خصوصاً مجلس معاملات خارجی نے جس کا صدر دوزیل تھا ایک ایسا طرز عمل اختیار کر لیا تھا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی تھا۔ اورلیان نے ۲۶؍ اگست ۱۷۱۸ء کو پارلی مان کو بالکل بے دست و پا کر دیا تھا اور جب دوبوا اتحاد اربعہ کو قائم کر کے کامیاب واپس آیا تو اورلیان نے قصد مصمم کر لیا کہ حکومت میں مطلق العنان اقتدارات حاصل کر کے انتظام مملکت میں ضروری تغیرات کر دے۔ دوزیل نے اتحاد اربعہ و اتحاد ثلثہ کی حکمت عملی کی مخالفت کی تھی اس لئے اب ضروری تھا کہ معاملات خارجی کی عنان ان لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو خارجی معاملات کے جدید طریقے کے بانی تھے اور اس پر عمل کر رہے تھے اس کے علاوہ جبتک کہ معاملات خارجی کا تعلق دوزیل سے تھا اورلیان پر کسی کو اعتماد نہ ہو سکتا تھا ۲۴؍ ستمبر کو اورلیان نے دوبوا کی تائید سے وزارتوں میں کایا پلٹ کر دی یعنی مجالس سررشتہ موقوف کر دی گئیں اور بجائے ان کے ہر سررشتہ کے لئے ایک معتمد کا تقرر ہوا۔ دوبوا معتمد معاملات خارجیہ مقرر ہوا اور گو اس کے رقیب ٹورسی کا اثر بھی اورلیان پر ۱۷۲۱ء تک تھا جب کہ وہ (ٹورسی) معزول ہو گیا تھا مگر باوجود ان دقتوں کے اس نے اسٹین ہوپ کی شرکت سے اتحاد اربعہ کی شرائط پر عمل کرا دیا۔

البیرونی نے نائب السلطنت کو آسٹروی نیدرلینڈ دیکر رام کرنے کی کوشش کی تھی اور فرانس میں ایک قدرتی رجحان بھی تھا جس کے محرک دوزیل اور دیگر امرا تھے

کہ شہنشاہ کے مقابلے میں فلپ پنجم کی تائید کی جائے مگر باوجود ان موانع کے ادر لیان

البیرونی کی مشکلات

نے بہت کچھ تامل کے بعد مارچ ۱۷۱۸ء میں اتحاد ثلثہ کے ساتھ وفادار رہنے اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کا بزور شمشیر مقابلہ کرنے کا قصد کرلیا گو جولائی میں اس کی نیت پھر کچھ بدل گئی تھی۔ مارچ میں اس نے مصالحت کے لئے ایک آخری کوشش کی اور مارکوس نان کرے کو گفت و شنید کے لئے بھیجا مگر اس کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ وکٹر آماڈیس اس کے قبل ہی سے شہنشاہ سے نامہ و پیام کررہا تھا جس نے ۴ر اپریل کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی تجاویز کو منظور کرلیا تھا اس وجہ سے ہسپانیہ ایک و تنہا رہ گیا۔ مگر باوجود ان دقتوں کے البیرونی نے حسب عادت زوردار کارروائی کی اور جب اسے معلوم ہوا کہ وکٹر اماڈیس ہسپانی فوجوں کو سسلی میں داخل نہ ہونے دیگا اس نے ہسپانی بیڑے کو حکم دیا کہ جزیرہ مذکور پر قبضہ کرے۔ جون ۱۷۱۸ء میں بیڑے بارسی لونا سے روانہ ہوگئے اور ۵ر جولائی کو سسلی پر قبضہ ہوگیا۔

سارڈی نیا پر ہسپانیہ کا قبضہ کرلینا بعض وجوہ کی بنا پر حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے مگر سسلی پر حملہ کرنا یقیناً غلطی پر مبنی تھا کیونکہ اس طرح ہسپانیہ نے گویا انگلستان فرانس اور آسٹریا کے مقاصد کی قبل از وقت مخالفت کی جس سے اس کی ناکامی یقینی تھی سسلی پر حملہ کرنے کی ذمہ داری یقیناً البیرونی پر ہے کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد ممکنات سے نہیں ہے اور یہ کہ انگلستان اپنے تجارتی اغراض کی وجہ سے سسلی پر آسٹریا کا قبضہ ہونے کی مخالفت کریگا۔ مگر جب اتحاد ثلثہ کے اراکین نے متحد کارروائی کی اور آسٹریا نے اس کے شرائط کو تسلیم کرلیا تو اس کی یہ امیدیں محض خواب و خیال ثابت ہوئیں مگر اس کے زوال تک ہسپانیہ کے عزم و استقلال میں فرق نہ آیا۔

البیرونی بے یار و مددگار تھا مگر اس نے یہ کوشش کی اس کے دشمن اپنی ملکی معاملات میں پھنس جائیں کئی مہینے سے وہ پیٹر اعظم اور چارلس دوازدہم کے درمیان مصالحت کرانے کی فکر میں تھا تاکہ ان کے ساتھ پرشیا کو شریک کرکے ایک اتحاد قائم کردے جو شہنشاہ اور جارج اول پر حملہ کرسکے ۱۷۱۸ء میں اس کے دل میں خیال پیدا ہوگیا تھا کہ سویڈن سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہوگا اور راس پسارد کی ہزیمت کے بعد بھی اسے بلاشک یہ امید تھی کہ اگر روس اور سویڈن کوئی فوجی کارروائی کریں تو جرمنی اور انگلستان کی توجہ اس طرف

ہو جائیگی۔ الینڈ کی مجلس شوریٰ کی کارروائی مئی میں شروع ہوگئی تھی اور امید قوی تھی کہ زار اور شاہ سویڈن کو انگلستان سے جو دشمنی تھی وہ ہسپانیہ کے لئے مفید ہوگی۔ البیرونی راگوچی شاہ ٹرین سل وے نیا سے نامہ وپیام کر رہا تھا اور اسے امید تھی کہ ترک بھی جنگ جاری رکھینگے۔ سیلا مار کو اس نے ہدایت کی تھی کہ فرانس میں اورلیان کی مخالف جماعت کی تائید کرے اور پیرس میں اس کے کارپرداز عرصے سے دوبوا کے خلاف سازش کررہے تھے۔ اس کے علاوہ البیرونی نے لانگ دوک، سے وے نے پوآتو اور دوفنے کے پراٹسٹنٹوں کو بغاوت پر آمادہ کردیا اور برطینی کے باشندوں کے ساتھ بھی جو حکومت سے ناراض تھے نامہ وپیام شروع کردیا۔ انگلستان کے خلاف میں اس نے یہ کارروائی کی کہ جیمس ایڈورڈ کو ہسپانیہ بلایا اور انگلستان کے خلاف ایک مہم کی تیاری شروع کردی۔

مگر البیرونی کی یہ سب بیش بندیاں خاک میں مل گئیں۔ سسلی پر ہسپانیہ کے حملے کی وجہ سے اتحاد اربعہ ۲؍ اگست کو وجود میں آیا جو اسٹین ہوپ کا ایک زبردست کارنامہ ہے۔ اس اتحاد سے جس میں حسب ذیل معاہدے شامل تھے یوٹرخیٹ کے صلح نامے کی شرائط میں ترمیم ہوگئی۔ (۱) معاہدہ مابین شہنشاہ و شاہ ہسپانیہ (۲) معاہدہ مابین شہنشاہ و شاہ سسلی (۳) عہدنامہ جات مابین شہنشاہ و شاہان انگلستان و فرانس و اسٹیٹس جنرل (ہالینڈ)۔ چارلس ششم نے سارڈی نیا کے معاوضے میں سسلی لیلیا اور شاہ سسلی کو شاہ سارڈی نیا کا خطاب دیا گیا اور بحالت عدم موجودگی ورثہ ہسپانیہ کے تخت کا اسے وارث قرار دیا گیا۔ اطالیہ کی ڈچیوں (پارما، پیاسین زا، ٹسکنی) کی وراثت کے متعلق ایلی زابتھ فارنیس کے حقوق تسلیم کرائے گئے۔

اتحاد اربعہ ۱۷۱۸ء

پساروٹز کا صلح نامہ اس کے قبل ہی ہو چکا تھا اور اب ہسپانیوں کو سسلی سے نکالنے کے لئے آسٹریا کی فوجیں ٹڈی دل کی طرح اطالیہ میں پہونچ گئیں۔ ۱۱؍ اگست کو امیر البحر بنگ نے ہسپانی بیڑے کو راس پسارو کے قریب شکست دی جس سے اتحاد اربعہ کی فتح یابی اور اسٹین ہوپ اور دوبوا کے طرز عمل کی کامیابی کی توثیق ہوگئی۔

انگریزی حکومت نے ہسپانیہ سے اتحاد اربعہ میں شریک ہونے پر اصرار کیا اور خود اسٹین ہوپ ۱۲؍ اگست کو میڈرڈ میں پہنچا اور جبل الطارق کی بازگشت پر رضامندی ظاہر کی مگر نان کرے کی طرح اسے بھی فلپ پنجم اور البیرونی کو مصالحت پر آمادہ کرنے میں ناکامی

صفحہ ۵۶

ہوئی ۔ ۲۷ر اگست کو اس نے ہسپانیہ کے دارالسلطنت کو خیرباد کہا اور نان کرے بھی ۲ر نومبر کو وہاں سے چلا گیا مگر ہسپانیہ دول متحدہ کے خلاف جنگ کو جاری رکھنے سے باز نہ آیا۔

دسمبر میں چارلس دوازدہم نے انتقال کیا اور اس کے بعد ہی گوارٹز معزول ہو گیا اور سویڈن اور روس کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس کی وجہ سے ہسپانیہ کے حسب مرام شمال کی طرف سے کسی حملے کی امید باقی نہ رہی۔ فرانس بھی دسمبر ہی میں سیلامار کی سازش کا انسداد ہو گیا جس کا علم دوبوا کو عرصے سے تھا۔ سیلامار گرفتار کر لیا گیا جیسے کہ گیلن بورگ سال ماقبل میں گرفتار ہوا تھا۔ بریٹنی کی بغاوت فرو کر دی گئی، اور سازش کے انکشاف کے نتائج یہ ہوئے کہ ہسپانیہ کی حکمت عملی شبہے کی نگاہوں سے دیکھی جانے لگی، کلی منٹ یازدہم اور جیسوئٹ لوگوں نے سازش کرنے والوں کی ہمت افزائی کی تھی اب انکی بھی قلعی کھل گئی نائب السلطنت کی قوت مستحکم ہو گئی اور ہسپانیہ کی مخالفت میں تو رسی بھی اسکی تائید کرنے لگا۔ ڈیوک مین اور اسکی بیوی ڈیوک رشی لیو، کارڈنل پولگ ناک، کارڈنل روہان اور مارکوس لیم یادور گرفتار کر لئے گئے اور اس کے بعد یا تو قید یا جلاوطن کر دئے گئے۔ بریٹنی کے باغی سرغنوں میں سے چار شخص قتل کر دئے گئے اور عرصے تک پس و پیش کرنے کے بعد فرانس نے ۹ر جنوری ۱۷۱۹ء کو ہسپانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ انگلستان نے ۱۷ر دسمبر ۱۷۱۸ء ہی کو ہسپانیہ کے سواحل سے ایک نئے جیکوبائٹی حملے کے خوف سے جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔ ہسپانیہ متحدین کے حملے کے دفع کرنے سے عاجز تھا۔ مارچ ۱۷۱۹ء میں ایک فرانسیسی فوج نے ہسپانیہ کی سرحد میں داخل ہو کر فوان ترابیا کا محاصرہ کر لیا اور ایک انگریزی بیڑے نے ہسپانیہ کے کئی شہروں کو لوٹ لیا اور اس کے جہازوں کو بہت نقصان پہنچایا جیکوبائٹ مہم کو بھی ناکامی ہوئی اور موسم خزاں کے اختتام کے قبل آسٹریوں نے سسلی کو فتح کر لیا۔

انگلستان اور فرانس کی جنگ ہسپانیہ سے

البیرونی نے چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد تسلیم کر لیا تھا کہ اب کامیابی کی کوئی امید نہیں ۱۷۱۸ء میں اسے فکر ہو گئی تھی کہ حلیفوں سے صلح کرے اگر مولی نے کی گرفتاری سے وہ مجبور نہ ہو جاتا تو وہ ہسپانیہ کے ذرائع کو ترقی دینے کے کام میں اس وقت تک

مصروف رہتا جب تک کہ ہسپانیہ کو بحیرہ روم میں توازن قوت کے بحال کرانے کی اہلیت نہ پیدا ہو جاتی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ توازن قوت یوٹریخٹ اور راس ٹاٹ کے صلحناموں سے ناپید ہو گیا تھا۔ اس کی سیاسی زندگی اب ختم ہو چکی تھی مگر ہسپانیہ کی تاریخ پر اس کا اثر بہت زیادہ ہے جس کا کافی اندازہ نہیں ہو سکتا پاتی نیو اور ہسپانیہ کے دوسرے مدبرین نے اسی کے اصول کی پیروی کی اور ۱۷۴۸ء میں ڈان فلپ نے پارما اور پیاسین زا پر قابض ہو جانے اور ڈان کارلوس کو سسلی اور نیپلز کی حکومت کے مل جانے سے ثابت ہو گیا کہ اس کی خارجی حکمت عملی ایک حد تک بار آور ہوئی۔ اسی اطالوی مدبر کی فراست کا نتیجہ تھا کہ ہسپانیہ کے جسم بے جان میں جان پڑ گئی اور اہل اطالیہ میں جذبۂ قومیت پھر تازہ ہو گیا۔

مصالحت کی گفت و شنید شروع کرنے سے قبل حلیفوں کا اصرار تھا کہ البیرونی معزول کر دیا جائے اس لئے وسط دسمبر ۱۷۱۹ء میں اسے حکم دیا گیا کہ ہسپانیہ سے چلا جائے ۱۷۲۰ء کے آغاز میں انگلستان اور فرانس کے زبردست طرز عمل سے مجبور ہو کر صلح نامہ لندن کے ذریعے سے فلپ نے اتحاد اربعہ کی شرائط کو تسلیم کر لیا گو بعض اہم امور کے متعلق سال بھر گفت و شنید کا سلسلہ

فلپ البیرونی کو معزول کر کے اتحاد اربعہ میں شریک ہوتا ہے ۱۷۲۰ء

جاری رہا اور فلپ اور ایلی زابیتھ کی برافروختگی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہر لمحہ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ بالآخر جون ۱۷۲۱ء میں تمام امور کا "تشفی بخش" تصفیہ ہو گیا اور انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک مدافعانہ اتحاد ہو گیا۔ یہ بھی طے ہوا کہ کام برائی میں ایک کانگریس (مجلس شوریٰ) ہو جس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے درمیان جتنے امور متنازعہ تھے سب کا تصفیہ ہو جائے مثلاً اطالیہ کی ریاستوں کی حکومت ہسپانیہ کے تخت و تاج کی نزاعیں اور "زریں اُون" (Golden Fleece) کے خطابات دینے کا حق۔ دوبوا کو اندیشہ تھا کہ کہیں ہسپانیہ، انگلستان اور آسٹریا کے درمیان اتحاد نہ ہو جائے اس لئے ہسپانیہ اور فرانس کی موجودہ دوستی کو پختہ کرنے کے لئے اس نے یہ مناسب خیال کیا کہ دونوں ملکوں کے شاہی خاندانوں کے درمیان شادیوں کے ذریعے سے گہرے تعلقات قائم ہو جائیں۔ ستمبر ۱۷۲۱ء میں اعلان کر دیا گیا کہ ہسپانیہ کی شہزادی کی (جو اس وقت صرف پانچ سال کی تھی) شادی لوئی پانزدہم سے ہو گی اور اورلیان کی بڑی بیٹی کی شادی

بوربن لوئی ہسپانیہ کے ولی عہد سے۔

جنوری ۱۷۲۲ء میں یادی موازیل دی موُن پان سیر کی شادی ہوئی اور ہسپانیہ کی شہزادی بھی فرانس میں آکر مقیم ہو گئی۔ ہسپانیہ میں فرانس کے اثر کے بڑھ جانے سے انگلستان کے وزیروں کو اندیشہ ہو گیا۔ انگریزوں سے اتحاد قائم رکھکر ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں دوبوا نے یک گونہ لوئی چہاردہم کی حکمت عملی کی طرف رجعت کی تھی اور یہ حکمت عملی وہی تھی جس پر ۱۷۲۹ء میں فلیوری نے بھی عمل کیا۔ فروری ۱۷۲۳ء میں جب لوئی پانزدہم سن بلوغ کو پہنچا تو وہ وزیر اعظم ہو گیا اور اپنے انتقال تک اس خدمت پر فائز رہا۔ اس کے انتقال کے بعد اورلیاں نے تین مہینے تک اس خدمت کے فرائض انجام دئے۔ مگر فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان اتحاد کا پھر قائم ہو جانا قبل از وقت تھا اور یہ اتحاد دفعۃً یک ٹوٹ گیا جب کہ دوبوا نے اگست ۱۷۲۳ء اور اورلیان نے دسمبر سنہ مذکور میں انتقال کیا۔

فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان شادیوں کے ذریعے سے اتحاد ۱۷۲۱-۲۲ء

ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی مخالفت سے جنوبی یورپ میں نقض امن کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا وہ اسٹین ہوپ کی زبردست کارروائیوں سے دفع ہو گیا مگر شمال کے معاملات سے انگلستان کو ہر وقت فکر لاحق رہتی تھی اور یورپ کا امن وسکون بھی معرض خطر میں تھا۔ ہینوور کے وزیروں کے طرز عمل سے مناقشات کا رقبہ بلاشک وشبہ وسیع تر ہوتا جاتا تھا۔ اٹھارھویں صدی میں شروع سے آخر تک روس اور پرشیا کے عروج اور سویڈن اور پولینڈ کے زوال کی وجہ سے شمالی سلطنتوں کا یورپ کی تاریخ پر زبردست اثر ہے۔ جارج اول جب انگلستان میں اگست ۱۷۱۴ء میں تخت نشین ہوا، اس وقت شمال کی جنگ مشتعل ہو رہی تھی۔ روس اور پرشیا نے اسی زمانے (جولائی) میں ایک خفیہ عہد نامہ کر لیا تھا کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ چارلس دوازدہم بین ڈر سے عنقریب واپس آنے والا ہے۔ اس عہد نامے کی رو سے روس نے وعدہ کیا کہ وہ صلح اس وقت تک نہ کریگا جب تک کہ پرشیا کو اس ٹےٹن مع اضلاع ملحقہ پین ندی تک نہ مل جائے اور اس کے علاوہ وول گاسٹ بھی۔ اس کے معاوضے میں پرشیا نے روس کو سویڈن کے صوبجات

شمالی یورپ ۱۷۱۴-۲۱ء

وردن اور بریوس ڈوم

لی وونیا، ایس تھونیا اور انگریا کے الحاق میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ نومبر میں چارلس اسٹرال سنڈ کے قریب آ گیا۔ مقام مذکور پر اس کی موجودگی کے نتائج فوراً ظہور میں آئے یعنی اس کے دشمن سب متحد ہو گئے۔ پرشیا نے حملہ آوری کی غرض سے ڈین مارک، ہینوور سیکسنی اور پولینڈ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے سویڈن کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ڈین مارک نے ورڈین اور بریمین جارج اول کے حوالہ کر دیئے اور سویڈن کے وزیر گوارٹز نے قصد کر لیا کہ اتحاد مذکورۂ بالا کو شکست کر کے شمالی یورپ میں سویڈن کے رسوخ کو بحال کرا دے۔ اسٹرال سنڈ کا فریڈرک ولیم نے محاصرہ کر لیا اور اس کے سقوط (دسمبر ۱۷۱۵ء) کے بعد چارلس دوازدہم بصد دقت بھاگ کر سویڈن چلا گیا اور قریب تھا کہ اس جنگ کی چنگاریاں تمام یورپ میں پھیل جائیں۔ بحیرۂ بالٹک میں انگریزوں نے ایک بیڑہ اپنی تجارت

شمالی یورپ کے اتحاد سے چارلس دوازدہم کی جنگ

کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا۔ بقول مسٹر کارلائل "بریمین اور ورڈین کی قیمت ادا کرنے کا یہ ایک ناراست طریقہ تھا"۔ چارلس دوازدہم کے دوسرے مخالف بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ اتحاد ثلاثہ بظاہر بہت زبردست معلوم ہوتا تھا مگر اس کے وجود میں آتے ہی اس کے شکست ہونے کے آثار نمودار ہو گئے کیونکہ پیٹر اعظم اور ہینوور کے وزیروں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ اپریل ۱۷۱۶ء میں میک لین برگ کے ڈیوک کی شادی پیٹر اعظم کی بھتیجی کیتھرین سے ہوئی اور پیٹر نے فوراً اس کے شوہر کی طرف سے میک لین برگ کی امیروں کے خلاف وہاں کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا۔ امرائے مذکور اکثر اپنے حکمران اور ڈین مارک اور پرشیا سے برسرپیکار رہتے تھے جن کی یورشوں نے ملک کو تباہ کر دیا تھا۔ وس مار کے سقوط (۱۶ اپریل) کے بعد جو پومیرانیا میں سویڈن کا آخری مقبوضہ تھا اہل ہینوور نے روسیوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور پیٹر پر یہ الزام لگایا کہ وہ درپردہ سویڈن کے ساتھ سازباز رکھتا ہے اور میک لین برگ پر دواماً قبضہ

ہینوور اور پیٹر اعظم کی باہمی نزاع

کرنا چاہتا ہے۔ چارلس ششم نے روسیوں کے دائرۂ اثر کے بڑھنے سے خائف ہو کر ہینوور کے وزیر برنس ٹارف کی سازشوں کی تائید شروع کر دی جو وہ روسیوں کے خلاف کر رہا تھا۔ ٹاؤن شینڈ اور فریڈرک ولیم نے الزامات مذکور کو بالکل بے سروپا قرار دیا تھا۔ فریڈرک ولیم میکلن برگ میں روسی فوجوں کی موجودگی کو اس لئے

پسند کرتا تھا کہ وہ سویڈن کے حملوں سے ڈین مارک اور پرشیا دونوں کو محفوظ رکھ سکتی تھی۔ وس مارکی فصیلوں کو مسمار کر کے آسے میک لین برگ کے ڈیوک کے سپرد کر دینے پر فریڈرک نے رضامندی ظاہر کی مگر روسیوں کو میک لین برگ سے خارج کرنے اور ڈیوک کے مقبوضات پر قبضہ کرنے میں ہینوور کی امداد کرنے سے اس نے انکار کر دیا۔ ستمبر ۱۷۱۶ئہ میں اس نے فرانس سے ایک خفیہ مدافعانہ اتحاد کر لیا اور اس طور پر اپنی قوت کو مستحکم کر کے پیٹر اعظم کے طرزِ عمل کی تائید پر پوری آمادگی ظاہر کی جس کی طرف سے اس وقت نہ صرف شہنشاہ بلکہ دوسرے حلیفوں کو بھی خدشہ ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۷۱۷ئہ میں سویڈن کا سفیر گلن بورگ لندن میں گرفتار ہو گیا اور اس کے قبضے میں چند کاغذات نکلے جن سے معلوم ہوا کہ گوارٹز جیمس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا جھوٹا دعویدار) کے ساتھ بارہ ہزار سویڈن کے سپاہی بھیجکر انگلستان پر حملہ کرانا چاہتا تھا۔ ان واقعات سے صورت حال اور بھی نازک ہو گئی۔ پیٹر انگلستان کی دوستی کا خواہاں تھا مگر اہل ہینوور نے اس پر الزام لگایا کہ وہ بھی گلن بورگ کی سازشوں میں شریک ہے۔ پیٹر کو جب یہ یقین ہو گیا کہ انگلستان سے اتحاد ہونا ناممکن ہے تو ۱۷۱۷ئہ کے موسم گرما میں اس نے فرانس کا سفر اس امید سے کیا کہ اس کی امداد سے سویڈن کو اپنی شرائط کے تسلیم کرانے پر مجبور کرے۔

پیٹر کا ورود پیرس میں ۱۷۱۷ئہ

فرانس کی حکومت کو اس نے مشورہ دیا کہ شمال میں بجائے سویڈن کے روس کو اپنا حلیف بنائے اور روس اور پرشیا کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرے جس سے موجودہ اتحادِ ثلاثہ (مابین انگلستان فرانس و ہالینڈ) کو کوئی ضرر نہ پہنچتا۔ ڈُوبوا روس کی حمایت پر آمادہ تھا مگر یہ ڈُوبوا کے منشا کے خلاف تھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اتحادِ ثلاثہ کہیں معرضِ خطر میں نہ پڑ جائے۔

ڈُوبوا کی رائے اس معاملے میں بلاشبہ درست تھی کیونکہ ابھی تک روس کی قوت مستحکم نہیں ہوئی تھی اور اس کی موجودہ ممتاز حیثیت صرف سویڈن کے فوجی انحطاط کی وجہ سے تھی۔ روس کی فوج ایلب ندی پر چند غیر معمولی واقعات کی وجہ سے پہونچ گئی تھی اور عرصۂ دراز تک جرمنی میں اس کے مقیم رہنے کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ روس کی آئندہ ترقی اس کے بادشاہوں کی ذاتی قابلیت پر منحصر تھی۔ اس نئے اتحادِ ثلاثہ کے بجائے غیر مستحکم اور دور دراز روسی سلطنت سے اتحاد پیدا کرنے سے

فرانس پھر مغربی یورپ میں اکیلا و تنہا رہجاتا اور انگلستان اور ہالینڈ اسکے مخالف ہو جاتے اور ممکن تھا کہ اس مخالفت میں شہنشاہ اور غالباً ہسپانیہ کی فوجیں بھی شریک ہوجاتیں۔ اگست میں فرانس روس اور پرشیا کے درمیان ایک صلح نامہ ہوا جو امسٹردم کے معاہدے کے نام سے مشہور اور جسکی غایت صرف دوستی تھی۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس نے اپنے اثر سے شمالی جنگ کو ختم کرا دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد اگست ۱۷۱۸ء میں پرشیا سے ایک ضمنی معاہدہ ہوا مگر باوجود ان معاہدوں کے پیٹر سوئڈن سے راست نامہ و پیام بھی کرتا رہا۔ گیلن بورگ کے گرفتار ہونے کے زمانے میں گوارٹز بھی کچھ روز کے لئے ہالینڈ میں قید کر دیا گیا تھا مگر وہ روس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے برابر سازش کرتا رہا اور مئی ۱۷۱۸ء میں گیلن بورگ کو ہمراہ لیکر دو روسی سفیروں (بُروس اور اُدسٹرمن) سے جزیرہ لوسوییں ملا جو جزائر الینڈ میں شامل ہے اور اسی لئے یہ مجلس شورا ے "آلینڈ کی مجلس شورا" کے نام سے مشہور ہے۔ گوارٹز روس سے پھر اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس کے معاوضے میں صوبجات انگریا کارے لیا، لی وونیا، ایس تھونیا دینے پر رضامند تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ روس سے اتحاد پیدا کرکے سوئڈن کو اپنے دوسرے دشمنوں سے اطمینان ہو جائے گا جرمنی میں اس کے مقبوضات محفوظ ہو جائینگے اور بحیرۂ بالٹک کی سلطنتوں میں اس کا امتیاز باقی رہیگا۔

سوئڈن اور روس میں اتحاد

گوارٹز کے منصوبے قابل قدر ضرور تھے مگر ان کا عمل میں آنا دشوار ہو گیا تھا۔ چارلس دوازدہم نے ۳۶ سال کی عمر میں ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ء کو بمقام فریڈرک شال انتقال کیا اور اسکے بعد ہی سوئڈن میں ایک سیاسی انقلاب ہوگیا۔ جنوری ۱۷۱۹ء میں ڈائٹ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شاہ متوفی کی بہن الریکا ایلی نورا ملکہ منتخب ہوئی مگر اس پر ایسی سخت شرطیں عائد کی گئیں کہ سوئڈن کے بادشاہوں کی مطلق العنانی کا خاتمہ ہوگیا اور بجائے اُسکے ایک محدود حکومت شاہی وجود میں آئی۔ ڈیوک ہالسٹین کے تخت نشین ہونے کی بالکل امید جاتی رہی جس نے الریکا کی بہن سے شادی کی تھی اور

چارلس دوازدہم کا انتقال اور سوئڈن میں انقلاب سیاسی

ملہ روس اور فرانس کے درمیان جو معاہدہ ہوئے ان میں یہ پہلا معاہدہ ہے اور اس کے بعد دونوں ملکوں میں باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم ہو گئے۔

گوارٹز جو اس کا طرفدار تھا قتل کر دیا گیا۔ ۱۷۲۰ء میں السری کا تخت سے دست کش ہو گئی اور اس کا شوہر بجائے اس کے فریڈرک اول کے نام سے حکمران منتخب ہوا۔
سویڈن کی حالت اب بہت نازک ہو گئی تھی۔ اس کی مخالفت پر ایک زبردست اتحاد ملا ہوا تھا اور خود اس کے ڈائٹ کی ایک جماعت رائے عامہ کی تائید۔ اور پرشیا کی امداد کی امید سے خاندان ہالس ٹین کے دعادی کو تقویت دے رہی تھی۔ اس وقت ضرورت یہ تھی کہ معاملات داخلی و خارجی کے متعلق ایک مستقل طرز عمل اختیار کیا جائے مگر حکمراں جماعت چارلس دوازدہم اور گوارٹز کی خارجی حکمت عملی کو الٹ دینا چاہتی تھی اور ایک ایسا طرز عمل اختیار کرنے والی تھی جس کے نتائج سویڈن کے لئے اندیشناک ہوے۔ السری کا کے حکمران منتخب ہوتے ہی روس سے جو گفت وشنید ہو رہی تھی اس کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور اتحاد شمالی کے مختلف اراکین سے معاہدے کرنے کی کارروائی ہونے لگی۔
کارٹے ریٹ کے توسط سے سویڈن اور ہینوور (نومبر ۱۷۱۹ء) اور پرشیا (فروری ۱۷۲۰ء) سے معاہدوں پر دستخط ہو گئے۔ ہینوور سے جو معاہدہ ہوا اسکی رو سے ایک رقم کے معاوضے میں بیری مین اور ورڈین اس کے قبضے میں رہ گئے اسی طور پر پرشیا نے بیس لاکھ ڈالر سویڈن کو دیکر اسٹے ٹن جزائر وولن ویوس ڈم اور پومیرانیا پر پین ندی تک اپنا قبضہ بحال رکھا۔ جنوری اور جولائی ۱۷۲۰ء میں پولینڈ اور ڈین مارک سے معاہدے ہوے سیلیس وگ پر ڈین مارک کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ ان معاہدوں کی تکمیل سے سویڈن کو موقع ملگیا کہ اپنی پوری قوت پیٹر اعظم کے مقابلے میں لگائے مگر روس کو بے یارومددگار کرنے کی کوشش میں سویڈن کی حکومت کو کامیابی نہ ہوئی اور مزید مراعات کا دروازہ بند کرنے میں اسی طور پر ناکامی ہوئی بالٹک میں ایک انگریزی بیڑے کی موجودگی سے کوئی نفع نہ ہوا۔ پیٹر اعظم کی فاتحانہ پیش قدمی کسی صورت سے رک نہ سکی اور بالآخر ۱۷۲۱ء میں اہل سویڈن نے مجبور ہو کر کان پر سے دون سفیر فرانس کی وساطت سے روس سے دب کر صلح کر لی۔

روس کے ساتھ صلح نامہ نسٹاڈ ۱۷۲۱ء	اس صلح نامے کی رو سے جس پر بمقام نسٹاڈ ۱۰ ستمبر ۱۷۲۱ء کو دستخط ہوئے سویڈن نے اضلاع و جزائر ذیل روس کے حوالے کر دیئے

یعنی لی وونیا، ایس تھونیا انگریا کاریئے لیا، وی بورگ (ایک حصہ) اور جزائر اوسیل، ڈاگو، موا ین، علاوہ ان جزائر کے جو کورلینڈ سے وی بورگ تک واقع تھے۔ روس نے ان کے معاوضے میں بیس لاکھ ڈالر دیئے اور فن لینڈ واپس کر دیا۔ اس صلح نامے پر گویا یورپ کی تاریخ کا ایک باب ختم ہوتا ہے یعنی سویڈن کی جگہ اب پرشیا اور روس نے لے لی ہے اور خاندان واسا کی بدولت جو امتیاز اسے یورپ میں حاصل ہوگیا تھا وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اس زمانے سے گس ٹاوس ثالث کی تخت نشینی تک سویڈن کبھی روس کا حلیف ہوتا اور کبھی فرانس کا۔ خود ملک میں منافشات کا زور تھا۔ ۲ر مئی سنہ ۱۷۲۰ء کے قانون سے سویڈن کی بادشاہت کے اقتدار مطلق العنان کا خاتمہ ہوگیا اور بادشاہت کا انحصار انتخاب پر ہوگیا۔ سویڈن میں دو فریق تھے ان میں سے ایک چارلس فریڈرک (ڈیوک ہانس ٹین گوٹورپ) کی طرف تھا جو ہیڈوگا سوفیا کا بیٹا اور ۱۷۲۵ء میں پیٹر اعظم اور کیتھرین کا داماد ہوا تھا اور اسی وجہ سے روس سے گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا۔ دوسرا فریق الرکا اور اس کے شوہر کا طرف دار تھا اور فرانس سے تعلق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہ دونوں فریق "بڑی اور چھوٹی ٹوپی والوں" کے نام سے مشہور تھے عرصے تک حصول تفوق کے لئے آپس میں لڑتے رہے اور ان کی نزاعوں کے زمانے کو "عہد آزادی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سویڈن کے انحطاط کے ساتھ ساتھ روس اور پرشیا کو فروغ حاصل ہو رہا تھا اور یہ دونوں دولتیں یورپ کے نظام سیاسی میں اہمیت حاصل کر رہی تھیں۔ نس ٹاڈ کے صلح نامے کا فوری اثر یہ ہوا کہ شمال میں امن و امان ہوگیا جیسے کہ اتحاد اربعہ سے جنوب میں سکون ہوگیا تھا۔ اس لئے امن و امان کے قیام کے لحاظ سے اسٹین ہوپ اور دوبوا کی خارجی حکمت عملی کو کامیابی ہوئی تھی یعنی انگریزوں اور فرانس کا اتحاد قائم تھا، جیکوبائٹ فریق کے حملے کا اندیشہ جاتا رہا تھا، فرانس کی حکومت کو فلپ اور ایلی زابیتھ فارنیس کی سازشوں سے کوئی خوف نہ تھا۔ البیرونی معزول ہو چکا تھا اور گوارٹز قتل ہو چکا تھا۔ فروری سنہ ۱۷۲۳ء کو لوئی پانزدہم قانوناً سن بلوغ کو پہنچ گیا جس کی وجہ سے حکومت نیابت ختم ہوگئی گو حکومت میں کوئی تغیر نہ ہوا اور دوبوا اپنے

انتقال یعنی اگست تک برسر حکومت رہا مسائل متنازعہ فیہ کے تصفیے کے لئے جن میں سے اکثر کا تعلق جزیرہ نمائے اطالیہ سے تھا ایک مجلس شورے عنقریب منعقد ہونیوالی تھی

۱۷۱۵ء سے ۱۷۲۵ء تک یورپ کے سیاسیات میں تین قسمت آزما مدبروں کو خاص دخل تھا یعنی البیرونی، گوارٹز، دوبوا۔ ان میں سے البیرونی اور گوارٹز کو صرف اپنے اپنے ممالک کی بہتری کا خیال تھا اور اپنے طرز عمل میں بجائے ذاتی اغراض کے انھیں مفاد قومی کا زیادہ تر خیال تھا۔ ان دونوں کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ناکامی ہوئی گوارٹز کو چارلس دوازدہم کے بے وقت انتقال اور سویڈن کے انحطاط کی وجہ سے اور البیرونی کو اس وجہ سے کہ ایلی زابیتھ فارنیس کی خاندانی اغراض کی وجہ سے ہسپانیہ کو غلط راہ اختیار کرنی پڑتی تھی اور اصلاح کا سلسلہ رک جاتا تھا۔ گوارٹز کے انتقال کے بعد سویڈن کا شمار تیسرے درجے کی دولتوں میں ہونے لگا اور پھر اسے کبھی رسوخ نصیب نہ ہوا۔ برخلاف اس کے البیرونی کے زوال سے ہسپانیہ کے احیاء میں صرف ایک عارضی وقفہ ہوا اور اسکے طرز عمل کو اس کے جانشینوں نے جاری رکھا اور اٹھارھویں صدی میں اس کے مقاصد کی بیشتر تکمیل ہوگئی۔ دوبوا کی حالت اپنے ان دونوں معاصرین سے مختلف ہے نہ تو اس میں البیرونی کا تدبر تھا نہ اس کی دھن تھی اور نہ گوارٹز کی طرح اس کی حالت مخدوش تھی۔ اس کی خارجی حکمت سے گو فرانس کو نفع ہوا مگر ذاتی اغراض سے پاک نہ تھی اور ملکی معاملات میں اس کا طرز عمل خودغرضی اور زمانہ سازی پر مبنی تھا۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہیں اور اس نے ایک نہایت ہی خطرناک زمانے میں فرانس کو خطرات سے بالکل محفوظ رکھا مگر باوجود سیاسی کامیابی کے اس میں البیرونی کی خوبیاں نہ تھیں کیونکہ اولاً وہ بے اصول تھا اور ثانیاً اخلاق اور مذہب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کی ہوا و ہوس کی کوئی انتہا نہ تھی۔

البیرونی گوارٹز دوبوا

صفحہ ۷۰

اپنے انتقال سے قبل اندرون یا بیرون ملک میں دوبوا کا کوئی رقیب باقی نہ رہا تھا کیونکہ لا بھاگ کھڑا ہوا تھا، البیرونی جلاوطن کر دیا گیا تھا اور گورانٹہ کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ فرانس کی اندرونی خرابیوں کو دفع کرنے کی طرف ذرا بھی توجہ نہ تھی اور حکومت نیابت سے جو امیدیں تھیں وہ اب تک بر نہ آئی تھیں۔

اتحاد اربعہ کے ٹوٹنے کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور جب تک کہ ہسپانیہ کے سیاسیات میں ایلی زابیتھ فارنیس کو دخل تھا اور چارلس ششم کی اولوالعزمیاں باقی تھیں اس وقت تک یورپ میں امن وسکون کی امید نہ ہو سکتی تھی۔

صفحہ ۶۵

باب سوم

ایلی زابیتھ فارنیس کی سازشیں

۱۷۲۳ تا ۱۷۳۳ء

عہد ۱۷۲۳ تا ۱۷۳۳ء ۔ ڈیوک بوربون کی حکومت ۔ کام برائی کی مجلس شورے ۔ آسٹریا اور ہسپانیہ کے مابین اتحاد کا خیال ۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کے لیئے ایلی زابیتھ فارنیس کی اغراض ۔ ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں چارلس ششم کی اغراض ۔ ریپرڈا کو جو ہدایتیں دی گئیں ۔ ریپرڈا کے سیاسی حالات ۔ بوربون ہسپانیہ کی شہزادی کو واپس کردیتا ہے ۔ اُس کا فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنا ۔ وائنا کی مجلس شورے ۔ صلح نامہ وائنا ۱۷۲۵ء ۔ ہینوور کا اتحاد ۔ پرشیا اور روس تر باسین کا صلح نامہ ۔ فرانس کی سیاسی جماعتیں ۔ ریپرڈا کا معزول ہونا ۔ آسٹریا اور ہسپانیہ کے اتحاد کا ٹوٹ جانا ۱۷۲۶ - ۱۷۲۸ء میں عالمگیر جنگ کا خطرہ ۔ سیویل کا صلح نامہ ۔ انگلستان اور ہسپانیہ ۔ وائنا کا دوسرا صلح نامہ ۱۷۳۱ء ۔

دوبوا اور اورلیان کے انتقال اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے درمیان جو دس سال کا زمانہ ہے (۱۷۲۳ء تا ۱۷۳۳ء) اس کی تاریخ نہایت پیچیدہ اور پریشان کن ہے اور اس کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ سفرا اپنی ریشہ دوانیوں میں بیحد منہمک تھے ۔ بوربون اور فلیوری کے زمانے میں انگلستان اور فرانس کا اتحاد برقرار

عہد ۱۷۲۳ء تا ۱۷۴۱ء

رہا مگر فرانس کے دربار میں ایک زبردست جماعت انگلستان سے تعلقات قائم رکھنے کی سخت مخالف تھی اور اُس کے وجود کی وجہ سے پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا ۔ آسٹریا اور انگلستان کے

درمیان کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور آسٹریا کے تعلقات پرشیا سے بھی اچھے نہ تھے۔ اس لیئے چارلس ششم کی قوت میں ضعف آتا جاتا تھا جو کہ اپنے ملک کے حقیقی مفاد سے غافل تھا اور ایسے کاموں پر اپنا وقت ضائع کر رہا تھا جو محض خواب وخیال تھے مثلاً (Pragmatic Sanction) کا تسلیم کیا جانا یا آسٹینڈ میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام۔

صفحہ ۶۶

فرانس میں آیندہ تین سال تک عنان حکومت ڈیوک بوربون کے ہاتھ میں تھی جو ڈُوبوا اور اورلیان کے طرز عمل کی متابعت کرتا تھا۔ لوئی ہنری ڈیوک بوربون نے جو "موسیولی دوک" کے نام سے مشہور تھا اور کوندے اعظم کا جانشین تھا اب تک سیاسیات میں کوئی نمایاں حصہ نہ لیا تھا کیونکہ اسے سیر وشکار کا زیادہ شوق تھا۔ مگر اس نے (Legitimes) کے دعووں کی پرزور مخالفت کی تھی اور لا کی تجاویز کی تائید کی تھی مگر دوبوا کا عروج اسے ناگوار ہوا تھا۔

ڈیوک بوربون کی حکومت
۱۷۱۳-۲۶ء

بوربون سست وکاہل آدمی تھا اور اسکی لیاقت کا بھی کبھی اظہار نہیں ہوا۔ زیادہ تر اپنی سازش پسند محبوبہ مارشیانیش پری اور ایک ساہوکار پاری ڈُو ورنی کے زیر اثر تھا جو لا کا دشمن تھا اور اس کے زوال کے بعد بارسوخ ہوگیا تھا۔ اورلیان کے انتقال کے بعد فرے ژو کے عیار بشپ فلیوری نے جواب تک ڈیوک بوربون کا اتالیق تھا اسے وزیر اعظم مقرر کرادیا اور ۱۷۲۶ء تک خود بالکل پس پردہ رہا۔ سنہ مذکور میں وہ ڈیوک کو علٰحدہ کرکے خود وزیر اعظم بن بیٹھا کیونکہ اسکی حکومت سے لوگوں کو نفرت ہوگئی تھی۔ بوربون کی وزارت کے زمانے میں فرانس کے انتظامات داخلی کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی تھی باوجودیکہ پاری دوورنی نے کوشش کی تھی کہ طبقۂ امرا سے بھی ملک کے دوسرے طبقوں کی طرح محاصل وصول کیئے جائیں اور جبری بھرتی کے ذریعے سے ایک قومی فوج مرتب کی جائے۔ تجاویز مذکور کی خوبی میں کوئی شک نہیں مگر پہلی تجویز ۱۷۲۷ء میں مسترد ہوگئی اور دوسری پر کبھی عمل نہ ہوا۔ زمانۂ قدیم میں ایک محصول (Droit de Joyeaux avenement) تھا جو نئے پادشاہوں کی تخت نشینی کے موقع پر حقوق محصلہ کی توثیق کے لیئے

ہر کدھ سے لیا جاتا تھا۔ یہ محصول از سر نو عائد کیا گیا مگر چونکہ اس کی وجہ سے عام ناراضی ہوگئی اس لیئے پھر کبھی عائد نہیں کیا گیا۔ مذہبی معاملات میں بھی جن کی نگرانی اورلیان کے انتقال کے بعد سے فلیوری کے سپرد تھی، بوربون نے اپنا اثر دکھا دیا۔ ۲۴ مئی ۱۷۲۴ء کو اس نے ایک زبردست فرمان فرقہ پراٹسٹنٹ کے خلاف نافذ کیا جواب تک فرانس میں موجود تھے اور جنھوں نے اورلیان کے ردعمل سے نفع اٹھا کر عبادت کے لیئے یکجا جمع ہونے کی جرأت کی تھی اور ایک دوسرا فرمان اس نے جان سینیوں کے خلاف نافذ کیا جس کا محرک یا کم از کم مؤید فلیوری تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پراٹسٹنٹ فرقے کے افراد نے پھر فرانس سے ہجرت کی اور ایک ایسے عہد میں جب کہ فلسفیانہ خیالات اور ارتیاب کا زور تھا فرانسیسی قوم کو فرمان (Unigenitus) کا زبردستی پابند کرانے پر بالعموم مضحکہ اڑایا گیا۔

بوربون کی خارجی حکمت یہ تھی کہ وہ امن و امان قائم رکھنا چاہتا تھا اور اولاً اس نے اسی طرز عمل کو اختیار کیا جس پر دوبوا اپنے آخری زمانے میں عمل پیرا تھا خاندان بوربون کے شہزادوں میں صرف اسی نے ۱۷۱۳ء میں فلپ پنجم کی جبری دست برداری[1] کی مخالفت کی تھی اس لیئے ہسپانیہ کے دربار کے لیئے اس کا برسر اقتدار ہونا خاص اہمیت رکھتا تھا۔ فلپ پنجم اور البیرونی نے فرانس کی عارضی ناراضی سے اپنی جلد بازی اور بے صبری کا ۱۷۱۷ء اور ۱۷۱۸ء میں خمیازہ اٹھایا تھا برخلاف اس کے دوبوا اپنے انتقال کے وقت فخر کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف یورپ میں ایسے وقت میں امن و امان قائم رکھا جب کہ جنگ ناگزیر نظر آتی تھی بلکہ میں نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کی وجہ سے اطالیہ میں رفتہ رفتہ ہسپانیہ کے اثر کے قائم ہونے کی امید ہوگئی اور فرانس اور ہسپانیہ کے درباروں میں باہمی اتحاد قائم ہوگیا بغیر اس کے کہ انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں کوئی فرق آئے۔ دوبوا کے انتقال کے بعد کومت دی موروبل جو کام برائی کی مجلس شورے میں سفیر مقرر ہوا تھا وزیر خارجہ مقرر ہوا اور ۱۷۲۷ء تک

صفحہ ۹۷

[1] Philippe V et la cour de France Par A. Baudrillard vol II, 540—1

اس خدمت پر فائز رہا۔ ڈیوک بوربون کے برسر اقتدار ہونے کے بعد فرانس کے جو
تعلقات دوسرے ملکوں سے تھے ان میں کوئی تغیر نہ ہوا اور اگر بلا لحاظ ان خوشگوار
تعلقات کے جو فرانس اور انگلستان کے مابین تھے ہسپانیہ سے حسب سابق گہرے
مافعانہ اور معارضانہ تعلقات پیدا کرنے کا خیال اس کے دل میں آیا بھی ہو تو وہ
۱۴ جون ۱۷۲۴ء کو فلپ پنجم کے یکایک بادشاہت سے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے
زائل ہو گیا۔ اس کے بعد ہسپانیہ کی ملکہ کی بے صبری کی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ
میں مصالحت کی جو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور یورپ میں امن و امان قائم
رکھنے کے لیئے انگلستان اور فرانس بایک دیگر اور بھی متحد ہو گئے ایلی زابیتھ فارنیس
کو فرانس اور ہسپانیہ کی سہل انگاری شاق ہو رہی تھی اور اسکے ساتھ ہی
بوربون کو ڈیوک شارترے (داورلیان کا بیٹا) سے سخت بغض ہو گیا تھا جو
لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کے تخت کا وارث تھا۔ اسی خدشے کی وجہ سے ہسپانیہ
کی شہزادی ۱۷۲۵ء میں فرانس سے واپس کر دی گئی۔

صفحہ ۹۸

کسی کا قول ہے کہ ۱۷۲۳ء سے ۱۷۳۳ء تک ایلی زابیتھ فارنیس وہ محور تھی جس پر
یورپ کی سفارتی کارروائیاں گردش کرتی تھیں" اس کی سب کوششیں اپنے بچوں
کے نفع کے لیئے تھیں اور فلپ پنجم باوجود صلح ناموں اور دستبردار
ہونے کے اب تک اس فکر میں تھا کہ لوئی پانزدہم کے انتقال

کام برائی کی مجلس شورے

کے بعد فرانس کے تخت و تاج کو حاصل کرے۔ شاہ ہسپانیہ جب اتحاد اربعہ میں
شریک ہوا تو اسے پورے طور سے یقین دلایا گیا تھا کہ خاندان ہائے فارنیس و میڈیچی
کے معدوم ہو جانے کے بعد ڈان کارلوس کو پارما اور فلارنیس کی ریاستیں مل جائنگی
اس وقت یہ بھی طے ہوا تھا کہ اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق بعض امور کا تصفیہ سلطنت
ہائے یورپ کی ایک کانگریس (مجلس شورے) میں طے ہو اور وہی کانگریس
ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی نزاعوں کا بھی تصفیہ کر دے۔ دو سال تو ابتدائی
امور کے طے کرنے میں صرف ہوئے اس کے بعد یہ کانگریس بمقام کام برائی
۲۶ جنوری ۱۷۲۴ء کو منعقد ہوئی کاکس کا قول ہے کہ دنیا میں نہ تو کبھی ایسی بے مصرف کانگریس
منعقد ہوئی ہے نہ منعقد ہو گی۔ اس کانگریس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے دعاوی کی

سماعت ہوئی اور چارلس ششم نے جو امور متنازعہ فیہ کے قابل اطمینان تصفیے میں ہر طرح کی رکاوٹ ڈال رہا تھا یہ مطالبہ پیش کیا کہ جتنی سلطنتیں کانگریس میں شریک تھیں سب (Pragmatic Sanction.) کو تسلیم کرلیں" کام برائی میں غریب ارکان کانگریس چار سال تک چھلنیوں سے پانی پھٹکتے رہے۔ لیکن جب کانگریس ان فضول بحثوں میں مشغول تھی ایک واقعہ ایسا ہوا جس کی طرف یورپ کی آنکھیں فوراً پھر گئیں اور جس سے ہر سلطنت کے مدبّر ششدر رہ گئے۔

واقعہ یہ تھا کہ ۱۴ر جنوری ۱۷۲۴ء کو فلپ پنجم یکایک تخت و تاج سے دست کش ہوگیا اور اپنے بیٹے ڈان لوئس کو تخت نشین کر دیا۔ اس غیر مترقبہ دست کشی کی وجہ مذہبی بیان کی جاتی تھیں مگر اس کا یہ ایثار چند روزہ ثابت ہوا کیونکہ ڈان لوئس صرف آٹھ مہینے حکومت کرنے کے بعد مر گیا اور اگست میں فلپ پھر تخت نشین ہوگیا اور خارجی معاملات کا

فلپ پنجم کا تخت سے دست کش ہونا۔

انصرام گری مالڈو کے تفویض کر دیا جو البیرونی کے معزول ہونے کے بعد سے وزیر خارجہ تھا۔ ہسپانیہ کی ملکہ نے جب دیکھا کہ کانگریس اپنا کام بہت سستی کے ساتھ کر رہی ہے اور اسے یقین ہوگیا کہ انگلستان اور فرانس اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق اسکے منصوبوں کی تائید نہ کرینگے تو اس نے ریپرڈا کے مشورے پر عمل کرنے کا تہیہ کرلیا جس سے اسے بھی اتفاق تھا یعنی یہ کہ چارلس ششم سے راست نامہ و پیام کیا جائے۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کا خیال کوئی نیا نہ تھا۔ البیرونی نے بھی ایک زمانے میں یہ تجویز پیش کی تھی اور خود ایلی زابیتھ فارنیس نے بھی ۱۷۲۱ء میں اس مسئلے پر توجہ کے ساتھ غور کیا تھا۔ ڈان لوئس کے مختصر عہد حکومت میں ریپرڈا نے پرانی ہسپانی جماعت کے اتفاق رائے سے جو فرانسیسی اتحاد سے متنفر تھی آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے پر زور دیا تھا۔ ستمبر ۱۷۲۴ء میں مختلف وجوہ کی بنا پر ایلی زابیتھ پوری طور پر آمادہ ہوگئی اور فرانسیس فارنیس ڈیوک پارما بھی پورے طور سے اس تجویز کا حامی ہوگیا۔ ہسپانیہ کے دربار کی اصلی اغراض یہ تھیں کہ پارما اور فلارینس کی ریاستوں کی جانشینی کے متعلق اس کے حقوق کو تسلیم کرلیا جائے اور جبرالٹر اور منورکا پر اس کا قبضہ پھر

صفحہ ۶۹

آسٹریا اور ہسپانیہ کو متحد کرنے کا خیال۔

ہوجائے ۱۷۲۵ء میں ملکہ کو یہ مجبوراً تسلیم کرنا پڑا تھا کہ ۱۷۲۱ء کے فرانسیسی اتحاد سے ہسپانیہ کو کوئی نفع نہیں ہوا اور یہ کہ نہ تو اورلیان نہ بوربون نے یہ کوشش کی تھی کہ انگریز جبرالٹر سے جلد ہٹ جائیں۔ جب تک کہ جبرالٹر پر انگریزوں کا قبضہ تھا ہسپانیہ کی ملکہ تیار تھی کہ یورپ میں انگریزوں کی کارروائیوں میں مخل ہو اور جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں انکی تجارت میں مخل ہو۔ ہسپانیہ کے امرا بھی اس کی تائید پر آمادہ تھے اور چاہتے تھے کہ ڈان فرڈی نینڈ جدید شہزادہ آسٹوریاس کی شادی آسٹریا کی کسی شہزادی سے ہوجائے۔

آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے میں ایلی زابیتھ کے اغراض

فرانسیسیوں سے بھی ہسپانیہ کے دربار کو نفرت تھی اور پرانی ہسپانی جماعت نے عوام کو فرانس اور اس کے سفیر تیسے کے خلاف برانگیختہ کرنا شروع کردیا۔ میڈرڈ میں اب یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ جارج اول جبرالٹر کو واپس کرنے کے وعدے کو ایفا نہ کریگا اور اس امر کا یقین ایلی زابیتھ اور فلپ کو عین اس وقت ہوا جب کہ ہسپانیہ کی تجارتی جماعتیں انگریزوں کی تجارتی رقابت کے اثر کو محسوس کرنے لگی تھیں۔ اس کے علاوہ نائب السلطنت کے انتقال کے بعد سے یہ امید بھی زائل ہوچکی تھی کہ فرانس سے مصالحت ہوجانے سے جبرالٹر واپس ملجائیگا یا فرانسیسی امداد سے اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قدم جم جائینگے۔ گری مالڈو اور دوسرے ہسپانی وزیروں کی جگہ اب جان باپ تست اورین دین نے لی تھی جو وزارت خارجی میں اہلکار تھا مگر اب ایلی زابیتھ کا معتمد علیہ بنکر وزیر مالیہ مقرر ہوگیا تھا اور خارجی معاملات میں اس سے مشورہ ہوتا تھا۔ ایلی زابیتھ کو اب ہسپانی وزرا کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اور اسے یقین کامل ہوگیا تھا کہ میرے مقاصد کی تکمیل آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے ہی سے ہوسکتی ہے۔ اسی اثناء میں چارلس ششم نے ہسپانیہ سے

ہسپانیہ سے اتحاد کرنے میں چارلس ششم کی اغراض

نامہ وپیام کرنے کا تہیہ کرلیا تھا۔ اس کی غرض اب بھی حسب سابق یہی تھی کہ دول عظمی (Pragmatic Sanction.) کو تسلیم کرلیں۔ مگر نہ تو انگلستان اور ہالینڈ اور نہ فرانس نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ اسے امید تھی کہ اگر وہ ایلی زابیتھ کے مقاصد کو پورا کردے تو

ہسپانیہ اسکی تائید پر آمادہ ہو جائیگا۔ کام برائی کی کانگریس سے اسے مایوسی ہو چکی تھی کیونکہ دول موجودہ نے نہ تو (Progniatie Lanction)
کو تسلیم کیا اور نہ اس کی دوسری خواہشوں کو پورا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کا قصد مصمم تھا کہ آسٹینڈ میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرے۔ انگلستان اور ہالینڈ دونوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ ہندوستان کی تجارت میں اسے بھی حصہ ملے اور اس نے یوجین کے اس دعوی کو تسلیم کر لیا تھا کہ اس کمپنی کے قیام سے جرمنی کا ایک بیڑہ رفتہ رفتہ وجود میں آجائیگا۔ ۱۷۲۲ء میں اس نے مجوزہ کمپنی کو قائم کر ہی دیا اور ۱۷۲۳ء میں اسے منشور خسروی عنایت کیا اور اس کا سرمایہ دس لاکھ قرار دیا۔ ۱۷۱۷ء اور ۱۷۲۲ء میں تجربے کے طور پر کئی بحری سفر کئے گئے اور انکی کامیابی سے فرانسیسی انگریزی اور ڈچ کمپنیوں کو شکایت پیدا ہو گئی۔ بحری سلطنتیں اس کمپنی کی سخت مخالف تھیں اور ہندوستان میں جرمنی کی تجارتی کوٹھیوں کے قیام سے فرانسیسی بھی ناراض ہوگئے اور پانڈیچری اور چندر نگر میں پرخاش جوئی شروع کردی مگر چارلس نے جہاز بھیجنے شروع کردیے اور ہندوستان میں دو کوٹھیاں قائم کردیں جن میں سے ایک جنوبی مشرقی ساحل پر بمقام گولانگ تھی اور دوسری ہگلی ندی پر بمقام بانکی پور تھی ان جدید تجارتی مرکزوں اور قدیم یورپی کمپنیوں میں رقابت پیدا ہو گئی۔ چارلس اپنی اس تجویز کے بارآور ہونے پر پورے طور سے تلا ہوا تھا اس لیئے وہ ہسپانیہ کی طرف جھکا جس سے اب انگلستان اور فرانس سے کھلم کھلا عداوت تھی۔ چارلس کو امید تھی کہ اگر ہسپانیہ سے اتحاد راسخ ہو جائے تو آسٹینڈ کی حیثیت شمالی جرمنی کی تجارت کے لیئے وہی ہو جائیگی جو ٹری ایسٹ کی اس کی بحیرۂ روم کی تجارت کے لیئے تھی اور اسے امید تھی کہ آسٹینڈ بہت جلد اول درجے کا بحری مرکز بن جائیگا۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جرمنی کے پاس ایک زبردست بیڑہ ہو جائے تو وہ بحری سلطنتوں کا محتاج نہ رہیگا اور جرمنی کی شہنشاہت کا شمالی یورپ میں تجارتی اثر بڑھ جائیگا۔ اسی وجہ سے ہسپانیہ کی جانب سے اس کمپنی کو تسلیم کر لینا انگلستان اور ہالینڈ کے لئے نہایت ہی اہم ہو گیا۔ چارلس کے دماغ میں عظیم الشان شہنشاہی منصوبے بھی تھے وہ اس فکر میں تھا کہ اطالیہ کے متعلق اپنے حقوق کو تسلیم کرا کے اطالیہ کو شہنشاہت کا ایک جزو بنا دے اور اس کے ذرایع سے

۱۷

کام لیکر جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کرے۔ ان منصوبوں کے بارآور ہونے کے لئے ہسپانیہ کی امداد ضروری تھی کیونکہ اس کی تائید کی وجہ سے وہ انگلستان اور ہالینڈ کا دست نگر نہ رہتا اور اس اتحاد کی وجہ سے مذہب کاتھولکی کا یورپ میں زور بڑھ جاتا جس کے ذریعے سے انگلستان میں خاندانِ اسٹوارٹ کے قدم پھر جم جاتے اور پولینڈ اور سیکسنی میں شہنشاہی حکمت عملی کو کامیابی ہوتی ؛

وائنا میں ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی مخالفت ضرور ہوئی کیونکہ میریاتھیریسا اور شہنشاہ بیگم جو چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی کی شادی لارین کے ڈیوک سے ہو دونوں ہسپانی اتحاد کی مخالف تھیں اور ان کے ہم خیالوں میں یوجین (سپہ سالار اعظم وصدر مجلس جنگ) اور اسٹاریم برگ (ناظم مالیات) تھے اور چارلس ششم کا مشیر اور معاون اس کا وزیر اعظم زِن زین ڈارف تھا جو وزیر خارجیہ بھی تھا ؛ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ ایسے حالات اتفاقی طور پر پیدا ہوتے جاتے تھے جن سے وائنا اور میدرڈ کے دربار ایک دوسرے کی طرف کھینچ رہے تھے مگر اسی اثناء میں دو واقعات ایسے ہوئے جنکی وجہ سے فوری کارروائی لازمی ہوگئی اور دونوں درباروں میں باضابطہ اتحاد کے عمل میں آنے میں عجلت کی گئی ؛

۷۴

ریپرڈا کی ہدایتیں

نومبر ۱۷۲۴ء میں ریپرڈا وائنا میں تفصیلی ہدایتوں کے ساتھ پہونچا اور سال مابعد کے ماہ مارچ میں ہسپانیہ کی شہزادی میریا اینا وکٹوریا فرانس سے ہسپانیہ کو واپس بھیجدی گئی۔ ریپرڈا عرصے سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان ایک گہرے اتحاد کے قائم ہونے کا ساعی تھا۔ ریپرڈا کو یہ ہدایتیں ۲۴ر نومبر ۱۷۲۴ء کو دی گئیں اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ تمام گفت وشنید مخفی طور پر کرے اور اگر چارلس ششم ہسپانی اتحاد کے موافق نظر آئے تو یہ تجویز پیش کرے کہ ڈان کارلوس میریا تھیریسا سے شادی کرکے شاہ اہل روما ہو جائے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد خاندان ہیپس برگ کے موروثی مقبوضات پر قابض ہو جائے اور ڈان فلپ کی شادی شہزادی میریا انا سے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد اسے خاندان ہیپس برگ کے جو مقبوضات اطالیہ میں تھے ورثے میں مل جائیں

اور ان کے علاوہ میلانیز ہر دو صوبجات سسلی ٹس کنی اور پارما اور پیاسین زا کی ریاستیں بھی اسے مل جائیں۔ نیدرلینڈ، جبرالٹر اور منورکا کے متعلق بھی ہدایتیں تھیں جن میں ترمیم کرنے کی ریپرڈا کو اجازت دیگئی تھی بشرطیکہ شادیوں کی تجاویز منظور کرلی جائیں "۔

آسٹریا اور ہسپانیہ کے مجوزہ اتحاد کا ایک مذہبی پہلو بھی تھا اور تجویز تھی کہ ترکوں، جرمنی کے پراٹس ٹنٹ حکمرانوں اور انگریزوں کے خلاف میں معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد قائم کیا جائے۔ اس اتحاد کا ایک تجارتی پہلو بھی تھا یعنی انگلستان کے بحری اور تجارتی اغراض کی مخالفت کی جائے، جبرالٹر اور منورکا پر قبضہ کرلیا جائے اور آس ٹینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی اعانت کی جائے۔ واضح رہے کہ یہ ہدایتیں عین اس وقت مرتب ہوئی تھیں جب کہ کام برائی کی کانگریس کی کارروائی جاری تھی اور پیرس میں مون ٹی لیون موڑول کے ساتھ آسٹریا کے خلاف نامہ و پیام کررہا تھا۔

جان ولیم بیرن ڈی ریپرڈا بہ لحاظ پیدائش ڈچ تھا مگر اس کے آبا واجداد ہسپانی تھے۔ وہ اپنے صوبے (گرونن گین) کی طرف سے اسٹیٹس جنرل کا رکن تھا اور ہسپانیہ

ریپرڈا کے حالات زندگی

کی جنگ جانشینی کے زمانے میں پرنس یوجین اور زن زین ڈارف سے روشناس ہوا تھا۔ تجارتی معاملات سے بخوبی واقف ہونیکی وجہ سے ہالینڈ میں اس کی بہت قدر تھی اور اسی لئے ۱۷۱۵ء میں وہ میڈرڈ کو بطور سفیر روانہ کیا گیا، یورپ کی متعدد زبانوں سے واقف ہونے کی وجہ سے اس خدمت کے لئے وہ بہت موزوں تھا۔ ہسپانیہ میں اس نے سرگرمی کے ساتھ البیرونی کی تجاویز اصلاحی کی تائید کی اور اپنی تجارتی معلومات سے اسے بہت کچھ امداد پہونچائی۔ البیرونی کی خارجی حکمت عملی کی علانیہ تائید کرنے اور اپنے طرز عمل میں احتیاط کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے وہ ہالینڈ واپس بلالیا گیا مگر البیرونی کے زوال کے قبل وہ ہسپانیہ واپس آگیا اور مذہب کا تھولیکی قبول کرکے اپنی خدمات فلپ پنجم کو پیش کیں جس نے اس کا وظیفہ مقرر کردیا اور اکثر معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ ڈان لوئس کے چند روزہ عہد حکومت میں اسے رسوخ حاصل ہوگیا تھا

۷۳

اور ایک عرصے تک ہسپانیہ کی تاریخ میں اس کا نمایاں حصہ ہے۔ ریپرڈا یا تونی تھا اور موہوم امیدوں سے اکثر متاثر ہو جاتا مگر قطع نظر اس کے اس کے چند محاسن بھی تھے جن کی البیرونی اور یوجین دونوں قدر کرتے تھے تنظیم کا اسے خاص ملکہ تھا اور ہسپانیہ کی تجارتی ضروریات کا اسے بخوبی احساس تھا۔ البیرونی کی طرح اُس نے بھی تجارت کے احیاء کی طرف توجہ کی اور مصنوعات کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ ایلی زابیتھ فارنیس کو اسی نے آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کی طرف مائل کیا اور باہمی شادیوں کا خیال اُسے سجھایا (۱)

اس معاملے میں ہسپانیہ سے سلسلہ جنبانی اولاً آسٹریا ہی کی طرف سے پوپ کی وساطت سے ہوئی مگر ایلی زابیتھ نے اپنی عادتی جلد بازی کی وجہ سے ریپرڈا کی

بوربون کا ہسپانیہ کی شہزادی کو واپس کر دینا

تجویزوں کو پہلے ہی سے قبول کر لیا تھا اور جب وہ وائنا پہنچا تو حسن اتفاق سے فرانسیسی حکومت کے طرز عمل میں ایک ایسا تغیر ہوا جسکی وجہ سے ہسپانیہ کو اپنا طرز عمل بدل دینا بالکل حق بجانب ہو گیا۔ یہ دوسرا واقعہ جو وائنا کے صلح نامے کی ترتیب کا باعث ہوا یہ تھا کہ بوربون نے ہسپانیہ کی شہزادی میریا آنا وکٹوریا کو واپس بھیجدیا۔ بوربون اور میڈیم دی پرائی کا مقصد یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کی شادی کا فوراً انتظام کر دیا جائے ورنہ اگر وہ لاولد مر گیا تو خاندان اورلیان تخت و تاج کا وارث ہو جائیگا اور حکومت میں بوربون کا اثر زائل ہو جائیگا۔ بوربون کے اس خیال کے ولار فلیوری اور موردیل موید تھے اور قوم کی عام رائے بھی یہی تھی۔ اس کے علاوہ اُس نے یہ بھی قرین مصلحت خیال کیا کہ لوئی کے لیئے ایک فرماں بردار دولھن تلاش کی جائے جو بوربون کا احسان مانے ۷۴ اور اسے خدمت وزارت سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے۔ اگر اس معاملے میں بوربون کی ذاتی اغراض حائل نہ ہوتیں تو ممکن تھا کہ کیتھرین اول ملکہ روس کی خواہش پوری ہوتی جو چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی ایلی زابیتھ کی شادی فرانس کے بادشاہ سے ہو اور دونوں ملکوں میں گہرا اتحاد پیدا ہو جائے۔

پیٹر اعظم نے جب فروری ۱۷۲۵ء میں انتقال کیا تو روس بالکل بے یار و مددگار تھا اس لیئے اتحاد ثلاثہ سے ہسپانیہ اور آسٹریا کی روز افزوں

(1) Revue d' Histoire Diplomatique: Nos. 2,3,4,

روس فرانس کو ہموار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مخالفت کی وجہ سے فرانس سے نامہ و پیام کے کرنے کا روس کو اچھا موقعہ مل گیا۔ کیتھرین پیٹر اعظم کے طرز عمل کی پیروی تھی اور بوربون کے شبہات کو رفع کرنے کے لیئے اس نے حسب ذیل دلیلیں پیش کیں یعنی روس کی فوجیں فرانس کی مہموں میں یورپ کے ہر گوشے میں شریک ہو سکتی ہیں اور یہ کہ جب پولینڈ کا تخت پھر خالی ہو تو اس پر کسی فرانسیسی شاہزادے کو منتخب کیا جا سکتا ہے اور اس ملک پر دونوں ممالک کی نگرانی رہے۔ مگر بوربون اور میڈیم دی پرائی کو اندیشہ تھا کہ نوجوان شہزادی (ایلی زابیتھ) ان کے قابو سے نکل کر انھیں بے دست و پا کر دی گی اس لیئے انھوں نے روسی شہزادی کی بوٹی سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ موڈنیا اور لارین کی شہزادیوں کو بھی اس لیئے پسند نہ کیا گیا کہ اورلیان کے خاندان سے ان کے تعلقات تھے۔ بالآخر ان دونوں نے پولینڈ کے سابق بادشاہ اسٹانس لاس کی بیٹی میری لجینسکی کو پسند کیا۔ اسٹانس لاس اسوقت وسین برگ میں مقیم تھا اور فرانس کے کسی فریق سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ ۴ ستمبر ۱۷۲۵ء کو شادی ہوگئی بوربون کو امید تھی کہ جس شہزادی کو اس کے خاندان (بوربون۔کوندے) کی وجہ عروج حاصل ہو ہمیشہ اس کی مدد و معاون رہیگی۔ بوربون کی اس کارروائی کے اہم نتائج ہوئے یعنی فرانس پولینڈ میں اسٹانس لاس کی تائید کے لیئے مجبور ہوگیا جسکی وجہ سے روس سے قطع تعلق ہوگیا اور روس اور آسٹریا کے درمیان اس گہرے اتحاد کی بنا پڑ گئی جس کا یورپ کی تاریخ پر خاص اثر ہے؛

بوربون کی اس کارروائی سے ایلی زابیتھ فارنیس کے منصوبوں کو تقویت ہوگئی اور رپرڈا کو بھی اپنی مہم میں غیر مترقبہ کامیابی حاصل ہوگئی۔ ۹ فروری ۱۷۲۵ء کو رپرڈا کی تجاویز پر غور کرنے کے لیئے اس خفیہ مجلس شوریٰ کا جلسہ ہوا جو سلطنت آسٹریا کے

داٗنا کی مجلس شوریٰ

تمام اہم معاملات کا تصفیہ کرتی تھی اور جس کے تین ارکان تھے یعنی پرنس یوجین اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف۔ پہلے دونوں ارکان پیرانہ سال محتاط اور قدامت پسند تھے، اپنے ملک کی فوج اور مالیات کے حالات سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے وہ دول بحری سے خوشگوار تعلقات کے قائم رکھنے کے حامی تھے اور انگلستانی اتحاد کو آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کی بنا خیال کرتے تھے

کاونٹ لوئی زن زین ڈارف کا مزاج ان دونوں کے بالکل خلاف تھا کیونکہ وہ اٹھارہویں صدی کی تشکیک اور فنون لطیفہ کی پرستش میں بالکل ڈوبا ہوا تھا اور سوائے اپنے آقا یعنی شہنشاہ کو خوش کرنے کے اس کا کوئی اور مقصد نہ تھا۔ مگر اس موقعے پر تینوں وزیروں کو چارلس ششم کے ساتھ اتفاق تھا کہ آسٹریا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے اس لئے ہسپانی تجاویز پر غور کرنا ضروری ہے۔ انھیں معلوم تھا کہ دول بحری ایلی زابیتھ کے اطالی تجاویز کے موافق ہیں اور انھیں شبہ تھا کہ پیرس میں مون تی لون کی مخفی گفت وشنید کے بعد بوربون خاندان کی دونوں شاخیں ملکر اطالیہ پر حملہ کردیں گی۔ انھیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ انگریز اور ڈچ نیدرلینڈ پر یورش کردینگے اور انھیں دول بحری کا یہ تقاضا بھی ناگوار تھا کہ آس ٹینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی شکست کردی جائے مگر لندن اور آسٹرڈم کے تاجروں کی گستاخانہ چیخ پکار سے وہ اس کمپنی کو شکست کرنے پر تیار نہ تھے مگر اس کے ساتھ ہی انھیں شہنشاہ سے اس امر میں اتفاق تھا کہ مجوزہ شادیاں نامناسب ہیں اور ان کے نتائج خوشگوار نہ ہونگے۔ اس لئے ۱۱ فروری کو انھوں نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا کہ اتحاد اربعہ کی بنا پر ہسپانیہ سے معاہدہ کیا جائے لیکن شادی کی تجاویز سے اس بنا پر انکار کردیا کہ آسٹریا کی شہزادیاں ابھی کمسن ہیں اور ڈان کارلوس کی منگنی فرانس کی کسی شہزادی سے ہوچکی ہے۔ رپرڈا اور زن زین ڈارف کے درمیان مزید گفت وشنید ہونے کے بعد عہدنامے کا مسودہ ۹ مارچ کو میڈرڈ روانہ کیا گیا۔ مگر یکم مارچ ہی کو پیرس سے ہرکارے میڈرڈ ٹیورن روما اور لندن کو یہ پیغام لیکر روانہ ہوچکے تھے کہ ڈیوک بوربون نے یہ تصفیہ کرلیا ہے کہ ہسپانیہ کی شہزادی ہسپانیہ کو واپس بھیجدی جائے گی۔

فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں کو شادیوں کے ذریعے سے متحد کرنیکی تجویز جب کالعدم ہوگئی اور اس کی اطلاع میڈرڈ میں مارچ کے پہلے ہفتے میں پہونچی تو یورپ کی سیاسی حالت یکایک بالکل نازک ہوگئی۔ ہسپانیہ کو پرخاش جوئی کا ایک خاصہ موقعہ ملگیا، اس نے پیرس سے اپنے سفیر کو واپس بلایا اور کام برائی کی کانگریس سے بھی ہسپانی مندوبین واپس بلالیئے گئے۔ وائینا کا صلح نامہ کئی معاہدوں کا مجموعہ تھا جن میں سے بعض

وائینا کا صلح نامہ ۱۷۲۵ء

۷۶

کی ترتیب علانیہ ہوئی تھی، ان پر ۳۰ر اپریل ۱۷۲۵ء اور یکم مئی کو دستخط ہوئے اور ایک خفیہ معاہدہ تھا جس پر نومبر میں دستخط ہوئے۔ علانیہ معاہدوں کے رو سے چارلس اپنے ان دعاوی سے دست کش ہو گیا جو فلپ کے مقبوضات پر تھے۔ ڈان کارلوس کو اطالیہ کی ریاستوں کا وارث تسلیم کر لیا اور جبرالٹر کو واپس لینے میں ہر طرح سے امداد دینے کا وعدہ کیا۔ فلپ نے آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور دونوں بادشاہوں میں ایک معاضانہ و مدافعانہ اتحاد ہو گیا۔

یورپ کے سفارتی حلقوں میں ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے ان دونوں رقیبوں میں ایک خلاف فطرت اتحاد کے پیدا ہو جانے سے ایک کھلبلی مچ گئی اور اس کے بعد ہی ہسپانیہ نے جبرالٹر کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ جنگجو ہسپانیوں میں اب شوق مبارزطلبی پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کی تیاریاں فوراً شروع ہو گئیں۔ فرانس انگلستان اور پرشیا اس جدید اتحاد سے اندیشہ ناک ہو گئے، چارلس ششم کی شہنشاہت کے احیاء کے اندیشے سے تمام جرمنی میں ایک کھلبلی مچ گئی جس سے نفع اٹھا کر ان تینوں سلطنتوں نے ہے رین ہوسین میں ایک اتحاد کی بنیاد ڈالی جو "اتحاد ہینوور" کے نام سے مشہور ہے اور جس میں کچھ روز کے بعد سویڈن ڈین مارک اور ہالینڈ بھی با دل ناخواستہ شریک ہو گئے۔ ہینوور کا صلح نامہ دراصل آسٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کی مخالفت کے لئے تھا اور زیادہ تر مدافعانہ تھا مگر ہینوور کے اتحاد کے وجود میں آنے سے ہسپانیہ اور آسٹریا کے باہمی تعلقات اور بھی گہرے ہو گئے۔

ہینوور کا اتحاد ۱۷۲۵ء

مئی میں ایلی زابیتھ فارنیس نے ڈان فرڈی ننڈ (شہزادہ آسٹوریاس) کی نسبت پرتگال کی ایک شہزادی سے کر دی تھی اور ہسپانیہ کی شہزادی کی پرتگال کے ولی عہد سے اور اب وہ پھر اس فکر میں تھی کہ آسٹریا کی دونوں شہزادیوں کی شادی اس کے بیٹوں ڈان کارلوس اور ڈان فلپ سے ہو جائے۔ وائنیا میں زن زین ڈارف کی تائید پر مارکوئس دی ریالپ تھا۔ یہ ہسپانی امیر جس کا شہنشاہ پر بہت اثر تھا کثیر التعداد ہسپانی پناہ گیروں کی جماعت کا سرغنہ تھا جن پر شہنشاہ کی نظر التفات تھی مگر اہل آسٹریا کو ان لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ پرنس یوجین اور اسٹاریم برگ جرمنی جماعت کے سرغنے تھے۔ جو

۷۷

ریالسپ اور ہسپانی پناہ گیروں کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور انگلستان سے
اتحاد کے قائم رہنے کی مؤید تھی۔ شادیوں کی تجویز کی بھی یہ جماعت مخالف تھی مگر
یوجین اور اسٹاریم برگ دونوں نے ۳۰ ؍اپریل کے صلح ناموں پر دستخط کر دیئے تھے
اور چونکہ انگلستان کا طرزِ عمل آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کے متعلق اندیشہ ناک ہو گیا تھا اسلئے
اب رپرڈا اور زن زین ڈارف کی تجاویز کی وہ سختی کے ساتھ مخالفت نہ کر سکتے تھے۔
ہسپانی اتحاد کے حامیوں کو ہینوور کے صلح نامے کے مرتب ہونے سے اور بھی
تقویت ہوگئی اور نومبر میں وائنا کے صلح نامے کے خفیہ دفعات پر رپرڈا، یوجین

وائنا کے صلح نامے ۲ نومبر ۱۷۲۵ء کے خفیہ دفعات

اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف نے دستخط کر دیئے۔ دفعات مذکورہ
کا منشا یہ تھا کہ ڈان فلپ اور ڈان کارلوس کی شادیاں
آسٹریا کی شہزادیوں سے ہوں اور دونوں دولتیں متحد ہو کر
خاندان ہیپس برگ کے دعاوی متعلق شہنشاہت کی تائید کریں اور پولینڈ اور جولخ اور
برگ کی جانشینی کے متعلق متفقہ کارروائی کریں۔ اگر فرانس کو شکست ہو تو اس کے
حصے بخرے کر دئے جائیں جن میں سے ہسپانیہ سیرداگنی، روسی لون اور نیشیبی نوار لیلے
اور آسٹریا الساس اور بلجیم کے صوبے لیلے۔ یہ بھی طے ہوا تھا کہ جبرالٹر اور منورکا فوراً
ہسپانیہ کو واپس کئے جائیں اور آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی کی جائے۔
وائنا کے صلح ناموں کو گویا ایلی زابیتھ فارنیس کی انتہائی کامیابی کہنا چاہئے اور
قریب تھا کہ اس کے منصوبے اب بارآور ہوں۔ صلح نامہ مذکور سے سفارتی
تعلقات میں ایک انقلاب ضرور ہوا مگر ۱۷۲۵ء اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلابوں کے
برخلاف مختلف دول کے باہمی تعلقات میں کوئی دوامی تغیر نہیں ہوا اور نہ اس کے
۷۸
بعد یورپ میں کوئی جنگ ہوئی۔ اس خفیہ عہد نامے کی وجہ سے یورپ کے نقشے میں
بہت کچھ تغیر و تبدل ہو جاتا اور جب اس کی اطلاع دوسری دول کو پہنچی تو سخت انتشار
پھیل گیا اور یہ اندیشہ ہو گیا کہ ایک عالم گیر جنگ چھڑ جائیگی۔ یورپ اب دو حریف
جماعتوں میں منقسم ہو گیا۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے ساتھ روس بھی اگست ۱۷۲۶ء میں
شریک ہو گیا اور باویریا، پلاٹینیٹ اور کلیسیائی ریاستوں کے الیکٹر بھی ان کے
ساتھ ہو گئے۔ دوسری طرف ہینوور کے اتحاد میں انگلستان فرانس اور پرشیا کے

علاوہ ہالینڈ، سویڈن، ڈین مارک اور پیسی کیا سیل بھی شریک تھے۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے حکمرانوں کی اغراض مذہبی اور تجارتی تھیں اور دونوں کا مقصد تھا کہ مذہب پراٹسٹنٹ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا جائے۔ انھیں یہ بھی امید تھی کہ فرانس بھی ایک ایسے اتحاد میں ضرور شریک ہو جائیگا جس کی غایت مذہب کاتولیک کی توسیع تھی۔ خاندان ہینوور کے زوال اور انگلستان کے تخت کے جھوٹے دعویدار کے تخت نشین ہو جانے کے بعد شمالی جرمنی سے بھی مذہب پراٹسٹنٹ معدوم ہو جائیگا اور انگلستان پھر حسب سابق دول کاتولیکی میں شامل ہو جائیگا۔ میڈرڈ میں آسٹریا اور روس کے اتحاد کی بہت خوشیاں منائی گئیں اور یہ امید ہو گئی کہ جیسا کہ البیرونی کا خیال تھا روسی بیڑے کی امداد سے انگلستان کے تخت کا دعویدار پھر اپنا تخت و تاج حاصل کر لیگا۔ مارچ ۱۷۲۶ء میں ڈیوک لیریا روس سے اتحاد قائم کرنے اور دعویدار مذکور اور مذہب کاتولیکی کے مفاد میں انگلستان پر حملہ کرانے کا انتظام کرنے کے لئے سینٹ پیٹرس برگ بھیجا گیا جنگ کے چھڑ جانے میں اب کوئی دیر نہ تھی اور یورپ کے دونوں اتحادوں میں وائنیا کا اتحاد زیادہ مستحکم اور طاقت ور تھا نہ صرف اس لیئے کہ آسٹریا ہسپانیہ اور روس کے حکمران انگلستان یا فرانس کے سخت دشمن تھے بلکہ اس لیئے بھی کہ پرشیا نے اپنی قدیم عادت کے مطابق ہینوور کے اتحاد کا ساتھ چھوڑ دیا اور اکتوبر ۱۷۲۶ء میں ووسٹرہوسین کے صلح نامے کے ذریعے سے شہنشاہ سے مصالحت کر لی جس کی وجہ سے

پرشیا بذریعۂ صلح نامۂ ووسٹرہوسین شہنشاہ کا شریک ہو جاتا ہے ۱۷۲۶ء

صفحہ ۷۹

ہینوور پر شہنشاہی افواج کے لیئے حملہ کرنے کا راستہ کھل گیا ہسپانیہ میں ریپرڈا کے حسن انتظام سے تجارتی ترقی اور حرفتی سرگرمی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا اور اسے اب صرف یہ ضرورت تھی کہ غیر ملکی جنگوں اور اندرونی بدنظمیوں سے آزادی حاصل ہو جائے تاکہ وہ نوآبادیوں کے ساتھ اپنی تجارت کو فروغ دیسکے ایک زبردست بیڑا بنائے اور اپنی مالی حالت کو درست کرے۔ آسٹریا کے ساتھ ہسپانیہ نے جو معاہدے کیئے تھے اُن پر وہ سختی کے ساتھ قائم تھا اور تجارتی ترقی کی راہ پر لگ گیا تھا، برخلاف اس کے فرانس کی حکومت کا طرز عمل مشکوک اور غیر استوار تھا۔ ہالینڈ کی طرح فرانس میں بھی ایک زبردست جماعت ہسپانیہ

فرانس کی سیاسی جماعتیں

کی طرف دار تھی اور جب ہنیوور کا صلح نامہ مرتب ہوا عین اس زمانے میں بھی پیرس میں ذی رسوخ فرانسیسیوں کی ایک جماعت لوئی چہاردہم کے آخری زمانے کے طرزِ عمل کو زندہ کرنا چاہتی تھی جس کے مقاصد یہ تھے کہ ہسپانیہ کے ساتھ گہرا اتحاد قائم رہے، انگلستان میں خاندان اسٹوارٹ کی حکومت کو بحال کر دیا جائے اور پراٹسٹنٹ فرقے کی مخالفت کی جائے۔ بوربون کی حکومت کے ارکان نااہل، غیر متحد اور کمزور تھے برخلاف اس کے انگریزوں کی مخالف جماعت کے سربرآوردہ اشخاص باایک دیگر متحد اور قابل اور زبردست تھے۔ بوربون نے نائب السلطنت کے طرزِ عمل کو جاری رکھا تھا مگر انگریزی تجارت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے دوراندیش فرانسیسی انگریزی اتحاد کو فرانس کے حقیقی مفاد کے لیے مضر خیال کرنے لگے تھے۔ ۱۷۲۶ء میں ہیوزیر کے زیرِ کمان ایک انگریزی بیڑے نے پورٹو بیلو میں ہسپانی خزانے کے بیڑے کو پورٹو بیلو میں بند کر دیا اور ایک دوسرے انگریزی بیڑے نے روس کی تخویف کے لیے بحیرۂ بالٹک کی ناکہ بندی کر دی فروری ۱۷۲۷ء میں ہسپانیوں نے جبرالٹر کا محاصرہ شروع کر دیا اور انگلستان اور ہسپانیہ میں جنگ چھڑ جانے سے تمام یورپ میں عام جنگ ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا مگر متعدد وجوہ کی بنا پر یورپ اس قسم کی جنگ سے چھ سال تک اور محفوظ رہا۔

آسٹریا سے راہ و رسم پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہسپانیہ کی قوت الیرونی کے زمانے کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی تھی تاہم ابھی وہ طویل بحری اور بری معرکہ آرائیوں کیلئے تیار نہ تھا جن کا صرفہ بھی بیش قرار ہوتا۔ یورپ کی سربرآوردہ ریاستوں میں ہسپانیہ

رپرڈا کی معزولی

کو امن و امان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ مئی ۱۷۲۶ء میں رپرڈا اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا کیونکہ ایک زبردست جماعت اس کی مخالف ہو گئی تھی، کونگس ایگ (سفیر شہنشاہی) ہسپانیہ کی قومی رائے کی تائید پر آمادہ ہو گیا تھا اور رالیزابیتھ نے بھی جو اس کی مربیہ تھی یکایک اس کو علیحدہ کر دینے کا قصد کر لیا۔ رپرڈا ایک قسمت آزما زمانہ ساز تھا مگر اس کی قابلیت میں شک نہیں۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لیے جو تجاویز اس نے پیش کی تھیں قابلِ تحسین ضرور تھیں اور اس کے لائق جانشینوں نے تجاویز مذکورہ پر پوری طور سے عمل کیا۔ ہسپانیہ میں

صفحہ ۹۰

اس کا ایک بھی بہی خواہ نہ تھا اسی واقعے سے ثابت ہوسکتا ہے کہ بر سر خدمت ہونے کے زمانے میں اس نے جو اصلاحیں کیں کس قدر مکمل تھیں۔ جنگ و جدال کے جھگڑوں میں پڑنا وہ حماقت خیال کرتا تھا مگر البیرونی کی طرح وہ بھی ملکہ کا بندۂ حکم تھا۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے سے اہل ہسپانیہ ناراض تھے اور ہسپانیہ میں اس اتحاد کے متعلق بعینہ اسی قسم کی ناراضی تھی جو تیس سال قبل فرانس میں آسٹروی اتحاد سے تھی۔ اس اتحاد سے ممکن ہے کہ ہسپانیوں کا جذبۂ قومی برانگیختہ ہوجاتا مگر ایلی زابیتھ کی اولاد کی ترقی مدارج کو ہسپانیہ کی حکمت عملی کا محور بنانے سے مفاد قومی کو کوئی نفع نہ تھا۔ اہل ہسپانیہ کا خیال تھا کہ ہسپانیہ کا حقیقی حلیف فرانس ہے اور یہ کہ ریپرڈا نے ملکہ کے منصوبوں کی تائید میں ہسپانیہ کے مفاد کا خون کردیا ہے۔ اس کے علاوہ شہنشاہ کا طرز عمل بھی بدل گیا تھا اور میڈرڈ اور وائنیا کے درباروں کے باہمی تعلقات بھی کشیدہ ہوگئے تھے جس کی وجہ سے ہسپانیوں کا یہ خیال درجۂ تیقن تک پہنچ گیا تھا۔

چارلس ششم کو ریپرڈا کے معزول ہونے سے قبل ہی معلوم ہوگیا تھا کہ ہسپانیہ سے اسے زر کثیر نہیں مل سکتا اور جبرالٹر کے محاصرے میں اس نے اپنے حلیفوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ شہنشاہ کی حالت دراصل اس وقت ایسی تھی کہ وہ جنگ پہ آمادہ نہ ہوسکتا تھا کیونکہ اولاً اسکے نئے حلیف یعنی پرشیا سے کچھ نزاعیں پیدا ہوگئی تھیں اور کیتھرین اول (ملکہ روس) کا مئی ۱۷۲۷ء میں انتقال ہوگیا اور اسکا جانشین پیٹر دوم ذرا سا بچہ تھا جسکی وجہ سے روس کا شمار اب شہنشاہ کے سرگرم معاونوں میں نہ ہوسکتا تھا۔

آسٹریا اور ہسپانیہ کے اتحاد کا خاتمہ۔

اطالیہ میں ہسپانیوں کے تسلط کو چارلس نے کبھی پسند نہ کیا تھا۔ جبرالٹر کے محاصرے کا بھی وہ مخالف تھا اور اب اس نے یہ بھی تسلیم کر لیا تھا کہ ہسپانیہ کے شاہی خاندان سے شادیوں کے ذریعے سے تعلق پیدا کرنا نامناسب ہے۔ ۱۷۲۷ء کے اوائل میں وائنیا کے دربار کا رخ صلح کی طرف ہوگیا اور ہسپانی اتحاد کمزور ہونے لگا۔ فلیوری اور وال پول کے اثر سے بھی امن و امان کے قیام میں مدد ملی۔ بوربون نے فلیوری کو جلاوطن کرنے کی کوشش کی تھی مگر جون ۱۷۲۶ء

فلیوری

صفحہ ۸۱

میں فلیوری نے اسے معزول کرادیا اور گو اس کی عمر اب ۷۳ سال کی تھی مگر اپنی موت (۱۷۴۳ئہ) تک اس نے فرانس پر بہ حیثیت وزیر اعظم قابلیت کے ساتھ حکومت کی فرانس کی حدود کے اندر اس نے ایک حد تک امن و امان کو قائم رکھا اور کفایت شعاری اور حسن انتظام سے ملک کی عام حالت کی اصلاح کی اور خارجی معاملات میں بھی اس کا رجحان مصالحت کی طرف تھا۔ ۱۷۳۳ء تک اس نے کسی نہ کسی طرح اورلیان کے طرز عمل کو برقرار رکھا یعنی انگلستان کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ جاری رہنے دیا۔ مگر ۱۷۳۳ئہ کے بعد اس مصالحت پسند وزیر پر جنگ پسند جماعت غالب آگئی اور لوئی چہار دہم کا طرز عمل اختیار کیا گیا۔ فلیوری کو بدرجہ مجبوری آسٹریا اور پولینڈ کی جنگ ہائے جانشینی میں شریک ہونا پڑا اور اس کی موت سے قبل ہی اور انگلستان اور فرانس میں پھر حسب سابق مخالفت ہو گئی۔ ۱۷۲۶ئہ میں ریپرڈا اور بوربون یورپ کے سیاسی اکھاڑے سے بوقت واحد غائب ہو گئے جس کی وجہ سے ہسپانیہ اور فرانس میں دوستانہ تعلقات کا قائم ہونا آسان ہو گیا۔ فلیوری کو یورپ کے سیاسیات میں کافی مہارت تھی اور فرانس کی حقیقی ضروریات سے وہ پوری طور پر واقف تھا، اسے یقین کامل تھا کہ انگلستان سے موافقت رکھنا فرانس کے لئے ضروری ہے مگر ہسپانیہ سے بھی مصالحت ہو جانے کا وہ خواہاں تھا۔ سیلامار کی سفارت کی طرح لوئی پانزدہم کی خطرناک علالت کے زمانے میں مونت گومری کی خفیہ سفارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرانس میں ایک زبردست جماعت حکومت موجودہ کی مخالف تھی بلکہ یہ بھی کہ فلپ کا اب بھی یہ مقصد تھا کہ لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کا تخت و تاج اسے ملجائے گو

اس وقت فرانس ہی عقدہ کشائی کر سکتا تھا اور فلیوری کے وزیر اعظم ہونے سے امن و امان کے قائم رہنے کی اور بھی امید تھی مگر گو اس نے اپنے اثر سے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان میں ایسا زبردست اتحاد قائم نہ ہونے دیا جس سے انگلستان کو نقصان ہوتا مگر سخت مخالفت کی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے خلاف میں انگریزوں کی امداد کے لئے فرانسیسی فوج بھیجنے سے مجبور تھا۔ ایلی زابیتھ سے وہ در پردہ مراسلت کر رہا تھا مگر انگریزوں کا ساتھ چھوڑنے سے اس نے انکار کر دیا

اور مئی ۱۷۲۷ء میں فرانس ہسپانیہ آسٹریا اور ہالینڈ کے وزیروں نے وائینا میں مصالحت کے ابتدائی صلحنامے پر دستخط کر دیئے۔ معاہدۂ مذکور کی رو سے یہ طے ہوا کہ آس ٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کا کاروبار سات سال کے لیئے موقوف کر دیا جائے اور جبرالٹر کا محاصرہ اٹھا دیا جائے اور یہ کہ ہر دو امور مذکورۂ بالا اور دیگر امور کا قطعی تصفیہ ایک کانگریس کے سپرد کیا جائے جس میں تمام دول شریک ہیں۔ ایلی زابتھ بنات خود مصالحت کے خلاف تھی اسے اب بھی انگلستان کو فرانس سے علیحدہ کرنے کی امید تھی اور جب جارج اول نے جون میں انتقال کیا تو اسے امید ہو گئی کہ فریق جیکو بائٹ کامیابی کے ساتھ انگلستان پر حملہ آور ہو سکیگا۔ لیکن جلاوطن خاندان اسٹوارٹ کی طرف سے انگلستان کی حکومت کو جو خطرہ تھا اس سے وال پول بخوبی واقف تھا انگریزوں کے طرز عمل میں مطلق تغیر نہ ہوا اور انگلستان اور فرانس کے وزیروں کی متفقہ کوشش بھی تھی کہ نقص امن نہ ہو اور وائنا اور میڈرڈ کے درباروں میں خلا ملا ہونے پائے۔ لیکن وال پول اور فلیوری کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

عام جنگ کا خطرہ ۲۸-۱۷۲۷ء

انگلستان اور فرانس میں عام رجحان جنگ کی طرف تھا اور حکومت کے مخالفین کی ایک زبردست جماعت اس رجحان کی مؤید تھی۔ اگر فلیوری اور کونگس ایگ نے ایلی زابیتھ پر قیام امن کے لیئے اپنا زور نہ ڈالا ہوتا تو انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جو نامہ و پیام ہو رہے تھے وہ بالکل بے سود ثابت ہوتے۔ مارچ ۱۷۲۸ء میں ہسپانیہ نے پارڈو کے صلح نامے پر دستخط کر کے وائنا کے ابتدائی انتظامات کو تسلیم کر لیا جس کی وجہ سے انگلستان اور ہسپانیہ کی چند روزہ جنگ ختم ہو گئی۔

آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد اب متزلزل ہو گیا تھا اور ایلی زابیتھ کو اندیشہ ہو گیا کہ اب سے یورپ میں میرا کوئی یار و مددگار نہیں۔ دونوں ملکوں میں سواسون کی کانگریس سے پورا بگاڑ ہو گیا۔ اس کانگریس کی کارروائی کا آغاز ۱۴ جون ۱۷۲۸ء کو ہوا مگر کام برائی کی کانگریس کی طرح یہ بھی محض بے سود ثابت ہوئی۔ اس نے اپنے فرائض کو نہایت غور و خوض کے ساتھ انجام دیا مگر اسس کی سہل انگاری سے نفع اٹھا کر پاتی ینو نے جو پرڈا کا جانشین ہوا تھا ہسپانیہ میں

جنگ کی تیاریاں شروع کردیں۔ فرانس میں شووسے لین جو انگلستان اور آسٹریا کی مخالف جماعتوں کا سرغنہ تھا محافظ سجل ہوکر ۱۷۲۷ء کے موسم خزاں میں بجائے موروبل کے وزیر خارجہ ہوگیا جس سے یہ اندیشہ ہوگیا کہ بوربون خاندان کی دونوں شاخوں میں عنقریب گہرا اتحاد پیدا ہو جائیگا۔ ۱۷۲۸ء یورپ کی تاریخ میں نہایت نازک ہے۔ لیکن آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد ٹوٹ رہا تھا اور فلیوری کی قوت اس قدر مستحکم تھی کہ اس پر شووسے لین اور اس کے معاونوں کے دباؤ کا کچھ اثر نہوا۔

صفحہ ۸۲

ایلی زابیتھ کو اب یقین ہوگیا تھا کہ ۱۷۲۵ء کے خفیہ عہدناموں سے جن شادیوں کا انتظام ہوا تھا ان کے ہونے کی اب کوئی امید نہ ہوسکتی تھی اور پاتی نیو نے آسٹروی اتحاد کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ ڈسمبر ۱۷۲۸ء میں ایلی زابیتھ کو باضابطہ اطلاع ملگئی کہ شادیوں کے ہونے کا اب کوئی امکان نہیں جس سے اسے معلوم ہوگیا کہ شہنشاہ کی امداد سے اطالیہ کے متعلق اس کی اغراض پوری نہیں ہوسکتیں اسلیئے اپنی خلقی جلد بازی سے مجبور ہوکر وہ انگلستان اور فرانس کی طرف متوجہ ہوئی تاکہ انکی امداد سے اطالیہ کی ریاستیں ڈان کارلوس کو مل جائیں۔ شاہ فرانس کے حال ہی میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس لیئے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کے قائم ہونے میں اب کوئی رکاوٹ نہ تھی ؛

انگلستان میں وال پول ایلی زابیتھ کی تائید پر تیار تھا بشرطیکہ وہ راست درخواست کرے جس نے فلیوری کی سہل انکاری سے ناراض ہوکر انگلستان کا دامن پکڑ لیا۔ پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا کہ جب تک ہسپانیہ جنوبی امریکہ میں انگریزوں کی دست درازیوں کو روکنے کے لیئے پوری طور سے تیار نہ ہو ان سے ربط و ضبط رکھنا بہتر ہے ؛

ایلی زابیتھ اب بس اس دھن میں تھی کہ کسی نہ کسی صورت سے چارلس ششم سے انتقام لے اور ڈان کارلوس کو اطالیہ میں مسلط کرادے۔ وال پول پاتی نیو کا ہم خیال تھا اور باوجود مخالفوں کے شور و شغب کے انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان مرابطہ پیدا کرنے پر آمادہ تھا۔ نوآبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں اُن کی وجہ سے اس وقت تک کوئی

شیویل کا معاہدہ ۱۷۲۹ء

سخت پیچیدگی وقوع میں نہیں آئی تھی۔ وال پول نے فرانس کے وزیر کو اس امر پر آمادہ کر لیا کہ وہ پارما اور پیاسین زا میں ہسپانی فوجوں کے داخل ہونے پر اصرار کرے۔ ۹ نومبر کو تینوں درباروں میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان کی بنا پر سیویل کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کو چند روز کے بعد ہالینڈ نے بھی تسلیم کر لیا اس صلح نامے کی رو سے آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ جو مراعات کی گئی تھیں منسوخ کر دی گئیں، انگریزوں کے امریکہ اور آسیا نتویں تجارت کرنے کے حقوق بحال کر دیئے گئے ہسپانیہ جبرالٹر اور ہینوور کے متعلق اپنے دعووں سے قریب قریب دست بردار ہو گیا، اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق ڈان کارلوس کے حقوق جانشینی تسلیم کر لیئے گئے اور لیگ ہارن، پورٹو فیرا جو پارما پیاسین زا پر چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے ذریعے سے قبضہ کرا دینے کا انتظام کر دیا گیا۔ اب تو ایلی زابیتھ فارنیس کی کامیابی میں غالباً شک نہ تھا اور ڈان کارلوس کا حق جانشینی بھی تسلیم ہو چکا تھا صلح نامۂ مذکور کے دفعات کی تعمیل اور ایلی زابیتھ کی خواہشوں کے پورا ہونے میں چند سال کا عرصہ لگ گیا مگر اس عہد نامے کی اہمیت میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے غیر فطری اتحاد کا خاتمہ ہو گیا اور بجائے اس کے ایک دوسرا انتظام ہو گیا جو ہسپانیہ کے مفاد کے لیئے زیادہ مفید تھا۔ فرانس اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات باوجود عارضی اختلافات کے آیندہ کے لیئے خوشگوار ہو گئے۔ ۱۷۰۰ء میں ہسپانی سفیر نے کہا تھا کہ "اب پی رینیز ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان حد فاصل نہ ہو گا"۔ اس قول کی اب تصدیق ہو گئی پیرس اور میڈرڈ کے درباروں کے مفاد متعدد امور میں متحد تھے خصوصاً امریکہ میں دونوں کے دعاوی ایسے تھے کہ کسی نزاع کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا اور دونوں انگلستان کی دراز دستیوں کو روکنے پر تلے ہوئے تھے۔ یہ صلح نامہ فلیوری کے طرز عمل کی کامیابی کا بیّن ثبوت تھا۔ ۱۷۲۶ء سے وہ اس فکر میں تھا کہ ہسپانیہ کو انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں شریک کر کے اسے وسعت دے فلیوری کا طرز عمل اب وہی تھا جو اورلیان کا اس کے آخری زمانے میں تھا یعنی باوجود اس کے کہ فرانس ہینوور کے اتحاد میں شریک تھا مگر اس نے ہسپانیہ سے بھی سمجھوتہ کر لیا

صفحہ ۸۸

یورپ میں اب فرانس خاندان بوربون کی سلطنتوں میں سر برآوردہ ہوگیا تھا
اور ہسپانیہ اس کا دست نگر تھا۔ امن وامان قائم تھا اور ایک عام یورپی جنگ
کو روک دینے کا سہرا وال پول اور فلیوری دونوں کے سر تھا۔ مگر دو سال تک
یہ اندیشہ تھا کہ سیویل کے عہدنامے کے بعد آسٹریا اور ہسپانیہ کی فوجوں کے درمیان اطالیہ
میں جنگ ہو جائیگی عہدنامۂ مذکور کی وجہ سے چارلس ششم بالکل بے یار و مددگار
ہوگیا تھا اور ہسپانیہ کی بدعہدی سے وہ سخت ناراض تھا فرانس میں خاندان
ہیپس برگ کی مخالف جماعت جنگ کے لئے شور مچا رہی تھی۔ انگلستان کی وزارت
میں بھی ان معاملات کے متعلق ہم آہنگی نہ تھی۔ فلیوری اور وال پول دونوں کو اس
وقت سخت دقت کا سامنا تھا۔ فلیوری اس وقت تک ہسپانیہ سے گہرا معارضانہ
اور مدافعانہ اتحاد کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ Pragmatic Sanction (آسٹریا کی
جانشینی کا مجوزہ تصفیہ) کی وہ توثیق پر تیار نہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی آسٹریا
سے وہ خواہ مخواہ لڑائی مول لینا نہ چاہتا تھا۔ انگریزوں کا میڈرڈ کے دربار میں
بہت اثر ہوگیا تھا جسے وہ پسند نہ کرتا تھا اور سیویل کے معاہدے کی شرائط کی
تکمیل کی طرف بھی اس نے توجہ نہ کی فلیوری کی طرح وال پول بھی ایک زبردست
مخالف جماعت کے وجود کی وجہ سے سخت پس و پیش میں تھا۔ بشرط ضرورت وہ ان
معاہدات کے ایفا پر تیار تھا جو ہسپانیہ کے ساتھ ہوئے تھے مگر ٹاؤن شینڈ کی
رائے سے بھی اسے اتفاق نہ تھا جو ولار کی طرح شہنشاہ پر فوراً حملہ آور ہونے کا
مؤید تھا۔ انگریزی حکومت کو اندیشہ تھا کہ اگر ایک عام یورپی جنگ چھڑ گئی تو ہینوور
پر فوراً حملہ ہوگا اور آسٹروی نیدرلینڈ پر فرانس قبضہ کر لیگا۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ فوجی

انگلستان اور ہسپانیہ

کارروائیاں ملک متنازع فیہ یعنی شہنشاہ کے اطالوی مقبوضات
تک محدود رہیں اور آسٹروی نیدرلینڈ پر کسی صورت سے
حملہ نہو۔ لیکن انگلستان میں وزارت کی مخالف جماعت نے انگلستان اور فرانس
کے گہرے اتحاد کی پیہم مخالفت کرکے وزارت کو مجبور کر دیا اور یہ عیاں ہوگیا کہ
ملک کی ایک زبردست جماعت آسٹریا کو انگلستان کا حقیقی حلیف خیال کرتی ہے
کیونکہ اس کی نہ تو نوآبادیاں تھیں نہ بیڑا تھا اور ۱۶۸۸ء سے اس سے گہرے

صفحہ ۸۵

تعلقات تھے برخلاف اس کے فرانس اور ہسپانیہ جن کے بیڑے کمزور اور نوآبادیاں وسیع تھیں انگلستان کے حقیقی دشمن تھے۔ وزارت کی مخالف جماعت کا یہ طرز عمل حق بجانب اس لیئے ہوگیا تھا کہ ہسپانی محافظین سواحل (Guarda Costas) انگریز تاجروں اور ملاحوں پر برابر ہسپانیہ اور ہسپانی امریکہ میں ظلم کر رہے تھے اور جارجیا کی سرحدات اور لکڑی کے کاٹنے کے متعلق جھگڑے تھے۔ انگریزی تجارت ایک حد تک مسدود کردی گئی تھی اور ہسپانیوں کا یہ فعل بیجا نہ تھا کہ انگریزوں نے اعلےٰ پیمانے پر ناجائز طریقوں سے تجارت شروع کردی تھی۔ جب تک کہ سیویل کے صلح نامے کے دفعات پر عمل نہ ہوا ہسپانی حکومت نے انگریزوں کی شکایتوں کی شنوائی نہ کی مگر نہ تو ایلی زابیتھ نہ پاتی نیو انگلستان سے قطع تعلق کرنا چاہتے تھے۔ فلپ کو قومی مفاد کا اپنی بیوی سے زیادہ خیال تھا اور اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی تھی کہ فرانس سے گہرا اتحاد ہو جائے مگر ایلی زابیتھ کو یہ فکر تھی کہ اس کے لڑکوں کو کسی صورت سے اطالیہ کی ریاستیں مل جائیں۔ پاتی نیو کو بھی البیرونی اور ریپرڈا کی طرح انگریزوں کی تجارتی رقابت کی اہمیت کا پورا احساس تھا مگر وال پول کی طرح اس کی بھی یہی آرزو تھی کہ موجودہ مشکلات کی عقدہ کشائی بغیر لڑنے بھڑنے کے ہو جائے۔ جنوری ۱۷۳۱ء میں پارما کا ڈیوک مرگیا جسکی وجہ سے صورت حال نہایت نازک ہوگئی کیونکہ شہنشاہی فوجوں نے ڈیوک متوفی کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا جسکی وجہ سے ایلی زابیتھ نے انگلستان اور فرانس سے اپنے معاہدوں کے ایفا کرنے کا مطالبہ کیا۔[1]

اب اگر ہسپانی سپاہی اطالیہ کی سرزمین پر قدم رکھتے تو ایک عام جنگ ناگزیر ہو جاتی مگر انگلستان نے (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کرنے کا وعدہ کرکے

وائنا کا دوسرا صلح نامہ ۱۷۳۱ء

اس جنگ کو ٹال دیا۔ فلیوری کا قصد مصمم تھا کہ اس انتظام کو تسلیم نہ کرے مگر وال پول کو مطلق تامل نہ تھا۔ چارلس نے پارما سے اپنی فوجوں کو واپس بلا لینے اور ڈان کارلوس کو ریاست مذکور پر قبضہ کرلینے اور اس کے متعلق انگلستان ہالینڈ اور ہسپانیہ سے معاہدہ

صفحہ ۸۶

[1] Iobesz, La France Sous Louis XV

کرنے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ دول بحری شہنشاہت کی جانشینی کے انتظامات کو صریحاً تسلیم کریں۔ اس تصفیے میں جو وائینا کے دوسرے صلح نامے کے نام سے موسوم ہے دو علیحدہ صلحنامے شامل تھے جن میں سے پہلا ہالینڈ اور انگلستان کے ساتھ مارچ ۱۷۳۱ء میں ہوا اور دوسرا ہسپانیہ کے ساتھ جولائی میں ہوا۔ پہلے صلح نامے کی رو سے انگلستان اور ہالینڈ نے Pragmatic Sanction کو تسلیم کر لیا اور شہنشاہ نے بیری میں اور ورڈین میں جارج دوم کو باضابطہ مسلط کرا دیا اور اُس نے آسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کاروبار کو عارضی طور پر بند کر دینے اور چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کو اطالیہ کی ریاستوں میں داخل ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کیا[1]۔ دوسرے صلح نامے میں Pragmatic Sanction کو باضابطہ تسلیم کرنے پر اصرار نہیں کیا گیا۔ ڈسمبر ۱۷۳۱ء میں ڈان کارلوس ہسپانی فوج کے ساتھ ایک انگریزی بیڑے کے زیر حفاظت اطالیہ میں پہونچا اور ۱۷۳۲ء کے اوائل میں بلا کسی مخالفت کے پارما پر قابض ہو گیا۔ ایلی زابیتھ کو اب بالآخر اپنے منصوبوں میں پوری کامیابی ہوئی کیونکہ پارما اور پیاسین زا میں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور ٹسکنی کے ڈیوک سے یہ طے ہو گیا تھا کہ اس کی وفات کے بعد ڈان کارلوس اس کا جانشین ہو۔ اس طور پر ملکہ ایلی زابیتھ کی لگاتار کوششوں سے صلح نامۂ یوٹریخت کی شرائط میں ترمیم ہو گئی اطالیہ پر آسٹریا کی گرفت کمزور ہو گئی اور پارما میں ایک ہسپانی شاہی خاندان مسلط ہو گیا بلکہ ایلی زابیتھ کو یہ کامیابی باوجود عظیم الشان اندرونی اور بیرونی مشکلات کے حاصل ہوئی تھی۔ ۱۷۱۳ء میں ہسپانیہ کمزور اور غیر متحد تھا اور یورپ کی سلطنتوں میں اس کا کوئی شمار نہ تھا مگر ۱۷۳۱ء میں اس کا شمار زبردست دول میں ہو گیا۔ اب اس کی خارجی حکمت عملی بالکل جداگانہ تھی اور دوسری سلطنتیں اس سے اتحاد کرنا اپنے لئے مفید خیال کرنے لگی تھیں۔

صفحہ ۷۸

وائینا کا دوسرا صلح نامہ نہ صرف ہسپانیہ کی تاریخ میں نہایت اہم ہے بلکہ دیگر دوسرے

[1] انگلستان نے ایک اہم خفیہ دفعہ کے ذریعہ سے یہ طے کرا لیا تھا کہ میریا تھیریسا کی شادی خاندان بوربون کے کسی شہزادے سے نہ ہو۔

دول یورپ کے طرزِ عمل اور خارجی حکمت عملی کے لحاظ سے بھی۔ اطالیہ میں ایک جدید ہسپانی شاہی خاندان کے قائم ہو جانے سے نہ صرف آسٹریا کے لیئے اہم نتائج مرتب ہوئے بلکہ اطالیہ کے لیئے بھی۔ چارلس ششم نے اپنے طرزِ عمل سے پھر ثابت کر دیا تھا کہ محض امید ہائے موہوم کے لیئے وہ اپنی زبردست قوت کا خون کر دیتا تھا اور وہ اب آس ٹینڈ کمپنی کی تائید سے دست بردار ہو گیا۔ ۱۷۳۳ء میں اسلامی حکومت نے رقیب یورپی کمپنیوں کے اغوا سے بانکی پور کی تجارتی کوٹھی کو تباہ کر دیا۔ کمپنی کے حصہ داروں نے اپنی یورپی تجارت کے مرکز کو ہیمبرگ یا ٹری الیسٹ میں منتقل کرنے کی کوشش کی مگر یہ بے سود ثابت ہوئی اور باد مخالف کے جھونکوں سے یہ کمپنی ۱۷۸۴ء میں دوالیہ ہو گئی اور ۱۷۹۳ء میں اسکا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۷۳۱ء میں اس معاہدے کی تکمیل سے یہ امید ہو گئی کہ اب چند سالوں تک یورپ میں امن و امان رہیگا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں جس اتحاد کے ہونے کا اندیشہ تھا وہ دور ہو گیا اور دونوں کے تعلقات اب خوشگوار نہ تھے۔ اطالیہ کی ریاستوں کے مسئلے کا تصفیہ فرانس کی معاونت کے بغیر ہو چکا تھا جس کی وجہ سے اس کا اثر کم ہو گیا اور خاندان بوربون کی قوت کی ترقی بھی رک گئی تھی جسکا انگلستان ہالینڈ اور آسٹریا کو سخت اندیشہ تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ اور شہنشاہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کے جاری رہنے کی بظاہر امید ہو گئی تھی۔ نو آبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں انکا بغیر جنگ کے تصفیہ ہو گیا تھا اور جزیرہ نمائے اطالیہ کے سیاسی معاملات سے اب کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا۔

مگر ۱۷۳۳ء کا سکون وہ سکون تھا جو طوفان سے قبل ہوتا ہے۔

صفحہ ۸۸

باب چہارم

پولینڈ کی جنگ جانشینی

۱۷۳۳ تا ۱۷۳۵ء

آسٹریا ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک ۔ فلیوری وال پول اور پاتی نیو کے طرز عمل، انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان مخالفت کا بڑھنا پولینڈ کے بادشاہ کا انتقال ۱۷۳۳ء ۔ سارڈی نیا میں وکٹرا ماڈیس کی حکومت ۱۷۱۵ تا ۱۷۳۰ء ۔ فرانس کے معاہدہ سارڈی نیا اور ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کا آغاز ۔ فرانس ٹرکی کو اپنا معاون بنانے کی کوشش کرتا ہے مسائل متنازعہ فیہ کے سمجھنے میں فلیوری کی غلطی ۔ پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی کامیابی ۔ اطالیہ اور رائن کے نواح میں فرانس کی فتوحات ۔ ہسپانیہ اور سارڈی نیا کے متضاد مفاد ۔ وانیا کا تیسرا صلح نامہ ۔ یوجین کا انتقال ۔ شو دے لین کی معزولی ۔ پاتی نیو کا انتقال ۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی اہمیت یورپ کی تاریخ میں ۔

چارلس ششم کے عہد حکومت کا بہترین زمانہ غالباً ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک تھا کیونکہ اہل ہنگری اسوقت بالکل ساکت تھے اور مشرقی سرحد پر بھی سکوت تھا اور اس طرف سے وائنا کے دربار کو بالکل دلجمعی تھی ۔ ترکوں سے آسٹریا نے جو اضلاع فتح کیے تھے وہ اب تک اُن کے قبضے میں تھے

آسٹریا ۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۳ء تک

اور پرنس یوجین کی شہرت اس وقت نصف النہار پر تھی۔ صلح نامہ سرحدی کی شرائط اور آس ٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کے متعلق دول بحری کی مخالفت سے کچھ بے لطفی ضرور ہوئی تھی اور گو ۱۷۲۵ئہ کے صلح نامے سے یورپ کی سلطنتوں کو اندیشہ ہوگیا تھا مگر چارلس کی یہ خواہش تھی کہ دول یورپ اس کے مجوزہ انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کرلیں اور اپنی اس خواہش کے پورے ہونے کے لیئے اس نے اپنی سلطنت کے حقیقی مفاد کو قربان کردیا۔ اس کا خزانہ خالی تھا اور فوج زبردست نہ تھی اور اگر جنگ چھڑ جاتی تو آسٹریا کی حفاظت دشوار تھی، اس لیئے چارلس ہر طرح سے صلح کا خواہش مند تھا۔ وائنا کے دوسرے صلح نامے سے یورپ میں صورت حال موجودہ کا کئی سال تک قائم رہنے کا سب کو یقین ہوگیا تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ کے وزیر بھی قیام امن کے خواہش مند تھے اور فرانس کے وزیر فلیوری کی صلح پسندی تو مشہور تھی۔ وہ ایسی مہموں کو بالکل پسند نہ کرتا تھا جن میں کامیابی کی صرف امید موہوم ہو۔ اس کے علاوہ وہ اس وقت پیرس کے پارلی مان سے برسر پرخاش تھا۔ چونکہ فرانس اس وقت اندرونی نزاعوں میں مشغول تھا اور اس کے کوئی ایسے حلیف بھی نہ تھے جن پر وہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں بھروسا کرسکتا اس لیئے اس کی طرف سے مطلق اندیشہ نہ تھا کہ یورپ میں نقض امن کا باعث ہوسکیگا۔ انگلستان اپنی تجارت کی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع میں بالکل منہمک تھا اور اس کا وزیر باوجود ایک زبردست جماعت کی مخالفت اور جارج دوم کی جنگ پسندی کے امن و امان قائم رکھنے اور بشرط امکان فرانس سے دوستانہ تعلقات کے جاری رکھنے پر مصر تھا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح پاتی نیو بھی صلح پسند تھا۔ ہسپانیہ اور انگلستان کے تعلقات بظاہر دوستانہ تھے اور ان دونوں ملکوں کے تعلقات فرانس سے قابل اطمینان نظر آتے تھے۔ مگر باوجود ان خوشگوار حالات کے گو ۱۷۳۱ئہ میں جنگ عملاً چھڑ نہیں گئی مگر یورپ کا مطلع سیاسی غبار آلود ہو چلا تھا اور ۱۷۳۳ئہ میں ایک عام جنگ شروع ہوگئی جو ۶ برس تک جاری رہی۔ وائنا کے دوسرے صلح نامے کے بعد جو سیاسی حالت پیدا ہوئی اگر اسے بغور دیکھا جائے

فلیوری، وال پول اور پاتی نیو کا طرز عمل۔

صفحہ ۹۹

تو وہ قابل اطمینان نہ تھی۔ فرانس میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی جو قوم میں ہر دل عزیز ہو رہی تھی اور اس کی پرخاش جوئی بڑھتی جاتی تھی اس کے علاوہ لوئی پانزدہم کا قصد مصمم تھا کہ پولینڈ کا تخت جب خالی ہو تو اسٹانس لاس کو تخت نشین کرا دے۔ لوئی کا قصد اور جنگ پسند جماعت کا وجود دونوں سے اہل یورپ متنبہ ہو گئے تھے کہ فرانس پھر لوئی چہاردہم کے طرز عمل کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ فرانسیسی کونسل میں جنگ پسند جماعت کا سرغنہ ولار تھا جو ہسپانیہ سارڈی نیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے اتحاد پیدا کرنے کا حامی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی یہ غایت تھی کہ انگلستان کی تجارت کو تباہ کر دیا جائے اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا نتیجہ یہ ہو تا کہ شہنشاہ کو پرخاش جوئی کی ہمت نہ ہوتی۔

صفحہ ۹۰ ان احتمالات کی اہمیت اس وقت یوں بھی بڑھ گئی تھی کہ ہسپانیہ اور شہنشاہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور انگلستان اور فرانس اور انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے متعلق رقابت بڑھتی جاتی تھی۔

ٹسکنی کی ریاست (ڈچی) پر چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے قابض ہونے اور پارما میں ڈان کارلوس کی موجودگی کے سبب سے میڈرڈ اور وائینا کے درباروں میں اکثر بدمزگی پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ اطالیہ میں ایلی زابیتھ فارنیس کی خاندانی اغراض کی اب تک تکمیل نہیں ہوئی تھی اور وہ اطالیہ میں اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لئے موقعہ کی منتظر تھی۔ اسکو اور اس کے شوہر فلپ کو اب یہ احساس ہو گیا تھا کہ ملک گیری کے ان منصوبوں میں فرانس سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہو گا۔ فرانسیسی حکومت بھی بذات خود ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی تاکہ بوربون خاندان کی دونوں شاخیں انگلستان کے خلاف متحد ہو جائیں۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے بارے میں رقابت بڑھتی جاتی تھی اور دونوں میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونی لابدی تھی۔ اس لئے دونوں اس فکر میں تھے کہ ہسپانیہ کو اپنے موافق کر لیں اور میڈرڈ میں ان کے سفیر کین (انگلستان)

اور روتھین بورگ (فرانس) ایک زبردست سفارتی کارزار میں مشغول تھے۔ وال پول اور پاتی نیو دونوں قیام امن کے موئید تھے۔ وال پول کی غرض یہ تھی کہ خاندان برنس وک کی انگلستان میں حکومت جاری رہے اور پاتی نیو امن کا خواستگار اس لیئے تھا کہ ہسپانیہ کو اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور اپنے بحریہ کی اصلاح کرنے کا موقعہ مل جائے۔ فلپ حسب سابق فرانسیسی اتحاد کی طرف مائل تھا مگر ایلی زابیتھ جسے

انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان روز افزوں مخالفت

فلیوری سے نفرت تھی انگلستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات جاری رکھنا چاہتی تھی اور پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا مگر سال مذکور کے چند مہینے گزرنے کے بعد ہسپانیہ نے دفعتاً اپنے طرز عمل کو بدل دیا اور ریلاپس وپیش فرانس سے دوستی اور انگلستان کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ ہسپانیہ کی حکمت عملی کے اس کایا پلٹ کی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کے وزراء نے ایلی زابیتھ فارنیس کو اس کی وسیع تجاویز میں کسی قسم کی ہمت افزائی نہ کی اور فرانسیسی حکومت نے ملکۂ مذکور کو اطالیہ میں جدید مقبوضات کا سبز باغ دکھا کر اسے شہنشاہ کے برخلاف اکسا دیا۔ علاوہ ازیں انگلستان اور ہسپانیہ کی تجارتی نزاعیں اب انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ جنوبی امریکہ میں اس وقت وہی حالت تھی جو شمالی امریکہ میں جنگ ہفت سالہ کے قبل تھی۔ ۱۷۳۲ء میں انگلستان اور ہسپانیہ بحر الکاہل میں برسر جنگ تھے جیسا کہ ۱۷۵۴ء میں جنگ ہفت سالہ کے آغاز سے دو سال قبل شمالی امریکہ میں انگریز اور فرانسیسی آبادکاروں میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ آسیان تو کا صلح نامہ اہل ہسپانیہ کی مرضی کے خلاف ہوا تھا اور جنوبی امریکہ میں انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز بھیجنے کا حق دیئے جانے سے ناجائز تجارت[1] بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ اور اسباب بھی تھے جن کی وجہ سے دونوں ملکوں میں بدمزگی بڑھتی گئی۔ انگریز اور ڈچ مجوزہ فلی پائن کمپنی کے وجود میں آنے پر معترض تھے۔ انگریزوں کے فوجی جہاز خفیف سے خفیف عذر پر محافظین سواحل (Guarda Costas) کو گرفتار کر لیتے تھے اور ہسپانی اس کے جواب میں

صفحہ ۹۱

---

[1] Armstrong, Eleizabeth Farnese

انگریزی تجارتی جہازوں کو گرفتار کر لیتے ۱۷۳۱ء میں ایک انگریزی کپتان جنکنز کو ہسپانیوں نے گرفتار کر کے اس کے کان کاٹ دیئے اور جب انگریزی حکومت نے بازپرس کی تو جواب دیا کہ یہ بحری قزاقوں کا کام تھا نہ کہ محافظین سواحل کا۔

ہسپانی محافظین سواحل انگریزی جہازوں کی تلاشی لیا کرتے تھے جس سے انگریز تاجر سخت ناراض تھے اور وہ بھی ہسپانیوں کی دل آزاری کی مطلق پروا نہ کرتے۔ انگلستان کے اخبارات بھی انگلستان کو ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر برافروختہ کر رہے تھے اور وزارت کی مخالف جماعت بھی ان کی معاون تھی۔ فلپ اگست میں بیمار پڑ گیا ورنہ ستمبر ۱۷۳۲ء میں انگلستان سے جنگ چھڑ گئی ہوتی۔ انگلستان کے وزیر برابر اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ وائنا اور سیویل کے درباروں میں مصالحت ہو جائے مگر اب فرانسیسی حکومت انکی مخالفت پر آمادہ تھی جو ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا اور اُسے آسٹریا سے لڑا دینا چاہتی تھی پاتی نیو کی کوششوں کے باوجود ۱۷۳۳ء کے آغاز میں یہ عیاں ہو گیا کہ یورپ میں ایک عام جنگ عنقریب ہونے والی ہے۔ فروری میں آگس ٹس دوم شاہ پولینڈ نے انتقال کیا اور اس کے مرتے ہی آتش جنگ مشتعل ہو گئی اور فرانس نے تلوار اٹھانے میں سبقت کی۔

شاہ پولینڈ کا انتقال فروری ۱۷۳۳ء

فرانسیسی حکومت اس وقت پیرس کی پارلی مان سے ایک مذہبی نزاع میں مشغول تھی اور اس کی مالی حالت بھی حد درجہ سقیم تھی مگر اس نے عامۂ قوم کی رائے کے مطابق اور فرانس کے قدیم طرز عمل کے لحاظ سے تصفیہ کر لیا کہ پولینڈ کی آزادی کو قائم رکھا جائے اور بزور شمشیر اسٹے نس لاس لی چنسکی کی تائید کی جائے جو وہاں کے تخت کا دعوے دار اور لوئی پانزدہم کا خسر تھا۔

صفحہ ۶۲

روس اور آسٹریا کی مخالفت تو یقینی تھی غالباً پرشیا بھی انھیں کا ساتھ دیتا اس لیئے فرانس کو اب یہ عقدہ حل کرنا نہیں تھا کہ اسٹانس لاس کو کس طرح پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرایا جائے بلکہ بعد انتخاب اسے کس طرح تخت پر برقرار رکھا جائے۔ اس صدی کے آغاز سے روس اور آسٹریا کو پولینڈ کے معاملات میں بہت انہماک ہو گیا تھا، پولینڈ میں فرانسیسی مداخلت کی مدافعت میں وہ پرزور

کارروائی کر سکتے تھے اور فرانسیسی امیدوار کے انتخاب کو کالعدم کرا دینا انکے لئے چنداں دشوار نہ تھا۔ اس کے علاوہ سیکسنی، آسٹریا اور روس کے منصوبوں کے پورے ہونے میں معاون ہوگیا اور پولینڈ خود آسٹریا اور روس کی متحدہ قوت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس کا کوئی واضح طرز عمل نہ تھا اور اندرونی مخالفتوں میں مبتلا تھا۔ اسٹانس لاس کا قول تھا کہ "اہل پولینڈ مجھے بادشاہی کے لئے نامزد تو کر دیں گے مگر عملاً میری تائید نہ کرینگے"۔ اسٹانس لاس پولینڈ پر اپنا قبضہ اسی صورت میں برقرار رکھ سکتا تھا کہ فرانس نہ صرف اس کا معاون ہو بلکہ بزور شمشیر اُس کے دعاوی کو تسلیم کرانے پر آمادہ ہو۔ اس لئے باوجود فلیوری کے اظہار امن پسندی کے فرانسیسی حکومت نے شوویلین اور ولار کی آراء پر عمل کر کے قصد مصمم کر لیا کہ لوئی کے خسر کو پولینڈ میں تخت نشین کرے اور بشرط امکان اسے ملک مذکور کے تخت پر برقرار رکھے جس سے یہ بھی مقصود تھا کہ ہیپس برگ کے خاندان کو ایک زخم کاری لگے۔

فلپس برگ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ۱۷۳۳ء کے موسم سرما میں شروع کر دی گئیں اور ہسپانیہ اور سارڈی نیا سے بھی نامہ و پیام کرنے میں تعجیل کو مدنظر رکھا گیا۔ ہسپانیہ میں فلپ کی جنگ پسندی الزابیتھ اور پاتی نیو کے طرز عمل پر غالب آگئی اور سارڈی نیا کے نوجوان بادشاہ چارلس ایمانوئیل نے فرانسیسیوں کو اطالیہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی جس سے چارلس ششم کو سخت تعجب ہوا۔

جنگ جوئی۔

لیکن سارڈی نیا کا یہ نوجوان حکمران اپنے زمانے کے عقلمند لوگوں میں تھا۔ اس کے باپ وکٹر اماڈیس نے اپنی انتہائی قابلیت سے کام لیکر سارڈی نیا کی نوخیز سلطنت کی قوت کو مستحکم کر دیا تھا۔ یوٹ ریخٹ کے صلح نامے کی رو سے اسے اجازت مل گئی تھی کہ اپنی مقبوضات میں اپنی حسب مرضی قلعے بنائے، سسلی اس کے حوالے کر دیا گیا تھا اور اسے بادشاہ کا خطاب بھی دیا گیا تھا جس سے امید ہوگئی تھی کہ اس کی سلطنت جلد ترقی کر جائیگی۔ کچھ روز کے بعد اسے سسلی کے معاوضے میں سارڈی نیا

سارڈی نیا وکٹر اماڈیس کے زیر حکومت ۱۷۱۵-۱۷۳۰ء

صفحہ ۷۶

جب سے اُسے دیدیا گیا مگر دراصل اس میں اسکا کوئی حقیقی نقصان نہ تھا کیونکہ سارڈی نیا اس کے اطالوی مقبوضات سے قریب تر تھا۔ مرتبۂ شاہی کے مل جانے سے وہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کو اپنے سفیروں کے بھیجنے پر مقتدر ہوگیا جو اسکے حقوق کی نگہداشت کر سکتے اور اس زمانے کی سیاسی ریشہ دوانیوں میں شریک ہوسکتے تھے۔ ۱۷۱۸ء سے ۱۷۳۰ء تک وہ وضع قوانین اور اہم انتظامی اصلاحات کو عمل میں لانے میں مصروف تھا اس اثناء میں اس کے اور پوپ کے درمیان پادریوں کی خالی شدہ جائدادوں کے تقرر کے متعلق ایک نزاع عرصے تک جاری تھی اور بی نی ڈکٹ چہاردہم نے بالآخر اس کے حق تقرر کو تسلیم کر لیا مگر اس نزاع سے اس کا کوئی ہرج نہیں ہوا۔ مالیات میں بھی اس نے بلاپس و پیش متعدد اصلاحیں کیں یعنی امرا اور ائمہ محاصل سے مستثنٰی تھے، اس نے ان پر بھی محاصل عاید کئے ریاست کی آمدنی میں اضافہ کیا، رشوت ستانی کا سد باب کر دیا اور زراعت اور بھیڑوں کی پرداخت کو فروغ دیا۔ جملہ قابضین اراضی کو حکم دیا گیا کہ اپنے حق مقابضت کی سند پیش کریں اور اگر ان سندوں میں ذراسی بھی بے ضابطگی ہوتی تو جائداد ضبط کر لی جاتی۔ تدابیر مذکورہ اور اسی قسم کی دوسری تدابیر سے اس نے نظام جاگیری کا اپنی حدود مملکت میں خاتمہ کر دیا اور قانون کے لحاظ سے چھوٹے بڑوں کو برابر کر دیا۔ وکٹرامادیس کی غیر معمولی کامیابی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اصلاحات مذکورۂ بالا کو عمل میں لانے میں نہ تو کوئی بغاوت ہوئی نہ سازش نہ خانہ جنگی۔ اس کی دانشمندانہ حکومت سے اطالیہ کی جدید سلطنت دوسرے طریقوں پر بھی مستفید ہوئی مثلاً بوڑھے سپاہیوں کے لئے ایک شفاخانہ بنایا گیا، سرکاری کاغذات کی ترتیب کا انتظام کیا گیا، اطالوی ادبیات کو فروغ دیا گیا۔ ۳۰ ستمبر ۱۷۳۰ء کو یہ بادشاہ سارڈی نیا کی حکومت سے دست کش ہوگیا جسکی وجہ سے وہاں کی حکومت ایک جسد بے جان ہوگئی کیونکہ اطالیہ کی ترقی کن حکومت کا بانی وہی تھا اور اطالیہ کے جذبۂ قومیت کو وجود میں لانے کا باعث وہی ہوا تھا۔ اسکا بیٹا اور جانشین چارلس ایمانوئیل اول جو ۱۷۷۳ء تک برسر حکومت تھا اب تک عیش پسند خیال کیا جاتا تھا اور اندیشہ تھا کہ

صفحہ ۹۴

امور مملکت کا انصرام وہ دانشمندی کے ساتھ نہ کرسکیگا۔ مگر اس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کا قابل جانشین ثابت کیا اور شروع ہی سے اسے اپنے ملک کے حقیقی مفاد کا بیحد خیال تھا۔ اس پرآشوب زمانے میں اس نے اپنی دانشمندی سے اپنے ملک کو ہر قسم کے خطروں سے محفوظ رکھا اور ۱۷۴۸ء کے بعد سے اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلنے لگا اور متعدد ایسی اصلاحیں عمل میں لایا جو اس کی رعایا کی ترقی کا باعث ہوئیں اور جن سے ان کا فلاح و بہبود متصور تھا؛

یکم ستمبر کو اسٹانس لاس پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا اور ۲۶ ستمبر کو فرانس اور سارڈی نیا کے درمیان ٹیورن کا معاہدہ ہوا۔ اس زمانے میں شوودی لین کا عام طرز عمل بالکل اس طرز عمل کے مشابہ تھا جو ریشی لیو نے جنگ سی سالہ میں اختیار کیا تھا۔ شوودی لین کے منصوبے یہ تھے آسٹریا اطالیہ سے نکال دیا جائے میلانیز اور مین ٹوا پر شاہ سارڈی نیا کا قبضہ ہو جائے ڈان کارلوس کو نیپلز سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہیں مل جائیں اور پارما پیاسین زا اور ٹسکنی ڈان فلپ کو، فرانس کو اس کی امداد کے معاوضے میں سوائے دے دیا جائے مگر اس معاوضے میں چارلس ایمانویل شوودی لین کا ہم خیال نہ تھا اسے معلوم تھا کہ ہسپانیہ کا شاہی خاندان اطالیہ میں اپنا تفوق قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کے ورود کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہسپانیوں کو سسلی نیپلز اور ٹسکنی کے بندرگاہوں کو فتح کرنے پر اکتفا کرنا چاہئے کیونکہ اس کا قصد تھا کہ فرانس کی مدد سے لومبارڈی اور مین ٹوا کو اپنے لئے فتح کرے۔ ۷ نومبر کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان القصر (Escurial) کا خفیہ عہد نامہ ہوا جو درحقیقت خاندان بوربون کی دونوں شاخوں کے درمیان ایک خاندانی معاہدہ تھا اور جس سے مقصود تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ متحد ہو کر برطانیہ کی تجارتی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع کی مصمم مخالفت کریں اور شہنشاہ کے خلاف بھی متحدانہ کارروائی کریں۔ اس کے علاوہ دونوں دول نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور یہ بھی طے پایا کہ جبرالٹر انگریزوں سے واپس لے لیا جائے۔ ہسپانیہ نے جو خاص مراعات انگریزی

فرانس کے صلح نامے سارڈی نیا اور ہسپانیہ کے ساتھ

تاجروں کے ساتھ کی تھیں وہ منسوخ کی جائیں اور خاندان بوربون کے متحد بیڑے انگریزی بیڑے کے حملوں کی مدافعت کریں۔

۷ر نومبر ۱۷۳۳ء کا خفیہ عہد نامہ متعدد وجوہ سے ۱۷۲۱ء کے خاندانی معاہدے کے مشابہ ہے جسکو دوبوا نے مرتب کرایا تھا۔ اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ بوربون سلطنتوں کا فطری رجحان اب یہ تھا کہ نہ صرف جنوبی امریکہ میں انگریزی تجارت کی روزافزوں ترقی کو روکیں بلکہ شمالی امریکہ میں بھی اینگلو سیکسن قوم کی عاجلانہ ترقی میں حائل ہوں۔ انگلستان کی تجارتی اغراض ۱۵۸۸ء کے قبل ہی سے ہسپانیہ کی اغراض کے خلاف تھیں اور ۱۶۸۸ء سے فرانس سے بھی تجارتی رقابت پیدا ہوگئی تھی مگر پولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں فرانس اور ہسپانیہ زیادہ تر شہنشاہ سے برسرپیکار تھے اور انگلستان کی علانیہ مخالفت کا اظہار ہسپانیہ نے ۱۷۳۹ء تک نہ کیا۔

اس جنگ میں انگلستان غیر جانبدار رہا جس سے دونوں فریقوں کو سخت تعجب تھا۔ وزارت کی مخالف جماعت نے مطالبہ کیا تھا کہ خاندان بوربون کی چیرہ دستیوں کو روکنے کے لئے پھر ایک عظیم الشان اتحاد قایم کیا جائے کیونکہ یوٹریخت کے صلح نامے میں فرانس کے ساتھ بہت رعایت کی گئی تھی۔ مگر فرانس نے نہایت احتیاط کے ساتھ آسٹروی نیدرلینڈ کی غیر جانب داری کی ضمانت کردی تھی اور آسٹروی سپاہ نے قریب قریب اس کا تخلیہ کردیا تھا جس کی وجہ سے اسٹیٹس جنرل نے بھی غیر جانب دار رہنے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ سرحدی شہروں کی حفاظت سے وہ قاصر تھے۔ جب تک کہ ڈچ معاونت پر آمادہ نہوں وال پول نے بھی جنبش کرنے سے انکار کردیا۔ مگر فلیوری اس کے قبل ہی عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگیا تھا اور ۲۳ر اکتوبر کو شہنشاہ کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا گیا۔

جنگ کا آغاز اکتوبر ۱۷۳۳ء

مگر گو فلیوری نے دول یورپ کا ایک اتحاد آسٹریا اور روس کے اتحاد کے خلاف میں قایم کردیا تھا اور گو شہنشاہ پر اطالیہ اور رائن ندی کے نواح میں حملہ ہوسکتا تھا مگر فرانس اس وقت تک اس ٹانس لاس کے لئے کچھ نہ کرسکا تھا حالانکہ پچاس ہزار روسی سپاہی پولینڈ میں داخل ہوگئے تھے۔ لوئی کا بدنصیب خسر اور اس کے فرانسیسی معاون پولینڈ سے نکال دیئے گئے اور

ڈین زگ میں پناہ لینے پر مجبور رہوئے بر خلاف اس کے روس اور سیکسنی کی فوجوں کی امداد سے آگس ٹس شاہ سیکسنی اہل پولینڈ کی مرضی کے خلاف اسکا بادشاہ بنادیا گیا۔ فرانس کو مجبوری یہ تھی کہ وہ جرمنی کی راہ سے فوج نہ بھیج سکتا تھا اور بالٹک میں بیڑے کے بھیجنے سے انگلستان برافروختہ ہو جاتا۔ اب اگر فرانس فی الحقیقت اسٹانس لاس کی تائید کرنا چاہتا تھا تو ضروری تھا کہ پرشیا سویڈن یا ٹرکی کو اپنی امداد پر آمادہ کرے۔ ان تینوں سلطنتوں میں فریڈرک ولیم کے پاس بہترین فوج تھی۔ روس سے اسے بغض تھا اور چارلس ششم کی طرف سے اسے اندیشہ تھا۔ مگر اس نے پہلے ہی سے طے کر لیا تھا کہ خاندان ہوہین زولرن کا اصل فریضہ یہ ہے کہ پرشیا کا جو حصہ پولینڈ کے قبضہ میں ہے اسے فتح کرے۔ تاکہ پرشیا کے دور افتادہ اضلاع باہمدیگر ملصق ہو جائیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہ تھا جس سے سلطنت پولینڈ کی تباہی و بربادی کا سلسلہ رک جائے۔ سویڈن کی حالت باہمی رنجشوں کی وجہ سے ابتر ہو رہی تھی اور وہ روسیوں کے منصوبوں کو روکنے سے قاصر تھا۔ فلیوری کو بھی یہ معلوم تھا کہ سفارتی چالوں سے کچھ روز کے بعد سویڈن ایک مفید حلیف ہو سکتا تھا مگر فی الوقت بحیرۂ بالٹک کے اطراف کی کسی سلطنت سے فرانس کو قرار واقعی امداد نہیں مل سکتی۔

صفحہ ۹۷

اب صرف ٹرکی باقی تھا جو اپنے جغرافیائی موقع عظیم الشان فوج روس کی قدیم مخالفت اور مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کے خوف سے بہمہ وجوہ پولینڈ کی آزادی کی حمایت میں فرانس کا شریک ہونے پر آمادہ تھا۔ روس نے ۱۷۲۱ء میں ایک حد تک سویڈن کے حصے بخرے کر دئے تھے اور اب پولینڈ کی تخریب کی فکر میں تھا جس سے فارغ ہونے کے بعد اسے پیٹر اعظم کے طرز عمل کے متابعت میں ٹرکی کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل جاتا۔ اگر روس ٹرکی پر حملہ کر دیتا تو یورپ کی دول عظام میں سے کسی کی امداد کے بغیر ٹرکی روس کی دو لاکھ قواعد داں فوج کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ پولینڈ اور ٹرکی کی حالت یکساں تھی اور دونوں کا زوال ایک ہی وقت میں ہوا۔ پرتھ کے معاہدے میں پیٹر نے پولینڈ کے اندرونی

فرانس ٹرکی کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے

معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا اقرار واثق کیا تھا۔ مگر ۱۷۳۳ء میں ٹرکی کو سخت اندیشہ ہوگیا تھا اور عملی کارروائی کرنے کے لئے کافی وجوہ تھیں۔ تاتاری قبائل سے ٹرکی کو ایک زبردست گو غیر قواعد داں فوج مل سکتی تھی قبائل مذکور میں فرانس کا بہت اثر تھا اور ۱۷۳۰ء میں ان کے 'خان' نے فرانسیسی سفیر ولی نیود کو یقین دلایا تھا کہ اسٹانس لاس کو پولینڈ کے تخت پر متمکن کرنے میں میں ضرور مدد کرونگا

انگلستان کی غیر جانب داری وائینا کے دربار اور خصوصاً پرنس یوجین کو سخت ناگوار گزری کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ دول بحری کی امداد کے بغیر آسٹریا کا شاہی خاندان اُس اتحاد کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا جو اس کے خلاف قایم ہوگیا تھا اور چند خطوط میں جو جارج دوم کے ملاحظے میں پیش کئے گئے اس نے نہایت واضح طریقے پر بتایا تھا کہ انگلستان کی غیر جانب داری کا شہنشاہت اور یورپ پر کیا اثر ہوگا۔ انگلستان کا پارلیامنٹ عرصۂ دراز سے اس اصول پر عمل پیرا تھا کہ فرانس اور آسٹریا کی قوت میں توازن قائم رہے اور گو وال پول یہ دلیل پیش کرسکتا تھا کہ پولینڈ کے مسئلۂ جانشینی سے انگلستان کو کوئی تعلق نہ تھا مگر اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ انگلستان کو فرانس کی درازدستیوں اور اطالیہ کے حشر میں ضرور دلچسپی تھی۔ وال پول کا موجودہ طرز عمل خاندان ہینوور کے وقتی مفاد کے موافق ضرور تھا مگر اس پر یہ اعتراض بھی عائد ہوتا ہے انگلستان اور یورپ کے عام مفاد کے منافی تھا۔ بعض اشخاص کی یہ رائے ہے جو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اگر دول بحری آسٹریا کی تائید کرتیں تو یورپ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے مصائب سے بچ جاتا۔[1] شہنشاہ کو اس طور پر اطالیہ اور رائن ندی کے نواح میں بلاشرکت غیرے فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کی متحدہ افواج کا مقابلہ کرنا پڑا اور سلطنت ہائے مذکور کا یہ اتحاد فرانس کے پیرانہ سال اور امن پسند وزیر کی مساعی

صفحہ ۹۷

---

[1] Ranke, English History Principally in the 17th Century Vol. V., p. 238; Coxe House of Austria, Vol. iii. p. 133; Heeren, Historical treatieses, p. 299.

کا نتیجہ تھا ؎

۱۷۳۲ء میں ولی نیو د نے ترکوں کو عملی کارروائی کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن گو فلیوری نے خفیہ طور پر اس ٹانِس لاس کو پولینڈ روانہ کر دیا تھا اور یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر پولینڈ کے معاملات میں کوئی مداخلت ہوئی تو فرانس اسے نقض امن کے مساوی خیال کریگا مگر باب عالی نے جواب دیا کہ کوئی فوجی کارروائی اس وقت نہیں ہو سکتی جب تک کہ فرانس آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ نہ کرے اور ٹرکی کے ساتھ ایک مدافعانہ اتحاد کرے۔ مگر فلیوری کلیسا کا ایک رکن رکین تھا اس لئے وہ لوئی چہارم کی طرح ترکوں سے اتحاد پیدا کرنا پسند نہ کرتا تھا کیونکہ انھیں وہ کافر خیال کرتا تھا، ترکوں کو اندیشہ تھا کہ روس اور آسٹریا اُن کے ملک پر مشترک حملہ کر دینگے اور چند سال کے بعد یہی ہوا۔ اس لئے انھوں نے اس معاملے میں جنبش کرنے سے قطعاً انکار کر دیا جب تک کہ فرانس یہ وعدہ نہ کرے کہ باب عالی اور روس کی جنگ کے درمیان میں آسٹریا سے صلح نہ کی جائیگی۔ بونی ول پاشا نے بھی جو مسلمان ہوکر باب عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہو گیا مشورہ دیا کہ ترکی اور فرانس کے درمیان میں ایک گہرا اتحاد ہو جانا چاہئے جسمیں سویڈن بھی شریک ہو جائیگا اور اس کا خیال تھا کہ انگلستان کو بھی بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ ایشیا کے دور دراز ممالک میں روس بہت جلد اس کا رقیب ہونے والا ہے جو کوہ قاف اور بحیرۂ خزر کو طے کر کے ہندوستان کی تجارت کو اپنے قبضے میں لائیگا اور مشرق بعیدہ میں تسلط حاصل کرے گا۔ اگر ایک عظیم الشان مغربی اتحاد قائم ہو جائے اور انگلستان ہالینڈ اور ہسپانیہ بھی اس میں شریک ہو جائیں تو سلطان روم کے مقبوضات بالکل محفوظ ہو جائینگے۔ مگر ہسپانیہ اور فرانس کی اطالیہ اور اپنی اپنی نو آبادیوں کی ترقی کے متعلق خاص اغراض پیش نظر تھیں جو سلطنت ٹرکی کی استقامت کے مقابلے میں انکے خیال میں زیادہ اہم تھیں۔ باب عالی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے سے جو فوائد ہوتے ان کا احساس فلیوری کو بدقت تمام ہوا۔ مگر دس خوب سمجھ گیا تھا کہ اگر اس کے عقب یعنی جنوب مشرق سے حملہ ہو جائے تو پولینڈ

فلیوری صورت حال کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔

صفحہ ۱۰

ہیں وہ جس کارروائی میں مشغول تھا وہ رک جائیگی۔ اس لئے اس نے ایک سفارت نادرشاہ کے پاس روانہ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ٹرکی اور ایران میں جنگ چھڑ جائے جس میں ٹرکی پولینڈ کے مسئلۂ جانشینی کے طے ہونے تک مشغول رہے۔ روس نے ایران کو افسر انجینیر سپاہی اور آلات حرب روانہ کئے اور ۱۷۳۵ء تک نادرشاہ روس کا حلیف اور گہرا دوست تھا۔ اکٹوبر میں روس اور آسٹریا کے اثر سے

ڈین زگ کا محاصرہ

آگسٹس سوم کا انتخاب ہوا اور اس کے بعد ہی روسی فوجوں نے ڈین زگ کا محاصرہ کرلیا جو اکٹوبر ۱۷۳۳ء سے جون ۱۷۳۴ء تک قائم رہا اور شمال کی جنگ کا یہ اہم ترین واقعہ ہے۔ اگر اثناء محاصرہ میں ترک جنوب کی طرف سے پولینڈ میں داخل ہوگئے ہوتے تو اس ملک کے باشندے اسٹانس لاس کی حمایت پر آمادہ ہوکر لڑنے کو تیار ہوجاتے اور ڈین زگ بھی بچ جاتا اور اگر ترکی مطالبات کے جواب میں فلیوری نے چند سطریں لکھکر انھیں تسلیم کرلیا ہوتا تو اسٹانس لاس کی امداد کے لئے دو لاکھ ترکی سپاہی آجاتے۔ مگر فلیوری نے کسی قطعی کارروائی کے کرنے سے انکار کردیا اور صرف سویڈن کو محصور شہر کی امداد کے لئے کمک روانہ کرنے پر آمادہ کرنے پر اکتفا کیا مگر اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ سویڈن نے ڈین ارک کے خوف سے جنبش کرنے سے انکار کردیا۔ چند جہاز اور تین پلٹنیں ڈین زگ کی امداد کے لئے روانہ کی گئیں اور گوان سے کوئی خاطر خواہ نتائج مرتب نہ ہوئے مگر ایک دلچسپ واقعہ البتہ ظہور میں آیا۔ یہ جہاز واپس ہوکر کوپن ہیگن پہونچے جہاں کاونٹ پیلےلو فرانس کی طرف سے سفیر تھا۔ اس نے جہازوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لیلی اور ڈین زگ کی طرف روانہ ہوکر روسیوں پر حملہ آور ہوا اور بالآخر مارا گیا۔ فرانسیسی اور روسی افواج کا زمانہ حال کی تاریخ میں یہ پہلا مقابلہ تھا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ ترکوں کو وہ تحریری اقرار بھیجا جائے جس کے وہ طالب تھے یعنی "جب تک کہ دولت عثمانی کی سلامتی کا تیقن نہ ہوجائے فرانس ہرگز صلح نہ کرے گا" مگر فلیوری نے حسب عادت اس اقرارنامے کو خشکی کی راہ سے جلدتر طریقے سے بھیجنے کے بجائے سمندر کی راہ سے بھیجا اور جس جہاز میں یہ اقرارنامہ بھیجا گیا تھا ۴۸ روز تک سمندر میں چکر لگانے کے بعد ۱۰ر جولائی کو قسطنطنیہ پہونچا مگر ۲ر جولائی کو

صفحہ ۹۹

ڈین زک کا سقوط ہو چکا تھا اور اس ٹانس لاس نے بھاگ کر پرشیا میں پناہ لی[۵۱]
مگر درحقیقت فلیوری کو پولینڈ کے سابق بادشاہ سے زیادہ ہمدردی نہ تھی
اور پولینڈ کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں وہ لوئی پانزدہم کے خیالات کو پولینڈ
کی طرف سے پھر اطالیہ میں فرانسیسی کامیابیوں کی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ ۱۷۳۳ء کے آخری مہینوں میں، ترک ایرانی جنگ کو ختم کرنے کی تدبیروں میں مصروف تھے اور سویڈن بھی حملہ آور

پولینڈ میں آسٹریا اور روس کی کامیابی۔

ہونے کو تیار تھا۔ مگر فلیوری باب عالی کی سہل انکاری سے ناراض ہو گیا تھا اور باب عالی
کے خلوص نیت پر بھی اسے اعتماد نہ تھا اس لیئے اس نے اس ٹانس لاس کے لئے
روس سے راست نامہ و پیام شروع کر دیئے اور ۱۷۳۵ء میں فرانس نے ترکوں
کے روس پر حملہ آور ہونے کے قصد سے نفع اٹھانے سے انکار کر دیا مگر چھ مہینے
بے سود گفت و شنید میں ضائع ہو گئے۔ ان چھ مہینوں کے بعد اس ٹانس لاس
کی کامیابی کی رہی سہی امید بھی ہمیشہ کے لیئے جاتی رہی اور روسیوں کا طرز عمل
پولینڈ میں کامیاب ثابت ہوا۔ چارلس ششم کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ
آگسٹس سوم نہ صرف پولینڈ کے تخت پر متمکن ہو گیا بلکہ اس نے چارلس کے انتظام
جانشینی (Pragmatic Sanction) کی بھی ضمانت کر دی اور کورلینڈ کو روس کے
سپرد کر دیا تاکہ وہ شہنشاہ بیگم اینی کے محبوب بی رین کے لیئے ایک ریاست
(ڈچی) بنا دی جائے۔ چارلس کو یہ کامیابی پولینڈ میں ایک آسٹروی سپاہی کے
بھیجنے کے بغیر حاصل ہوئی ؎

صفحہ ۱۰۰

پولینڈ کی جنگ جانشین سے مشرقی یورپ میں فرانس کا اثر بہت کچھ زائل
ہو گیا اور ترکی کے حکام کو بھی اس کے نتائج سے متنبہ ہو جانا چاہئیے تھا فلیوری
کی متلون مزاجی اور اس کی باہم متناقض کارروائیوں سے اور ۱۷۳۳ء کے اواخر میں
ترکوں کی سہل انکاری سے اسٹانس لاس کا قلع قمع ہو گیا اور مشرق میں فرانس

[۵۱] Vandal, Une Ambassade Francaiseen Orient Small Louis XV
PP.243–5.

کی قوت کو ایک ایسا زخم کاری لگا جس سے وہ کبھی سنبھل نہ سکی اِس وقت سے پولینڈ کے شیرازے کا بکھر جانا یقینی ہوگیا اور فرانس اِس کو روکنے سے معذور تھا۔ باب عالی کو بھی اپنے عدم استقلال اور ناعاقبت اندیشی کا خمیازہ بھگتنا پڑا کیونکہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے ختم ہوتے ہی روس اور آسٹریا نے ملکر اس پر حملہ کردیا اور اسے معلوم ہوگیا کہ پولینڈ اور ترکی کا حشر یکساں ہوگا۔

مگر مغرب میں معاملات اس کے برعکس تھے جہاں فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کو چارلس ششم اور شہنشاہت کے مقابلے میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اطالیہ میں

فرانس کی کامیابیاں اطالیہ میں اور رائن پر۔

آسٹروی حکومت کبھی ہر دل عزیز نہ تھی۔ اطالی فوجیں برخاست کردی گئی تھیں اور اطالیہ کے مفاد مختلف طریقوں سے آسٹریا کے مفاد پر قربان کئے جاتے تھے، لوم باردی اور رہردو ریاست ہائے سسلی میں بےچینی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے سارڈی نیا یا ہسپانیہ کے مقابلے میں آسٹریا کو کامیابی کی کم امید ہوسکتی تھی شہنشاہ نے یوجین کے مشورے کے برخلاف اپنی اس فوج کے بیشتر حصے کو جو ٹسکنی اور سسلی میں موجود تھی پولینڈ کی سرحد پر منتقل کردیا تھا اور من سیو میں صرف بارہ ہزار آسٹروی سپاہی رہ گئے تھے۔ ۱۷۳۳ء کی خزاں میں چارلس ایمانوئیل نے میلان پر قبضہ کرلیا اور ولار ایک فرانسیسی فوج لیکر اس کی کمک کے لئے پہونچ گیا۔ ولار کو اب تورین کی طرح مارشل جنرل کا خطاب مل گیا تھا۔ چارلس ایمانوئیل نے فرانسیسی فوج کی امداد سے میلان کے تمام علاقے پر قبضہ کرلیا اور رین توا کے علاقے پر حملہ آور ہوا۔ ہسپانیوں نے بھی کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی اور ۱۷۳۴ء کے موسم بہار میں وہ ٹسکنی کے ساحل سے روانہ ہوئے اور پوپ کی ریاستوں میں سے گزر کر نیپلز پہونچ گئے اور چارلس ہشتم کی طرح انھوں نے بھی اطالیہ کو چاک (Chalk) کے ایک ٹکڑے سے فتح کرلیا۔ مونت مار نے آسٹریوں کو بتوں تو میں ۲۷ مئی ۱۷۳۵ء میں شکست دی۔ مئی ۱۷۳۵ء میں ہسپانیوں نے سسلی پر حملہ کیا اور اسی سال جولائی میں ڈان کارلوس کی رسم تاج پوشی پیلرمو میں منائی گئی۔ ہردو ریاست ہائے سسلی اب فتح ہوچکی تھیں اور ڈان کارلوس نے ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی

صفحہ ۱۰۱

جو ہمارے زمانے تک قائم تھا۔

ہسپانیہ اور سارڈی نیا کے مقاصد میں تخالف

شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کو اس قدر کامیابی نہیں ہوئی اور سارڈی نیا کے بادشاہ کی مخالفت سے انکی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ہسپانیہ کی خواہش تھی کہ اسے اطالیہ میں پھر تفوق حاصل ہو جائے اور ایلی زابیتھ فارنیس مین توا کو اپنے تصرف میں لانا چاہتی تھی چارلس ایمانوئیل کی خواہش تھی کہ یہ علاقہ یا تو اسے خود مل جائے یا باویریا کے ایلیکٹر کو اور ایلی زابیتھ فارنیس کے بیٹوں کا اطالیہ میں اپنے قدم جمالینا بھی اسے ناگوار تھا۔ ٹسکنی کی ایک خودمختار ریاست کے قیام پر وہ لومبارڈی میں آسٹروی حکومت کے باقی رہنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے متعلق جب فلیوری اس کا اطمینان نہ کرسکا تو اس نے مین توا کا محاصرہ کرنے سے انکار کردیا اور ولار بھی سپہ سالاری سے مستعفی ہوکر الگ ہوگیا اور برک کے انتقال کے پانچ روز بعد ۹۲ سال کی عمر میں جون ۱۷۳۴ئہ میں ٹیورن میں مرگیا۔

اسی مہینے میں پارما کی جنگ ہوئی۔ فرانس اور سارڈی نیا کی فوج ولار کے جانشین کوآگ نی کے زیر کمان فتوحات حاصل کر رہی تھی۔ مرسی مارا گیا اور ستمبر میں کونگزاسیگ کو گواس تالا میں شکست ہوئی۔ ۱۷۳۵ئہ میں انگریزوں اور ڈچ کے مشترکانہ طرز عمل کی وجہ سے ہسپانیہ سارڈی نیا اور فرانس کے درمیان عارضی طور پر مصالحت ہوگئی اور ایک ہسپانی فوج شمال کی طرف روانہ ہوئی۔ مین توا کا محاصرہ شروع کردیا گیا مگر اب ہسپانی کامیابیاں اپنی انتہا کو پہونچ گئی تھیں۔ مین توا کے محاصرہ میں فرانسیسیوں نے کوآگ نی کے جانشین نوایل کی سرکردگی میں انکی مدد کی مگر شاہ سارڈی نیا دور دور رہا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ میں دونوں بوربون سلطنتوں یعنی ہسپانیہ اور فرانس کے بیچ میں پس جاؤنگا۔ اس نے اب اپنے خاندان کے مسلمہ طرز عمل کو اختیار کرکے بلا علم اپنے حلیفوں کے شہنشاہ سے درپردہ گفت وشنید شروع کردی تھی۔ اسی بنا پر اس نے ہسپانیوں کو توپخانہ دینے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے انھیں لیگ ہارن اور نیپلز سے توپیں کھینچ کر لانی پڑیں اس پر یہ طرہ ہوا کہ فلیوری نے عام حالات کا لحاظ کرکے بغیر اپنے حلیفوں سے مشورہ کئے

شہنشاہ سے مصالحت کرلی جس سے ین تواکے سقوط کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی ہے
۱۷۳۳ء اور ۱۷۳۴ء میں رائن کی معرکہ آرائیوں میں فرانس کو کامیابی ہوئی اور
بروک نے باوجود اپنی پیرانہ سالی کے لارین اور ٹریوز کی الیک ٹوریٹ پر تسلط حاصل
کرلیا تھا اور کیہل پر قبضہ کرکے فلپس برگ کا محاصرہ کررہا تھا جہاں وہ ولار کے
انتقال کے پانچ روز قبل مارا گیا۔ فلپس برگ پر باوجود یوجین اور ایک لاکھ
شہنشاہی فوجوں کے موجود ہونے کے فرانس کا قبضہ ہوگیا مگر جرمنی میں اس کی شاندار
کامیابیوں کی یہ انتہا تھی اور فلیوری نے چارلس ششم سے مصالحت کرنے میں دانشمندی
کی۔ اس کی وجہ یہ بھی کہ پراٹسٹنٹ الیکٹر بھی شہنشاہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں
بھیجنے لگے تھے اور کونگزلیگ کی امداد کے لئے تازہ دم فوجیں بھیجی گئی تھیں اس کے
علاوہ سولہ ہزار روسی زارنیا اینی کے حکم سے جرمنی کو طے کرتے ہوئے آسٹریوں
کی مدد کے لئے پہونچ گئے تھے اور یوجین کے ایک نائب سکندروف نے
فرانسیسیوں کو کلاسین میں شکست دی تھی۔ فلیوری کو ہر وقت یہ خوف لگا ہوا
تھا کہ انگلستان اور ڈین مارک شہنشاہ کو فائدہ پہونچانے کے لئے کسی طرف سے
حملہ نہ کردیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شہنشاہ اور ریاتی نیو کے درمیان گفت وشنید کا
سلسلہ جاری ہے اور ریاتی نیو الیزابیتھ فارنیس کی جانب سے یہ کوشش کررہا ہے
کہ میریا تھیریسا کی شادی ڈان کارلوس سے ہوجائے۔ سارڈینیا پر تو مطلق
اعتماد نہ ہوسکتا تھا جس نے ایس کیوریل (النفقر) کے صلح نامے کی شرائط سے انگلستان کو
آگاہ کردیا تھا۔ ۵ اکتوبر کو فرانس اور آسٹریا کے درمیان وائنا کے تیسرے
صلح نامے کی ابتدائی شرایط پر دستخط ہوگئی گو قطعی صلح نامے کی ترتیب ۱۸ نومبر ۱۷۳۸ء
کو ہوئی۔ اس ٹانس لاس پولینڈ کے تخت سے دست کش ہوگیا جسکے صلے میں
اسے بار کی ڈچی عنایت ہوئی اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ ٹسکنی کے گرینڈ ڈیوک
کے انتقال کے بعد جب ریاست ڈیوک لارین کو ملیگی تو لارین کی ریاست (ڈچی)
اسے تا حین حیات دیدی جائیگی۔ ڈان کارلوس کو ٹسکنی کے معاوضے میں ہر دو
ریاست ہائے سسلی عطا ہوئیں اور اس کے علاوہ جزیرہ البا اور ٹسکنی کی
بندرگاہیں بھی دیدی گئیں۔ ڈان کارلوس پارما اور پیاسین زا کی ریاستوں سے

صفحہ ۱۰۳

بھی دست بردار ہوگیا جو پھر شہنشاہ کے حوالے کر دی گئیں جیسے میلانیز کا علاقہ بھی پھر ملگیا سوائے نووارا اور تورتونا کے جو چارلس ایمانویل کے حصے میں آئے فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کی ضمانت کردی اور یہ طے ہوا کہ اس ٹانس لاس کے انتقال کے بعد بار اور لارین کی ریاستیں اس کے حصے میں آئیں ؛

۱۲ر فروری ۱۷۳۶ء کو میریا تھیری سا کی شادی فرانسس اسٹیفن ڈیوک لارین سے ہوئی جسے جیاں گاس تون ڈیوک اعظم ٹسکنی کے انتقال (جون ۱۷۳۷ء) کے بعد لارین کے معاوضے میں ٹسکنی کی ریاست مل گئی۔ ۲۱ر اپریل ۱۷۳۶ء کو پرنس یوجین نے ۷۲ سال کی عمر میں انتقال کیا جو اپنے حسن اخلاق اور کمالات دماغی کی وجہ سے سالہا سال تک وائنا کے دربار کا سربرآوردہ ترین رکن اور غالباً اس زمانے کے مدبرین میں کوئی اسکا ہمسر نہ تھا۔ اس کی سیاسی زندگی آسٹریا کی تاریخ کے شاندار ترین زمانے میں گزری تھی اور اسی

یوجین کا انتقال ۱۷۳۶ء

پیش بین مدبر نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا سر کچلنے میں اپنا پورا زور لگادے اور ڈینیوب کے کنارے دور تک آسٹریا کے حیطہ اثر کو وسعت دیے انتظام جانشینی کے متعلق اسے بالکل اطمینان نہ تھا گو اس انتظام کو جو کچھ کامیابی ہوئی وہ اسی کی حسن تدبیر کی بدولت ہوئی۔

آس ٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کی انگلستان نے مخالفت کی تھی جس کی وجہ سے وہ بادل ناخواستہ ریپرڈا کی تجاویز کی تائید پر مجبور ہوگیا تھا مگر ہسپانی اتحاد کو وہ پسند نہ کرتا تھا اور انگریزوں سے خوشگوار تعلقات رکھنے کا حامی تھا؛

اسے یقین کامل تھا کہ آسٹریا نے پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شرکت کرنے میں غلطی کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اُس کی وجہ سے مغرب میں فرانس اور ہسپانیہ کو نفع ہوگا۔ انگلستان نے اس آڑے وقت میں آسٹریا کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جو اسے سخت ناگوار ہوا۔ اسکی یہ بھی رائے تھی کہ میریا تھیری سا کی شادی بادیریا کے شہزادے سے ہو اور لارین کبھی فرانس کو نہ دینا چاہئے۔ اگر اسکی رائے کے مطابق بادیریا کے شہزادے سے شادی ہوتی تو آسٹریا کی قوت جرمنی میں بے حد مستحکم ہوجاتی اور آسٹریا کی جنگ جانشینی غالباً

صفحہ ۱۰۴

ہرگز نہ ہوتی۔[1] یوجین کے انتقال کی وجہ سے آسٹریا ایک اعلےٰ درجے کے سپہ سالار اور مدبّر کی خدمات سے محروم ہوگیا اور اس کے انتقال کے بعد ملک میں جو انحطاط شروع ہوا وہ خود اس کی دانشمندی اور فراست پر دلالت کرتا ہے۔ یوجین کا جانشین بارٹین سٹین ہوا جسے سفارتی اور قانونی معاملات میں زیادہ دسترس تھا مگر اعلیٰ درجہ کا مدبّر نہ تھا۔ عرصے کے بعد جب کاؤنٹز کا عروج ہوا تو خاندان ہیپس برگ کو ایک ایسا مدبّر ملا جس کے حسن تدبیر سے آسٹریا کو نفع ہوا؛

شووے لین کا زوال ۱۷۳۷ء

فرانس کی حکومت میں بھی اہم تغیرات عمل میں آئے۔ شووے لین فرانسیسی حکومت کی جنگ میں شریک ہونے کا زیادہ تر باعث ہوا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اطالیہ جرمنیوں کی حکومت سے آزاد کر دیا جائے۔ کارڈنل فلیوری کی امن پسندی کا وہ مخالف تھا اور اسی کے مساعی سے لارین کے متعلق انتظامات ہوئے۔ ۲۰ر فروری ۱۷۳۷ء کو وہ فلیوری کے ایما سے معزول کر دیا گیا اور اپنے علاقے میں خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا گیا۔ فلیوری نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ در پردہ ہسپانیہ اور انگلستان کے ساتھ نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس کا جانشین امے لُودی شے لُو ہوا جو جون ۱۷۴۴ء تک برسر اقتدار رہا۔ شووے لین کے زوال کے بعد فرانس میں جنگ پسند جماعت کچھ روز کے لئے مضمحل ہوگئی اور شہنشاہ چارلس ششم کے انتقال تک سر نہ اٹھا سکی۔ ہسپانیہ میں ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہو جانے سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ ایلی زابتھ کو فرانسیسیوں سے ہمیشہ نفرت تھی اس لئے اب وہ انگریزوں سے ساز باز کرنے کی فکر میں ہوگئی۔ ڈان کارلوس کی میریا تھیری سا سے شادی نہ ہونے اور شمالی اطالیہ کے متعلق اس کی تجاویز کے بار آور نہ ہونے سے اسے سخت مایوسی ہوئی تھی اس لئے اس نے بالاعلان کہنا شروع کیا کہ فرانس نے ہسپانیہ کو سخت دھوکا دیا۔ چارلس ایمانوئیل بھی فرانس کی بدعہدی سے سخت برافروختہ تھا اور فلیوری کے عذرات کی سماعت سے اس نے انکار کر دیا۔ ۱۷۳۶ء میں اطالیہ کی حالت نہایت

[1] Von Arneth, Prinz Eugen von Savoyen.

ناقابل اطمینان تھی فرانسیسی ہسپانی اور شہنشاہی سپہ سالاروں میں موافقت نہ تھی اور ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں ان سپہ سالاروں میں چھیڑ چھاڑ نہ ہو جس سے آتش جنگ پھر مشتعل ہو جائے۔ ۱۸ رمئی ۱۷۳۶ء کو ہسپانیہ نے وانیا کے ابتدائی صلحنامے کو تسلیم کرلیا اور ۳ رنومبر کو پاتی نیو نے انتقال کیا۔ اس عاقبت اندیش بے غرض جفاکش اور باتدبیر وزیر کا ہسپانیہ بہت کچھ مرہون منت تھا اور اس کے عہد وزارت میں ملک میں سرعت کے ساتھ ترقی ہوئی۔ تفصیلی امور سے بخوبی واقفیت رکھنے کے ساتھ ہی ہسپانیہ کی حقیقی ضروریات پر بھی اس کی نظر غائر تھی اور وہ خوب سمجھے ہوئے تھا کہ معاملات خارجیہ اور نوآبادی کے متعلق طریق عمل کیا ہونا چاہئے۔ ایلی زابیتھ فارنیس کے مزاج میں اسے دخل تھا مگر اپنے اس اثر سے اس نے ہمیشہ ہسپانیہ کے فلاح و بہبودی کے لئے کام لیا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح اس کا بھی شمار اس زمانے کے سربرآوردہ امن پسند وزیروں میں ہے۔ فلیوری کی طرح وہ بھی اپنی مرضی کے خلاف پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شریک ہوا تھا اور فلیوری کی طرح اسے بھی اس جنگ کے بعد اپنے ملک کے اثر اور مقبوضات کو بڑھانے میں کامیابی ہوئی۔ اس کا جانشین لاکوادرا ہوا جو بعد میں مارکوس ولاریاس کے نام سے مشہور ہوا اور ہسپانیہ کی حکومت بالکلیہ ہسپانیوں کے ہاتھ میں آگئی۔

پاتی نیو کا انتقال ۱۷۳۶ء

پولینڈ کی جنگ جانشینی ختم ہو چکی تھی اور اب امید ہو چلی تھی کہ یورپ کو کچھ روز کے لئے امن نصیب ہوگا۔ چارلس ششم کی فوجوں کو میدان جنگ میں ہزیمت ہوئی تھی مگر نتائج کے لحاظ سے اسے کامیابی ہوئی کیونکہ اسکا نامزد کردہ امیدوار پولینڈ کا بادشاہ ہو گیا تھا اور لوئی پانزدہم اور آگسٹس سوم نے اس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرلیا تھا۔ لارین کی ڈچی شہنشاہت کے قبضے سے نکل گئی تھی مگر اس کے ڈیوک کو جو میریا تھریسا کا شوہر تھا ٹسکنی کی ریاست مل گئی تھی اور اب آسٹریا کے مقبوضات میں شامل ہوگئی تھی۔ چارلس ششم کو ہر دو سلطنت ہائے سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہوں سے دست بردار ہونا پڑا تھا مگر پارما اور پیاسین زا پر اسکا قبضہ

پولینڈ کی جنگ جانشینی کی یورپ میں اہمیت

پھر ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اطالیہ میں اس کے مقبوضات مستحکم ہو گئے تھے فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ سب سے زیادہ نفع میں رہے۔ فلیوری نے لارین کی جانشینی حاصل کر کے فرانس کے لیئے ایک نہایت ہی بیش بہا علاقہ حاصل کر لیا تھا اور ہسپانیہ نے اطالیہ میں نہ صرف ایک سلطنت فتح کر لی تھی اور ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی بلکہ یورپ پر ثابت کر دیا تھا کہ اس کے سپاہیوں کی شجاعت اور فن سپہگری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا بشرطیکہ انھیں مونت مار ایسے سپہ سالار مل جائیں۔ بعض وجوہ کے سبب سے ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی تھی مگر تمام دنیا کو معلوم تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ باہم متحد ہیں اور فرانس کے انقلاب تک انگلستان کے مدبّروں کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ یہ دونوں سلطنتیں متحد ہو کر یورپ پر غلبہ حاصل کر لینگی ؛

صفحہ ۱۰۶

دوران جنگ مذکور میں آسٹریا اور روس کے اتحاد کی اعلےٰ درجہ کی اہمیت ثابت ہو چکی تھی کیونکہ ان دونوں دولتوں نے پولینڈ میں اپنے منصوبوں کو پورا کر لیا تھا اور یورپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ رائن ندی پر روسی فوجوں کی موجودگی سے یورپ کی سلطنتوں کو روسی اتحاد کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی جسکی وجہ سے مصالحت میں غالباً عجلت ہوئی۔ پولینڈ میں صلح نامہ جات تقسیم کی پہلی منزل ہے اور سویڈن کے انحطاط، روس اور پرشیا کے عروج اور روس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے پولینڈ میں زوال میں زیادہ دقت باقی نہ تھا۔ آسٹریا نے اب محسوس کر لیا تھا کہ پولینڈ اور سائلیشیا میں اس کی اغراض اسیقدر اہم ہیں جتنی کہ اطالیہ میں پرشیا کے طرز عمل کا اصل اصول اب یہ ہو گا کہ کسی ایسے موقع کو نظر انداز نہ کیا جائے جس سے اس کے منتشر مقبوضات باہمدیگر متصل ہو جائیں۔ اس جنگ میں سوائے نے حسب عادت غداری سے کام لیا تھا اور اس غداری کے صلے میں اسے شمالی اطالیہ میں جدید مقبوضات حاصل ہو گئے تھے ؛

اس جنگ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آسٹریا اور پرشیا کے تعلقات ناخوشگوار

ہوتے جاتے ہیں۔ فریڈرک ولیم نے اپنے عہدناموں کی شرائط کے مطابق دس ہزار سپاہی شہنشاہی فوج کی امداد کے لیئے روانہ کئے تھے مگر پولینڈ کے واقعات سے وہ سخت ناراض ہوگیا کیونکہ مصالحت کے نامہ وپیام میں اسکا بالکل خیال نہ کیا گیا جسکی وجہ سے اس نے اعلان کردیا کہ آسٹریا اور روس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ جولچ اور برگ کی جانشینی کے متعلق اسے شہنشاہ کی طرف سے بہت خدشہ تھا اور جنگ کے بعد اسکے اور شہنشاہ کے درمیان سخت کشیدگی ہوگئی "

سترھویں صدی کے اواخر میں آسٹریا کے عاقبت اندیش مدبروں نے محسوس کرلیا تھا کہ بران ڈین برگ کی ریاست خاندان ہیپس برگ کی رقیب ہو جائیگی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی سے اسکے شبہے پختہ ہوگئے تھے اور اس رقابت کے بڑھنے کی یہ ایک خاص منزل تھی۔ اس جنگ کے چند سال بعد آسٹریا اور پرشیا کے درمیان سلسلہ جنگ وجدال شروع ہوا جس سے یورپ کی تاریخ کا ایک نیا عہد شروع ہوتا ہے "

صفحہ ۱۰۰

پولینڈ کی جنگ جانشینی سے قریب قریب یورپ کی ہر ایک اہم سلطنت متاثر ہوئی۔ سسلی اور نیپلز کے ایک بادشاہ کے تحت میں تحد ہو جانے اور سارڈی نیا کی سلطنت کی ترقی سے یہ جنگ اطالیہ کے لیئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ روس کے اثر کی روز افزوں ترقی کا ثبوت ہو چکا تھا۔ خاندان بوربون کی اہمیت تسلیم کرلی گئی تھی اور مسئلہ شرقی کی اہمیت اب یہ ہوگئی تھی کہ یورپ کی ہر ایک وزارت اسکی طرف متوجہ تھی "

وائنا کے تیسرے صلحنامہ سے امید تھی کہ یورپ میں عرصہ تک امن رہیگا مگر ۱۷۳۶ء کے اختتام کے قبل ہی مشرق میں جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہوگیا تھا اور ۱۷۳۸ء میں انگلستان اور ہسپانیہ بظاہر جنگ کے لیئے تیار ہو رہے تھے "

صفحہ ۱۰۸

باب پنجم

شمالی اور مشرقی یورپ

۱۷۱۵ء تا ۱۷۴۰ء

مسئلہ مشرقی۔ ٹرکی کی جنگ آسٹریا اور وے نس سے صلح نامہ پاسارووٹز۔ ٹرکی اور ایران۔ نادر شاہ۔ ٹرکی اور ایران کی جنگ۔ جنگ مذکور کی اہمیت یورپ میں ۱۷۲۶ء کا صلح نامہ روس اور آسٹریا کے درمیان۔ کیتھرین اول پیٹر ثانی اور اینی ایوانووناہ ۱۷۳۶-۱۷۳۹ء کے ٹرکی کی جنگ کے اسباب۔ مارشل میونخ۔ جنگ ٹرکی ۱۷۳۶ء کا آغاز۔ آسٹریا روس کی شرکت کرتا ہے ۱۷۳۷ء ۱۷۳۹ء کی معرکہ آرائیاں۔ ولی نیوو کی سفارتی کاروائیاں۔ سویڈن کی سیاسی حالت ۱۷۳۸ء کا ڈایٹ اور فرانسیسی اتحاد۔ آسٹریا روس کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ بلغراد کا صلح نامہ۔ فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کی کامیابی۔

۱۷۳۶ء میں جو جنگ شروع ہوئی اور ۱۷۳۹ء تک جاری رہی اس میں ایک طرف تو تنہا ٹرکی تھا اور دوسری طرف آسٹریا اور روس تھے۔ اس جنگ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ شمالی اور شرقی یورپ میں اس وقت کس قسم کے اثرات غالب تھے۔ اس جنگ کے دوران میں فرانس کے جو تعلقات ٹرکی سے تھے ان کی اہمیت کا امتحان ہوگیا اور سویڈن کے انحطاط اور اس کی حکومت کے ضعف کا بھی کافی ثبوت ہوگیا۔ مشرق اور مغربی یورپ کے معاملات کا باہم دگر تعلق رکھنا بھی اب صاف ظاہر تھا اور روس کی موجودہ ممتاز حیثیت اور آسٹریا سے

استحاد رکھنا گویا پیش خیمہ تھا ان کے مابعد کے باہمی استحاد کا جو جنگ ہفت سالہ میں پرشیا کے خلاف ہوا اور ۱۸۰۶ء میں ٹرکی کے خلاف۔ لیکن یہہ جنگ زیادہ تر اہم اس وجہ سے تھی کہ یورپ کو اسی زمانہ سے اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا جو صلح نامۂ کے نارڈجی کے بعد سے "مسئلہ مشرقی" کے نام سے موسوم ہے

مسئلہ مشرقی

سترھویں صدی کے اواخر سے روس اور آسٹریا نے ترکی کے مقبوضات کے بعض حصص پر قبضہ کرنے کا مصمم قصد کرلیا تھا صفحہ ۱۰۹ سلطان کی سلطنت کے حصے بخرے کرنے کے منصوبے علانیہ ہونے لگے تھے اور ۱۶۹۹ء میں کارلووٹز کے صلح نامے سے سلطنت ٹرکی کی باضابطہ تخریب شروع ہوئی جو ہمارے زمانہ تک جاری ہے مگر آسٹریا نہ تو کافی قوت رکھتا تھا اور نہ متحد تھا اور روس کی قوت بھی ابھی تک مستحکم نہیں ہوئی تھی۔ پیٹر اعظم نے کوشش کی تھی کہ ۱۷۱۱ء میں دولت عثمانی کو ایک ہی ضرب میں ہلا دے مگر اس جسارت کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا اور گو پرتھ کے صلح نامے سے وہ خود اور اس کی فوج تباہی سے بچ گئی مگر روسیوں کو اپنے شمالی صحراؤں کی طرف رجعت اختیار کرنی پڑی اور پچیس سال تک ترکوں کو روس سے کوئی خدشہ نہ تھا؛

پاساروو ٹز کے صلح نامے (۱۷۱۸ء) کے بعد سے ٹرکی یورپ کی کسی جنگ میں شریک نہ تھا۔ اس صلح نامے سے وہ جنگ ختم ہوئی جس کا اعلان ترکوں نے دسمبر ۱۷۱۴ء میں وے نس کے خلاف کیا تھا تاکہ اپنے ان مقبوضات کو دوبارہ حاصل کرلیں جو اس اطالوی جمہوریہ نے گزشتہ صدی میں ان سے

ٹرکی کی جنگ وے نس اور آسٹریا سے

چھین لیئے تھے۔ پرتھ کے صلح نامے کے ذریعہ سے ٹرکی نے سلطان احمد ثالث کے عہد حکومت (۱۷۰۳ تا ۱۷۳۰ء) میں پیٹر اعظم کو شکست دیکر آزوف پر دوبارہ قبضہ کرلیا تھا ۱۷۱۵ء میں وے نس کے خلاف میں اسے اسی قسم کی کامیابی ہوئی اور اس کی فوجوں نے وزیر خطر وزیر علی قمرغی کے زیر کمان موریا کو بہ آسانی فتح کرلیا اور اہل وے نس کو کریٹ سے نکال دیا جنھوں نے آسٹریا سے امداد کی درخواست کی۔ پرنس یوجین نے اس درخواست کی تائید کی اور ۱۷۱۶ء کے اوائل میں آسٹریا نے جمہوریہ وے نس

سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد کرلیا۔ ٹرکی کے وزیر اعظم نے بھی باوجود متعدد مدبروں اور سپہ سالاروں کی مخالفت کے آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ کردیا مگر وزیر اعظم نے اپنی قوت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی اور ترکوں کو اس مہم میں ناکامی ہوئی۔ ان کے ایک بیڑے اور فوج نے جزیرہ کارفو پر حملہ کیا جسکی مخالفت بہادر شولین برگ نے کی اور بالآخر آگست ۱۷۱۶ء میں ترک محاصرہ سے دست بردار ہوگئے۔ کسی نے کہا ہے کہ "جمہوریہ وے نس کا یہ آخری شاندار جنگی کارنامہ تھا مگر اس کا سہرا ایک جرمنی سپاہی کے سر ہے"۔

"آسٹریا کے خلاف میں ترکوں نے ایک فوج جولائی ۱۷۱۶ء میں مجتمع کی جو پیٹر وارڈین کے محاصرے کے لیئے روانہ ہوئی۔ دشمن کی فوج سے جو جنرل پالفی کے زیر کمان تھی پہلے مقابلے میں ترکوں کو کامیابی ہوئی مگر ۱۳ اگست کو پیٹر وارڈین کی جنگ میں پرنس یوجین کو باب عالی کی فوجوں پر قطعی فتح حاصل ہوئی اور پانچ گھنٹوں تک جنگ کے جاری رہنے کے بعد وزیر اعظم شہید ہوا اور ترک ہمت ہار گئے۔ بیس روز کے بعد یوجین نے ٹیمس ور کا محاصرہ کیا اور چونکہ ترکوں کو اس کے بچانے میں ناکامی ہوئی اس لیئے ۲۸ نومبر ۱۷۱۶ء کو وہاں کی فوج نے ہتھیار ڈالدیئے اس کے بعد اہل سرویا نے بغاوت کردی اور آسٹریوں کے شریک ہوگئے۔ اس جنگ کا اہم ترین واقعہ بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہو جانا تھا۔ یوجین نے اسی ہزار سپاہ لیکر اس شہر کا محاصرہ کرلیا جس میں صرف تیس ہزار ترکی فوج تھی مگر یہ لوگ ۱۸ اگست تک اپنے مقام پر جمے رہے۔ نئے وزیر اعظم ابراہیم نے محصور فوج کو کمک پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر یوجین نے اسے بھی شکست دی اور بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہوگیا جس سے تمام یورپ متوجہ ہوگیا۔ باب عالی بھی اب مصالحت پر آمادہ تھا اور انگلستان ہسپانیہ کے دربار کے تیور دیکھکر ترکی اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرا دینے کا خواہش مند تھا"۔

صفحہ ۱۱۰

چارلس ششم پہلے ہی سے سارڈی نیا کو سسلی سے بدل لینا چاہتا تھا اور سارڈی نیا پر البیرونی کے قبضہ کرلینے سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں انکے لحاظ سے وہ چاہتا تھا کہ ترکی سے مصالحت ہو جائے۔ جولائی ۱۷۱۸ء میں پاسارووٹز

صلح نامہ پاسار ووٹز ۱۷۱۸ء

کے صلحنامے پر دستخط ہو گئے۔ وے نس کی جمہوریہ صوبۂ موریا اور اضلاع زارین اُو ٹو وا اور زد ب زی سے دست کش ہو گئی اور اس کے سابق مقبوضات میں سے صرف جزایر آئی اونی رہگئے اور البانیہ کے ساحل پر جزیرہ کارفو کے علاوہ چند شہر اور اضلاع جو ایک قطعہ ملک میں تھے جو عرض میں چار فرسخ اور طول میں بیس فرسخ تھا۔ آسٹریا بہت فائدہ میں رہا کیونکہ شہر وضلع تمیس ور پر قبضہ ہو جانے سے تمام ملک ہنگری پر اسکا تسلط ہو گیا اور شہر بلغراد کے علاوہ سرویا کا دو ثلث حصہ اور والےشیا اور بوس نیا کے بعض حصے بھی اس کے قبضہ میں آ گئے بلغراد کے جغرافیائی موقعہ کی وجہ سے آسٹریا کو ایک ایسا مقام ملگیا جہاں سے اس کو ہٹانا نہایت دشوار تھا۔ سرویا کے بیشتر حصے پر اس کا قبضہ ہو جانے سے سالونی کا اور قسطنطنیہ اس کی زد میں ہو گئے اور چونکہ سیو ندی کے دونوں کناروں پر اس کا قبضہ تھا اس لئے وہ جب چاہتا بوس نیا پر قبضہ کر سکتا تھا۔ رومانیا کے اضلاع میں بھی اس کا اثر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ڈینیوب کے سواحل کے ملک میں اس کی قوت بڑھ گئی اور بحیرہ اسود سے بھی اسے قربت حاصل ہو گئی ؏

یوجین کی باکمال قیادت سے آسٹریا کو مشرقی یورپ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی تھی اور اسے یہ موقع ملگیا تھا کہ اپنے فتوحات کو وسعت دے اور مستحکم کرے۔ اگر چارلس ششم اپنے ان منصوبوں سے دست بردار ہو گیا ہوتا جو ممالک غربی کے متعلق تھے اور چونکہ فرانس کی مداخلت کا بھی اندیشہ تھا اس لئے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی میں وہ روس سے بازی لے جاتا اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ یونان تک پہونچ گیا ہوتا۔ مگر آسٹریا کی اس غلطی سے عثمانیوں کو اتنا ہی نفع ہوا جتنا کہ پرتھ کی کامیابی سے ہوا تھا۔ آسٹریا کا دوسرا حملہ بیس سال کے بعد ہوا اور ایسے حالات میں جو اس کے لئے سخت ناساعد تھے۔ آسٹریا نے ریاست ہائے بلقان اور ڈینیوب کے سواحل پر اپنے اثر کی توسیع کا موقعہ کھو دیا اور اس کے بعد اس نے مشرق کی طرف جو کچھ پیش قدمی کی وہ روس کی مشارکت میں تھی ؏

صفحہ ۱۱۱

پسارووٹز کی صلح کے بعد ترکوں نے روس پر حملہ کرنے کی تمام تجاویز کو ردکر کے سلطنت ایران کی طرف توجہ کی جو بدنظمی کی وجہ سے طوائف الملوکی کی حالت مین تھی اور افغانوں کی یورشوں کا شکار ہو گئی تھی ۱۷۲۲-۲۳ء میں شاہ طہماسپ نے اپنے رقیب محمود کے خلاف امداد کی درخواست کی۔ ٹرکی اور روس نے بلا کسی وقت کے سلطنت ایران کے بعض حصوں پر قبضہ کرلیا کیونکہ علاوہ سلطنت کے متعلق اس نزاع کے ارمنوں نے بھی طہماسپ کے خلاف بغاوت کردی تھی اور ترکوں سے امداد کے متمنی تھے۔

ٹرکی اور ایران

محمود کے انتقال کے بعد اسکا عم زاد بھائی اشرف اسکا جانشین ہوا اور جون ۱۷۲۴ء میں ترکی اور روس کے درمیان ایک عہدنامہ تقسیمی ہوا جس کا منشا یہ تھا کہ زار روس ان ایرانی اضلاع کو لیلے جو بحیرۂ خزر کے متصل ہیں اور ترک صوبجات گرجستان و آذربایجان پر قبضہ کرلیں۔

۱۷۲۷ء تک اشرف کو کامیابی حاصل ہوتی رہی جو سنی المذہب تھا اور اسی سال میں باب عالی نے قسطنطنیہ کی رائے عامہ کا لحاظ کرکے ایران کے تاج وتخت کے متعلق اس کے دعاوی کو شیعی المذہب طہماسپ کے مقابلہ میں تسلیم کرلینے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر اس تصفیہ سے ایران کا مسئلہ جانشینی طے نہ ہو سکا کیونکہ اسی زمانہ میں نادرشاہ کو یکایک عروج حاصل ہوا جس نے طہماسپ کو بحال کرادیا اور ۱۷۲۹ء میں اس نے اشرف کو شکست دی اور ترکوں کو بھی ایران کی سرزمین سے ۱۷۳۵ء میں نکال دیا۔

صفحہ ۱۱۲

نادرشاہ

اس اقبال مند سپاہی کی بے نظیر شجاعت اور جفاکشی ہر چیز پر غالب آجاتی تھی۔ اپنی آیندہ کامیابی کے متعلق اسے یقین کامل تھا اور مردم شناسی میں بھی اسے خاص ملکہ تھا۔ ۱۷۲۶ء سے شاہ طہماسپ کے مزاج میں اسے پورا دخل حاصل ہو گیا تھا اور اب وہ اپنی

علاوہ روسیوں نے باکو وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اور انکی ان کامیابیوں سے گھبرا کر ترکوں نے ان پر حملہ کرنیکا قصد کرلیا تھا مگر فرانس کے سفیر بوناک نے مصالحت کرادی۔

آیندہ عظمت کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ اس زمانے میں اسکے ذاتی اغراض خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بہ حیثیت ایک محب وطن اسکا مصمم قصد تھا کہ ایران سے غیر ملکیوں کو نکال دے خواہ وہ ترک ہوں یا افغانی اور بغاوت کو فرو کر کے ایران کو ایک قوی اور مستحکم سلطنت بنا دے ۱۷۲۹ء میں اس نے دامغان اور مورشکور کی لڑائیوں میں اشرف اور اس کے افغانوں کو شکست فاش دی اور ۱۷۳۰ء میں پھر اشرف کو اصطخر میں ہزیمت ہوئی اور وہ بلوچستان میں مرگیا۔ افغانوں کی بیخ کنی کے بعد نادر جو اب تک برائے نام طہماسپ کا نمایندہ تھا ترکوں کی طرف متوجہ ہوا تاکہ ایران کے ان صوبوں کو واپس لیلے جن پر ترکوں نے قبضہ کرلیا تھا۔ ۱۷۳۰ء میں ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد نادر نے ایک سفارت قسطنطنیہ کو بھیجی مگر ٹرکی کے دار الخلافہ میں جنگ پسند جماعت کا زور تھا اور یہ سفارت بے نیل ومرام واپس آئی۔

سلطان احمد بذات خود صلح کا خواہاں تھا مگر ینی چیری فوج کے دباؤ سے وہ مجبور رہا کہ ایران سے پرخاش جوئی کے لیئے نئے موقعے تلاش کرے۔ نادر کو بھی

ٹرکی اور ایران کی جنگ

جب یہ معلوم ہوگیا کہ باب عالی مخالفت پر قائم ہے تو اس نے پیرانہ سال توپال عثمان پر حملہ کر کے اسے نہاوند میں شکست دی اور اس کے بعد دوسری فوجوں کو ہزیمت دیکر جو تیمور اور مصطفے پاشا کے زیر قیادت تھیں تبریز پر قبضہ کرلیا۔ سلطان احمد نے جب دیکھا کہ اب جنگ کو جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں تو وہ نادر کی پیش کردہ شرائط پر صلح کرنے کو آمادہ ہو رہا تھا مگر برافروختہ ینی چیریوں نے اسے سلطنت سے دست کش ہونے پر مجبور کردیا۔ اس کے جانشین محمود اول (۱۷۳۰ء تا ۱۷۵۴ء) کی عہد حکومت کے پہلے سال میں باب عالی کو چند روزہ کامیابی ہوئی مگر یہ محض عارضی تھی یعنی جب نادر شاہ ہرات کے محاصرے میں مصروف تھا تو ترکوں نے پھر تبریز پر قبضہ کرلیا اور ۱۷۳۱ء میں شاہ طہماسپ اس شرط پر ترکوں سے صلح کرنے پر تیار ہوگیا کہ اگر وہ روسیوں کے خلاف اس کی امداد کے لیئے ایک فوج بھیجیں تو آذربایجان کا بیشتر حصہ اور آرا کے شمال کا تمام ملک باب عالی کے سپرد کردیا جائے گا۔

صفحہ ۱۱۳

ان واقعات کو سنکر نادر غضب ناک ہوگیا اور اس نے اس صلح نامے سے انکار کرکے ۱۷۳۲ء میں طہماسپ کو معزول کرکے اسکے شیرخوار بیٹے عباس کو جس کی عمر صرف آٹھ ماہ کی تھی تخت نشین کر دیا اور ترکی سے پھر جنگ شروع کر دی۔ ۱۷۳۳ء کے موسم بہار میں اس نے بغداد کا محاصرہ کرلیا مگر اس جسارت کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا اور ۱۹ر جولائی کو توپال عثمان نے اسے بمقام سومیرا شکست دی اور اسی سال ایرانیوں کو پھر بمقام لے تان شکست ہوئی۔ ان فتوحات کو قطعی خیال کرکے ترک حفظ ماتقدم کی تدابیر سے غافل ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی سال سندیلی میں انھیں شکست فاش ہوئی اور انکا شجاع سپہ سالار توپال عثمان کام آیا۔ مگر جنگ پسند جماعت کا قسطنطنیہ میں اب بھی زور تھا اور کچھ وقفے کے بعد جنگ پھر شروع ہوگئی اور اہل یورپ کو بھی اس میں دلچسپی ہوگئی۔ فلیوری اس فکر میں تھا کہ ترکی اور ایران کی جنگ ختم ہو جائے تاکہ پولینڈ میں ترکوں سے روسیوں کے منصوبوں کو روکنے کا کام لے۔ برخلاف اس کے روس کی ملکہ اینی کی خواہش تھی کہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے اختتام تک ترک ایران میں مصروف پیکار رہیں۔ اس لیئے اس نے نادرشاہ سے سازباز کرلیا اور وہ ایرانی صوبے واپس کر دیئے جو ۱۷۲۴ء کے صلح نامے (پیٹر اعظم اور احمد ثالث کے درمیان) کے ذریعہ سے روس کو دے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ملکہ مذکور نے نادرشاہ کو محاصرہ کے آلات بھی دیئے۔ ۱۷۳۴ء اور ۱۷۳۵ء میں نادرشاہ نے چند خونریز معرکوں کے بعد ترکوں کو گرجستان سے خارج کر دیا۔ ان ہزیمتوں اور روس اور آسٹریا کی مخالفانہ طرز عمل سے مرعوب ہوکر باب عالی نے ۱۷۳۵ء کے اواخر میں صلح کرلی اور ارض روم میں نادرشاہ کے ساتھ ایک صلح نامے پر دستخط ہوئے جس کے رو سے ٹرکی گرجستان اور آذربائیجان کے صوبوں سے دست بردار ہوگیا۔ سال مابعد میں نادرشاہ جس نے ایران کو آزادی دلائی تھی اور اس کے کھوئے ہوئے صوبوں کو دوبارہ فتح کرلیا تھا بادشاہ منتخب ہوا۔ لیکن بہت بہتر ہوتا اگر ترکی نے

(حاشیہ: جنگ کی اہمیت یورپ میں)

(حاشیہ: صفحہ ۱۱۴)

(۱) ترکوں اور نادرشاہ کے درمیان باضابطہ صلح نامہ ستمبر ۱۷۳۶ء میں مرتب ہوا۔

ایران سے ۱۷۲۹ء ہی میں صلح کرلی ہوتی۔ پاسارووٹز کے صلح نامے کے بعد سے
اسکا طرز عمل نقصان رساں اور ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھا۔ ۱۷۲۶ء میں جو معاہدہ روس سے
پولینڈ کی تقسیم کے لئے ہوا تھا اس سے شمالی خطرہ قطعاً دفع نہ ہوا اور ایران کی
جنگ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے ٹرکی نہ صرف پولینڈ کی جنگ کے دوران
میں روس پر حملہ کرنے سے معذور رہا بلکہ اب روس اور آسٹریا کی متحدہ
فوجوں کے آنے والے حملے کو دفع کرنے کی بھی اس میں تاب نہ تھی۔ احمد ثالث
اور اس کے وزیر ابراہیم پاشا کا طرز عمل یہ تھا کہ دول یورپ سے
خوشگوار تعلقات رہیں۔ ابراہیم کبھی یہ محسوس نہ کرسکا کہ روسی عنقریب حملہ
کرنے والے ہیں اس لئے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ نہ صرف روس اور
آسٹریا کو خوش رکھے بلکہ انکی اطاعت گزاری کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سواحل
بحیرۂ روم پر فرانس کی مذہبی اور تجارتی اغراض معرض خطر میں پڑ گئیں۔ ٹرکی کا
یہ طرز عمل سخت ناعاقبت اندیشی پر مبنی تھا کیونکہ روس ہمیشہ اس کی
مخالفت پر تلا رہتا تھا۔ ۲۵ر اگست ۱۷۲۶ء کو روس اور
آسٹریا کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے جس پر
اس صدی میں ان دونوں ملکوں کی مشرقی پالیسی مبنی ہے۔

۱۷۲۶ء کا معاہدہ روس اور آسٹریا کے درمیان

اس عہد نامے کی اہم ترین شرطیں یہ تھیں کہ اگر ان دونوں ملکوں میں سے
کسی پر حملہ ہو تو دوسرا تیس ہزار فوج سے مدد کرے اور اگر ٹرکی سے جنگ
ہو تو تمام موجودہ فوجوں سے کام لیا جائے۔ اس سے ٹرکی کو یہ اندیشہ ہو گیا
کہ آسٹریا اور روس کی سلطنتیں اس پر بوقت واحد حملہ کریں گی کیونکہ دونوں
اس فکر میں تھیں کہ مقبوضات عثمانی کو باہم تقسیم کرلیں صرف فرق اتنا تھا
کہ آسٹریا جرمنی کے معاملات میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے مقبوضات
کو مشرق کی طرف وسعت دینے پر زیادہ توجہ نہ کرسکتا تھا مگر روس کے حکام
باب عالی کو نقصان پہونچا کر اپنے مقبوضات کو وسعت دینے اور اپنی اغراض
کو پوری کرنے کے لئے ہر موقع سے نفع اٹھاتے تھے۔

پیٹر اعظم نے ۲۸ر جنوری ۱۷۲۵ء کو انتقال کیا اور اس کی بیوی کیتھرین اول

صفحہ ۱۱۵

اس کی جانشین ہوئی جسکے عہد حکومت کا اہم ترین واقعہ یہی معاہدہ تھا جو ۱۷۲۶ء میں آسٹریا کے ساتھ ہوا۔ اس نے اپنے مختصر عہد حکومت میں جماعت امراء کے زور کو روکنے کی کوئی تدبیر نہ کی جس کے سر برآوردہ اراکین مین شی کوف، اپراکسن، ٹالسٹائی، گولٹ سن، گولووکن، اوسٹرمان تھے جو دوا علےٰ مجلس راز کے رکن بھی تھے ۱۷۲۷ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اور پیٹر اعظم کا پوتا پیٹر ثانی اس کا جانشین ہوا۔ اسکا عہد حکومت بھی طویل نہ تھا۔ یہ بادشاہ سمجھدار ضرور تھا مگر مزاج میں استقلال نہ تھا اور اس کی طرف سے پہلے مین شی کوف اور پھر الیکزس اور ایوان ڈول گروکی نے حکومت کی۔ ایوان کے عروج کے زمانے میں قدیم روسی جماعت کو پھر غلبہ ہوگیا جو مغربی تمدن کے اجراء کی مخالف تھی اور بجائے سینٹ پیٹرس برگ کے ماسکو کو روس کا حقیقی دارالسلطنت خیال کرتی تھی پیٹر نے ۳۰ جنوری ۱۷۳۰ء کو انتقال کیا اور چونکہ پیٹر اعظم کی اولاد ذکور میں سے کوئی باقی نہ تھا اس لئے امرا کو اپنے اثر کو بڑھانے کا موقع ملگیا۔ ۱۱۸ سال حکومت کرنے کے بعد خاندان رومانوف کا چراغ اب گل ہوگیا تھا[1]۔ پیٹر اعظم کی بڑی بیٹی اینی نے جسکی شادی ڈیوک ہولسٹین سے ہوئی ۱۷۲۸ء میں انتقال کیا۔ اسکا ایک بیٹا تھا جو چھ روز کے بعد پیٹر ثالث کے نام سے بادشاہ ہوا۔ پیٹر اعظم کی سب سے چھوٹی بیٹی ایلی زابیتھ موجود تھی اور ملک اور فوج میں ہر دل عزیز تھی۔ لیکن ڈول گروکن اور گولٹ سن خاندانوں نے سلسلۂ جانشینی کو بدل دینے کا قصد کرلیا اور ۱۷۳۰ء میں اینی ایوانونا کو شہنشاہ بیگم قرار دیا جو پیٹر اعظم کے بڑے بھائی ایوان کی بیٹی اور ڈیوک کورلینڈ کی بیوہ تھی۔ ان لوگوں نے ایک دستاویز مرتب کی جن میں چند اہم دستوری تغیرات شامل تھے مگر جس سے منشا یہ تھا کہ تمام قوت امرائے عظام کے ہاتھوں میں آجائے۔ گولٹ سن اور ڈول گروکی کے مخالف وزیر اعظم گولووکن اور نائب وزیر اعظم اوسٹرمان تھے جو کمتر درجے کے امراء کے موئید تھے۔

کیتھرین اول، پیٹر ثانی، اینی ایوانونا کے عہد حکومت

[1] دیکھو ضمیمہ (د)

صفحہ ۱۱۶

اگر اینی نے ماسکو میں آکر تمام اختیارات امیروں کی ایک مجلس اعلیٰ کے سپرد کردیئے ہوتے تو اس کی وہی گت بنتی جو سویڈن کی ملکہ کی بنی تھی اور روس کا بھی وہی حشر ہوتا جو پولینڈ کا ہوا تھا۔ ۲۶ فروری کو اینی ماسکو میں داخل ہوئی۔ اپنی قوم میں وہ پہلے ہی سے ہر دلعزیز تھی اب کلیسیا اور فوج کی تائید حاصل کرکے اس نے بالکل کایا پلٹ کردیا یعنی امرا کی مجلس اعلیٰ کو موقوف کردیا اور اپنی مطلق العنان حکومت قائم کرلی جس سے امرائی جمہوریہ کے قیام کی امید جاتی رہی اور زاران روس کی مطلق العنان حکومت حسب سابق جاری ہوگئی۔ خاندان ڈول گروکی کے اراکین تباہ ہوگئے اور اینی نے اپنا دارمدار بالکل اپنے منظور نظر جرمن مصاحبوں پر کردیا جن میں سے بیرن ساکن کورلینڈ سب سے زیادہ مشہور ہے خارجی حکمت عملی میں اینی نے کیتھرین اول کی متابعت کی بلکہ اس سے آگے بڑھ گئی اور اس کا وزیر خارجی اوسٹرمان ویسٹ فالیا کے ایک پادری کا بیٹا تھا۔

آسٹروی اتحاد حسب سابق برقرار رہا مگر پرشیا کے ساتھ بھی ربط وضبط ہوگیا اور ۱۷۳۲ء میں انگلستان سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا۔ ۱۷۲۶ء اور ۱۷۳۲ء کے معاہدوں سے پیٹر اعظم کی خارجی حکمت عملی بالکل کالعدم ہوگئی اور سینٹ پیٹرسبرگ میں فرانس کا اثر بالکل زائل ہوگیا۔ فلیوری کو شمالی ممالک کے سیاسیات سے بالکل لگاؤ نہ تھا اور ۱۷۲۶ء کے اواخر میں جب کیمپری دون وہاں سے واپس بلالیا گیا تو صرف ایک معتمد مسمی مگ نان بحیثیت نگران کار (Charge d' affaires) وہاں فرانس کی طرف سے مقیم تھا۔ مگر رفتہ رفتہ مشہور جرمن سپہ سالار مارشل میونخ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہوگئی جو آسٹروی اختلاف کی مخالف اور فرانس سے تعلقات سابقہ کی تجدید کی موئید تھی ۱۷۳۲ء میں روسی وزیر کے بلاعلم میونخ اور زارینا نے فرانس سے درپردہ نامہ وپیام شروع کردیا۔ زارینا نے روس کی امداد اور اس ٹانسلاس کو پولینڈ کے تخت پر برقرار رکھنے کی امید دلاکر فرانس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ روس کو پولینڈ کی سرحد اپنی اغراض کے لحاظ سے درست کرنے کی اجازت

دی جائے (۲) کورلینڈ[1] پر روس کی سیادت کو تسلیم کر لیا جائے اور (۳) فرانسیسی اپنے اثر سے ترکوں کو آمادہ کریں کہ وہ شہر آزوف روسیوں کے سپرد کر دیں۔ فلیوری کے سامنے اب پھر وہی مسئلہ پیش تھا جس نے اس صدی میں فرانسیسی مدبروں کو پریشان کر رکھا تھا۔ فرانس کو دو طرز ہائے عمل میں سے ایک کو اختیار کرنا ضروری تھا یعنی یا تو روسیوں سے اتحاد کرے یا شمال اور مشرق میں اپنے قدیم طرز عمل پر قائم رہے۔ مگر فلیوری ان دونوں میں سے کسی کے متعلق فیصلہ نہ کر سکتا تھا اور اس نے کوئی قطعی معاہدہ نہیں کیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا جسکا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ روس اور آسٹریا کا اتحاد اور بھی پختہ ہو گیا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی مشرقی معاملات میں فرانس کے لیت و لعل اور عدم استقلال کی ایک بین مثال ہے۔

پولینڈ کی آزادی کو سلب کرنے اور پھر اسکو باہم تقسیم کر لینے کی کارروائی کا دیباچہ اس ملک کے تخت پر اپنی پسند کے حکمراں کو مسلط کرنا تھا اور جب اس منصوبے کی روس اور آسٹریا میں کامیابی ہوئی تو ۱۷۳۵ء میں وائنا کے صلح نامے کے مرتب ہونے کے بعد ان کے سیاسی منصوبوں کے دوسرے جزو یعنی سلطان پر حملہ کرنے اور بالآخر سلطنت ترکی کے حصے بخرے کر دینے کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ پیٹر اعظم کی تدبیر یہ تھی کہ پولینڈ کی راہ سے ترکی پر حملہ کیا جائے اور چونکہ اب پولینڈ روس کا حلقہ بگوش ہو گیا تھا اور ترک بھی ایران کی لڑائی میں پھنسے ہوئے تھے اس لیئے اینی اور اس کے مشیروں نے پرتھ کی ذلت کو مٹانے اور پیٹر اعظم کی حکمت عملی پر چلنے کے لیئے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ روس کو یہ بھی امید تھی کہ اگر اس نے ترکی پر حملہ کیا تو آسٹریا ۱۷۲۶ء کے معاہدے کی شرائط

جنگ ترکی ۱۷۳۶ء–۱۷۳۹ء کے اسباب۔

---

[1] ۱۷۲۶ء میں مارس ڈی سیکس (آگسٹس ثانی شاہ سیکسنی اور آرورا ڈی کے نگز مارک کا بیٹا) کو روسیوں نے کورلینڈ سے نکال دیا جبکہ وہ ڈیوک منتخب ہوا اور یہ ملک گو پولینڈ کے تحت تھا مگر روس کا متوسل ہو گیا۔ ۱۷۳۷ء میں بیرن کو کورلینڈ کا ڈیوک بنا دیا گیا۔

کی پابندی کریگا۔ گزشتہ جنگ میں وارسا اور ڈین زگ پر قبضہ کرکے اور تمام مخالف تحریکوں کا انسداد کرکے روس نے آسٹریا کو اطالیہ اور رائن ندی پر اپنے دشمنوں سے نپٹنے کا موقع دیا تھا۔ اس لیئے اسے پوری امید تھی کہ آسٹریا شرقی معاملات میں اسکی معاونت کریگا۔

چارلس ششم خود بھی ترکوں سے لڑنے کے خلاف نہ تھا اور ۱۷۲۶ء سے واقعات کی رفتار سے مجبور ہو کر آسٹریا کی آنکھیں مشرق کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ویسٹ فالیا کے معاہدے کے بعد سے جرمنی میں آسٹریا کا اقتدار اور اثر گھٹنے لگا تھا۔ مگر اس کا نعم البدل یوں ہو گیا تھا کہ معاہدہ یوٹ ریخٹ اور اتحاد اربعہ کی شرائط سے اطالیہ میں اس کے قدم جم گئے تھے۔ لیکن ۱۷۳۵ء میں خاندان بوربون نے سلطنت سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہیں حاصل کرلی تھیں اور سارڈینیا کی نوخیز سلطنت شمالی اطالیہ کے ایک حصے کی دعویدار ہو گئی تھی۔ چارلس ششم کو یہ خیال ہو چلا تھا کہ ٹرکی سے اگر جنگ ہوئی تو اس کا سکہ پھر جم جائیگا اور فتوحات سے اس کے مقبوضات میں جو اضافہ ہوگا اس سے ان نقصانات کا معاوضہ ہو جائیگا جو یورپ اور اطالیہ میں اس کے ہوئے تھے۔ پسارووٹز کے معاہدے سے آسٹریا کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ ڈینیوب کے ساحل پر پیش قدمی کی امید کرسکتا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے بعد ۱۷۳۶ء میں روس کو چارلس ششم کی سرگرم معاونت کی پوری امید تھی۔ نادر شاہ سے بھی امداد کی امید تھی کیونکہ اس نے ترکوں سے ابھی تک صلح نہ کی تھی اور ۱۷۳۵ء میں اس نے ایک روسی افسر کو یقین دلایا تھا کہ میں زارینا کے خلاف میں کسی قسم کی کارروائی نہ کرونگا۔ اس کے علاوہ خود سلطنت ٹرکی کی حدود کے اندر روس کے معاون موجود تھے۔

صفحہ ۱۱۸

روس کے جاسوس پیٹر اعظم کے زمانے ہی میں بلغاریہ، سرویا اور رومانیا میں پہونچ گئے تھے اور جب آنے والی جنگ کی خبریں ۱۷۳۵ء میں دور افتادہ یونانیوں اور ساکنان جبل اسود (مان ٹی نیگرو) کو بھی پہونچ گئیں تو ترکوں کی محکوم عیسائی رعایا میں حصول آزادی کا ایک عام جوش پھیل گیا۔ اسی وقت سے

روس نے سلطنت ٹرکی کی تخریب کے لیئے جزیرہ نمائے بلقان کی اقوام کے جوش مذہبی اور قومی کو وقتاً فوقتاً مشتعل کرنا شروع کیا جس میں اسے بہت کچھ کامیابی ہوئی تھی۔

ترکی سے اعلان جنگ کے لیئے کسی معقول بہانے کے ڈھونڈھنے میں بھی زیادہ وقت نہ تھی کیونکہ اس جنگ کے منصوبے اسی وقت ہو چکے تھے جب کہ اینی ۱۷۱۰ء میں تخت نشین ہوئی اور پولینڈ کی جنگ کی وجہ سے یہ جنگ ملتوی ہو گئی تھی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں باب عالی کا طرز عمل مشتبہ تھا اور اس سے روس معترض بھی ہوا تھا کیونکہ باب عالی نے باوجود دوستی کے علانیہ اظہار کے آگسٹس سوم کے مخالفین کی آلات حرب سے مدد کی تھی۔ اس کے علاوہ روس کے حکام کو اعلان جنگ کے لیئے ایک معقول عذر بر وقت یہ رہا کرتا کہ تاتاری قبائل اکثر اوقات اگرین کی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مزید براں کوہ قاف کے شمال میں دو صوبے داغستان اور قبرتاس تھے جن کے متعلق روس کے دعاوی کا ہنوز تصفیہ نہیں ہوا تھا اور اب بنائے نزاع قرار دیئے گئے۔ نادر شاہ سے جو جنگ ہوئی تھی اس کے دوران میں تاتاری فوجیں کوہ قاف کے ان دونوں صوبوں میں سے گزری تھیں اور روسی فوجوں سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔ اس لیئے ۱۷۳۵ء میں روس پولینڈ کی جنگ سے فارغ ہو کر اس تاتاری فوج کی راہ میں حائل ہو گیا جو کوہ قاف کے صوبوں میں سے گزر کر آرمینیا جا رہی تھی اور تاتاریوں کے ملک پر حملہ کر کے جنگ کی تیاری کرنے لگا۔

اس جنگ میں روس کا سپہ سالار میونخ تھا اور اس کے تحت میں حسب ذیل افسر تھے جو مختلف ممالک کے باشندے تھے یعنی لیسی (آئرلینڈ) لُودین ڈال (سویڈن) ڈگ لس اور لیزلی (اسکاٹ لینڈ) برگ نی (فرانس) اس ہیگل (جرمنی) آسٹریا سے بھی معاونت کے لیئے نامہ و پیام شروع ہو گئے جس کا اس نے ۱۷۲۶ء میں وعدہ کیا تھا۔ روس کے مختلف الاقوام سپہ سالاروں میں مارشل میونخ سر برآوردہ ترین تھا اور اٹھارھویں صدی کے قسمت آزما سپاہیوں کا بہترین نمونہ تھا۔ یہ شخص جرمنی میں پیدا ہوا اور یکے بعد دیگرے آسٹریا

مارشل میونخ

صفحہ ۱۱۹

پولینڈ اور روس کی فوجوں میں ملازمت کر چکا تھا۔ اس کے کمالات فوجی کی وجہ سے پیٹر اعظم اس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں اس نے ڈین زگ پر قبضہ کر کے فن حرب اور سپہ سالاری میں خاص شہرت حاصل کر لی تھی شجاع اور بے باک ہونے کی وجہ سے سپاہی اس دیوزاد سپہ سالار پر فدا تھے اور اس پر کامل اعتماد رکھتے تھے۔ اپنے کمال کا اسے اس قدر غرہ تھا کہ وہ مشکلوں کو بالکل خیال میں نہ لاتا اور جس مہم میں پیٹر اعظم کو ناکامی ہوئی تھی اس میں کامیابی حاصل کرنے پر تلا ہوا تھا یعنی ڈین یوب کو عبور کر کے بلغاریوں کو اکسانے اور آزوو پر دوبارہ قبضہ کر لینے پر۔

آزوو ڈان ندی کے دہانے اور ندیوں کے ایک سلسلے کے سرے پر واقع تھا جس سے گزر کر روسیوں کو امید تھی کہ وہ بحیرۂ روم تک پہونچ جائینگے ۱۶۹۹ء میں پیٹر اعظم نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا مگر ۱۷۱۱ء میں وہ پھر ان کے قبضہ سے نکل گیا اور ملکہ اینی ایوانوونا کی عزیز ترین خواہش یہ تھی کہ یہ شہر پھر واپس مل جائے۔

۳۶-۱۷۳۵ء کے موسم سرما میں میونخ نے تمام تیاریاں کر لیں اور لیسی کو آزوو کا محاصرہ کرنے کے لیے چھوڑ کر خود بلائے بے درماں کی طرح یکایک کریمیا (قرم) پر لوٹ پڑا۔ مئی میں روسی حملے کی خبریں قسطنطنیہ پہونچیں اور ۲۸ مئی کو اعلان جنگ کیا گیا مگر اسی روز میونخ نے پیری کوپ پر دھاوا کر دیا اور کچھ روز کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ بے سوچے سمجھے کریمیا میں گھس گیا اور ۱۷ جون کو شہر کوس لوف پر قبضہ کر لیا۔ لے سی نے اس کے قبل آزوو پر قبضہ کر لیا

جنگ ٹرکی کا آغاز
۱۷۳۶ء

صفحہ ۱۲۰

تھا، لیون ٹیو نے کن برن کو مسخر کر لیا تھا اور کوبان کے جنگجو تاتاریوں کو بھی ہزیمت ہو چکی تھی۔ کریمیا پر حملہ کرنے سے روسیوں کو سخت نقصان پہونچا کیونکہ بیماری اور سفر کی صعوبتوں سے ان کے تیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور کتب خانوں، مدارس، عمارات عامہ اور آثار قدیمہ کو تباہ کرنے اور ناگفتہ بہ مظالم کے بعد میونخ نے مجبوراً ۲۵ اگست ۱۷۳۶ء کو کریمیا کا تخلیہ کر دیا۔ ترکوں نے پریشان ہو کر فلیوری

اور ہالینڈ اور پرنس یوجین سے امداد کی درخواست کی جو آسٹریا کی آلک کونسل کا صدر تھا۔ آسٹریا نے بیچ بچاؤ کرنے کے لیئے فوراً اپنی خدمات پیش کیں اور باوجودیکہ بونی ویل پاشا (ایک تیز فہم فرانسیسی جو مسلمان ہوگیا تھا اور جس کا مختلف اوقات میں ترکی میں بہت کچھ اثر تھا) نے اس کی مخالفت کی مگر آسٹریا کی ثالثی منظور کر لینگئی۔ کریمیا سے خستہ حال روسی فوج کے واپس چلے جانے اور نادر شاہ سے صلح ہو جانے (ستمبر ۱۷۳۶ء) سے باب عالی کی حالت امید افزا ہوگئی تھی مگر سلطان کے مشیروں میں استقلال نہ تھا اور وہ آسٹریا کی ابلہ فریبیوں میں آگئے مگر انھیں بہت جلد معلوم ہوگیا کہ آسٹریا کی چال دراصل کیا ہے۔ ۹۔ جنوری ۱۷۳۷ء

آسٹریا اور روس کا اتحاد ۱۷۳۷ء

میں روس اور آسٹریا میں اتحاد کا ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس سے ۱۷۲۶ء کے معاہدات کی توثیق ہوگئی۔ عہدنامۂ حالیہ کی رو سے چارلس ششم نے ترکی کے خلاف جنگ میں شریک ہونے اور بغیر اپنے حلیف کے صلح نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۷۳۷ء کے شروع سے آخر تک آسٹریا یہی ظاہر کرتا رہا کہ وہ جنگ کے ختم ہو جانے کا خواہشمند ہے اور ایک کانگریس مصالحت کے لیئے نمی روف واقع پولش اکرین میں نومبر تک ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اگر ترکوں نے آسٹریا اور روس کے پیش کردہ شرائط صلح کو منظور کر لیا ہوتا تو انکی سلطنت تباہ ہوگئی تھی اور قسطنطنیہ کی حفاظت کسی صورت سے نہ ہو سکتی۔ اسی لیئے ترکوں نے شرائط مذکور پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ لطف یہ تھا کہ ایک طرف تو صلح کی گفت و شنید ہو رہی تھی اور دوسری طرف جنگی کارروائیاں جاری تھیں۔ لیسی نے جولائی میں کریمیا کو تاخت و تاراج کر دیا۔ میونخ نے اوچاکوف کا محاصرہ کرکے لے لیا اور آسٹریوں نے دھوکے سے سرویا بوسنیا اور والاشیا پر حملہ کر دیا۔ اس معرکہ آرائی میں ترکوں نے ایک نئے وزیر اعظم کے زیر قیادت اور بونے ویل پاشا کے مشورے سے نی سا پر پھر قبضہ کر لیا اور آسٹریوں کو بوسنیا سے نکال دیا۔

صفحہ ۱۲۱

ترکوں کو اب معلوم ہوگیا تھا کہ انکی سلطنت کی سلامتی دشمنوں کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے پر منحصر ہے۔ ۱۷۳۶ء کے آخر میں میونخ اپنی خستہ حال فوجوں کو

واپس لیکر اکرین چلا گیا اور شکست خوردہ آسٹروی سپہ سالار سکندر رؤف بھی واپس بلاکر قید کر دیا گیا۔ ترکوں کی مقاومت سے یورپ کو سخت حیرت ہوئی اور سلطنت عثمانی کی تقسیم اور تباہی کے متعلق جو پیشین گوئیاں ہو رہی تھیں غلط ثابت ہوئیں۔ ناقابل قبول شرائط صلح کو رد کر دینے سے ترکوں کا طرز عمل یکایک متغیر ہوگیا۔ انھوں نے بونے ول کے مشورہ پر عمل کیا اور ولی نیوو کی رائے بھی لی۔ ترکوں کی تمام جماعتوں میں ایک نئی روح حلول کر گئی تھی اور باب عالی نے قصد مصمم کر لیا کہ روسی جہازوں کو بحر اسود میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

ہنگری کو شہنشاہ کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لئے سلطان نے نوجوان یوسف راگوک زی کو ٹرین سل وے نیا اور ہنگری کا فرماں روا تسلیم کرایا۔ ۱۷۳۸ء میں بھی سنہ ماسبق کے واقعات کا قریب قریب اعادہ ہوا۔ جدید وزیر اعظم یغان محمد پاشا نے آسٹریوں پر حملہ کیا اور میڈیا واقع ہنگری کو مسخر کر لیا۔ آسٹریوں کو کونگزائگ کے تحت میں خفیف سی کامیابی ہوئی مگر جولائی میں وزیر اعظم نے سمندریہ پر قبضہ کر لیا اور اٹھارہ روز کے محاصرہ کے بعد اُرشووا پر بھی قابض ہوگیا اور دشمن کو بلغراد کی طرف بھگا دیا۔ سنہ مذکور میں ترکوں اور روسیوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں مگر کسی فریق کو بیّن کامیابی نہیں ہوئی اور موسم خزاں میں میونخ بے نیل مرام اکرین کی طرف واپس ہوا۔ لسی نے پھر کریمیا پر حملہ کر دیا مگر کافہ کی تسخیر میں ناکام رہا جو جزیرہ نمائے مذکور کا ایک نہایت مستحکم مقام تھا۔

صفحہ ۱۲۲

۱۷۳۸ء کی معرکہ آرائیوں کی ہزیمتوں سے میونخ کی ہمت مردانہ میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر مصر تھا اور اسے پوری امید تھی کہ روس سلطنت ترکی کے خلاف میں اپنے منصوبوں میں ضرور کامیاب ہوگا۔ اس نے اینی کی ملاحظے

۱۷۳۹ء کی معرکہ آرائیاں

میں ایک مشرقی تجویز پیش کی جس سے مقصود یہ تھا کہ یونانی ترکوں کے خلاف بغاوت کرینگے اور روسی فتح حاصل کر کے قسطنطنیہ پر دھاوا کر دینگے۔ کچھ عرصہ کے بعد پوٹمکن اور کیتھرین ثانی نے بھی انھیں تجویزوں پر عمل کیا۔ ۱۲ اگست ۱۷۳۹ء کو میونخ افواج کثیر کے ساتھ مولڈے ویا میں داخل ہوا اور ۱۸ اگست کو ایک ترکی فوج کو شکست [illegible] شکست دیکر اس نے [illegible] مذکور [illegible]

قدیم حکمراں خاندان کے ایک رکن کو سول ڈسے دیا کا رئیس قرار دیا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ سلطنت ترکی کے حصے بخرے کرنے کی تجاویز کے متعلق کوئی مزید کارروائی کرے اُسے آسٹریا کے ہزیمت اور صلح کی گفتگو کے شروع ہو جانے کا علم ہوا۔ کونگز ایگ ۱۷۳۷ء میں شکست کھانے کے بعد معزول کر دیا گیا تھا اور بجائے اس کے کاونٹ والس آسٹروی افواج کا سپہ سالار مقرر ہوا مگر وہ بھی اپنے دونوں پیش روؤں کی طرح ناکام ثابت ہوا۔ ۲۷ر جولائی کو آسٹریا کی فوج کو کروسائی ٹکا کی جنگ میں شکست فاش ہوئی اور اس فتح کے بعد ترکوں نے بلغراد کا محاصرہ شروع کر دیا ؎

جنگ کی اس نوبت پر فرانسیسی سفیر ولی نیو کی وساطت سے صلح کی گفت وشنید پھر شروع ہو گئی جس میں فرانس کو ایک زبردست سفارتی فتح ہوئی فرانس کو مذہب اور تجارت کے متعلق جو مراعات حاصل تھیں انکی تجدید اور فرانس کی ساکھ کو دوبارہ قایم کرنے کے لئے جو روس اور ترکی کے اتحاد سے زائل ہو گیا تھا، فلیوری نے ۱۷۲۸ء میں ولی نیو کو قسطنطنیہ روانہ کیا۔ روس اور ترکی کے جنگ کے آغاز اور میونخ اور لیسی کی پیہم فتوحات سے سواحل بحیرہ روم میں یورپ کے مفاد معرض خطر میں پڑ گئے تھے۔ زارینا اینی نے علانیہ اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا تھا کہ روسی تجارتی اور جنگی جہازوں کو بحیرہ اسود میں سے گزر کر بحیرۂ روم میں جانے کا حق مل جائے۔ اس سے فرانسیسیوں کو اندیشہ ہو گیا اور ولی نیو کو ہدایت کی گئی کہ مطالبات مذکورہ کی پوری طور سے مخالفت کرے وائنا کے ارباب حل وعقد کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ گیا تھا اور ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ سلطنت ترکی میں روسیوں کے اثر کے قایم ہو جانے سے مشرق میں آسٹریا کی اغراض کو سخت نقصان پہونچیگا۔ مگر جولائی ۱۷۳۷ء تک ترکوں نے فرانس سے بیچ بچاو کرنے کی درخواست نہ کی جب کہ نمی روف کی کانگریس میں روس اور آسٹریا نے ناقابل قبول شرائط پیش کیں۔ شوولین کے معزول ہو جانے کے باوجود فرانس کی حکومت نے پرزور کارروائی کی اور ثالث بننے پر آمادہ ہو گئی گو حسب سابق اس کی بھی نیت تھی کہ ترکوں کو بحر اسود میں روسی جہاز رانی کی مخالفت پر مصر رکھے ؎

ولی نیو کی سفارتی کارروائیاں

صفحہ ۱۳۱

۱۷۳۷ء کے آخر میں ترک آسٹریا کو مغلوب کر کے نشہ فتح یابی سے مخمور ہو رہے تھے۔ ولی نیوو کا فرض یہ تھا کہ انھیں جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے دے اور صلح کر لینے پر آمادہ کرے مگر وزیر اعظم کو خیال تھا کہ اس کی شہرت کا مدار جنگ کے جاری رہنے پر ہے اور بونے وال کا بھی یہی خیال تھا اور وہ اس فکر میں تھا کہ ہنگری کو آسٹریا کے خلاف میں برانگیختہ کرے اور شہنشاہ کو خود اس کی رعایا کے ذریعہ سے شکست دے مگر وزیر اعظم اور بونے وال کے درمیان ناچاقی ہو گئی تھی اور وزیر اعظم ولی نیوو کی طرف زیادہ ملتفت ہو گیا تھا۔ وایسنا کے دربار کی بھی عین خواہش تھی کہ جنگ کسی صورت سے ختم ہو جائے فلیوری کو آسٹریا سے کوئی عناد نہ تھا اور وہ فرانس اور آسٹریا کی اغراض کو ایک دوسرے سے متغائر خیال نہ کرتا تھا۔ چارلس ششم صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے روپیہ کی سخت احتیاج تھی اور یہ فکر تھی کہ اس کا مجوزہ انتظام جانشینی تسلیم کر لیا جائے۔ ترکوں کی بے نظیر مقاومت سے بھی وہ پریشان ہو گیا تھا۔ ۱۷۳۸ء کی معرکہ آرائیوں سے گفت و شنید کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا تھا اور اس سال کے اختتام پر مصالحت کی کوئی امید باقی نہ تھی کیونکہ اگر آسٹریا مصالحت کرنا بھی چاہتا تو روس جنگ کے جاری رکھنے پر اصرار کرتا اور ترک اگر زارینا کو صلح کرنے پر مجبور نہ کر سکتے تو ممکن تھا کہ وہ روس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیتے۔ مگر جو مدعا عثمانیوں کو اپنی شمشیر سے حاصل نہ ہوا وہ فرانس کی سفارتی چالوں سے حاصل ہو گیا کیونکہ گو ترکوں کی کامیابیوں سے روسی متاثر نہ ہوئے تھے مگر اہل سویڈن سے کام لیکر فرانس روس کو مرعوب کر سکتا تھا۔ سویڈن اور روس کے درمیان میں کوئی صحرا واقع نہ تھا۔ اہل سویڈن کا فن لینڈ پر قبضہ تھا جہاں سے سینٹ پیٹرس برگ صرف چند منزلوں پر تھا اور سویڈن کے لئے پولینڈ اور ترکی کا حشر خاص اہمیت رکھتا تھا۔

صفحہ ۱۲۴

۱۷۲۰ء کے انقلاب اور نس ٹاڈ کے صلح نامے کے بعد سے سویڈن قریب قریب طوائف الملوکی کی حالت میں تھا اور اس ابتری کا باعث اس کا دستور سیاسی تھا۔

سویڈن کی سیاسی حالت

یہ دستور بظاہر حریت پسندی اور حکومت شاہی کی مخالفت پر مبنی تھا مگر درحقیقت امراکی حکومت کا موید تھا [illegible]

اصولاً نہ تو بادشاہ نہ سینیٹ کے ہاتھوں میں تھے بلکہ ڈائٹ کے سپرد تھے جس میں چار جماعتیں تھیں، امرا، پادری، شہری، کسان۔ ہر جماعت (Estate) کی نشست الگ تھی اور مباحثے بھی علیحدہ ہوتے جس کی وجہ سے وضع قوانین کے کام میں سخت دقت واقع ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویڈن کی حکومت [illegible] عمومیت سے منحرف ہو کر رفتہ رفتہ ایک عدیدیہ (Oligarchy) کی صورت اختیار کر لی۔ ڈائٹ کا اجلاس جب منعقد ہوتا تو تمام اعلیٰ عاملانہ، عدالتی اور وضع قوانین کے اقتدارات ایک خفیہ کمیٹی کے تفویض کئے جاتے جو پچاس امرا، پچیس پادری اور پچیس شہریوں پر مشتمل ہوتی۔ ڈائٹ کے منتشر ہونے کے بعد اور اجلاس [illegible] درمیان کے وقفوں میں عاملانہ اقتدارات سینیٹ کو مل جاتے [illegible] کی دست نگر تھی۔ مگر شروع میں ۱۷۲۰ء کے دستور کے نقصان [illegible] نتائج ظاہر نہیں ہوئے کیونکہ جماعت امرا کا سرغنہ وزیر اعظم کاونٹ [illegible] جس نے سپہگری اور تدبیر مملکت میں شہرت حاصل کی تھی فراست سے [illegible] حکومت کرتا رہا۔ بیس سال تک اس کی حکومت سے ملک میں امن و امان رہا اور اس کی سابقہ حالت عود کرنے لگی تھی۔ فرانس سے تعلقات قائم رکھنے سے وہ قصداً باز رہا۔ روس سے اس نے کوئی نزاع نہ ہونے دی اور انگلستان سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو والپول اور فلیوری کا ہوا تھا یعنی اس کی مخالفت پر ایک جماعت آمادہ ہو گئی جسے اس سے حسد تھا اور جو زوردار خارجی طرز عمل کے اختیار کرنے پر مصر تھی۔ مخالفین کا سرغنہ کاونٹ گلن بورگ ایک نئے خاندان کا رکن تھا اور اس کے سوا دوں میں کاونٹ ٹےسن اور نئی پود کے دوسرے افراد تھے۔ بیل ایل کی طرح گلن بورگ بھی خود پسند اور جنگ و جدال کا موید تھا۔ اس کا بھی یہ قصد مصمم تھا کہ حکومت وقت کے محتاط طرز عمل کو تہ و بالا کر کے سویڈن کو ایک باہمت طرز عمل اختیار کرنے پر مائل کرے جس سے اس کی سابقہ عظمت عود کر آئے۔ گلن بورگ اور اس کے پیرودں نے ہارن کی امن پسندی کے خلاف میں شور مچانا شروع کیا اور اعلان کر دیا کہ نس ٹاڈ کے ذلیل کن معاہدے کو بالکل مٹا دینا چاہیے۔ فرانس سے

صفحہ ۱۲۵

استحاد پیدا کرنے کی بھی یہ جماعت مؤید تھی۔

ان لوگوں نے اپنے مخالفوں کو "چھوٹی ٹوپیوں" کا لقب دیا اور اپنے آپکو بڑی ٹوپیاں، کہنے لگے اور گلن بورگ کی سرکردگی میں فرانس کے روپیہ کے برتے پر ۱۷۳۸ء کے ڈائٹ میں ہارن اور اس کے معاونوں کی مخالفت کیلئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو گئے۔

۱۷۳۸ء کا ڈائٹ اور فرانسیسی اتحاد۔

یہ ڈائٹ سویڈن کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے۔ اس وقت روس اور ترکی کی جنگ خوب زوروں پر تھی۔ روس کی کامیابیوں کی وجہ سے فرانس کو اندیشہ تھا کہ اس کا اثر بڑھ جائے گا اس لئے فرانس کو یہ فکر تھی کہ زارینا کو صلح کر لینے پر آمادہ کر لے۔ اہل سویڈن کے باہمی نزاعوں اور مناقشوں سے فرانس کو وہ موقعہ ملگیا جس کا وہ منتظر تھا اور چند ہی مہینوں میں اسٹاک ہولم میں اس کا اس قدر اثر بڑھ گیا کہ روس سویڈن کے حملے کے خوف سے ترکی سے صلح کر لینے پر آمادہ ہو گیا۔ فرانس نے سفارتی چالوں سے اس کام کو کر لیا جس کو سر کرنے سے [illegible] کی شمشیر معذور تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ سویڈن کے امرا غریب تھے اور وہاں رشوت اور بے عنوانیوں کا زور تھا اور بیان کیا جاتا تھا کہ ہر شخص کے ایمان کی قیمت مقرر تھی۔ ڈائٹ کے ۷۰۰ اراکین میں سے صرف ۱۰۰ اراکین نے رشوت لینے سے انکار کر دیا۔ سویڈن کی حکومت کی اس کمزوری سے ممالک غیر کے وزرائے خارجیہ بہت جلد واقف ہو گئے اور ۱۷۳۸ء میں فرانس نے ڈائٹ کے اراکین کی تعداد غالب کے ووٹ (رائیں) خرید لئے جس کی وجہ سے وزارت میں انقلاب ہو گیا اور کاونٹ گلن بورگ صدارت پر فائز ہوا۔ اس خلاف ضابطہ انقلاب کا بانی فرانسیسی سفیر سائین سے وے رین (Saint Severin) تھا جس نے ڈائٹ کے اراکین کو رشوت دیتے گئے نازک کام میں حد درجہ ہنرمندی سے کام لیا۔ اس نے کاونٹ ٹے سن کو ڈائٹ کا مارشل منتخب کرا دیا جس کے فرائض میں خفیہ کمیٹی کی صدارت بھی شامل تھی۔ کسانوں کی جماعت کے سرغنہ کو ہموار کر لینے اور چھوٹی ٹوپیوں کو خفیہ کمیٹی سے خارج کرا دینے میں بھی اسے

کامیابی ہوئی اور اکتوبر ۱۷۳۸ء میں فرانس سے ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے اس گہرے اتحاد کے صلے میں فرانس نے سویڈن کو اپنی بحری اور بری فوج کی اصلاح کے لیے تین لاکھ کراؤن سالانہ دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ سویڈن کی خارجی حکمت عملی کی باگ فرانس کے ہاتھ میں رہے۔ اس معاہدے سے سویڈن فرانس سے وابستہ ہو گیا اور روس اور انگلستان کا اثر زائل ہو گیا۔ ہارن کے معزول ہو جانے کے بعد گلن بورگ وزیر اعظم ہوا ٹسن پیرس میں سفیر مقرر ہوا اور "بڑی ٹوپیوں" کا زور ہو گیا۔ فرانس میں جنگ پسند جماعت کی یہ رائے تھی کہ اہل سویڈن کو فوراً سینٹ پیٹرس برگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا جائے اور سویڈن میں "بڑی ٹوپیوں" نے جواب برسر حکومت تھے قسطنطنیہ کو ایک سفارت سویڈن اور ترکی میں اتحاد قائم کرنے کے لئے روانہ کی۔

۱۷۳۹ء کے اوائل میں روس کی حکومت کو سویڈن کی طرف سے سخت اندیشہ ہو گیا تھا۔ سویڈن کی فوج کا ایک افسر میجر میل کام سنک لیر قسطنطنیہ سے سویڈن واپس جا رہا تھا، اسے بی رین نے قتل کرا دیا۔ یہ قتل انھیں اندیشوں کا نتیجہ تھا اور اس سے برافروختہ ہو کر سویڈن نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور روس کے خلاف اس ملک میں مظاہرے ہونے لگے۔ روس اور آسٹریا کو اب یہ فکر ہوئی کہ سویڈن کے میدان جنگ میں آنے سے قبل ٹرکی کو مصالحت پر مجبور کریں، اس لئے انھوں نے باب عالی کے خلاف میں تیسری معرکہ آرائی شروع کی۔ لیکن گو مؤرخ کو اپنی جسارت آمیز تجاویز میں یک گونہ کامیابی ہوئی مگر آسٹریوں کو ہزیمت ہوئی۔ اسی اثنا میں ٹرکی کا وزیر اعظم معزول ہو گیا اور اس کی جگہ پر الویاز محمد مامور ہوا جس کے مزاج میں اس قدر ضد نہ تھی۔ مصالحت کی اب کچھ کچھ امید ہو چلی تھی کیونکہ آسٹریوں کو کروسیا میں ہزیمت ہوئی تھی اور ترک بلغراد کی تسخیر میں ناکام رہے تھے، اسلئے دونوں فریق صلح کے خواہاں تھے۔ چارلس ششم بھی اب زارینا سے علیحدہ ہو جانے پر تیار ہو گیا تھا۔ ولی نیوو سے ثالثی کی درخواست کی گئی اور طویل نامہ و پیام کے بعد بالآخر یکم ستمبر کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان بلغراد کا صلح نامہ مرتب ہوا

آسٹریا روس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے

صفحہ ۱۲۷

ٹرکی سے مصالحت اور اسٹاوو رے چانی یا ختن میں میونخ کی شاندار فتح ان دونوں واقعات کی اطلاعیں وائنا میں وقت واحد میں پہونچیں جس سے چارلس ششم کو سخت افسوس ہوا کہ اس نے ترکوں سے اس قدر دبکر صلح کیوں کی۔ اب دلی نیوو کو اپنا دوسرا فرض انجام دینا تھا یعنی فتح مند روسیوں کو مصالحت پر آمادہ کرنا۔ اس میں کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہ تھی مگر خلاف امید چند واقعات ایسے جمع ہوگئے جن سے اسے مدد ملی یعنی ختم سال پراہل سویڈن

صلح نامہ بلغراد ستمبر ۱۷۳۹ء

نے روس پر حملہ کرنے کا مصمم قصد کر لیا تھا اور خود روس میں ڈول گردکی اور گولٹسن خاندانوں کے اراکین کی سرکردگی میں اینی کو معزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی۔ آسٹریا نے علیحدہ مصالحت کر لی تھی جس سے روسیوں کو سخت مایوسی ہوئی اور زارینا نے جب دیکھا کہ اس کے حلیف (آسٹریا) نے اس سے بے وفائی کی اور وہ یورپ میں اب بے یار و مددگار ہے اور سویڈن بھی اس کے ملک پر حملہ کرنے کی تاک میں ہے تو اس نے ۱۸ ستمبر کو ولی نیوو کی ثالثی اور اس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا۔

چارلس ششم نے جس معاہدہ پر دستخط کئے اس کی رو سے آسٹریا نے بلغراد اور شوڈا اور سرویا اور بوسنیا کے جو حصے اس نے ۱۷۱۸ء میں لے لئے تھے سب ترکی کو واپس کر دیئے اور ڈینیوب اور سیو ندیاں دونوں سلطنتوں کی درمیانی حد فاصل قرار دیگئیں۔ ڈینیوب کے شمال میں آسٹریا کو [illegible] لے شیا سے دست کش ہونا پڑا مگر تمیس وُر کے بانات (ضلع) پر اس کا قبضہ قائم رہا۔ مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کی تاریخ میں بلغراد کا معاہدہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے اس حکمت عملی کو سخت نقصان پہونچا جس کا یوجین مؤید تھا۔

روس اور ٹرکی کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کی وجہ سے روس کو [illegible] زیادہ نفع نہیں ہوا۔ آزوو اس کے سپرد کیا گیا مگر اس شرط پر کہ قلعے اور فصیلیں [illegible] کر دی جائیں اور روسی فوجیں کریمیا، مال ڈے ویا کروسائی کا اوچاکو دکن [illegible] سے مراجعت کریں۔ البتہ بوگ اور رنی پر دونوں ندیوں کے درمیان کا علاقہ [illegible] سے دیدیا گیا مگر اس کے جہازوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کی اجازت [illegible] مل سکی۔ ترکی اور روس کے مابین صلح ہو جانے سے سویڈن کی حالت حد درجہ نازک

ہوگئی کیونکہ اس کی حکومت نے ترکی کی معاونت پر اپنا دارومدار رکھا تھا اور اب مایوس شدہ روسی اس سے بدلہ لینے کو تیار تھے۔ روسیوں کے حملے سے سویڈن کو بچانے کے لئے ولی نیو کو اپنی لیاقت اور جفاکشی سے پوری طور سے کام لینا پڑا اور اپنی خداداد فراست کی وجہ سے اسے اس مہم میں بھی کامیابی ہوئی۔ ۱۷؍جولائی ۱۷۴۰ء کو ترکی اور سویڈن کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوگئے جس سے سویڈن کی جان بچ گئی آسٹریا اور ترکی کے مابین بلغراد میں معاہدہ ہونے سے روس قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرنے سے روک دیا گیا اور سویڈن اور ترکی کے معاہدے سے روس سویڈن سے بدلہ لینے سے باز رہا۔ بلغراد کا معاہدہ اٹھارھویں صدی میں فرانسیسی سفارت کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ ہے اور اس سے لوئی پانزدہم کا اثر بہت کچھ بڑھ گیا۔ فرانس نے اپنے قدیم حلیف ترکی کی سلامتی کے لئے سعی بلیغ کی تھی اور ترکی نے بھی اس جنگ میں اپنی قوت اور توانائی کا غیر متوقع ثبوت دیا تھا جس کے صلے میں اسے سی سالہ امن و امان نصیب ہوا۔ فرانس کا اس پر جو احسان تھا اس کے صلے میں ترکی کی حکومت نے ازروئے معاہدہ ۲۸؍مئی ۱۷۴۰ء کو اُن خاص تجارتی و مذہبی مراعات کی جو فرانسیسیوں کو مشرق میں حاصل تھیں تجدید و توثیق کی اور اس طور پر وہ مفاد حاصل ہوگئے جن کے لئے ولی نیو قسطنطنیہ ۱۷۲۸ء میں آیا تھا۔ قسطنطنیہ میں فرانس کے اثر کے بڑھنے سے روس اور آسٹریا کا رسوخ بہت کم ہوگیا اور فرانس کو اس کی کامیاب سفارتی کارروائیوں سے ایک مزید نفع ہوا یعنی آسٹریا اور روس کا گہرا اتحاد ٹوٹ گیا آسٹریا کو یہ شکایت تھی کہ روس نے اس سے بیوفائی کی اور روس کو آسٹریا کے علٰحدہ صلح کر لینے سے قلق تھا۔ دونوں شہنشاہی دربار بظاہر تو اپنے اتحاد پر قائم رہے مگر ان میں سے ہر ایک فرانس سے معاہدہ کرنے کی فکر میں تھا۔ جولیخ اور برگ کی جانشینی کے متعلق فرانس اور آسٹریا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ جنوری ۱۷۳۹ء میں ہوچکا تھا اور فلیوری اور بارٹین سٹین کے درمیان نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جسکی وجہ سے آسٹریا اور

فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کی کامیابی۔

صفحہ ۱۲۹

فرانس میں مصالحت ہوگئی ہوتی جیساکہ بالآخر ۱۷۵۶ء میں ورسائز کے معاہدے سے ہوا اگر چارس ششم نے سال مابعد میں انتقال کیا اور یہ معاملات یونہی رہ گئے روس میں بھی فرانسیسی اثرات غالب آرہے تھے۔ میونخ جو گزشتہ جنگ کلسورہا تھا ہمیشہ سے فرانسیسی اتحاد کا موید تھا اور اس کی سرکردگی میں سینٹ پیٹرس برگ میں ایک جماعت فرانس کی حمایت پر قائم ہوگئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنس کان تی روس کی طرف سے سفیر ہوکر پیرس میں آیا اور لاشے تاردی فرانس کی طرف سے روس بھیجا گیا۔ فلیوری کو اس طور پر یورپ کے سیاسی معاملات میں ثالث بالخیر بنکر غیر متوقعہ کامیابی ہوئی اور ۱۷۴۰ء میں یورپ میں اس کی ایک خاص اہمیت ہوگئی جو انقلاب فرانسیسی کی لڑائیوں کے زمانے تک اسے پھر حاصل نہ ہوئی۔

صفحہ ۱۲۹

صفحہ ۱۳۰

باب ششم

پرشیا اور آسٹریا کی جنگ جانشینی

سنہ ۱۷۴۰ تا ۱۷۴۲ء

فریڈرک اعظم کی تخت نشینی ۔ فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں ۔ فریڈرک ولیم اول کی خارجی حکمت عملی ۔ سالزبرگ کے پراٹسٹنٹ ۔ فریڈرک اعظم کا زمانۂ نوجوانی ۔ آسٹریا اور پرشیا کی رقابت ۔ فریڈرک اعظم کے خصائل ۔ فریڈرک اعظم اور لوئی چہاردہم ۔ چارلس ششم کا انتقال ۔ ۱۷۴۰ء جرمنی کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے ۔ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۳ء تک امریکا ہندوستان اور جزائر غرب الہند کے حالات ۔ سائلیشیا پر حملہ کرنے کے وقتی اسباب ۔ میریا تھیریسا اور اس کے وزیر ۔ فلیوری کا طرز عمل ۔ فریڈرک اعظم کی فیصلہ کن کارروائی ۔ سائلیشیا پر حملہ ۔ جنگ مولوٹز اور اس کے نتائج ۔ فلیوری کی حکمت عملی ۔ فرانسیسی پرشیا کے حلیف بنکر جرمنی پر حملہ کرتے ہیں ۔ روس میں انقلاب اور ایلزابتھ کی تخت نشینی ۔ میریا تھیریسا ہنگری میں ۔ صلح نامہ کلین شنیلین ڈارف ۔ چارلس البرٹ کا انتخاب تخت شہنشاہی کے لیئے ۔ فریڈرک کا حملہ مورے دیا پر ۔ کارٹریٹ کی خارجی حکمت عملی ۔ روس میں فرانسیسیوں کی ناکامی ۔ صلح نامہ آیو پریس لا کی ابتدائی صلح اور برلن کا معاہدہ ۔

فریڈرک اعظم ۲۴ جنوری ۱۷۱۲ء کو پیدا ہوا اور ۲۷ سال کی عمر میں ۳۱ مئی ۱۷۴۰ء کو اپنے باپ فریڈرک ولیم اول کے جگہ پر پرشیا کا بادشاہ ہوا۔ اس کے خصائل ذاتی سے لوگ اس وقت بہت کم واقف تھے۔ اپنے باپ کی مطلق العنان وحشیانہ عہد حکومت میں فریڈرک مجبوراً

فریڈرک اعظم کی تخت نشینی

ادبیات اور موسیقی کی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتا رہا اور علما کی صحبت میں اسے ہمیشہ لطف آتا تھا۔ تخت نشین ہونے پر اس نے جو اصلاحیں کیں وہ اس کی حریت پسندی پر دلالت کرتی ہیں۔ اخبارات کو اس نے آزادی عطا کی ملزموں کی ایذا دہی کے طریقے کو موقوف کرا دیا۔ مذہبی رواداری کو جاری کیا اور پوٹس ڈیم گارڈ کی رجمنٹ کو تخفیف کر دیا[1]۔ بعض قحط زدہ اضلاع میں اس نے غلہ کم قیمت پر تقسیم کرنیکا انتظام کیا ۱۷۴۰ء کے موسم خزاں میں اس نے اپنی کتاب (Anti Machiavel) گم نام طریقہ پر شایع کی۔ چند ہی مہینوں کے بعد لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ فریڈرک کارکردگی کی اہلیت رکھتا ہے، سیاسی اور فوجی معاملات میں اسے گہری دلچسپی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جملہ امور مملکت کا انصرام اپنی ذات سے متعلق کرلے۔ اس کے باپ کا طرز عمل بھی اسی قسم کا تھا مگر فریڈرک اس سے بھی اس معاملے میں بڑھ گیا۔ فریڈرک ولیم اول نے نہایت زوردار طریقے سے حکومت کی تھی اور فریڈرک اعظم کا بھی منشا تھا کہ اس کی حکومت بھی اسی قدر قوی ہو جیسے کہ اس کے باپ کی۔ نظام حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا جو پرشیا کے لیئے بیحد موزوں تھا۔ فریڈرک ولیم اول بہت سی ضروری اصلاحیں عمل میں لایا تھا جس سے اس کی کارکردگی مستقل مزاجی اور ملک کی ضروریات کے احساس کا ثبوت ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۲۱

فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں

پرشیا کے نظام حکومت کی اعلیٰ ترین مجلس پریوی کونسل تھی جس کی تنظیم جوآکم فریڈرک نے از سر نو کی تھی۔ الیکٹر اعظم نے اس کونسل کی مزید اصلاح کر کے اسے ایک قومی مجلس شوریٰ کر دیا جس کے ارکین مختلف اضلاع کے حکام تھے۔ فریڈرک ولیم اول کے عہد حکومت میں پریوی کونسل کی اہمیت اور وقار میں تو کوئی فرق نہ آیا مگر تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ بوجہ کثرت ارکین انگلستان کی پریوی کونسل

[1] فریڈرک کے باپ نے اس رجمنٹ کی تخفیف کے متعلق اسے مشورہ دیا تھا۔

کی طرح یہ بھی اپنے جدید فرائض کو کما حقہ انجام نہیں دے سکتی اور ایک چھوٹی سی مجلس جو انگلستان کے کابینہ (Cabinet) کے مماثل تھی اس کے اراکین سے بنالیگئی اور اسی کے اراکین جن کا بادشاہ سے راست تعلق تھا، مالیہ، امور خارجی، جنگ اور عدلت کے سرشتوں کی نگرانی کرتے تھے۔ ان سرشتوں میں سے سرشتہ ہائے مالیہ و عدلت کی ماتحت مجالس تمام ملک میں تھیں۔ وزیر مالیہ کے تحت میں نظامت مالیہ، وجنگ و املاک شاہی تھی جو ۱۷۲۲ء میں نظامت ہائے جنگ و مالیہ کے امتزاج سے وجود میں آئی تھی اس سے قبل یہ دونوں نظامتیں علحدہ تھیں اور ہر ایک کے حسابات عہدہ دار اور مداخل علحدہ تھے۔ یہ نظامت عامہ بہت جلد سلطنت کا اہم ترین سرشتہ ہوگیا بادشاہ اس کا صدر تھا اور پانچ وزیروں کے علاوہ اس میں اور بھی اراکین تھے اسکی ہر شاخ کی خاص فرائض اور ذمہ داریاں تھیں اور اجرائے کار کے لئے مفصل دستور العمل تھا۔ نظامت مذکور کے وجود سے پرشیا کے نظام حکومت کی پیچیدگی جاتی رہی اور اس کی اصلاح ہوگئی۔ اسی مجلس کے تحت میں صوبجات کی مجالس جنگ و املاک تھیں اور مجالس صوبہ کے تحت میں اضلاع اور شہروں کی انتظامی مجالس تھیں۔ اضلاع اور شہروں کے افسران اعلےٰ کی حیثیت شاہی افسروں کی تھی اور شہروں کی مجلسوں کو حقیقی معنوں میں آزادی حاصل نہ تھی۔ سلطنت کے ہر گوشے میں بادشاہ کا اقتدار عیاں تھا یہانتک کہ عدالتی معاملات بھی اسی کے زیر اقتدار تھے۔ اضلاع اور شہروں کی عدالتیں صوبجات کی عدالتوں کے تحت میں تھیں اور صوبوں کی عدالتوں کے فیصلوں کا مرافعہ پریوی[1] کونسل کے سرشتہ عدالتی میں ہوتا ہے۔

صفحہ ۲۳۔

فریڈرک ولیم انتہائی کاوش سے ایک ایسا نظام حکومت وجود میں لایا تھا جو پرشیا کے لئے مخصوص تھا اور جس کا دار و مدار ایک فرد واحد کی قوت ارادی اور فراست پر تھا۔ اٹھارھویں صدی کی خود مختار حکومتوں میں پرشیا کا یہ نظام حکومت سب سے زیادہ کامیاب اور قابل استحسان تھا۔ پرشیا کا جغرافیائی موقعہ ایسا تھا کہ ایک زبردست فوج رکھنا اس پر لازمی تھا اور اس کی حکومت پر رفتہ رفتہ فوجی رنگ غالب آگیا۔ الیکٹر اعظم کے زمانے سے ایک زبردست مرکزی حکومت رفتہ رفتہ وجود میں آگئی تھی جس کی بنا فوجی قوت پر تھی اور دانشمند فریڈرک ولیم اول نے ایک ایسی فوج تیار کردی

[1] دیکھو ضمیمہ (ب)

روس
پولینڈ
ہنگری
فرانس
بحر شمالی
ڈنمارک
بحیرۂ اسود
بحیرۂ روم
سلطنت ترکی
الجیریا
مراکش
تونس
بوسنیا
بخارسٹ
والاچیا
موریا
کینڈیا
مالٹا

تھی جس کے کارنامے یورپ کی تاریخ میں مندرج ہیں ۱۷۱۸-۱۷۲۱ء کی شمالی جنگ سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ پرشیا کے لئے ایک زبردست فوج کی ضرورت ہو جو اسے ہر قسم کے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے اس نے ایک قابل تعریف فوج تیار کی اور اس کی موت سے قبل پرشیا کی فوج کی تعداد اسی ہزار تھی حالانکہ انگلستان کی مستقل فوج صرف ۱۷ ہزار تھی۔ اس جرّار فوج کے روزافزوں اخراجات کا بار قوم پر پڑتا تھا اور اسی فوج کے وجود کی وجہ سے پرشیا کے بادشاہوں کو مطلق العنان حکومت قائم کرنے میں کامیابی ہوئی سلطنت کی آمدنی کا حصۂ کثیر فوج کی تنخواہوں میں صرف ہوتا۔ فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو اسے نہ صرف ایک قواعد داں فوج ورثے میں ملی بلکہ ۲۶ ملین کا خزانہ بھی ملا۔ فریڈرک ولیم اول ایک جدید طرز حکومت اور ایک قابل ستائش فوج کا بانی تھا۔ نپولین کی حکومت کی طرح اس حکومت کی بنیاد فوج تھی اور فوج ہی کے ذریعے سے حکومت کو لامتناہی اقتدار حاصل تھا۔

صفحہ ۱۳۲

فریڈرک ولیم نے ایک باکار نظام حکومت قایم کیا جو اس زمانہ میں پرشیا کیلئے حد درجہ موزوں تھا جو نظام حکومت اس کے زمانہ میں موجود تھا اس میں اس نے آہستہ آہستہ اور نہایت احتیاط اور جانفشانی کے ساتھ انتظامی اصلاحیں کیں جنکی وجہ سے پرشیا اس قابل ہو گیا کہ اپنی زخار فوج کے مصارف کو برداشت کر سکے اور یورپ کی سلطنتوں کی متفقہ کوششوں کا مقابلہ کر سکے فریڈرک ولیم نے اپنے ورثے میں اپنے بیٹے کے لئے نہ صرف یورپ کی سب سے زیادہ مطلق العنان حکومت چھوڑی تھی بلکہ خارجی حکمت عملی کی وہ روایات بھی جن پر عمل کرنے سے پرشیا کا شمار یورپ کی

فریڈرک ولیم کی خارجی حکمت عملی

سربرآوردہ سلطنتوں میں ہونے لگتا۔ خارجی حکمت عملی اور سفارتی کارروائیوں سے وہ بہت کم واقف تھا اور روس ٹرہادین کے معاہدے اور پولینڈ کی جنگ جانشینی سے پرشیا کو یورپ میں کوئی خاص اعزاز نہیں حاصل ہوا تھا مگر چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن سے چند بیش بہا مقبوضات اسے مل گئے اور برگ کی جانشینی اور رادین سٹین کی ریاست کے حصول کے لئے بھی اس نے سعی بلیغ کی آسٹریا اور ہینوور پرشیا کی ترقی کن سلطنت کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ہر موقعہ پر اس کی مخالفت کرتے اور اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے

کیونکہ ہینوور کو اب تک شہنشاہت کے صوبجات میں امتیاز حاصل کرنے کی آرزو تھی۔
مگر باوجود ان مواقع کے فریڈرک ولیم تادم مرگ ایک زبردست جرمن محب قوم تھا۔
انتقال سے کچھ قبل اس نے محسوس کیا کہ یورپ کے مجالس شوریٰ میں اس کا زیادہ
اثر نہیں اور یہ کہ چارلس ششم نے اسے برگ کے معاملے میں چرکا دیا تھا۔ فریڈرک ولیم
کو سفارتی کارروائیوں میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر مختلف تدابیر سے اس نے
پرشیا کی حالت ایسی کر دی تھی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے اثر کو محسوس کرا سکتا تھا۔ اسکی
فوج کا یورپ کی بہترین فوجوں میں شمار تھا اور پرشیا میں اس نے مختلف قوموں
کے مستوطین کو بسایا تھا ۱۷۳۱ء میں سالزبرگ کے اسقف اعظم فرمین کے مظالم سے
ہزارہا پراٹسٹنٹ اس ریاست سے ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے سالزبرگ کے
لیوتھرن لوگوں کے ساتھ اس نے شروع ہی سے ہمدردی ظاہر کی تھی۔ ان مظلوموں

سالزبرگ کے پراٹسٹنٹ

کی آہ وزاری کی طرف شہنشاہی ڈائٹ نے اپنی معمولی سنگدلی کی وجہ
سے کبھی توجہ نہیں کی۔ فریڈرک کی دھمکیوں اور کوششوں سے
بعض کاتھلیک رئیس بھی چونک اٹھے اور اسقف اعظم نے بھی اپنے طرز عمل کو مجبوراً
کچھ بدل دیا مگر اس اثناء میں سالزبرگ کے پندرہ ہزار باشندے پرشیا میں چلے آئے
جنھیں اس دوراندیش بادشاہ نے پرشیا کی سابق ڈچی (پروسین) کے شہروں
اور اضلاع میں آباد کر دیا۔ جرمنی کے شاعر گیٹی نے اہل سالزبرگ کے ترک وطن کا ذکر
اپنی نظم "ہرمن وڈورتھیا" میں کیا ہے جس سے اسے بقائے دوام حاصل ہو گیا ہے۔
محنتی کفایت شعار اور ہوشیار کاشتکاروں اور اہل حرفہ کو پرشیا میں بسا کر اسے از سر نو
آباد کرنا فریڈرک ولیم کے عظیم الشان کارناموں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ سلطنت
جرمنی بہت کچھ اسکی مرہون منت ہے الیکٹر اعظم نے بھی اسی طور پر فرقہ ہیوگوٹی نو کے
افراد کا خیر مقدم کیا تھا۔

پرشیا کے اس مصلح اعظم (فریڈرک ولیم) کے خاندانی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اسکی ملکہ
سوفیا ڈوروتھیا تھی جس سے چودہ بچے ہوئے جن میں سے دس سن بلوغ کو پہونچے

فریڈرک اعظم کا زمانہ نوجوانی

سب میں بڑی ولہیمی نا تھی جس کی سوانح عمری سے فریڈرک اعظم
کے لڑکپن کے حالات بہت کچھ معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی شادی

مارکوس بیروتھ سے ہوئی تھی۔ چار بہنیں اور تھیں یعنی لوئی سا جو مارکوس انس باخ سے بیاہی گئی چارلٹ ڈیوک پرنس وک سے میریا مارکوس شویٹ سے اور الری کا سویڈن کی ملکہ ہوئی جس کا بیٹا گس ٹاوس سوم تھا۔ فریڈرک اعظم جو دل ہی دل ناسے ڈھائی سال چھوٹا تھا ۲۴ جنوری ۱۷۱۲ء کو پیدا ہوا۔ اسکے تین بھائی اور بھی تھے یعنی آگسٹس ولیم (فری ڈرک ولیم ثانی کا باپ) ہنری اور اگسٹس فرڈی ننڈ۔ فریڈرک ولیم کو اپنے بڑے بیٹے (فریڈرک اعظم) سے سخت نفرت تھی اور ایک دفعہ قریب تھا کہ اس کا بھی وہی حشر ہو جو پیٹر اعظم کے بیٹے الیگزس کا ہوا۔ مگر پرشیا کے انتظامی محکموں میں کام سیکھکر اس نے اپنے باپ کو پھر خوش کر لیا اور ۱۷۳۲ء میں اس کی منگنی برنس وک بے ورن کی شہزادی ایلی زابیتھ سے ہوئی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی ان معرکہ آرائیوں میں وہ شریک تھا جو رائن کے نواح میں ہوئیں اور پرنس یوجین کی اس نے آخری فوجی کارروائیاں دیکھیں جس کی عمر اس وقت ۷۳ سال کی تھی اور بقول اس کے "اس پرانے سورما کا
صفحہ ۱۳۵
صرف سایہ باقی رہگیا تھا" اگر رائن کی معرکہ آرائیوں میں کمان فریڈرک کے ہاتھوں میں ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ فلپس برگ کے محاصرہ کو اٹھوانے کی کوشش کرتا۔ مگر یوجین بتقاضائے عمر محتاط تھا فوج پر بھی اسے بھروسا نہ تھا کیونکہ وہ مختلف ریاستوں کی امدادی افواج پر مشتمل تھی اس لئے وہ اپنی جان جوکھم میں ڈالنا پسند نہ کرتا تھا اور شہر مذکور کے سقوط کے بعد فریڈرک کو اس معرکہ آرائی میں مطلق دلچسپی باقی نہ رہی ۱۷۳۴ء سے ۱۷۴۰ء تک فریڈرک زیادہ تر ادبیات کے مطالعہ میں مشغول رہا۔ اسکے

آسٹریا اور پرشیا کی رقابت

باپ نے اپنے آخری زمانے میں برگ کے معاملے میں چارلس ششم سے دھوکا کھایا۔ اور ۱۷۳۸ء میں انگلستان فرانس آسٹریا اور ہالینڈ متحد ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ جولخ اور برگ پر پرشیا کی فوجیں قبضہ نہ کرنے پائیں۔ باپ کے انتقال کے بعد فریڈرک اعظم کا یہ فرض ہو گیا کہ آسٹریا سے اس فریب کا بدلا لے اور ہنوور کو نیچا دکھا کر اسے مجبور کرے کہ آئندہ سے شمالی جرمنی میں پرشیا کے تفوق کی بیخ کنی سے باز آئے۔ اس کا باپ ایک زبردست فوج بھی اس کے لئے چھوڑ گیا تھا اور اس کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے کام لیکر پرشیا کے مقبوضات کو وسعت دے اور مستحکم کر دے۔

پرشیا کی عظمت کی بنا فریڈرک ولیم اول نے ڈالی تھی۔ فریڈرک اعظم کا یہ کام تھا کہ اپنے باپ کے منصوبے تکمیل کو پہونچائے یعنی اپنی سلطنت کی سرحدوں کو مستحکم کردے اور پرشیا کو یورپ کی اعلیٰ ترین سلطنتوں کا ہم رتبہ کردے۔ یورپ کی حکومتوں کے نظام میں یہ انقلابی تغیر ۱۷۶۳ء تک عمل میں نہیں آیا اور وہ بھی دو زبردست لڑائیوں کے بعد۔ اٹھارھویں صدی کی تاریخ میں فریڈرک کی حیثیت نہایت ممتاز ہے۔ اس کے عہد حکومت کی اہمیت یہ ہے کہ اس نے بین الاقوامی سیاسیات کے اس انقلاب میں نمایاں حصہ لیا اور اس کے چند ممتاز خصائل اس اہمیت کے باعث ہیں یعنی انتظامی قابلیت حسن تدبیر فوجی معاملات سے واقفیت اور مصایب میں مستقل مزاج رہنا۔ البتہ اس کے اوصاف ذاتی زیادہ خوشس آیند نہ تھے۔ فریڈرک عنفوان شباب میں نرم دل اور عالی دماغ تھا مگر اس کے باپ کا سلوک اس کے ساتھ اس قدر ناشفقانہ اور شبہ آمیز تھا کہ فریڈرک رفتہ رفتہ سخت دل خود غرض اور طنز پسند ہوگیا۔ لیکن اپنی کشش ذاتی اور خوش کلامی سے جب وہ چاہتا تو لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر ڈال سکتا تھا اور اپنی رعایا اور سپاہیوں میں ہمیشہ ہر دل عزیز تھا۔ بحیثیت ایک بادشاہ کے فریڈرک بالکل زمانہ ساز تھا اور اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی۔ حیدر علی کی طرح جس سے وہ کئی امور میں مشابہ تھا اس کے حواس خمسہ تا دم مرگ قائم رہے اور اس نے پیرانہ سالی میں انتقال کیا۔ جارج سوم کی طرح فریڈرک نہایت محنتی تھا اور ذرا ذرا سی باتوں تک کا خیال رکھتا تھا اور اس میں ایک مزید خوبی تھی جو جارج سوم میں نہ تھی یعنی وہ نہایت ہی وسیع منصوبوں کو سوچتا اور انھیں عمل میں لے آتا۔ اپنے ملک کی فلاح وبہبود کا خاص خیال رکھنے میں وہ لوئی چہاردہم سے مشابہت رکھتا تھا۔ اپنے عہد حکومت کے اختتام کے چند سال قبل تک لوئی چہاردہم کا مطلق العنان طرز حکومت رعایا کو ناگوار نہ تھا اور اس کی وجہ سے ملک میں امن وامان قائم تھا اور ممالک غیر میں فتوحات عمل میں آرہی تھیں۔ اسی طور سے پرشیا کا طرز حکومت بھی مطلق العنانی پر مبنی تھا مگر اس طرز حکومت کے علاوہ کسی اور کے تحت میں فریڈرک اعظم اپنے ملک کو آسٹریا

فریڈرک اعظم کے خصائل

فریڈرک اعظم اور لوئی چہاردہم

صفحہ ۱۲۶

کی جنگ جانشینی اور جنگ ہفت سالہ کے طوفانوں سے بچا نہ سکتا تھا۔ لوئی کی طرح وہ بھی بالکل مطلق العنان تھا مگر دونوں کی طرز حکومت میں چند اہم امور میں فرق تھا۔

فرانس اور پرشیا دونوں ملکوں میں رعایا کے حقوق قریب قریب کالعدم تھے اور دونوں ملکوں میں امرا اور پادری بادشاہ کے سد راہ نہ ہو سکتے تھے لیکن فرانس کے امرا کا امور مملکت میں کوئی حصہ نہ تھا اور لوئی چہاردہم نے انھیں بالکل بے قابو کر دیا تھا برخلاف اس کے گو فریڈرک ولیم اول نے پرشیا کے امرا کے خاص حقوق میں تخفیف کر دی تھی مگر سوائے بادشاہ کے وہ اب بھی سلطنت کے تمام عناصر سے قوی تر تھے۔ اُن کے خاص حقوق اب بھی بہت سے باقی تھے، انتظام مملکت میں اب بھی انھیں رسوخ حاصل تھا، فوج میں اعلیٰ عہدے انھیں کو ملتے اور عہد انقلاب فرانس تک انکی یہی حالت رہی جب کہ جدید اصلاحی خیالات کی وجہ سے پرشیا کے طبقۂ امرا کی حالت میں اہم تغیرات عمل میں آئے۔ دونوں بادشاہوں کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ مذہبی معاملات میں لوئی بالکل تنگ خیال تھا جس سے اس کے جانشین کے زمانہ میں فرانس کو سخت نقصان پہونچا، برخلاف اس کے فریڈرک عام مذہبی رواداری کا پابند تھا۔ فریڈرک اس زمانہ کے فلسفی مزاج حکمرانوں میں غالباً پہلا اور سب سے زیادہ کامیاب تھا جو ایسی اصلاحوں کو عمل میں لائے جو فلسفیوں کے نظریات پر مبنی تھیں اور جن سے مقصود رعایا کو فائدہ پہونچانا تھا۔

دونوں بادشاہوں نے ایک دفتری طریقۂ حکومت قائم کیا جو انکے انتقال کے بعد مفقود ہو گیا۔ فریڈرک کے وزیروں کی حالت بالکل محرروں کی تھی جنھیں نہ تو آزادی تھی اور جو نہ کسی تحریک کا آغاز کر سکتے تھے۔ نوجوان اور ہوشمند بادشاہ کی نگرانی ہر سر رشتے پر تھی۔ پرشیا کی نوخیز سلطنت کو جو رسوخ اور وقار اٹھارھویں صدی میں حاصل ہوا اس کا باعث فریڈرک اعظم تھا مگر کسی کا مقولہ ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز میں پرشیا کے زوال کا باعث بھی وہی تھا۔ حقیقت جو کچھ ہو مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کی عاقبت اندیشی، قوت فیصلہ کی پختگی، زبردست قوت ارادی اور فوجی قابلیت کے بغیر پرشیا کی بھی حالت وہی رہتی جو سیکسنی یا باویریا کی

صفحہ ۱۴۷

تھی اور ان سے زیادہ عروج اسے حاصل نہ ہوتا۔

۲۰ ۔ اکتوبر ۱۷۴۰ء کو چارلس ششم نے انتقال کیا اور اسی سال مئی میں فریڈرک ولیم بھی راہی ملک عدم ہوا۔ ان دونوں کے انتقال سے یورپ اور نو آبادیوں کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کے درمیان چند نہایت ہی اہم مسائل کا تصفیہ ہوگیا جن سے یورپ کا توازن قوت بہت کچھ متاثر ہوا۔ امریکا اور ہندوستان میں انگلستان اور فرانس کی جدوجہد کا بالآخر قطعی تصفیہ ہوگیا، انگلستان کا بحری تفوق قائم ہوگیا فرانس کے قبضہ سے کناڈا نکل گیا اور ہندوستان میں اسے ہزیمت ہوئی۔

چارلس ششم کا انتقال

برطانیہ عظمیٰ اور خاندان بوربون کی رقابت کا سلسلہ کچھ روز کے لیئے بند ہوگیا اور پھر اس وقت رونما ہوا جب کہ برطانیہ اور اس کی امریکائی نو آبادیوں میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی ۱۷۴۰ء میں مسائل ذیل تصفیہ طلب تھے یعنی تفوق بحری، شمالی امریکا میں آیندہ تفوق لاطینیوں کو حاصل ہوگا یا جرمنی الاصل اقوام کو اور ہندوستان میں فرانس کا اثر غالب رہیگا یا انگلستان کا۔ مسائل مذکور کا ۱۷۶۳ء میں انگلستان کے حق میں فیصلہ ہوگیا۔

صفحہ ۱۴۸

یورپ میں ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کا درمیانی وقفہ نہایت ہی اہم ہے اور اس عہد میں بھی اٹھارھویں صدی کی ممتاز خصوصیات کی متعدد مثالیں موجود ہیں یعنی ایک طرف تو جرمنی، فرانس، ہسپانیہ، اطالیہ اور دیگر ممالک میں روشن خیال بادشاہ اور مدبر جدید اصلاحی خیالات کا دم مار رہے تھے اور دوسری طرف سائی لیشیا پر جبراً قبضہ کر لینے سے دراز دستیوں کا وہ دور شروع ہوگیا جس کی انتہا نیپولین پر ہوئی۔

جرمنی کے لیئے ۱۷۴۰ء نہایت ہی اہم ہے کیونکہ فریڈرک اعظم کی تخت نشینی سے گویا زمانۂ حال کی سلطنت جرمنی کا آغاز ہوتا ہے۔ جنگ سی سالہ کے بعد جرمنی کے حصے بخرے ہوگئے تھے اور اس کی حالت حد درجہ ذلیل ہوگئی تھی اور مادی، اخلاقی اور دماغی لحاظ سے بھی ہر سو تباہی کے آثار نمایاں تھے۔ جذبۂ قومیت بالکل معدوم ہوگیا تھا گو لوئی چہاردہم کی دراز دستیوں سے

۱۷۴۰ء کی جرمنی کی تاریخ میں اہمیت

یہ جذبہ پھر برانگیختہ ہو رہا تھا۔ کاتھولیکی آسٹریا جو شہنشاہت کے مفاد کی طرف سے غافل اور اپنے ذاتی اغراض کے حصول میں منہمک تھا، قوم جرمن کو بلا لحاظ مذہب کوئی امید نہ دلا سکتا تھا کہ اسے اپنی شہنشاہی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ جرمنی میں اخلاقی اور سیاسی احیاء کا امکان سلطنت پرشیا کے عروج سے ہوا جو باوجود پراٹسٹنٹ ہونے کے مذہبی آزادی کی حامی تھی ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کے درمیان میں پرشیا کی وجہ سے "جرمنی کے جذبۂ قومی میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ جنگ ہفت سالہ سے جرمنی کو معلوم ہوگیا کہ فریڈرک اعظم اس کا قومی سورما ہے اور لیسنگ کی نظم (Minna von Barnhelm) اور گلیم کے سپاہیوں کے گیتوں سے اس عام قومی جوش کا پتا چلتا ہے۔ اسی جنگ کے دوران میں جرمن لوگ محسوس کرنے لگے کہ وہ بھی ایک قوم ہیں ۱۷۴۰ء ہی سے برلن اور وائنا کے درباروں میں وہ رقابت شروع ہوئی جس کا سلسلہ ۱۸۶۶ء تک قائم تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جو مصائب میریا تھیریسا کو برداشت کرنے پڑے وہ ابتدائی تماشے ہیں اس ناٹک کے سیڈووا[1] جس کا اختتام ہے اور سیڈن جس کا آخری گیت (Epilogue) ہے[2]۔ پرشیا نے جب آسٹریا کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تو جارج دوم اور اس کے وزیروں کی وہ امید جاتی رہی ہینوور شمالی جرمنی میں وہی رسوخ حاصل کر سکیگا جو اب پرشیا کو حاصل ہوا؛

صفحہ ۱۳۹

۱۷۱۵ء اور ۱۷۴۰ء کے درمیان کا زمانہ انتہائی بےچینی اور سفارتی کارروائیوں کا ہے جس کے دوران میں ایک زبردست جدوجہد یورپ، امریکا اور ہندوستان میں جاری تھی برخلاف اس کے ۱۷۴۰ء اور ۱۷۶۳ء کے درمیان ایک سیاسی ناٹک ہوا جس کے تین ایکٹ تھے ۱۷۴۰ء سے ۱۷۴۸ء تک فریڈرک اعظم سائی لے شیا کی دونوں جنگوں میں مشغول تھا اور فرانس

۱۷۴۰ء تا ۱۷۶۳ء یورپ امریکا ہندوستان اور جزائر غرب الہند۔

---

[1] جنگ سیڈووا میں ۳ جولائی ۱۸۶۶ء کو پرشیا نے آسٹریا کو شکست دی اور جنگ سیڈن میں یکم ستمبر ۱۸۷۰ء میں فرانس کو۔ مترجم۔

[2] Karl Hillebrand, Lectures on German Thought. Lecture II.

دوسلطنتوں کا مقابلہ کر رہا تھا یعنی ایک طرف تو وہ جرمنی کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں سے متحد ہو کے آسٹریا کی مخالفت کر رہا تھا اور اب اس فکر میں تھا کہ ہیپس برگ خاندان کے مقبوضات کے حصے بخرے کر کے اس ۲۱۲ سال کی رقابت کا خاتمہ کر دے۔ دوسری طرف شمالی امریکا جزائر غرب الہند اور ہندوستان میں اسے اپنے اغراض اور مفاد کی حفاظت کرنا اور سمندروں میں انگلستان کے ساتھ اپنی ہمسری کا قائم رکھنا بھی ضروری تھا۔ سائی لی شیا کی نزاع فرانس اور آسٹریا کی رقابت اور فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہوں اور انگلستان کی تجارتی اور نوآبادیات کی رقابت ان سب کے متعلق جنگ و جدال کا سلسلہ وقت واحد میں جاری رہا ۱۷۴۸ء میں شرکائے جنگ خستہ حال ہو کر جنگ و جدال سے باز آتے ہیں ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۶ء کا سکون رہتا ہے مگر بےچینی اور سازشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے جو جنگ ہفت سالہ کا پیش خیمہ ہیں۔ اس جنگ میں فرانس اور آسٹریا ایک طرف اور ان کے مقابلے پر انگلستان اور پرشیا ۱۷۶۳ء میں اس جنگ کا خاتمہ انگلستان اور پرشیا کی فتح پر ہوا۔ انگلستان کو ہر سو کامیابی ہوئی اور سائی لے شیا پر پرشیا کا قبضہ برقرار رہا۔

فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو انگلستان اور ہسپانیہ امریکا کے ہسپانی سمندر میں برسر جنگ تھے اور گو فرانس بھی جنگ کی تیاری میں مصروف تھا مگر تمام یورپ میں آتش جنگ کے مشتعل ہو جانے کے بظاہر کوئی آثار نہ تھے۔ فریڈرک کو ابتدا ہی سے یہ خیال تھا کہ فرانس اور روس کو اپنا دوست بنائے یا بصورت جنگ انھیں غیر جانب دار رہنے پر آمادہ کرے۔ اس لئے اس نے دونوں ممالک سے نامہ و پیام شروع کر دیا ۱۷۴۰ء کے موسم سرما میں دو واقعات ایسے ہوئے

سائی لے شیا پر حملہ کرنے کے فوری اسباب

جن کی وجہ سے فریڈرک نے سائی لے شیا پر حملہ کرنے کا قطعی تہیہ کر لیا۔ ۲۰ اکتوبر کو چارلس ششم نے انتقال کیا اور ۲۸ اکتوبر کو روس کی شہنشاہ بیگم اینی بھی چل بسی۔

چارلس ششم کے ساتھ خاندان ہیپس برگ کی نسل ذکور کا خاتمہ ہو گیا اور شہنشاہ بیگم اینی کے انتقال کے بعد روس کے تخت و تاج کا مالک ایک نابالغ ڈیوک اعظم

ایوان ہوا۔ اینی کے انتقال کے بعد بیرین نائب السلطنت جبراً ہو گیا تھا مگر ۱۸ ؍
نومبر کو محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا اور بیرین معزول ہو کر جلاوطن ہو گیا۔
روسی حکومت کا صدر اب جرمنی انسل میونخ تھا جسے فریڈرک نے ہموار کر لیا تھا۔
اس لئے اب فریڈرک کو قوی امید تھی کہ ایوان کی طویل نابالغی کے زمانے میں
روسی حکومت آسٹریا کے انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کو قائم کرنے
کی غرض سے اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریگی اور ایک عرصے تک اسے
موقع ملیگا کہ آسٹریا کی موجودہ بےبسی سے نفع اٹھائے اور اپنے گھرے منصوبوں
کو عمل میں لائے۔ چارلس ششم کے انتقال سے تاج شہنشاہی اور سلطنت
آسٹریا کے مقبوضات پر دعوی کرنے کا موقع یورپ کے بعض حکمرانوں کو ملگیا۔
۱۷۱۳ئہ سے چارلس کی حکمت عملی کی اصل غایت یہ تھی کہ تمام دول یورپ سے
ایک حتمی وعدہ حاصل کرے کہ اس کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی میریا تھیری سا
اس کے تمام آبائی علاقوں پر قابض ہو جائیگی۔ اس کوشش میں اسے کامیابی
بھی ہوئی اور بظاہر میریا تھیری سا کے لئے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ چارلس ششم کے
انتقال کے بعد انگلستان، روس، پرشیا اور ہالینڈ نے فوراً آسٹریا کے علاقوں
کے متعلق میریا تھیری سا کی وراثت کو تسلیم کر لیا مگر ہسپانیہ، سارڈی نیا، سیکسنی اور
بادیریا نے خاندان ہیپس برگ کے جملہ مقبوضات یا بعض حصوں کا دعوے کیا۔
دعوے داروں میں صرف چارلس البرٹ رئیس باویریا کا دعوی کچھ قابل لحاظ تھا
گر وہ بھی اپنے اس دعوے کو ثابت نہ کر سکا کہ شہنشاہ فرڈی ننڈ اول نے جب
۱۵۶۴ئہ میں انتقال کیا تو اس نے بصورت عدم موجودگی اولاد ذکور اپنی بیٹی اینا
اور اس کی اولاد کو (جس میں چارلس البرٹ بھی تھا) اپنی سلطنت کا وارث
قرار دیا۔ لیکن گو ایلی زابیتھ فارنیس چاہتی تھی کہ ڈان فلپ کو لومبارڈی کی سلطنت
ملجائے اور شاہ سارڈی نیا علاقہ میلانیز کے حصول کی فکر میں تھا مگر نہ تو ہسپانیہ
نہ سارڈی نیا جنگ کے لئے تیار تھے اور اگر فرانس اور پرشیا نے آسٹریا کے
مقبوضات پر حملہ کر کے میریا تھیری سا کے منتشر علاقوں پر حملہ آوری کی صلائے عام
نہ دی ہوتی تو آسٹریا بیرونی حملوں سے بالکل محفوظ رہتا۔

صفحہ ۱۳۱

چارلس ششم کے انتقال کے بعد میریا تھیری سا آسٹریا کی ڈچیس ہنگری اور بوہیمیا کی ملکہ اور آسٹریا کے تمام مقبوضات کی حکمراں قرار دیگئی۔ اس حسین و جمیل ملکہ کی عمر اسوقت ۲۳ سال تھی۔ اس کے الطاف و کرم کا یہ حال تھا کہ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑتا اس کے حلقہ بگوش ہو جاتے۔ ان خوبیوں کے علاوہ میریا تھیری سا صادق القول، کریم الطبع، نیک کردار، محب وطن مستقل مزاج اور جفاکش تھی۔ باوجود شروع ہی سے مصائب میں مبتلا ہونے کے کبھی ہمت نہ ہاری مذہب کے اصول کا اس پر گہرا اثر تھا اور اپنے فرائض منصبی کا پورا خیال رکھتی تھی۔ نوجوان ملکہ کو امید تھی کہ دول یورپ جنھوں نے اس کے حقوق کو برقرار رکھنے کا حتمی وعدہ کیا تھا اسکا لحاظ کرینگے۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے شوہر فرانسس اسٹیفن کو اپنے تمام آبائی علاقوں میں نائب السلطنت مقرر کردیا اور وزیروں کو جن میں سے اکثر کا سن ستر سال سے زیادہ تھا اپنے اپنے عہدوں پر برقرار رکھا۔ ان میں سے زن زین ڈارف (چینسلر اور وزیر اعظم) اور اس ٹاریم برگ (صدر سررشتۂ مالیہ) دونوں تجربہ کار تھے۔ مگر نہ توان دونوں اور نہ کاونٹ جوزیف ہراخ (صدر مجلس جنگ ۱۷۳۸ء-۱۷۶۴ء) یا کنسکی (بوہیمیا کا چینسلر) کو یورپ کے موجودہ سیاسی حالات کا صحیح علم تھا اور چونکہ یہ لوگ جزوی انتظامی امور کے انصرام کے عادی تھے اس لئیے نہ توان میں اولوالعزمی تھی نہ قوت فیصلہ اور ۱۷۴۰ء کے نازک معاملات تو بالکل انکے فہم و عقل سے بالاتر تھے۔ نوجوان ملکہ نے اولاً بارٹین سٹین اور رہر برس ٹین کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ بارٹین سٹین السا س کا رہنے والا تھا جو اپنی جانفشانی اور سلطنت آسٹریا کی خدمت گزاری سے وزارت کے درجے تک پہونچ گیا تھا۔ فریڈرک اعظم کی طرف سے اسے سخت اندیشہ تھا اور اس کا قول تھا کہ سوائے شاہ پرشیا کے ملکہ کا کوئی اور دشمن نہیں۔ زن زین ڈارف نے ۱۷۴۲ء میں انتقال کیا، اسٹاریم برگ نے ۱۷۴۵ء میں اور کنیسکی نے ۱۷۴۸ء میں۔ زن زین ڈارف کے مرنے کے بعد اہل فیلڈ برائے نام چینسلر ہو گیا مگر بارٹین سٹین ۱۷۴۰ء سے ۱۷۵۳ء تک وزیر خارجہ تھا اور وزرا کی خفیہ مجلس میں اس کا بہت اثر تھا۔ تدبیر مملکت سے زیادہ اسے قانون میں دخل تھا اور کانیٹز کے عروج کے

صفحہ ۱۴۴

بعد اہل فیلڈ کے ساتھ یہ بھی خدمت وزارت سے معزول کر دیا گیا [1]۔

ترکی کی گزشتہ جنگ سے آسٹریا بہت کمزور ہو گیا تھا اور بلغراد کے فضیحت انگیز معاہدے سے اس کی سخت رسوائی ہوئی تھی اس کی فوج اب بالکل ناکارہ تھی اور خزانہ خالی تھا۔ یوجین کا قول تھا کہ آسٹریا کو دو لاکھ سپاہیوں اور خزانہ معمور کی ضرورت تھی مگر ۱۷۴۰ء میں اس کی حکمران ایک ناتجربہ کار ملکہ تھی فوج منتشر ہو چکی تھی اور وزیر نااہل تھے؛

آسٹریا کے اندرونی حالات سخت پریشاں کن تھے ہی مگر دول یورپ کے ساتھ اس کے تعلقات اور بھی ناقابل اطمینان تھے۔ ہسپانیہ اپنے بوربون حکمراں کے تحت میں فرانس سے گہرا اتحاد پیدا کر رہا تھا۔ ایلی زابیتھ فارنیس اس فکر میں تھی کہ اطالیہ میں آسٹریا کے مقبوضات میں قطع و برید کرے سیوائے کے شاہی خاندان کی اولوالعزمیوں سے بھی آسٹریا کو خطرہ تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شہنشاہی فوج کو کوئی سرخروئی نصیب نہیں ہوئی تھی اور انگلستان بھی اس آڑے وقت میں اپنے قدیم حلیف کی امداد پر آمادہ نظر نہ آتا تھا؛

مگر آسٹریا کو حقیقی اور فوری خطرہ پرشیا اور فرانس کی طرف سے تھا۔ ۱۷۳۸ء میں فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا حتمی اقرار کیا تھا اور اس کے معاوضے میں اس ٹانس لاس کے لئے صوبہ لارین حاصل کر لیا تھا جو اس کے انتقال کے بعد پھر فرانس کو ملنے والا تھا۔ جرمنی سے صوبہ لارین لے لینا فلیوری کا کارنامہ تھا جو برّاعظم یورپ میں امن و امان کے قیام کا خواستگار تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ گزشتہ جنگوں سے فرانس بالکل خستہ حال ہو گیا ہے اور انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت کھٹکا لگا ہوا تھا۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ اس کی کارروائیوں کا بہترین نمونہ ہے۔ مکر و فریب اور وعدوں کے ایفا سے

صفحہ ۱۵۳

---

[1] Wolf Und Zwiedineck, Oesterreich Unter Maria Theresia, Josef II, Und Leopold II., p. 27

گریز کرنے میں اسے کمال حاصل تھا۔ جنوری ۱۷۰۸ء میں اس نے اس عہد و پیمان پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا جو اس نے چارلس ششم سے کیئے تھے مگر شہنشاہ کے مرتے ہی اس نے میریا تھیری سا کے حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور باویریا کے الیکٹر کو یقین دلایا کہ فرانس کسی فریق ثالث کے مقابلے میں انتظام جانشینی کی تائید نہ کریگا اور یہ کہ میریا تھیری سا کو یہ حق نہیں ہے کہ اسے (الیکٹر کو) تاج شہنشاہی کیلئے اپنا دعوے پیش کرنے سے باز رکھے۔ فلیوری بقائے امن کا ضرور خواہشمند تھا لیکن ایک سوفسطائی طریقے سے اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی فریق ثالث کا حق خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات پر میریا تھیری سا سے زیادہ مرجح ہے تو پھر فرانس انتظام جانشینی کی ضمانت سے سبکدوش ہے۔ فلیوری کے مبہم طرز عمل کے دو سبب تھے یعنی دربار میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی اور ثانیاً فرانس اور باویریا کے خاص تعلقات تھے ۱۷۱۴ء میں ایک خفیہ معاہدہ کے ذریعہ سے شاہ فرانس نے باویریا کے الیکٹر سے وعدہ کیا تھا کہ تخت شہنشاہی جب خالی ہو تو وہ الیکٹر کی امیدواری کی تائید کریگا۔ ۱۷۲۷ء میں اس معاہدے کی تجدید ہوئی اور فرانس نے یہ مزید وعدہ کیا کہ خاندان ہیپس برگ کے موروثی مقبوضات کے متعلق الیکٹر کے جو دعوے ہیں انکی بھی تائید کی جائے گی۔ فرانس کے اتحاد سے تقویت پاکر چارلس البرٹ نے ۱۷۳۲ء کے ڈائٹ میں انتظام جانشینی کی تائید کرنے سے انکار کر دیا اور ۱۷۳۳ء میں فرانس نے اس سے پھر معاہدہ کر کے صاف صاف یہ وعدہ کیا کہ اگر اپنے دعاوی کی حصول کی کوشش میں اس پر کوئی حملہ کرے تو فرانس اس کی تائید کرے گا۔ فرانس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لینے اور باویریا کا علانیہ اس سے روگرداں ہو جانے ان دونوں متناقض امور کی تطبیق کے لیئے فلیوری نے بتایا کہ قبضۂ قانونی اور دعاوی محض میں فرق ہے اور فریق ثالث کے حقوق کا لحاظ بھی لازمی ہے۔ فلیوری کا دعوے یہ تھا کہ فرانس کے لیئے میریا تھیری سا کی تائید کرنا ناممکن ہو جائیگا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اپنے مقبوضا

کے متعلق اسے کوئی قانونی حق نہیں ہے ۱۷۴۰ء میں چارلس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے تامل کیا اور ریت و لعل کرتا رہا کیونکہ اسے پوری طور سے اطمینان نہ تھا۔ باویریا کے سفیر سے اس نے کہدیا کہ الیکٹر تاج شہنشاہی کا دعوی کر سکتا تھا کیونکہ انتظام جانشینی میں شہنشاہ کے انتخاب کے متعلق کوئی شرط نہ تھی مگر چارلس ششم کے آبائی مقبوضات کے بارے میں کسی قطعی کارروائی کرنے کے قبل وہ حسب عادت منتظر رہا اور واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہا[لہ]

صفحہ ۱۴۴

فریڈرک اعظم کی قطعی کارروائی

فریڈرک اعظم نے برخلاف اس کے مطلق تامل نہ کیا اور نہ اخلاقی موانع کی پروا کی۔ اس کے دربار میں کوئی مخالف جماعت بھی نہ تھی جو سد راہ ہوسکتی۔ اس لیئے اس نے فوراً سائی لے شیا پر قبضہ کرنے کا قصد کر لیا۔ جیسا کہ میریا تھیری سا نے ۱۷۴۹ء میں کیا اس نے بھی پوڈی ولس (مشیر خاص معاملات خارجی و سفارتی) اور شوے رن (سپہ سالار) سے اظہار رائے کی درخواست کی۔ ان دونوں عہدہ داروں نے ۲۹ نر اکتوبر کو اسے بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ آسٹریا سے نامہ و پیام شروع کرے اور سائی لیشیا کے معاوضے میں برگ کے متعلق اپنے دعووں سے دست کش ہو جائے اور انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا اور تخت شہنشاہی کے متعلق ڈیوک اعظم اسٹیفن کی امیدواری کی تائید کرنے کا وعدہ کرے۔ لیکن روس کی شہنشاہ بیگم اینی کے اسی زمانے میں انتقال کر جانے کی وجہ سے فریڈرک نے قصد کر لیا کہ پہلے وار کر دے اور پھر نامہ و پیام کرتا رہے اور اگر آسٹریا گفت و شنید پر راضی نہ ہو تو باویریا اور سیکسنی سے اتحاد پیدا کرے، فرانس سے امداد کی درخواست کرے، تخت شہنشاہی کے لیئے چارلس البرٹ کے انتخاب کی تائید کرے اور سویڈن سے سمجھوتہ کر کے روس کو مخالفت سے باز رکھے۔ ۱۶ نر دسمبر کو پرشیا کی فوج سائی لیشیا پر حملہ آور ہوئی جس کی وجہ سے آسٹریا کی جنگ جانشینی شروع ہو گئی۔

فریڈرک کی اس کارروائی کو حق بجانب قرار دینا نہایت دشوار ہے۔ اس کا

[لہ] Tuttle, History of Prussia, vol I, p. 51

سائی لیشیا پر حملہ۔

خود بیان ہے کہ جن اغراض کی بنا پر میں نے حملہ کیا ان میں نام و نمود حاصل
کرنا بھی داخل تھا۔ جو لوگ کہ اس حملہ کو حق بجانب خیال کرتے
ہیں ان کا یہ دعوے ہے کہ برگ اور جولنج کے متعلق چارلس ششم
نے راستی سے کام نہیں لیا تھا۔ مگر ۱۷۲۸ء کے معاہدے کی خلاف ورزی سے
سائی لیشیا پر حملہ لازم نہیں آتا۔ آسٹریا اور پرشیا کا اتحاد معاہدوں کے ایک
طویل سلسلے پر مبنی تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں دونوں ایک ہی جانب تھے
اور فریڈرک ولیم اول نے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا تھا۔ پرشیا کے جو دعوے
سائی لیشیا کے متعلق تھے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فریڈرک کا حملہ
کسی دعوے کی بنا پر تھا خواہ وہ فرضی ہی کیوں نہ ہو۔ جاگین ڈارف، براں ڈین برگ
کے الیکٹر کا مقبوضہ تھا مگر فرڈی ننڈ ثانی نے اسے ۱۶۲۳ء میں ضبط کر لیا
اور ۱۶۷۵ء میں لیوپولڈ اول نے لیگ نیتز، بریگ اور وولا کی ڈچیوں پر قبضہ
کر لیا۔ فریڈرک ثالث نے جب شوی بوس مجبوراً لیوپولڈ کو واپس کیا تو اس
(فریڈرک ثالث) نے سائی لے شیا کی ڈچیوں کے متعلق باضابطہ طور پر اپنے
دعووں کی تجدید کی۔ یہ بے اصل دعوے ایک معاہدے کی بنا پر تھے جو ۱۵۳۷ء میں
جوآکم ثانی (الیکٹر براں ڈین برگ) اور لیگ نیتز کے ڈیوک کے
درمیان ہوا تھا۔ فریڈرک ولیم اول نے کبھی ان ساقط شدہ دعووں پر اصرار
نہیں کیا تھا نہ تو خاندان ہوہن زولرن کی روایات میں دعاوی مذکور کے
شامل ہونے کا کوئی ثبوت ہے اور نہ اس امر کی کوئی شہادت موجود ہے کہ
فریڈرک کے دماغ میں یہ خیال کبھی آیا تھا کہ سائی لے شیا پر اس کا کوئی حق ہے۔
بعض لوگوں نے یہ تاویل بھی پیش کی ہے کہ ممکن ہے کہ سیکسنی سائی لے شیا
پر قبضہ کر لیتا اور چونکہ ایک عام یورپی جنگ کا ہونا یقینی تھا اسلئے فریڈرک
کا دوسرے دُول کے جنبش میں آنے سے قبل سائی لے شیا پر قبضہ کر لینا
دانشمندی پر مبنی تھا۔ عام یورپی جنگ کا ناگزیر ہونا محض قیاسی ہے اور اس
صورت میں بھی فریڈرک کا سائی لیشیا پر قبضہ کر لینا حق بجانب نہیں ہو سکتا۔ فریڈرک
نے یہ کارروائی محض اپنی ذمہ داری پر کی اور جب تک کہ وہ فرانس آسٹریا اور

صفحہ ۱۴۵

روس کی متحد فوجوں کے مقابلے پر اپنے جدید مقبوضات کی حفاظت کرنے پر جنگ ہفت سالہ میں مجبور نہ ہوا انگلستان یا جرمنی میں اس کے ساتھ عام ہمدردی پیدا نہ ہوئی ؛

سائی لیشیا پر حملہ آوری میں اسے پوری کامیابی ہوئی اور جنوری کے ختم پر تمام صوبہ بشمول برلیں لا (دارالسلطنت) وبہ استثنائے گلوگا، بریگ، ونیس، پرشیا کے قبضے میں آگیا اور فریڈرک برلن کو واپس ہوگیا۔ مگر باوجود اس نمایاں کامیابی کے اس کی حالت نہایت نازک ہوگئی تھی کیونکہ میریا تھیری سا نے اعلان کر دیا تھا کہ جب تک کہ سائی لے شیا میں پرشیا کا ایک بھی سپاہی ہے میں صلح کی گفت وشنید نہ کرونگی اور انگلستان بھی پرشیا کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد قائم کرنے کے لئے آسٹریا سے نامہ وپیام کر رہا تھا۔ سائی لے شیا کو واپس لینے کے لئے آسٹریا فوری اور وسیع تدابیر اعمل میں لا رہا تھا اور مارچ ۱۷۴۱ئہ میں میونخ کے معزول ہوجانے سے فریڈرک کو اندیشہ ہوگیا کہ روس اور آسٹریا متحد ہوکر اس کی مخالفت کرینگے۔ اپریل کے اوائل میں ایک آسٹروی فوج نیپ برگ کی سرکردگی میں سائی لے شیا کے وسط تک پہونچ گئی۔ یہ شخص پرانی طرز کا ایک بہادر سپہ سالار تھا جسکا علم زیادہ تر کتابی تھا۔ ۱۰ اپریل کو مول وٹز کی جنگ ہوئی جس میں پرشیا کی پیدل فوج کو فتح ہوئی۔ اس مشہور فتح کے نتائج نہایت ہی اہم ہوئے۔ پرشیا کے سپاہیوں کی بہادری جواب تک مشکوک تھی اب مسلم ہوگئی اور یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ یورپ میں ایک نئی سلطنت یعنی پرشیا وجود میں آگئی تھی جو خاندان ہیپس برگ کے بزدآزما سپاہیوں کا مقابلہ کرسکتی تھی اور انھیں نیچا دکھا سکتی تھی۔ فریڈرک نے اب نشیبی سائی لے شیا اور بریگ پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور انگلستان کے مدبروں کا اب یہ خیال ہوگیا تھا کہ میریا تھیری سا کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ سائی لے شیا سے ہاتھ دھوئے اور فریڈرک سے صلح کرے ؛

جنگ مول وٹز اور اسکے نتائج

صفحہ ۱۴۶

میریا تھیری سا کو شکست ہوئی تھی مگر سائی لے شیا سے باز آنے کا خیال تک اپنے دل میں نہ آنے دیا اور مول وٹز کی شکست سے جو صورت حال

پیدا ہوگئی تھی اس کو دفع کرنے کو تیار ہوگئی ہسپانیہ، باویریا، سارڈی نیا اور سیکسنی تیار تھے کہ آسٹریا کو نقصان پہونچا کر اپنا اپنا کام نکالیں اور فرانس کی حکومت نے بھی ایک اہم فیصلہ کر لیا تھا یعنی آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے تخت شہنشاہی کے لیئے شاہ باویریا کی امیدواری کی تائید کرے اور اس طرح خاندان ہیپس برگ کی قوت کو ہمیشہ کے لیئے فنا کردے۔

فرانس میں ایک ذی اثر سرگرم اور شورش کرنے والی جماعت آسٹریا پر حملہ کرنے کی مؤید تھی اور اُس کا سرغنہ چارلس لوئی فوکے (کاونٹ بیل آئل) ایک اولوالعزم بے اصول اور نہایت ہی قابل شخص تھا۔ دسمبر ۱۷۴۰ء میں فلیوری

فلیوری کا طرز عمل

نے اس جماعت کی شورش سے متاثر ہو کر بیل آئل کو یقین دلایا کہ فرانس میریا تھیریسا کو ہنگری اور بوہیمیا کی ملکہ تسلیم کر لیگا مگر باویریا کے الیکٹر کی شہنشاہی کی امیدواری کی بھی تائید کریگا۔ فلیوری نے بیل آئل کو یہ بھی اطلاع دی کہ لوئی پانزدہم نے اسے جرمنی کے ڈائٹ میں سفیر مقرر کیا ہے تاکہ وہ مجلس مذکور کو فرانس کے طرز عمل کے بارآور ہونے میں امداد کرنے پر آمادہ کرے۔ فرانس کے دربار میں یہ خیال تھا کہ سائی لیشیا پر حملہ کرنے میں فریڈرک کو ناکامی ہوگی اور لوئی پانزدہم نے تو صاف صاف کہدیا تھا کہ فریڈرک پاگل ہوگیا ہے۔ فلیوری کے دماغ میں اسوقت آسٹریا کے متعلق متعدد خیالات گونج رہے تھے۔ اولاً فرانس ۱۷۳۵ء کے معاہدے کی پابندی کر کے اپنی قوت کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ فرانس کے لیئے یہ طرز عمل بہترین تھا کیونکہ عنقریب اس کے اور انگلستان کے درمیان جنگ و جدال کا ایک طویل سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ ثانیاً فرانس فرانسس اسٹیفن کو شہنشاہ منتخب ہونے میں اس شرط پر مدد دے سکتا تھا کہ میریا تھیریسا اسے (فرانس کو) لگزیمبورگ یا نیدرلینڈ کا ایک حصہ دےدیتا۔ ثالثاً فرانس کے لیئے یہ بھی ممکن تھا کہ آسٹریا کے انتظام جانشینی کی پابندی کرتا مگر اپنی روایات اور ۱۷۱۴ء کے خفیہ معاہدے کے لحاظ سے جو باویریا سے ہوا تھا، تخت شہنشاہی کے لیئے چارلس البرٹ کی امیدواری کی تائید کرتا۔ مگر اس طریقے پر عمل کرنا دشوار تھا

صفحہ ۱۴۷

کیونکہ الیکٹر میریا تھیری سا کے تمام موروثی مقبوضات کا دعویدار تھا، اِلغاً آخری اور بدترین طرز عمل فرانس کے لیئے یہ ہو سکتا تھا کہ سابق کے تمام معاہدوں کو توڑ کر اور اس موقع سے نفع اٹھا کر آسٹریا کے حصے بخرے کر دے۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مول وٹز کی جنگ تک فلیوری کا رجحان صورتہائے مذکورۂ بالا میں سے تیسری صورت کی طرف تھا اور اس نے بیل آئل کو فرانک فورٹ بھیجا تھا تاکہ وہ ڈائٹ میں باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لیئے کوشش کرے۔ یہ طرز عمل صریحاً قابل اعتراض تھا۔ جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت سے انگلستان کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور وہ طوعاً و کرہاً آسٹریا کی تائید پر تیار ہو جاتا اور پھر وہی طرز عمل اختیار کرتا جس پر اُس نے ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں عمل کیا تھا یعنی جرمنی کی تمام ریاستوں کا ایک زبردست اتحاد فرانس کے خلاف میں قائم کر دیتا۔ فلیوری کے اس تلوّن کا خمیازہ نہ صرف فرانس کو بھگتنا پڑا بلکہ جرمنی کو بھی میریا تھیری سا نے اس کی ظاہری صلح پسندی سے دھوکا کھا کر جنگ مول وٹز کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ فریڈرک سے نامہ و پیام کرنے سے انکار کر دیا اور وال پول کے مشورے کو بھی رد کر دیا جس کی رائے تھی کہ وہ سائلیشیا سے دست بردار ہو جائے اور فرانس کے خلاف میں پرشیا سے متحد ہو جائے۔ شاہ پرشیا بھی باوجود اپنی متواتر کامیابیوں کے اب بالکل بے یار و مددگار رہ گیا تھا اس لیئے وہ بھی مجبوراً فرانس کی طرف متوجہ ہوا۔

فریڈرک کی فتح یابی سے بیل آئل کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقع مل گیا یعنی ایک اتحاد قائم کرنا جس میں فرانس، پرشیا، ہسپانیہ، باویریا، سویڈن اور سیکسنی شامل ہوں۔ اس اتحاد کے قیام کی غایت یہ تھی کہ آسٹریا کے حصے بخرے کر دیئے جائیں، باویریا کا الیکٹر شہنشاہ ہو جائے اور جرمنی کا ملک متعدد مساوی سلطنتوں میں تقسیم کر دیا جائے جن میں سے کوئی فرانس کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔ فرانس کو اس طور پر یورپ میں سیادت حاصل ہو جاتی اور وہ

فرانیسی پرشیا سے اتحاد پیدا کر کے جرمنی پر حملہ کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۴۸

جرمنی کی آزادی کا محافظ ہو جاتا اور "نشیبی ممالک" کا صوبہ اسے مل جاتا۔ ۵؍اپریل کو وہ فریڈرک کے خیمہ گاہ میں پہونچا جہاں ممالک غیر کے سفیر پہلے ہی سے پہونچ گئے تھے مگر فریڈرک لیت و لعل کرتا رہا اور بالآخر اس نے ۴؍جون کو فرانس کے ساتھ ایک معاہدے پر اپنی دستخط ثبت کی کیونکہ نہ تو وہ باویریا کے الیکٹر کی قوت کے بڑھنے کو پسند کرتا تھا اور نہ یہ چاہتا تھا کہ جرمنی میں فرانس کی وہی حیثیت ہو جائے جو آسٹریا کی تھی۔ مگر جب انگلستان کو مصالحت کی کوششوں میں بالکل ناکامی ہوئی اور آسٹریا سے جنگ کے طول کھینچنے کا اندیشہ ہو گیا تو فریڈرک مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ۴؍جون کو صلح نامے پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے فریڈرک نے باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لیئے رائے دینے اور جولخ اور برگ کے متعلق اپنے دعاوی سے دست کش ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ اس کے معاوضے میں شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نشیبی سائی لے شیا اور ہرسیں لا پر فریڈرک کے قبضے کی تائید کریگا، باویریا کو امداد پہونچانے کے لیئے جرمنی میں فوج بھیجیگا اور سویڈن کو روس کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کریگا تاکہ روس یریا تھیری سا کو فریڈرک کے خلاف مدد نہ پہونچا سکے۔ بیل آئل نے اس کے قبل ہی ہسپانیہ اور باویریا سے ایک سمجھوتہ کر لیا تھا جو نم فن برگ کے معاہدے کے نام سے مشہور ہے اور وعدہ کیا تھا کہ فرانس سپاہیوں اور روپیہ سے الیکٹر کی مدد کریگا۔ فرانس نے جنگ کا اعلان نہیں کیا کیونکہ اس کا منشا یہ تھا کہ اس کی حیثیت صرف یہ رہے کہ وہ باویریا کے الیکٹر کو تاج شہنشاہی اور آسٹریا کے جرمانوی مقبوضات کا ایک حصہ دلانے میں معاون ہے۔ بیل آئل کو اپنی کوششوں میں باوجود فلیوری کے لیت و لعل اور عدم استقلال کے کامیابی ہوئی اور ۱۶؍اگست کو ایک فرانسیسی فوج باویریا کی معاونت کے لیئے جرمنی میں داخل ہوئی اور ایک مہینے کے بعد ایک دوسری فوج میلے بوا کے تحت میں ویسٹ فالیا میں پرشیا کی معاونت اور ہالینڈ اور ہینوور کو روکنے کے لیئے داخل ہوئی۔ پاسا سے فرانس اور باویریا کی متحد فوج نے بالائی آسٹریا میں پہونچ کر ۱۱؍ستمبر کو لنز پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت تک کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ انگریز من حیث القوم میریا تھیری سا

صفحہ ۱۴۹

کی طرف مائل تھے اور انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک عظیم الشان جنگ ہونے والی تھی مگر نہ تو جارج دوم نہ وال پول کو جرمنی میں فرانس کی دراز دستیوں کو روکنے کا کچھ خیال تھا۔ جارج دوم ہینوور کا الیکٹر ہونے کی وجہ سے چارلس البرٹ کے شہنشاہ منتخب ہونے کا مخالف نہ تھا کیونکہ دوسرے جرمن فرمانرواؤں کی طرح وہ بھی جرمنی میں خاندان ہیپس برگ کے اقتدار کے بڑھنے کا مخالف تھا اور پھر اسے اپنی آبائی ریاست (ہینوور) کی سلامتی کی بھی فکر تھی۔ اس لیے اس نے اپنی ریاست کے غیر جانب دار ہونے کے متعلق فرانس سے ایک معاہدہ ۲۷ستمبر کو کر لیا۔ وال پول کو بھی ممالک غیر کے سیاسی مناقشات سے نفرت تھی اس لیئے اس نے اپنی تمام کوششیں پرشیا اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرانے میں صرف کر دیں۔ انگلستان کی سہل انگاری سے بیل آئل کو یہ امید ہو گئی تھی کہ انگلستان یا ہالینڈ کے میدان میں آنے سے قبل اس کی تدبیریں بارآور ہو جائینگی۔ روس نے ۱۷۲۶ء کے معاہدے کے مطابق تیس ہزار سپاہی میریا تھیریسا کی امداد کے لیئے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لیئے روس کو اس قصد سے باز رکھنے کے لیئے قطعی کارروائی کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ فریڈرک اعظم نے بھی فرانس سے جو معاہدہ حال میں کیا تھا اس میں بھی یہ شرط تھی کہ فرانس سویڈن کو اپنے اثر سے روس پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اہل سویڈن نے ۴ اگست ۱۷۴۱ء کو روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔

متحدین کو اب روس کی مداخلت کا مطلق خطرہ نہ تھا اور اسکی اندرونی حالت کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ وہاں کی حکومت اسی میں منہمک ہو گئی تھی۔ ۱۸ نومبر ۱۷۴۰ء کو بیرین معزول ہوا، میونخ وزیر اعظم ہو گیا اور اوسٹرمن امیر البحر اعظم مقرر ہوا۔ میونخ بھی مارچ ۱۷۴۱ء میں مستعفی ہو گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سینٹ پیٹرس برگ کے لوگ آسٹریا کے طرفدار تھے۔ لیکن روسیوں کو اب اپنے ملک میں جرمنوں کا برسر اقتدار ہونا شاق گزر رہا تھا اور ایک فرانسیسی طبیب مسمی لیس توک نے ایک سازش

روس میں انقلاب۔

کی بنا ڈالی جس کے روسی من حیث القوم موئید تھے۔ دسمبر میں محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا جس کی بدولت پیٹر اعظم کی بیٹی

ایلی زابیتھ کی تخت نشینی۔

ایلی زابیتھ تخت شاہی پر متمکن ہوئی۔ سینٹ پیٹرس برگ میں فرانس کا اثر اب انتہا کو پہونچ چکا تھا۔ نوجوان شہزادہ ایوان قید کر دیا گیا۔ میونخ اوسٹرمن اگولودکن وغیرہ سائی بے زیا کو جلا وطن کر دیئے گئے۔ ایلی زابیتھ کے تخت نشین ہونے سے پیٹر اعظم کے منصوبوں کو عمل میں لانے کی کارروائی پھر شروع ہوگئی جو اس کے جانشینوں کے زمانے میں حالت تعطل میں تھی[1]۔

لوئی چہاردہم کے عہد حکومت میں پلاٹینٹ کے ضلع کو فرانسیسیوں نے تاخت و تاراج کر دیا تھا جس کی وجہ سے جرمنی کی اکثر ریاستوں میں فرانس کے خلاف بین ناراضی پھیل گئی تھی اور اس ناراضی سے فرانس کو دقت کا اندیشہ تھا۔ فریڈرک اعظم نے والوری سے کہا تھا کہ باویریا کے الیکٹر کو فرانس کا مدد دینا جرمنی کے اکثر حکمرانوں کو ناگوار ہوگا اور اس لیئے الیکٹر مذکور کو فرانس کی امداد سے بجائے نفع کے نقصان ہوگا۔ بیل آئل اس منافرت کے وجود سے بخوبی واقف تھا اور اس نے خود جرمنی سے فلیوری کو لکھا تھا کہ "جرمنی کے لوگوں کو خاندان آسٹریا سے خاص عقیدت ہے اور فرانس سے انھیں جو بغض ہے اسے رفع کرنا ناممکن ہے"، مگر اس زیرک اور فریس مدبر نے کمال دانشمندی سے جرمنی کی ریاستوں کی بدگمانیوں کو رفع کر دیا۔ فرانس کی فوجیں جب جرمنی میں سے گزریں تو ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی جو وہاں کے باشندوں کو ناگوار ہو اور سازشوں اور رشوتوں کے ذریعہ سے اس چالاک مدبر نے ٹریز، کولن اور مینز کے الیکٹروں کو فرانس کا مؤید بنا لیا۔ سیکسنی کا الیکٹر جو شاہ پولینڈ بھی تھا آسٹریا سے متحد ہو جانے کی طرف مائل تھا اور اس کے وزیر برہل کو بھی پرشیا کا عروج شاق تھا۔ مگر جب پرشیا کو مول وٹز میں فتح ہوئی تو سیکسنی کے ارباب حل و عقد کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسی اثنا میں بیل آئل بھی ڈریسڈن میں پہنچ گیا۔ مارس ڈی سیکس نے بھی اپنا اثر ڈالا اور فرانس اور باویریا کی فوجیں بالائی آسٹریا میں پہونچ گئیں۔ ان امور کا مجموعی اثر بیل آئل کے حسب خواہش ہوا۔

(حاشیہ: بیل آئل کی کامیابی)

(حاشیہ: صفحہ ۱۵۰)

---

[1] Vandal, Louis XV et Elisabeth de Russie, pp. 134-135.

اور ۱۹ر ستمبر کو یعنی لنز کے سقوط کے پانچ روز بعد سیکسنی بھی حلیفوں کے ساتھ ہو گیا۔ جنوبی یورپ میں بھی آسٹریا کے مخالفین اسی طور پر سرگرم تھے۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد ہسپانیہ نے اپنی دعووں کو تسلیم کرانے کے بہانے سے آسٹریا کے اطالوی مقبوضات پر حملہ آور ہونے کے لیئے وسیع پیمانے پر تیاریاں شروع کر دی تھیں گو اس سے دراصل غرض یہ تھی کہ اطالیہ میں ڈان فلپ کے قدم جم جائیں۔ فلیوری حسب عادت لیت و لعل کرتا رہا اور چارلس ایمانویل کو اس نے یہ سمجھایا کہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات آپس میں تقسیم کر لیئے جائیں مگر ہسپانیہ کی اس نے کماحقہ تائید نہ کی۔ اطالیہ میں ہسپانیہ کی قوت کے بڑھنے کا چارلس ایمانویل مخالف تھا مگر دسمبر ۱۷۴۱ء میں ہسپانیہ کی فوجیں اُوربی تیلو میں پہونچ گئیں اور باوجود آسٹریا اور شاہ سارڈی نیا کی مخالفت کے نیپلز کی فوجوں کے ساتھ ملکر دریائے پُو کی طرف کوچ کر گئیں۔ میریا تھیری سا گویا اب ہر طرف گھر گئی تھی اور بیل آئل کو اپنی امیدوں سے زیادہ کامیابی ہو چکی تھی کیونکہ چارلس البرٹ شاہ بادیریا عنقریب شہنشاہ منتخب ہونے کو تھا، پرشیا اور سیکسنی فرانس کے حلیف ہو چکے تھے، ہسپانیہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات کے حصے بخرے کرنے کی فکر میں تھا، روس اور سویڈن برسر جنگ تھے اور جارج دوم نے ہینوور کی غیر جانب داری کے متعلق معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ خود اہل وائنا کی وفاداری متزلزل ہو گئی تھی اور ۱۷۴۱ء کے موسم خزاں میں میریا تھیری سا کے لیئے کوئی سہارا باقی نہ تھا۔ مگر ستمبر کے اواخر سے اسکا ستارۂ اقبال پھر چمکا۔ موسم گرما اس نے پریس برگ میں بسر کیا جہاں ۲۵ر کو اس کی بہ حیثیت ملکہ ہنگری تاج پوشی ہوئی یا لائی آسٹریا پر جب حملہ ہوا تو اس نے بحالت یاس فراخ حوصلہ اہل ہنگری سے امداد طلب کی۔ ۱۱ر ستمبر کو ہنگری کے ڈائٹ نے بغاوت کو فرو کر دیا اور فرانسس اس ٹیفن کو نائب السلطنت منتخب کیا۔ ۲۱ر ستمبر کو وہ قابل یادگار واقعہ ہوا جب کہ ملکہ نے اپنے شیر خوار بیٹے کو ہنگری کے امرائے کبار کی خدمت میں پیش کیا اور وہ یک زبان ہو کر چلا اٹھے "ہم اپنے بادشاہ میریا تھیری سا کے لیئے اپنی جان دیدینگے"۔ نوجوان ملکہ کا گیار قوم سے اس خوش اسلوبی سے امداد کا طالب ہونا اس کے حسن تدبیر پر

میریا تھیری سا ہنگری میں

دلالت کرتا ہے اور اس کے اس فعل سے وہ عداوت ایک حد تک رفع ہوگئی جو عرصے سے اہل ہنگری اور اہل آسٹریا کے درمیان چلی آتی تھی اہل ہنگری اس کے بندۂ بے دام ہو چکے تھے مگر باوجود اس کے ڈائٹ کے اراکین نے بے بس ملکہ سے بہت سی رعایتیں حاصل کرلیں۔ ملکہ کو البتہ یہ فائدہ ہوا کہ ہنگری کے غیر قواعد داں سپاہیوں کا ایک غول کا غول اس کے ساتھ ہوگیا جس نے مغربی یورپ میں جاکر ہل چل مچادی۔

ادھر میریا تھیری ساکو اپنی مشرقی رعایا سے امداد کے گراں بہا وعدے حاصل ہو رہے تھے اور ادھر اس کے دشمنوں میں نزاعیں پیدا ہو رہی تھیں۔ فریڈرک اعظم نے بادل ناخواستہ فرانس سے اتحاد پیدا کیا تھا کیونکہ اسے انکی طرف سے نفرت تھی اور اسے بہت جلد معلوم ہوگیا کہ اس کے اور بیل آئل کے مقاصد ہم آہنگ نہیں ہیں۔

صفحہ ۱۵۲

لنز پر قبضہ کرلینے کے بعد حلیفوں کو چاہیئے تھا کہ آگے بڑھکر وائنا پر بھی قبضہ کرلیتے مگر بیل آئل یہ نہیں چاہتا تھا کہ باویریا زیادہ طاقت ور ہو جائے اور فریڈرک کی طرف سے ابھی اسے شبہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وائنا پر قبضہ ہو جانے سے جنگ ختم ہو جائیگی اور سائی لے شیا پر اسکا قبضہ یقینی ہو جائیگا۔ اسی خیال سے اس نے اصرار کیا کہ آسٹریا کے دار السلطنت پر حملہ کیا جائے۔ مگر بیل آئل اور باویریا کا الیکٹر دونوں اس رائے کے خلاف تھے اور انھیں کی رائے کے مطابق فرانس اور باویریا کی متحد فوج نے لینز میں ایک زبردست محافظ جماعت چھوڑکر پریگ کی طرف کوچ کردیا اور اس کا محاصرہ کرلیا (۱۹-۲۶ نومبر) فن حرب کے اصول کے لحاظ سے یہ ایک سخت غلطی تھی اور جب کہ متحد فوج اس غلط کارروائی میں مصروف تھی فریڈرک اپنے حلیفوں سے علیٰحدہ ہوگیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ فلیوری یہ نہیں چاہتا کہ گلاٹز پر اس کا قبضہ ہو جائے جو ملک بوہے میا کی کلید تھا۔ اس کے ساتھ ہی فریڈرک کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میریا تھیری سا نے ایک خفیہ معاہدے کو منظور کرلیا ہے جو انگریزی سفیر لارڈ ہنڈفورڈ کی مساعی سے ہوا تھا اور جس کا منشا یہ تھا کہ نیپ پرگ کو جسکی فوج کامیابی کے ساتھ نیس کی حفاظت کررہی مورے ویا کی طرف واپس جانے دیا جائے کیونکہ اس کی فوج

کلین شنیلن ڈورف کا صلح نامہ۔

کی وائینا کی حفاظت کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے معاوضے میں نیس ایک دکھاوے
کے محاصرے کے بعد فریڈرک کے حوالے کر دیا جائے اور سائی لے شیا کا پورا صوبہ بھی
اسے دیدیا جائے۔ فریڈرک ۹ر اکتوبر کو بمقام کلین شنے لین ڈورف اس معاہدے
کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ خفیہ رکھا جائے ورنہ میں انکار کر دونگا۔ اپنے حلیفوں
کے ساتھ فریڈرک کی اس غداری کے اسباب کا معلوم کرنا ناممکن ہے اور گو کارلائل نے
اس کے اس فعل کو حق بجانب قرار دیا ہے مگر اس کے دلائل کافی نہیں۔ نیس پر
قبضہ کر لینا فریڈرک کے لیئے نہایت ضروری تھا مگر جب تک کہ نیپ پرگ کی فوج
وہاں موجود تھی یہ ناممکن تھا۔ اور اس مقام پر قبضہ ہو جانے سے اسے موقع ملگیا کہ
نشیبی سائی لے شیا میں اپنی قوت کو مستحکم کرکے اپنے خستہ حال سپاہیوں کو تازہ دم
کرے اور مزید مقبوضات حاصل کرے۔ جرمنی کی سیاسیات میں فرانسیسیوں کی
مداخلت فریڈرک کو شاق تھی اور اسے امید نہ تھی کہ بوہے میا کے حملے میں حلیفوں کو
کامیابی ہوگی۔ اس کی غداری تمام یورپ میں بہت جلد مشہور ہو گئی اور نیپ پرگ
اور ڈیوک اعظم فرانسس کی متحد فوجوں نے بوہے میا کی طرف پیش قدمی کرکے حلیفوں
کی کامیابیوں کو روک دیا۔ فریڈرک نے اس اثنا میں گلاٹز کے ضلع پر قبضہ کر لیا جو حکومت
بوہے میا کی ایک جاگیر (Fief) تھی اور یکم نومبر کو وہ نیس پر بھی قابض ہو گیا۔
کلین شنے لین ڈارف کے معاہدے کا راز جب افشا ہوا تو فریڈرک نے اپنی شرکت سے
انکار کر دیا مگر اس انتظام سے میریا تھیریسا کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ اسے اپنی اکیلی
آسٹروی فوج سے کام لینے کا موقع ملگیا تھا۔ فریڈرک نے اپنے مقاصد کو حاصل کرکے
آسٹریا کو خیرباد کہا اور پھر حلیفوں کی طرف رخ کیا۔ یکم نومبر کو آسٹریا کے حصے بخرے
کرنے کے لیئے اس نے سیکسنی اور باویریا سے معاہدہ کیا اور چارلس نے جو اپنے
آپ کو بوہے میا کا حقیقی بادشاہ خیال کرتا تھا گلاٹز کا ضلع اسے دیدیا۔ دسمبر میں
فریڈرک نے اس ضلع کی فتح کو مکمل کر دیا سائی لے شیا کے نظام حکومت کو اس نے
پرشیا کے نمونے پر درست کر دیا اور ۲۷ر دسمبر کو مورے ویا کی طرف پیش قدمی کرکے
اس نے اولمٹز پر قبضہ کر لیا۔

مگر فریڈرک کی فاتحانہ پیش قدمی سے میریا تھیریسا کو مطلق ہراس نہ ہوا۔ پریگ

صفحہ ۱۵۴

بھی ۲۹ نومبر کو فتح ہوگیا مگر اس نازک وقت میں جب کہ اتحاد کو برقرار رکھنے کیلئے پرزور کارروائی کرنے اور استقلال دکھانے کی ضرورت تھی فلیوری کا طرز عمل حسب سابق لیت ولعل پر مبنی تھا۔ فریڈرک کی حرکتوں سے فرانسیسیوں کو اس کیطرف سے سخت شبہ ہوگیا تھا اور ۱۷۴۲ء میں مورے ویا میں جن بے سود معرکہ آرائیوں میں وہ مصروف تھا اُن کی ناکامی کا باعث زیادہ تر اس کے فرانسیسی اور سیکسن حلیفوں کا طرز عمل تھا۔ پریگ پر قبضہ ہو جانے کے بعد فلیوری نے مارشل بروگلی کو بوہے میا میں سپہ سالار مقرر کیا جسکی عمر اب ستر سال تھی اور جس سے نہ صرف فریڈرک کو بلکہ اس کے افسروں کو بھی نفرت تھی۔ اس نے خندقیں کھدوا کر پیک میں چھاؤنی ڈال دی جہاں اس کی فوج کو جس کی تعداد سولہ ہزار تھی ایک آسٹروی فوج نے گھیر لیا۔ اسی زمانے میں خیوین ہولر نے لنز پر قبضہ کر لیا اور میونخ کی طرف بڑھ گیا

چارلس البرٹ کا شہنشاہ منتخب ہونا ۲۴ جنوری ۱۷۴۲ء

اور جس روز لنز کا سقوط ظہور میں آیا اسی روز ۲۴ جنوری ۱۷۴۲ء کو چارلس شہنشاہ منتخب ہوا۔

بوہے میا میں آسٹروی فوج کی نقل و حرکت کو روکنے اور وائنا کی طرف ہنگریوں کی پیش قدمی کو روکنے کی غرض سے فریڈرک اُول مٹز کی طرف ۲۸ جنوری کو روانہ ہوا اور اپنی دوسری معرکہ آرائی کا آغاز کیا۔ مگر جب

مورے ویا پر فریڈرک کا حملہ ۱۷۴۲ء۔

اس نے دیکھا کہ مورے ویا کے کسان اسے ہر طرح سے پریشان کر رہے ہیں اور بروگلی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک آسٹروی فوج بڑھی چلی آتی ہے اور سیکسنوں اور فرانسیسیوں کا طرز عمل مشتبہ ہے تو وہ مجبور ہو کر اپریل میں مورے ویا سے تلوار کو بنیام سے نکالے بغیر واپس ہوگیا اور اُول مٹز سے بھی دست بردار ہوگیا۔

اس اثناء میں گو بیل آئل کو یہ کامیابی ہوئی کہ ۱۲ فروری کو اس نے شہنشاہ چارلس البرٹ کی تاج پوشی کی رسم ادا کرادی مگر اسی روز مین زیل کے وحشی اور غیر قواعدداں فوج نے میونخ پر قبضہ کر لیا اور بیل آئل کچھ نہ کرسکا۔ بدنصیب شہنشاہ فرانک فورٹ میں جاکر پناہ گیر ہوا اور منصب شہنشاہی کے برقرار رکھنے کے لیئے مالی اور فوجی امداد کا طلب گار رہا۔ بیل آئل کی پیچ در پیچ تدابیر اب بے سود

صفحہ ۱۵۴

ثابت ہو رہی تھیں؛

دیگر امور کے لحاظ سے بھی اب میریا تھیری سا کی قسمت نے پلٹا کھایا تھا۔ ۱۷۴۲ء میں وال پول کے زوال کے بعد انگلستان بھی پر زور کارروائی کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دل منگ ٹن برائے نام وزیر اعظم تھا مگر سلطنت کے امور خارجی کی عنان کارٹے ریٹ کے ہاتھوں میں تھی جس کا خیال تھا کہ میریا تھیری سا کی امداد کے لیئے انگلستان کو اس جنگ میں سرگرمی کے ساتھ شرکت کرنی چاہیئے۔ کارٹے ریٹ کے بر سر خدمت ہوتے ہی بحری اور برّی فوجوں میں اضافہ ہوا۔ سولہ ہزار انگریزی سپاہی ممالک نشیبی کو روانہ کیئے گئے اور سولہ ہزار ہینوور کے سپاہی ملازم رکھے گئے۔ ہالینڈ کی مجلس عامہ بھی جنگ کے لیئے تیار ہوگئی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ سائی لے شیا کی نزاع ایک ایسی جنگ میں متبدل ہونے والی ہے جس میں اہم تر امور معرض بحث میں آجائینگے؛

کارٹے ریٹ کا خارجی طرز عمل

کارٹے ریٹ کو اپنی خدمت کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ وائنا محفوظ ہے، باویریا پر میریا تھیری سا کا قبضہ ہے، بوہے میا میں فرانسیسی فوج کی حالت خطرناک ہے اور فریڈرک کو مورے ویا کی معرکہ آرائی میں ناکامی ہورہی ہے۔ میریا تھیری سا کی معزولی کو روکنے کی خواہش میں قوم اور بادشاہ دونوں اس کے ساتھ تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان کے اثر کو یورپ میں پھر قائم کردے اور آسٹریا اور پرشیا میں مصالحت کراکے فرانس کی تذلیل کے لیئے جرمنی کی سلطنتوں کا اتحاد قائم کرادے۔ جارج کی طرح اسے بھی چارلس البرٹ کے شہنشاہ منتخب ہونے پر کوئی اعتراض نہ تھا اور اسکا اصل منشا یہ تھا کہ فرانس کی قوت کو توڑ کر اسکی وہی حالت کردے جو یوٹ ریخٹ کے صلحنامے کی ترتیب کے زمانے میں تھی۔ کارٹے ریٹ کے پر زور طرز عمل کا اثر اطالیہ میں بھی ہویدا ہوگیا جہاں آسٹریوں کے مقابلے پر ہسپانی کھڑے ہوگئے تھے جن کا مؤید فلیوری تھا گو حسب سابق اسکی تائید محض نمائشی تھی۔ مگر شمالی اطالیہ میں ہسپانی اثر کی مزید توسیع میں چارلس ایمانوئیل کی حمایت حاصل کرنے میں فلیوری کو ناکامی ہوئی اور یکم فروری ۱۷۴۲ء کو شاہ سارڈینیا نے میریا تھیری سا سے معاہدہ کرکے یہ وعدہ کیا کہ ہسپانیوں کے خلاف میں

صفحہ ۱۵۵

آسٹریوں کو میلانیز مو ڈی نا پارما پیاسین زا کے تحفظ میں امداد دونگا۔ نیپلز اور ہسپانیہ کی متحد فوجوں پر آسٹریوں اور چارلس ایمانویل کو فتح ہوئی اور انھوں نے موڈی نا اور پیران ڈولا پر قبضہ کر لیا۔ اس اثنا میں انگریزی جہازوں کا ایک بیڑا امیرالبحر میتھیوز کی سرکردگی میں بحیرۂ روم پر حاوی تھا اور پانچ انگریزی جہازوں نے نیپلز پر گولہ باری کرنے کی دھمکی دیکر ڈان کارلوس کو مجبور کیا کہ نیپلز کی فوج کو شمالی اطالیہ سے واپس بلانے کے متعلق ایک صلح نامے پر دستخط کردے۔ اس کے نتائج یہ ہوئے کہ لومبارڈی میں ایک ہسپانی ریاست کے قیام کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور ایلی زابیتھ نے مجبوراً اپنی امیدوں سے کم پر قناعت کی چارلس ایمانویل ایک خطرے سے بچ گیا جو اسکی سلطنت کی آیندہ توسیع میں مانع ہونے والا تھا اور ختم سال کے قریب تک ماریا تھیری سا کے تمام مقبوضات محفوظ ہو گئے اور موڈی نا کا ان میں اضافہ ہوا گو جنوبی اطالیہ میں ہسپانی اثر کے بجائے آسٹروی اثر کے قائم کرنے میں انگریزوں اور شاہ سارڈی نیا اور پوپ نے اسے مدد دینے سے انکار کردیا تھا۔

آسٹریا کی حالت نہ صرف وسطی اور جنوبی یورپ میں سنبھل گئی تھی بلکہ روس اور فرانس میں باہم کشیدگی پیدا ہو جانے سے روس بھی اسکی طرف مائل ہونے لگا تھا۔

روس میں فرانس کو ناکامی　صلح نامۂ آبو۔

اگر روس اور فرانس میں گہرا اتحاد ہو گیا ہوتا تو ماریا تھیری سا کے لیئے فریڈرک کو اس اتحاد سے جدا کرنا مشکل ہوتا۔ فرانس کے لیئے نہایت ضروری تھا کہ ہر طرح سے روس کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ مگر فرانس کی حکومت نے فراست سے کام نہ لیا اور دونوں ملکوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ایلی زابیتھ کی تخت نشینی فرانسیسی سفیروں کی عیاریوں کی وجہ سے عمل میں آئی تھی اور اس کی وجہ سے روس کی قومی جماعت جرمنی کے طرفداروں پر غالب آگئی اور الیگزس بیس ٹوزیو وزیراعظم مقرر ہوا۔ روس کی صورت حال فرانس کے موافق تھی مگر حد درجہ احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ روس سویڈن سے برسر جنگ تھا اور سویڈن اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیئے فرانس کی شہ سے اس جنگ کے لیئے تیار ہوا تھا۔ فرانس کے مدبر اگر عقل سلیم رکھتے تو انھیں چاہیئے تھا کہ ایلی زابیتھ کی تخت نشینی

صفحہ ۱۵۶

کے بعد روس اور سویڈن میں حالات موجودہ کی بنا پر صلح کرا دیتے۔ ۱۷۴۲ء کے اوائل میں روس اور سویڈن کے درمیان ایک مجلس شوریٰ سینٹ پیٹرس برگ میں منعقد ہوئی مگر فرانسیسی حکومت نے جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ غیر دانشمندانہ اور اس کے مفاد کے خلاف تھا یعنی شتاردی نے سویڈن کے دعادی کی تائید شروع کر دی اور سویڈن اور ڈین مارک میں گہرا اتحاد پیدا کرنے کے لئے ڈین مارک سے مارچ میں معاہدہ کرا دیا۔ اسی طرح قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر نے سویڈن اور ترکی کے مابین ایک معارضانہ اتحاد قائم کرنے میں اپنی قوت صرف کر دی۔ مگر فرانسیسی وزیر آمیلو کا ایک خط جو اس نے قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر کو لکھا تھا روس کی حکومت کے ہاتھ میں پڑ گیا جس سے فرانس کی سازشیں منکشف ہوگئیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیس ٹوژیو شتاردی کا سخت مخالف ہوگیا فرانس اور روس کے دوستانہ تعلقات منقطع ہوگئے اور شتاردی جون ۱۷۴۲ء میں سینٹ پیٹرس برگ سے رخصت ہوگیا۔ ۱۷ر اگست کو روس اور سویڈن کے مابین آبو میں صلح نامہ ہوگیا جس کی رو سے روس کو جنوبی فن لینڈ کیومین ندی تک مل گیا۔ اس کے علاوہ اڈالفوس فریڈرک (ناظم ریاست (ڈچی) ہالس ٹین) ڈین مارک کے ولی عہد کے مقابلے میں سویڈن کا آیندہ حکمراں منتخب ہوا۔ اس طور پر روس نے سویڈن اور ڈین مارک کے اتحاد کے امکان کا خاتمہ کر دیا اور سویڈن کو حسبِ سابق اپنے زیر اثر کر لیا۔ دسمبر ۱۷۴۳ء میں شتاردی پھر سینٹ پیٹرس برگ میں پہونچا مگر ۱۲ر جون ۱۷۴۴ء کو اسے حکم دیا گیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر روس سے چلا جائے۔ اسکی تذلیل کے بعد روس اور فرانس کے متحد ہونے کا امکان عرصے تک باقی نہ رہا اور فرانس پر سخت مصیبت آگئی کیونکہ ایک طرف روس اور پرشیا نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا اور دوسری طرف انگلستان اور آسٹریا اسکے مقابلے میں خم ٹھوک کر کھڑے ہوگئے۔

مورے ویا سے فریڈرک کے پس پا ہونے کے بعد لارڈ ہنڈ فورڈ کی وساطت سے پرشیا اور آسٹریا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ فریڈرک کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ چونکہ انگلستان اور ہالینڈ بھی جنگ کے لئے تیار ہوگئے ہیں اس لئے فرانس کو کامیابی کی اب بہت کم امید ہوسکتی ہے۔ مگر میریا تھیریسا ابھی تک

صفحہ ۱۵۷

قسمت آزمائی کرنے کے لیئے تیار تھی اور ابتدائی نقل و حرکت کے بعد دونوں فوجوں کامقابلہ ۱۷ مئی کو چوٹوسٹز (بوہےمیا) میں ہوا۔ پرشیا کی فوجیں خود فریڈرک کے زیر کمان تھیں اور آسٹریا کی فرانسس رئیس لارین کے۔ اس جنگ میں پرشیا کو پوری فتح ہوئی اور میریا تھیری سا صلح کرنے پر آمادہ ہوگئی۔ صلح کے ابتدائی امور ۱۱ جون ۱۷۴۲ء کو طے ہوئے اور قطعی معاہدے پر برلن میں ۲۸ جولائی کو دستخط ہوگئے جس کی رو سے آسٹریا نے بالائی اور نشیبی سائلے شیا بشمول شہر و ضلع گلاٹز پرشیا کے سپرد کردیئے مگر ٹیسن غیر ٹروپو اور جاگرن ڈورف کی ریاستیں علحدہ کرکے بوہےمیا میں ملحق کردی گئیں۔

بریسلا اور برلن کے صلحنامے ۱۷۴۲ء

فریڈرک نے یہ بھی وعدہ کیا کہ بوہےمیا سے پرشیا کی تمام فوجیں سولہ روز کے اندر واپس بلائی جائینگی اور اس نے ایک قرضہ بھی اپنے ذمہ لیلیا جو انگریز اور ڈچ ساہوکاروں نے سائلے شیا کے محاصل کی کفالت پر دیا تھا۔ شاہ پرشیا کی وہ اغراض اب پوری ہوگئی تھیں جن کے حصول کے لیئے وہ جنگ کے لیئے تیار ہوا تھا اور چونکہ اس کے حلیفوں کی حالت اب ابتر ہوگئی تھی اس لیئے اس نے ان کا ساتھ چھوڑ دینا حق بجانب خیال کیا کیونکہ اسی میں اس کے اور اس کے ملک کی سلامتی اور بہبودی تھی۔

باب ہفتم

آسٹریا کی جنگ جانشینی صلح نامہ آخن تک

۱۷۴۲ء تا ۱۷۴۸ء

پرشیا اور سیکسنی کا فرانسیسی اتحاد سے علیحدہ ہونا۔ پریگ سے پسپائی۔ فلیوری کا انتقال۔ آسٹریا پر فرانسیسی حملہ کی ناکامی۔ لوئی پانزدہم نے فلیوری کا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا۔ ڈیوک دی رشی لیو۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں۔ آسٹریا کا قبضہ باویریا پر۔ جون ۱۷۴۳ء۔ جنگ ڈیٹن گین ۲۶ر جون ۱۷۴۳ء ہینا کی "تجویز" جولائی ۱۷۴۳ء۔ صلح نامہ ورمس ۱۳ر ستمبر ۱۷۴۵ء صلح نامہ فون تین بلیو۔ جنگ ایک جدید شکل اختیار کرتی ہے۔ فرانس انگلستان کے خلاف ۱۵ر مارچ اور آسٹریا کے خلاف ۴ر اپریل ۱۷۴۴ء کو جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اطالیہ نیدرلینڈ اور رائن پر جنگ۔ سائلیشیا کی دوسری جنگ کے اسباب۔ فرانک فورٹ کا اتحاد۔ پرشیا، فرانس اور شہنشاہ کے درمیان معاہدہ۔ روس کے ڈیوک اعظم پیٹر کی شادی ان ہالٹ زربسٹ کی شہزادی سے۔ پرشیا کی شہزادی آل ری کا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے۔ سائلیشیا کی دوسری جنگ۔ شہنشاہ کا انتقال۔ صلح نامہ فیوسین۔ فریڈرک اعظم کا بے یار و مددگار ہو جانا۔ فون تے نائے کی جنگ۔ ہینوور کا معاہدہ۔ فرانسس اسٹیفن کا

شہنشاہ منتخب ہوتا۔ ڈریس ڈین کا معاہدہ۔ اطالیہ میں وارثران سوون کی ناکامی۔
جنگ باسنگ نانو۔ اطالیہ کے متعلق وارثران سوون کی تدابیر۔ شمالی اطالیہ سے
فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کا اخراج۔ فلپ پنجم کا انتقال ۹ جولائی ۱۷۴۶ء۔
فلینڈرس میں فرانسیسی معرکہ آرائیاں۔ وارثران سوون کا زوال۔ ۱۷۴۷ء
کی لڑائیاں۔ ہالینڈ میں انقلاب۔ جنگ کا اختتام۔ اے لاشاپیل کا معاہدہ۔
۱۷۴۸ء میں دول یورپ کی حالت ایک دوسرے کے مقابلے میں۔ اے لاشاپیل
او جہ سے رضی تھی۔

برلن کے صلح نامے (۲۸ جون ۱۷۴۲ء) کے بعد ہی ۷ ستمبر کو سیکسنی اور آسٹریا میں بھی مصالحت ہوگئی۔ ان دونوں معاہدوں کی وجہ سے بیلی آئل کے وہ تمام منصوبے خاک میں مل گئے جو آسٹریا کو پاش پاش کر دینے کے متعلق اس نے سوچے تھے اور اطالیہ میں ہسپانیہ کی حالت بھی اب امید افزا نہ تھی۔ فرانسیسی اتحاد سے سیکسنی اور پرشیا کے علحدہ ہو جانے سے بوہیمیا میں فرانسیسی سپاہ کی حالت نہایت نازک ہوگئی اور میریا تھیری سا کو لومباردی میں اپنی فوجوں کے لئے کمک بھیجنے کا موقع ملگیا فلیوری نے اس خطرے کو محسوس کر کے نہ صرف ایلی زابیتھ فارنیس اور چارلس ایمانویل کے درمیان ایک سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی بلکہ آسٹریا سے بھی مصالحت کرنے کی کوشش کی مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ میریا تھیری سا نے بلا سوچے سمجھے فلیوری کی تجاویز پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے خطوں کو شایع کر دیا۔ اس لئے فرانس کے حکام اب صرف یہ کر سکتے تھے کہ باویریا میں پر زور کارروائی کر کے پریگ کی محصور فوج کو رہائی دلادیں اور میلی بوا نشیبی رائن کی طرف سے پیش قدمی کرے۔ بارٹین سٹین اور اس ٹاریم برگ کے ہمت دلانے سے میریا تھیری سا نے پھر وہی ہمت مردانہ دکھائی اور انگلستان نے بھی جنگ میں زیادہ سرگرمی دکھانے کا قصد کر لیا میلی بوا کی فوج جب بوہیمیا کی سرحد کی طرف پیش قدمی کرنے لگی تو ڈیوک اعظم فرانسیس نے پریگ کا محاصرہ اٹھا لیا جس کی وجہ سے بروگ لی آٹھ دس ہزار سپاہی اپنے ساتھ لیکر بچ نکلا۔

پرشیا اور سیکسنی کا فرانسیسی اتحاد سے علحدہ ہونا۔

ماریس ڈی سیکس نے جب ایگرہ پر قبضہ کر لیا تو بیل یو انے پریگ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا اور بروگ لی سے بادیریا میں جا ملا جہاں شہنشاہ کو اسٹریا کے مقابلہ میں اپنے سپہ سالار سکندورف کو عارضی کامیابی سے ، ۱۷ ؍ اکتوبر کو میونخ کی تسخیر اور تمام ملک بادیریا پر (بہ استثنائے شاردنگ وپاسا) دوبارہ قبضہ کرنے کا موقع ملگیا تھا۔ بیل آئل کے زیر کمان اٹھارہ ہزار سپاہی پریگ کی محافظت کر رہے تھے مگر اس کی حالت اب مایوس کن تھی کیونکہ لوب کو وٹنز ملک کے ساتھ فیس ٹےنکس کی امداد کے لئے بھیجا گیا تھا جو بارہ ہزار سپاہیوں کو لیکر شہر مذکور کے حالات کو دیکھ رہا تھا۔ مگر لوب کو وٹنز کی بے پروائی سے نفع اٹھا کر ۱۶ ؍ دسمبر کی شب میں نہایت ہوشیاری کے ساتھ بیل آئل پریگ سے اپنے سب سپاہیوں کو لیکر نکل گیا اور صرف پانچ ہزار شے ویر کی سرکردگی میں وہاں رہ گئے۔ سردی کی شدت اور دشمن کے سواروں کے حملوں کے باوجود بیل آئل ۲۷ ؍ دسمبر کو ایگرہ پہونچ گیا اور اس کے صرف ڈیڑھ ہزار آدمی اس پسپائی میں ضائع ہوئے۔ ادائل فروری میں وہ خود اور اسکے سپاہی سلامتی کے ساتھ رائن ندی کے پار چلے گئے اور اس اثناء میں شے ویر کو لوب کو وٹز نے اعزاز کے ساتھ پریگ سے جانے کی اجازت دیدی جب پر ۲۵ ؍ دسمبر کو آسٹریا کا قبضہ ہو گیا۔ شے ویر کی فوج ایگرہ کو چلی گئی جس پر فرانس کا قبضہ بحال رہا

صفحہ ۱۶۰

آسٹریا نے اس طور پر ۱۷۴۲ء کے اختتام تک بوہے میا کے قریب قریب تمام ملک پر اپنا قبضہ دوبارہ جمالیا گو بادیریا میں اس نے جو اضلاع فتح کئے تھے ان میں سے اکثر اس کے قبضے سے نکل گئے۔ فرانسیسی فوج کی اس ہزیمت کے بعد بروگلی نے جو بیل یو اکا جانشین ہوا تھا پاسو پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آسٹریا کو بھی کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی کہ

۱۷۴۳ء کی معرکہ آرائی کے آغاز کے قبل دو واقعات ایسے ہوئے جن سے جنگ کے آیندہ سلسلے پر بہت کچھ اثر ہوا۔ نومبر ۱۷۴۲ء میں فریڈرک اعظم نے انگلستان سے ایک مدافعانہ معاہدہ کیا مگر اس سمجھوتے پر کہ جرمنی میں جو انگریزی فوج بھیجی جائے گی وہ فرانس کے خلاف میں لڑیگی نہ شہنشاہ کے۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ

فلیوری کا انتقال

۲۹ ؍ جنوری ۱۷۴۳ء کو فلیوری نے ۸۹ سال کی عمر اور ۱۷ سال

وزیر رہنے کے بعد انتقال کیا۔ اس کی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ اندرون و بیرون ملک میں امن و امان رہے مگر پیرس کے پادریوں اور وہاں کے پارلیمان کے آئے دن کے جھگڑوں کو وہ بہ مشکل دفع کر سکا اور جب اس نے انتقال کیا تو فرانس ایک زبردست جدوجہد میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے نہ صرف برّاعظم یورپ بلکہ سمندر اور نوآبادیوں اور ہندوستان میں بھی جنگ ہو رہی تھی۔

فرانس اب تک لوئی چہاردہم اور نائب السلطنت اورلیان کے تباہ کن اسراف کا خمیازہ بھگت رہا تھا۔ فلیوری نے حد درجہ کفایت شعاری کر کے اس بار اُسے سبکدوش کرنے کی کوشش کی اور آری کی امداد سے جو ۱۷۳۰ء سے ۱۷۴۵ء تک سررشتۂ مالیہ کا افسر اعلیٰ تھا اس نے مالیہ کی از سر نو تنظیم شروع کر دی مگر نہ تو وہ اہم نقائص کو دفع کر سکا اور نہ محاصل کو ملک کے تمام طبقوں کے لئے مساوی کر سکا۔ اس کے علاوہ اس نے شاہی بیگار (Corve'e royale) کے طریقہ کو سڑکوں کی مرمت کے لئے جاری کیا جس سے دیہات کے رہنے والوں پر ایک بار اور بڑھ گیا اور طبقۂ ادنےٰ کی شکایتوں میں اضافہ ہو گیا۔

سیویل اور بلغراد کے معاہدے اور اسٹانس لاس لچنسکی کو لارین کا رئیس کرا دینا اور اس ریاست کا اس کے انتقال پر فرانس کے قبضے میں آ جانے کا انتظام یہی بس اس کے سفارتی کارنامے ہیں۔ فلیوری نے ہسپانیہ کو حسب سابق فرانس کا متوسل بنا دیا مگر باوجود اس اتحاد کے لوئی پانزدہم نے ہسپانیہ کے شاہی خاندان کی نہ تو اس کے اطالوی مہموں میں مدد کی اور نہ انگلستان کے خلاف میں۔ اس کی وزارت میں فرانس کا طرز عمل انتہائی احتیاط اور تنگ دلی پر مبنی ہونے کے علاوہ یکساں اور واضح نہ تھا۔ بوربون خاندان کی اولوالعزمیوں کو وہ شبہے کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ پیچیدہ نامہ و پیام میں اسے بہت لطف آتا تھا مگر اس کی کارروائیاں ہمیشہ ادھوری رہتی تھیں۔

انگلستان کے متعلق اس نے دوبوا اور بوربون کے طرز عمل کو برقرار رکھا اور اس کے حین حیات میں دونوں ملکوں میں کبھی علانیہ جنگ نہیں ہوئی

صفحہ ۱۶۱

بلکہ اسے ایک ایسی بات میں بھی کامیابی ہوئی جس میں بوربون اور ڈوبوا کو ناکامی ہوئی تھی یعنی ہسپانیہ کے تعلقات کو فرانس اور انگلستان کے ساتھ دوستانہ کرانے میں ہسپانوی اتحاد کی اسے زیادہ پروا نہ تھی مگر جب انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان ۱۷۳۹ء میں جنگ شروع ہوئی تو گویا اس نظام سیاسی کا خاتمہ ہونے لگا جو ۱۷۱۶ء میں ہینوور اور اورلیان کے شاہی خاندانوں کی خاص اغراض کی وجہ سے وجود میں آیا تھا؛

فرانسیسی دربار کی جنگ پسند جماعت کو انگریزی اتحاد کا برقرار رہنا اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ آسٹریا کے متعلق فلیوری کا ہنری چہارم رشی لیو مزارین اور لوئی چہار دہم کے طرز عمل کے اختیار کرنے سے انکار کرنا - پولینڈ کی جنگ جانشینی میں فرانس نے جو کارروائی کی تھی اس پر بھی وہ مطمئن نہ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ جب شہنشاہ نے آس ٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تو فلیوری کو چاہئے تھا کہ ہسپانیہ اور دول بحری کو علانیہ مخالفت پر آمادہ کر کے شہنشاہ کو تباہ کرا دیتا ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ۱۷۳۴ء میں جب فرانسیسیوں نے اطالیہ میں کامیابی حاصل کی تھی اور فلپس برگ پر قبضہ کر لیا تھا تو اس وقت آسٹریا پر ایک زبردست وار کرنے کا زریں موقع تھا مگر فلیوری نے اسے ہاتھ سے جانے دیا اور بجائے اس کے کہ وہ فرانس کے قدیم دشمن کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتا اس نے لارین کی واپسی پر قناعت کی اور آسٹریا کے انتظام جانشینی کی ضمانت کر دی چار سال کے بعد اس نے ٹرکی کے متعلق جو کارروائی کی اس پر بھی جنگ پسند جماعت کو یہ سخت اعتراض تھا کہ اسے چاہئے تھا کہ بجائے بلغراد کا صلح نامہ کرانے کے ہسپانیہ اور سارڈینیا کو شریک کر کے ترکوں کی مدد کرتا اور آسٹریا کی قوت کو توڑ دیتا؛

فلیوری کا طرز عمل ولارشو ولین، بیل آئل اور ان کے ہم خیال لوگوں کے منشا کے بالکل خلاف تھا کیونکہ اس کی نیت کبھی یہ نہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے بلکہ ۱۷۳۹ء اور پھر ۱۷۴۲ء میں اس نے ہیپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی

صفحہ ۱۶۲

جو کچھ دنوں کے بعد کانٹز نے کر دکھایا۔ مگر ناساعدت زمانہ کی وجہ سے وہ
کچھ کر نہ سکا اور والپول کی طرح اسے بھی جنگ پسند جماعت سے دبنا پڑا۔ اس پر اور
جماعت مذکور پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ انھوں نے فرانسیسی حکومت کو بالکل یورپ
کے مناقشوں میں منہمک کرادیا حالانکہ فرانس کو چاہیئے تھا کہ وہ پرشیا اور
ہسپانیہ کو جرمنی اور اطالیہ میں اپنے مفاد کی حفاظت کرنے دیتا اور اپنے
تمام ذرائع کو اپنی نوآبادیوں اور ہندوستان، شمالی امریکہ اور جزائر غرب الہند
کی تجارتی مقامات کی حفاظت میں صرف کر دیتا۔ اپنے قبل اور بعد کے فرانسیسی
مدبروں کی طرح اس پر بھی ناعاقبت اندیشی کا الزام لگایا جاتا ہے مگر بذات خود
اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے بحری اور برّی فوج کی طرف سے سخت غفلت کی۔
اس نے اپنی سیاسی زندگی میں شروع سے آخر تک کبھی ان اہم معاملات
پر توجہ نہ کی جو شمالی امریکہ ہندوستان اور بحیرۂ روم میں انگلستان اور فرانس کے
درمیان مابہ النزاع تھے۔ اس نے یہ بھی کبھی محسوس نہیں کیا کہ دونوں ملکوں کے
درمیان جنگ ناگزیر ہے اور یہ کہ فرانس کی کامیابی کے لئے ہسپانیہ کے ساتھ
گہرا اتحاد ہونا ضروری ہے۔ فرانس کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں فلیوری
نے سخت ناعاقبت اندیشی دکھائی۔ فرانس کے بیڑے کو قوی کرنے یا جہازوں
کے درست کرانے کی اس نے مطلق کوشش نہ کی اور نہ ہسپانیہ کے انتظامی
امور کی اصلاح یا ہسپانیہ کے بیڑے کو قابل کار بنانے میں اس نے ہسپانیہ
کے وزیروں کی ہمت افزائی کی۔ تادم مرگ اسے صرف یہی فکر تھی کہ برّاعظم یورپ
میں خاندان بوربون کی اغراض پوری ہوں اور اس میں اسے کامیابی بھی
ہوئی۔ اگر فرانس کی نوآبادیاں نہ ہوتیں اور انکو ترقی دینے کی اسے خواہش
نہ ہوتی تو ۱۷۲۹ء، ۱۷۳۵ء اور ۱۷۳۹ء میں جو عیارانہ سفارتی کارروائیاں اسنے کیں
ان کی وجہ سے اس کا شمار فرانس کے وزیروں کی صف اولین میں ہوتا۔ مگر
اس نے فرانس کے حقیقی مفاد پر خاندان بوربون کی جزوی اغراض کو ترجیح دی
اور انگلستان کی ناگزیر جنگ کو سفارتی کارروائیوں سے ملتوی کرنے کی احمقانہ
کوشش میں مصروف رہا۔ اس کے علاوہ جذبات قومی اور عوام کی قوت کا بھی

صفحہ ۱۶۲

وہ بالکل اندازہ نہ کرسکتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بالکل کامیابی ہوئی کیونکہ نہ تو وہ ۱۷۳۹ء میں ہسپانیہ کی مدد کرسکا اور نہ بحیرۂ روم میں انگریزی بیڑے کے تفوق کو روک سکا جس کا مآل آخر نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو ہندوستان اور شمالی امریکہ میں فتح ہوئی۔ اسی کی وجہ سے فرانس خاندان اسٹوارٹ کو کافی مدد نہ دے سکا اور لابوردونے کی مدد کے لئے کوئی زبردست بیڑہ نہ بھیج سکا جس کے بغیر ہندوستان میں فرانس کو کامیابی نہ ہوسکتی تھی۔ فلیوری کو سفارتی کارروائیوں میں متعدد کامیابیاں ہوئیں مگر آخری زمانے میں اس کی خارجی حکمت عملی فرانس کی ضروریات کے لئے بالکل ناکافی تھی اور گو ۱۷۴۵ء میں فرانس کی سرحدوں پر کسی قسم کا خطرہ نہ تھا مگر ہندوستان اور شمالی امریکہ میں اس کے قدم ہل چکے تھے۔ پرشیا کو عروج فلیوری کی بدولت حاصل ہوا تھا مگر نو آبادیوں اور بحری جنگوں میں فرانس کا جو نقصان ہوا تھا اسکا یہ معاوضہ نہ ہوسکتا تھا۔

ایسے مدبر کے نہ تو خود اس کے ملک میں کوئی ہوا خواہ ہوسکتے ہیں نہ بیرونی ممالک میں اس کی قابلیت کا اعتراف ہوتا ہے۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز تک فرانس نے اس کی احتیاط، فراست اور امور خارجہ کی معلومات سے نفع اٹھایا مگر ۱۷۴۰ء کے بعد سے لوگ اس کے زوال کے خواہاں ہوگئے۔ ہسپانیہ میں اس کے غیر ایفا شدہ وعدوں اور زبانی امداد سے ایلزابیتھ فارنیس بیزار ہوگئی اور اسے معلوم ہوگیا کہ ۱۷۳۸ء کے "خاندانی معاہدہ" کی طرح ۱۷۳۳ء کا معاہدہ بھی بالکل بیکار رہے۔ شاہ سارڈی نیا اور انگلستان کے وزیروں کو بھی اس پر اعتماد نہ تھا۔

آسٹریا کی جنگ جانشینی میں فلیوری اور بیل آئل کا طرز عمل فرانس کے لئے سخت مضر ثابت ہوا۔ وائنا پر حملہ نہ کرنا ایک سخت غلطی تھی جس سے میریا تھیری سا کو دم لینے کا موقع ملگیا اور فرانس کا سخت نقصان ہوا۔ فرانس نے چارلس ہفتم کو شہنشاہ منتخب کرا دیا تھا مگر اس کا کوئی اثر نہ تھا اور کئی ہزیمتیں بھی اسی نے اٹھائی تھیں۔ لوم بارڈی پر حملہ کرنے میں فرانس کو کوئی کامیابی نہ ہوئی فریڈرک اعظم

آسٹریا پر حملہ کرنے میں فرانس کو ناکامی۔

صفحہ ۱۶۴

فرانس کے اتحاد سے علیحدہ ہوچکا تھا۔ سارڈی نیا آسٹریا کی مدد کرنے کی تیاری سرگرمی سے کررہا تھا، اس کے علاوہ گو سائی لے شیا آسٹریا کے قبضہ سے نکل گیا تھا مگر میریا تھیری سا کے باقی تمام مقبوضات محفوظ تھے اور اس کے باپ کا انتظام جانشینی بھی برقرار تھا۔ روس میں سفارتی کارروائیوں میں فرانس کو ناکامی ہوئی تھی اور سوئیڈن کی جنگ سے بھی اسے کوئی نفع نہیں ہوا۔ انگلستان میں وال پول کے معزول ہونے کے بعد کارٹریٹ وزیر خارجہ ہوگیا تھا اور اس کے حسب ہدایت ایک انگریزی فوج عنقریب جنگ میں شریک ہونے والی تھی جن کا رخ اب بالکل بدل گیا تھا۔ انگلستان اور آسٹریا کی شرکت اس جنگ میں اب اس غرض سے نہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کو دوسروں کی دست برد سے بچائیں۔ بلکہ انگلستان اب برسرپیکار اس لئے تھا کہ جرمنی سے فرانسیسی فوجوں کو خارج کرادے۔ اور آسٹریا کا مقصود یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کے بے وجہ حملوں کا انتقام لے اور الساس اور لارین اور تینوں اسقفی اضلاع کو فتح کرلے۔ تاکہ سائی لے شیا کے نقصان کی اس سے تلافی ہوجائے۔

فرانس کا مستقبل امید افزا نہ تھا۔ مگر بالکل مایوسی بھی نہ تھی۔ کیونکہ اولاً انگریزوں اور آسٹریوں میں موافقت نہ تھی، ثانیاً فلیوری کے انتقال کے بعد ہسپانیہ بھی کچھ جاگ اٹھا تھا اور ثالثاً چارلس ایمانوئیل نے قصد مصمم کرلیا تھا کہ جب تک آسٹریا کی طرف سے کوئی ملک بطور صلہ کے دیے جانے کا قطعی وعدہ نہ کیا جائے۔ وہ جنگ کو جاری نہ رکھے گا۔

لوئی پانزدہم فلیوری کا جانشین مقرر کرنے سے انکار کرتا ہے۔

بہرصورت ضرورت یہ تھی کہ فلیوری کا جانشین کوئی لائق آدمی ہو۔ لوئی پانزدہم کو فرانس کی نازک حالت کا مطلق خیال نہ تھا۔ اس نے اعلان کردیا کہ کارڈنل متوفی کا کوئی جانشین نہ ہوگا اور عنان حکومت میں اپنے ہاتھوں میں رکھوں گا۔ مگر بادشاہ کے اس فعل کے نتائج سخت اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ انتظام مملکت میں یکسانی باقی نہ رہی اور بادشاہ پر اثر غالب حاصل کرنے کے لیے متعدد اشخاص کوشاں ہوئے۔ مستقل وزیر اس وقت حسب ذیل تھے

داگیسو وزیر اعظم (چانسیلر) اُوری گنز ڈولر جنرل - آمیلو وزیر خارجیہ مورے پا وزیر بحریہ - کاونٹ دارژان سون وزیر جنگ وزراء مذکور میں سے کاونٹ دارژان سون مارکوس دی بری تیول کے انتقال پر ۲۷ جنوری ۱۷۴۳ء کو اپنے عہدے پر مقرر ہوا تھا جب کہ بیلیل، نوایل اور بروگلی کی ناکامیوں کی وجہ سے سرگرمی دکھانے کی ضرورت تھی۔ اپنے عہدے پر وہ یکم فروری ۱۷۵۷ء تک قائم رہا اور اس عرصہ میں اس نے نہایت جانفشانی سے اپنی خدمات کو انجام دیکر متعدد اصلاحیں کیں اور اس کی پرجوش معاونت ایک حد تک مارشل ساکس کی فتوحات کا باعث ہوئی۔ نومبر ۱۷۴۴ء میں وہ وزیر خارجیہ مقرر ہوا۔ اس سے قبل امور خارجی اور داخلی کی عنان مارشل دی نوایل کے ہاتھوں میں تھی گو وہ کسی سرکاری عہدے پر فائز نہ تھا۔

۱۶۵

ڈیوک دی رشی لیو۔

نوایل کی شادی میڈم دی مین تے نون کی ایک بھتیجی سے ہوئی تھی اور اسے آرزو تھی کہ امور مالی اور فوجی دونوں میں نام حاصل کرے۔ لوئی کو خواب غفلت سے جگانے کا بھی اس نے قصد کیا تھا اور اسی کے اثر اور ڈچیس دی شاتورو کی تائید کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ نے لوئی چہاردہم کی طرح خود سپہ سالار بننے کا قصد کیا۔ نوایل کا مخالف ڈیوک دی رشی لیو تھا بادشاہ پر اس کا اثر فرانس کے حقیقی مفاد کے لئے حد درجہ مضر ثابت ہوا۔ رشی لیو میں فرانس کے امرا کے تمام عیوب موجود تھے۔ جوانی میں اس نے نائب السلطنت اورلیان کے ساتھ خوب جشن منائے تھے والٹیر کا دوست تھا اور فیشن کا شیدا۔ رشی لیو میں نہ تو اپنی ذمہ داری کا احساس تھا نہ حب قوم اس کے علاوہ بالکل ناسمجھ چھچھورا اور بدچلن تھا۔ البتہ وہ بہادر تھا اور فن حرب سے مناسبت رکھتا تھا یہ شخص طبقۂ امرا کا گل سرسبد تھا جنھوں نے کچھ تو اپنی نااہلیت اور غفلت سے اور کچھ نام نہاد فلسفی تحریک کی احمقانہ تائید کر کے اور طبقۂ ادنےٰ پر ظلم و ستم روا رکھکر اس انقلاب کا باعث ہوئے جو انھیں اپنے سیلاب میں بہا لے گیا۔ لوئی پانزدہم پر اس کا اثر سخت تباہ کن ثابت ہوا اور جب میسٹز میں بادشاہ کی

بیماری کے بعد نوایل کا چند روزہ اثر زائل ہوگیا اس نے اس کمزور بادشاہ کو عیاشی کی چاٹ لگادی جس سے فرانس میں حکومت شاہی کی استواری کو سخت صدمہ پہونچا۔ بیماری کے بعد گو اس کی ہر دل عزیزی جاتی رہی اور ۱۷۴۴ء کے موسم خزاں میں نوایل کی معزولی سے ایک ہی خواہ کے نیک مشوروں سے وہ محروم ہوگیا مگر بین الاقوامی معاملات میں وہ دخل دیتا رہا جس سے عجیب وغریب نتائج پیدا ہوئے جو فرانس کے لئے مفید نہ تھے ؛

فلیوری کی وفات کے بعد سے لوئی پانزدہم کی وہ مشہور خفیہ مراسلت شروع ہوئی جو اس کے باقی ماندہ ایام حکومت میں فرانس کی خارجی حکمت عملی کی کمزوری کا باعث ہوئی۔ لوئی سمجھدار تھا مگر خارجی حکمت عملی کے متعلق اس کے چند خاص خیالات تھے۔ وزراے سلطنت کا اثر جو اس کے منصوبوں میں حائل تھا اسے ناگوار تھا اس لئے اپنے منصوبوں کو بارآور کرنے کے لئے اس نے سازش اور فریب سے کام لینا چاہا اس کام کے لئے اس نے جاسوس مقرر کئے اور ان سے خفیہ مراسلت شروع کرکے انھیں ہدایتیں دیتا رہا جو اکثر اوقات ان احکام کے خلاف ہوتیں جو انھیں وزارت خارجیہ سے ملتے ۱۷۴۴ء میں مینٹرین بیمار ہونے تک لوئی بغیر کسی وزیر اعظم کے مقرر کرنیکے حکومت کرتا رہا اور ایک رومی کے ذریعے سے خود سلطنت کا کاروبار انجام دیتا رہا۔ اس طریقۂ حکومت سے جو دقتیں پیدا ہوئی ہیں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اور لوئی چہاردہم کی اس نقل سے ۱۷۴۳ء اور ۱۷۴۴ء میں انگریزوں اور آسٹریوں کے خلاف میں فرانس کی فوج کو کامیابی کی کوئی امید نہ ہوسکتی تھی ؛

لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں ؛

۱۷۴۳ء میں تین معرکہ آرائیاں جاری تھیں یعنی باویریا اور مغربی جرمنی اور اطالیہ میں۔ فرانس کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے، بروگلی کی فوج سے ملجانے اور پراگ ہاٹک، فوج کو باویریا میں چارس شہزادہ لارین کی فوج سے ملنے سے روکنے کے لئے نوایل ایک فوج رائن کے پار لیگیا اور نیکار اور مین کے درمیان آگے بڑھا۔

باویریا پر آسٹریوں کا قبضہ جون ۱۷۴۳ء۔

مگر آسٹریوں نے چارلس شہزادہ لارین کی سرکردگی میں اور سنفے وین ہولر
اور لوب کووٹنر کی فوجوں کی معاونت سے مئی میں باویریا کی فوج کو جو سکندروف
کے زیر کمان تھی یکایک سخت ہزیمت دی اور بروگلی نے بغیر سکندروف کو کسی
قسم کی مدد دینے یا نوایل کی امداد کا انتظار کرنے کے ان گوس ٹاٹ اور
ڈوناورتھ کو بغیر مقابلہ کرنے کے خالی کر دیا اور اس کے بعد رائن کو عبور
کر کے پسپا ہوگیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باویریا کی فوج سوائے بیا کی طرف فرار
ہوگئی میونخ پر پھر آسٹریوں کا قبضہ ہوگیا اور شہنشاہ فرنیک فورٹ کو بھاگ گیا ۱۶۷
۲۷ جون کو سکندروف نے نی درشون فیلڈ میں ایک معاہدے پر دستخط کر دئے
جس کی رو سے جنگ ملتوی کر دی گئی باویریا کی فوج کو غیر جانب دار رکھنے
کا اقرار کر لیا گیا اور معاہدے کی تکمیل تک باویریا کا تمام ملک سوائے ان
گوس ٹاٹ کے آسٹریا کے قبضے میں رہگیا۔ بروگلی کے عدم استقلال اور بودے پن
سے باویریا فرانس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے بعد ہی وہ معزول ہو گیا
اگست میں ایگر پر بھی آسٹریا کی فوج نے قبضہ کر لیا جو ۱۷۴۱ء کے فرانسیسی
حملہ کی آخری یادگار تھا۔

مغربی جرمنی میں بھی فرانس کی فوج کو کوئی سرخروئی نہ ہوئی۔ ہالینڈ
کی طرف سے ۱۷۴۳ء کے اوائل میں انگلستان ہینوور اور ہیس کی ایک
مخلوط فوج جرمنی میں داخل ہوئی مارچ میں نیپ برگ اس فوج سے آملا

جنگ ڈی ٹن گین
۲۶ جون ۱۷۴۳ء

اور اپریل میں ڈیوک آریم برگ (آسٹر دی نیدر لینڈ کا
سپہ سالار) بیس ہزار آسٹر دی معاون فوج ساتھ لیکر
شریک ہوا۔ یہ فوج جو (Pragmatic Army)
کے نام سے موسوم تھی لارڈ اسٹیر کے زیر کمان تھی جو ایک زمانے میں مارلبرو
کا ماتحت تھا۔ رائن کے نواح میں اس فوج کی موجودگی کی وجہ سے اپریل
میں آسٹریا کا ایک طرفدار مینز کا اسقف منتخب ہوگیا۔

مئی میں ہالینڈ سے بیس ہزار سپاہیوں کے بھیجنے کا وعدہ لیکر لارڈ اسٹیر نے
باویریا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اس کا قصد تھا فرانس سے بروگلی

کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع کر دے مگر نوایل نے نیکار کے خط پر قبضہ کر کے اس کے اس منصوبے کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اسیٹر نے جنوب مشرق کا رخ کیا تاکہ چارلس شہزادہ لارین کی فوج سے جا ملے مگر اسے معلوم ہوا کہ مین ندی کا بالائی حصہ فرانسیسیوں کے قبضے میں ہے۔ ۲۰ ر جون کو جارج دوم نے (Pragmatic) فوج کی کمان لی مگر ۲۶ ر جون کو نوائل نے ہنیا کا راستہ بند کر دیا جس کی وجہ سے جارج کو مجبوراً ڈی ٹن گین میں لڑنا پڑا۔ گو اس جنگ سے انگلستان اور آسٹریا میں بہت جوش پھیل گیا اور باویریا اور پرشیا کو سخت مایوسی ہوئی مگر فرانسیسیوں کی ہزیمت سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ چارلس لارین نے اساس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اس صوبہ کی حفاظت کے لیئے کوانی کے زیر کمان ایک فرانسیسی فوج کافی ثابت ہوئی انگریزی فوج کا سپہ سالار اب اسیٹر کے بجائے ویڈ تھا مگر اس کے حملوں سے فرانس کو نوایل کی فوج نے محفوظ رکھا۔ مگر فرانسیسی جرمنی سے بالکلیہ خارج کر دیئے گئے اور شہنشاہ نے جو انکا حلیف تھا آسٹریا سے غیر جانب دار رہنے کا عہد کر لیا تھا۔ اطالیہ میں ٹران نے کامپوسانٹو میں ہسپانیوں کو ہزیمت دی جس کی وجہ سے ڈان فلپ پیڈمنٹ میں داخل نہ ہو سکا اور یہ اغلب ہو گیا کہ متحدین فرانس میں داخل ہو جائینگے۔

دونوں فریقوں کی حالت اس وقت قریب قریب مساوات کی تھی۔ جولائی میں جارج دوم اور کارٹے ریٹ نے ماریا تھیریسا اور شہنشاہ کے مابین مصالحت کرانے کی ایک زبردست کوشش کی مصالحت کی یہ تجویز "ہنیا کی تجویز" کے نام سے مشہور ہے اور اسے شہنشاہ اور اس کے نائب ولیم رئیس ہیس کیاسیل نے بالکلیہ تسلیم کر لیا تھا اور اس کی شرائط ایسی تھیں کہ جرمنی کے دوسرے رئیس بھی اس سے اتفاق کرتے اس تجویز سے مقصود یہ تھا کہ آسٹریا اور باویریا اپنے مختلف دعاوی سے باز آئیں اور ایک دوسرے کے مقبوضات واپس کر دیں۔ چارلس ہفتم کا خطاب شہنشاہی برقرار رہے اور

ہنیا کی تجویز۔ جولائی ۱۷۴۳ء

۱۶۸

شہنشاہی کے متعلق تمام معاملات میں بوہیمیا کے فرمان روا کا ووٹ[1] (رائے) جائز تسلیم کیا جائے۔ یہ بھی خیال تھا کہ باویریا کے رئیس کو بادشاہ قرار دیا جائے اور شہنشاہ کو فرانس کا ساتھ چھوڑ دینے کے صلے میں اور شہنشاہی کی عظمت قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی طرف سے رقوم کثیر بطور معاونت دیجائیں جو مساوی ہوں اُن رقوم کے جو اس کو فرانس سے ملتی تھیں۔

جرمنی کے ایک حکمران کی حیثیت سے تاج شہنشاہی کا خاندان ہیپس برگ کے ہاتھوں سے نکلکر ایک دوسرے خاندان پر منتقل ہو جانا جارج دوم کو مطلق ناگوار نہ تھا اور اس وقت نہ صرف آسٹریا کے مقابلے میں جرمنی کے حکمرانوں کے حقوق کی تائید کا بہت اچھا موقع ملگیا تھا بلکہ جرمنی میں امن و امان قایم کرنے اور تمام ملک جرمنی کو فرانس کے خلاف میں متحد کرنے کا بھی۔ جرمنی کے باشندوں کو یہ تجویز دانشمندانہ اور حسن تدبیر پر مبنی نظر آتی ہوگی کیونکہ انکا ملک دو سو سال سے پیہم فرانسیسی حملوں سے برباد ہو رہا تھا مگر جارج کی موجودہ حکمت عملی بالکل جرمنی کے مصالح پر مبنی تھی اس لئے اس پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے انگلستان کے مفاد کو اپنی خاندانی حکومت ہینوور پر قربان کردیا۔ کارٹے ریٹ نے اس موقع پر صرف شہنشاہی میں جارج دوم کی موجودہ حیثیت کا لحاظ رکھا اور نو آبادیات اور بحریہ کے متعلق ان مسائل کا بالکل خیال نہ کیا جو مابہ النزاع تھے اور جو انگلستان کے لئے نہایت ہی اہم تھے۔ کارٹے ریٹ کی یہ خواہش تھی کہ نہ صرف اس طرز عمل کی طرف عود کرے جو وھگ جماعت نے ملکہ اینی کے عہد حکومت میں اختیار کیا تھا بلکہ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جائے یعنی جرمنی کو متحد کرا کے فرانس کے مقابلے پر کھڑا کر دے اور اس طور اس کام کی تکمیل کر دے جو یوٹ ریخٹ کے صلح نامے سے رک گیا تھا۔ اگر اس

۱۶۹

(۱) چارلس ہفتم کے انتقال کے وقت بوہیمیا کا ووٹ اس وجہ سے خارج کر دیا تھا کہ میریا تھیریسا عورت ہونے کی وجہ سے نہ تو خود ووٹ دے سکتی تھی نہ اپنا ووٹ اپنے شوہر پر منتقل کر سکتی تھی۔

حکمت عملی پر عمل کیا جاتا تو جارج دوم کا شمار جرمنی کے سربرآوردہ حکمرانوں میں ہوتا اور دوسرے الیکٹروں پر اسے تفوق حاصل ہو جاتا۔

عہدنامہ دورمس ۱۳ ستمبر ۱۷۴۳ء

مگر فریڈرک اعظم ہینوور کا ماتحت بننے پر آمادہ نہ تھا اور میریا تھیری سا اپنی حالیہ فتوحات کی وجہ سے چارلس ہفتم کی چیرہ دستیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھی۔ انگلستان کے دھگ وزرا ہیزی پیلہم کی سرکردگی میں (جو جولائی میں ولمنگٹن کی وفات کے بعد وزیر اعظم ہوا تھا) اور رائے عامہ کی تائید سے جارج دوم اور کارٹے ریٹ کے جرمنی منصوبوں سے خائف تھے اور ہینوور کی فوج کے قیام کو ناپسند کرتے تھے اس لئے انھوں نے باویریا کے مجوزہ انتظام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا چارلس ہفتم کو کوئی رقم بطور معاونت دینے سے انگلستان کی تمام جماعتوں نے اپنا اختلاف ظاہر کیا کیونکہ وہ میریا تھیری سا کا علانیہ دشمن اور فرانس کا موروثی حلیف تھا۔ اہل انگلستان کو درحقیقت فرانس اور ہسپانیہ سے مخالفت تھی اور جرمنی کی بڑی معرکہ آرائیوں پر وہ بحری جنگ کو ترجیح دیتے تھے۔ کابینہ میں کارٹے ریٹ کی سخت مخالفت ہوئی اور اس کی حکمت عملی پر جو حملے ہو رہے تھے ان کا وہ مقابلہ نہ کر سکا اس لئے باویریا وغیرہ سے نامہ وپیام کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کارٹے ریٹ کے مجوزہ انتظامات کے بجائے انگلستان کے کابینہ نے یہ قصد کیا کہ میریا تھیری سا سے گہرا اتحاد پیدا کیا جائے اور سارڈی نیا اور آسٹریا کو متحد کر کے فرانس کے خلاف میں سرگرمی کے ساتھ جنگ شروع کر دی جائے۔ اطالیہ میں جملہ امور کا دار مدار چارلس ایمانویل پر تھا جو فرانس اور ہسپانیہ کی حکومتوں سے نامہ وپیام کر رہا تھا۔ اس نے صاف انکار کر دیا کہ جب تک اہل آسٹریا مجھے چند اضلاع بطور معاوضہ دینے کا حتمی وعدہ نہ کریں میں ہرگز ان کا شریک نہ ہوں گا۔ اس کا مطالبہ تھا کہ پاویا کا ایک حصہ اور فائنیل اور پیاسین زا اسے دیدیئے جائیں۔ اس پیچیدگی کو رفع کرنے اور وائنیا کے دربار پر دباؤ ڈالنے کے لیئے انگلستان کی وساطت کی ضرورت ہوئی۔ سائی نے شیا کے نکل جانے کا غم ابھی میریا تھیری سا

کے دل میں تازہ تھا اور اس کے متعلق انگلستان کا طرز عمل اسے سخت ناگوار ہوا تھا انگلستان کی اب یہ دوسری درخواست کہ وہ اپنے چند مقبوضات چارلس ایمانویل کے حوالے کردے اُسے اور بھی ناگوار ہوئی ۔ دورمس میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان میں وہ اپنے حق پر اڑی رہی مگر چارلس ایمانویل نے بالکل دھمکی دی کہ میں فرانس کی تجاویز کو قبول کرلونگا۔ میریا تھیری سا اب مجبوراً اپنے حقوق کی قربانی پر تیار ہوگئی ۔ ۱۳ ستمبر کو انگلستان، آسٹریا ہالینڈ سارڈی نیا اور سیکسنی نے دورمس کے معاہدہ پر دستخط کرکے آسٹریا کے انتظام جانشینی اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے پر اتفاق ظاہر کیا میریا تھیری سا نے پاویا پیاسین زا، وگے وانو انگیارا کے شہروں اور ملحقہ اراضی کو چارلس ایمانویل کے سپرد کردیا اور جمہوریہ جینوا سے فائنیل کی ریاست کو دوبارہ خریدنے کے حق سے بھی وہ دست بردار ہوگئی جس سے چارلس ششم اس وقت دست بردار نہ ہوا تھا جب کہ اس نے ریاست مذکور کو جمہوریہ کے ہاتھ فروخت کیا تھا اس کے صلہ میں چارلس ایمانویل نے چالیس ہزار فوج سے میریا تھیری سا کے اطالوی مقبوضات کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور آسٹریا کی فوج بھی جس کی تعداد تیس ہزار تھی اس کے زیر کمان کردی گئی ۔ مائی لُن کی ڈچی کے متعلق اپنے دعاوی سے وہ دست بردار ہوگیا اور چند خفیہ دفعات کے ذریعہ سے اس نے خاندان بوربون کو اطالیہ سے خارج کرنے کا سمجھوتہ کرلیا یعنی ڈان کارلوس کو ہر دو سسلی کی حکومت سے بے دخل کرنے کے بعد سسلی سارڈی نیا کو دیدیا جائے اور نیپلز اور ٹسکنی کے بندرگاہ آسٹریا کے قبضے میں آجائیں مجوزہ انتظامات کو آسانی سے عمل میں لانے کے لئے انگلستان نے فائنیل کے خرید کرنے کے لئے روپیہ قرض دینے اور آیندہ جنگ کے لئے رقمی امداد دینے کا وعدہ کیا اس طور پر قریب تھا کہ ایلی زابیتھ فارنیس کی تمام عمر کی کوشش رائگاں جائے اور جنوبی اطالیہ میں پھر غیر ہر دل عزیز جرمنی حکومت قائم ہوجائے ۔

معاہدہ دورمس کے جواب میں فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان

فون تین بلو کا معاہدہ ۲۵ اکتوبر کو لوئی پانزدہم کی خواہش سے ہوا سنہ ۱۷۴۳ء

صلح نامہ فون تین بلو ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۴۳ء ۱۷۱

کے صلح نامہ کے باوجود فلیو ری کے حین حیات فرانس اور ہسپانیہ کے درباروں میں کوئی مستقل اتحاد نہ تھا۔ مگر ووری کے اتحاد کے قیام سے جو فرانس اور ہسپانیہ کے خلاف قایم ہوا تھا ان دونوں ملکوں میں مستقل اتحاد کا قیام لازمی ہوگیا۔ اس عہد نامے کی رو سے خاندان بوربون کی دونوں شاخوں نے ایک دوسرے کے موجودہ اور آئیندہ مقبوضات کی حفاظت کا عہد کرلیا۔ فرانس نے اطالیہ کے مختلف حصص پر فلپ اور ایلی زابیتھ فارنیس کے وسیع دعاوی کو تسلیم کرلیا اور میلانیز، پارما اور پیاسینزا کو ڈان فلپ کے لیئے فتح کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ جبرالٹر، پورٹ ماہون اور جارجیا انگلستان سے چھین لئے جائیں اور چارلس ایمانویل شاہ سوائے سے وہ اضلاع جو ووٹ رنجٹ کے صلح نامہ کی رو سے اسے دئے گئے تھے۔ فرانس نے سارڈینیا اور انگلستان کے خلاف میں باضابطہ جنگ کا اعلان کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی طے ہوا کہ دونوں فریق اس جدید خاندانی معاہدے کے اس وقت تک پابند رہینگے جب تک کہ دونوں اپنے دشمنوں سے بالاتفاق صلح نہ کرلیں۔

ووری اور فون تین بلو کے معاہدوں کے ہو جانے سے جنگ کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور یورپ کی یہ عام جنگ آسانی سے سمجھ میں آنے لگتی ہے انگلستان اس سے

جنگ کا نیا دور

قبل آسٹریا کا محض ایک حلیف تھا مگر اب فرانس اور انگلستان کے خلاف ایک زبردست اتحاد کا سرخیل تھا اور لندن اور ورسالیز میں اب یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ اس جنگ سے محض آسٹریا کے انتظام جانشینی کا برقرار رکھنا مقصود نہ تھا بلکہ اصل امور تصفیہ طلب یہ تھے کہ سمندروں میں تفوق کس کا ہوگا، شمالی امریکا میں لاطینی عنصر غالب رہیگا یا ٹیوٹن اور ہندوستان میں سیادت انگلستان کو نصیب ہوگی یا فرانس کو۔ فلیوری کے سوفسطائی مغالطو کو ترک کرکے فرانس اب خم ٹھونک کر براعظم یورپ میں آسٹریا کے مقابلے پر

کھڑا ہوگیا تھا اور سمندروں اور نو آبادیوں میں انگلستان کے مقابلے پر جنگ میں اس طور پر ایک نئی جان پڑ گئی اور ہر طرف زور شور سے جاری تھی۔ آسٹریوں کے حملے کے اندیشے اور انگلستان کی قدیم دشمنی کی وجہ سے اہل فرانس کا جذبۂ قومی برانگیختہ ہوگیا تھا اور فلپ پنجم جو صلح نامہ ورمس کے کچھ قبل انگلستان سے مصالحت کرنے پر آمادہ تھا اب مزید جانفشانی پر تیار ہوگیا

۱۷۴۲

اکتوبر ۱۷۴۳ء میں ایک متحد فرانسیسی اور ہسپانی فوج ڈان فلپ کے زیر کمان جنوبی فرانس میں جمع ہوئی اور سوائے پر قبضہ کرنے کے بعد کوہ آلپس کو طے کرنے کی اس نے کوشش کی مگر ناکام رہی۔ لوئی پانزدہم نے نوایل اور ڈچیس شار تورو کے ایما سے لوئی چہاردہم کی متابعت میں قصد کیا کہ موجودہ معرکہ آرائیوں میں بذات خود سرگرمی کے ساتھ شریک ہو۔ ۱۷۴۴ء کا آغاز ہوچکا تھا اور فرانس کے تمام ملک میں جنگ کے لئے عام جوش پھیلا ہوا تھا۔

مارس ڈی سیکس نے پندرہ ہزار آدمی لیکر چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا دعویدار) کی طرف سے انگلستان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی اور فروری میں فرانس اور ہسپانیہ کے متحد بیڑوں نے جو ۱۷۴۳ء میں تولون میں محروس تھے انگریزی بیڑے پر حملہ کر کے جو میتھیوز کے زیر کمان تھا کھلے سمندر میں پہونچ گئے۔ بریسٹ کا بیڑہ بھی انگلستان کے ساحل کے قریب آگیا اور کینٹ کے سواحل بالکل غیر محفوظ تھے مگر طوفان کی وجہ سے انگلستان محفوظ رہا۔ انگلستان

فرانس کا اعلان جنگ انگلستان کے خلاف ۱۵ مارچ۔ آسٹریا کے خلاف ۲۴ اپریل ۱۷۴۴ء۔

کے خلاف میں ۱۵ مارچ کو باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور ۲۴ اپریل کو آسٹریا کے خلاف فرانس نے گویا اس طرح انگلستان کے بحری اور تجارتی تفوق اور براعظم یورپ میں آسٹریا کی سیادت کو توڑنے کا بیڑا اٹھا لیا۔ سنہ مذکور کے وسط تک جب کہ فریڈرک اعظم نے سائیلے شیا کی دوسری جنگ چھیڑ دی بڑی معرکہ آرائیاں زیادہ تر اطالیہ فلاندرس اور رائن پر ہوتی رہیں۔ اطالیہ فریقین نے شمال اور جنوب میں بہت زور لگایا۔ جنوب میں آسٹروی جنرل لوب کوٹز نے نیپلز پر قبضہ کرنے کی

اطالیہ، فلاندرس اور رائن کی معرکہ آرائیاں ۱۷۴۴ء

کوشش کی مگر ڈان کارلوس کی مساعی سے وہ ناکام رہا جس کی امداد کے لئے
ایک ہسپانی فوج موجود تھی اور بالآخر اسے ویلیتری میں شکست ہوئی۔ شمال میں
جہاں اب مون تے مار کے بجائے گے جیز ہسپانی افواج کا سپہ سالار تھا شدید جنگ
ہو رہی تھی مگر گے جیز بحیرہ ایڈریاٹک کی طرف لوب کووٹز کی مراجعت کو روک نہ سکا
اور ڈان فلپ پیڈمنٹ کو فتح کرنے کی بے سود کوشش کے بعد ڈافنی کی طرف
مراجعت کرنے پر مجبور ہوا ؎

۱۷۴۴ مگر گو بہ حیثیت مجموعی اطالیہ میں اس سال کی جنگ میں دونوں فریق برابر
رہے مگر فلاندرس اور رائن کے نواح میں فرانس کا پلہ بھاری تھا۔ مئی میں ایک
زبردست اور کثیر التعداد فوج مارس ڈی سیکس کے زیر کمان حلیفوں کے مقابلے
پر روانہ ہوئی۔ لوئی پانزدہم اس فوج کا برائے نام سپہ سالار تھا اور اب تک
ڈچس ڈی شار تورو کے زیر اثر تھا۔ ویڈ آریم برگ اور لوئی رئیس نیسا علی الترتیب
انگریزی، آسٹروی اور ڈچ فوجوں کے سپہ سالار تھے مگر ان میں اتفاق نہ تھا
اور نا اہل بھی تھے۔ اس کے علاوہ بہت سی انگریزی رجمنٹیں انگلستان کی حفاظت
کے لئے واپس بلائی گئیں اور اہل ہالینڈ میں بالکل استقلال نہ تھا۔ فرانسیسی
فوج نے اس سے نفع اٹھایا اور کورت رائی، ایپرے مینن فورنے اور متعدد
مستحکم مقامات پر آسانی سے اس کا قبضہ ہوگیا قریب تھا کہ تمام ملک فتح ہو جائے
مگر اس اثناء میں آسٹریا نے الساس پر حملہ کر دیا جس کی فریڈرک اعظم نے
پیشین گوئی کی تھی۔ اس حملے کی وجہ سے فرانس کی فوج کا بیشتر حصہ لوئی پانزدہم کے
زیر کمان واپس ہوگیا۔ نیدرلینڈ پر جب شاہ فرانس حملہ آور ہوا تو چارلس شہزادہ لارین
نے مشہور ماہر فن حرب مارشل ٹران کے مشورہ سے ستر ہزار فوج
لیکر الساس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ باویریا کی ایک فوج کو جو سکندروف
کے زیر کمان تھی جل دیکر اور پھر اسی طرح کوانگنی کی فرانسیسی فوج کی نظر بچا کر
آسٹروی فوج نہایت تیزی اور ہوشیاری سے کوچ کرتی ہوئی۔ رائن پر
پہونچ گئی اور ۳۰ر جون کو اسے عبور کر کے الساس کو تاخت و تاراج کر دیا۔ لونی ول
بھی اس کی زد پر تھا اور اگر لوئی پانزدہم نہ پہونچ گیا ہوتا تو لارین پر بھی اس کا

قبضہ ہو جاتا۔ آسٹریوں کی اس جانبازی اور کمال فن حرب کی فریڈرک اعظم نے بھی داد دی ہے۔ لوئی نے فلینڈرز میں مارس ڈی سیکس کے زیر کمان ...۵۰۰۴ سپاہ چھوڑ آیا تھا۔ مگر ۴ر اگست کو میٹز میں لوئی ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو گیا اور ڈچیس دی شارتورو بھاگ کھڑی ہوئی۔ صحت یاب ہونے پر تمام ملک میں خوب جشن منائے گئے اور اسے Bienaime کا خطاب دیا گیا اور گو ڈچیس مذکور پھر باریاب ہو گئی مگر اس کی ہر دل عزیزی چند روز تک باقی رہی۔ ڈچیس کچھ روز کے بعد یکایک مر گئی۔ مگر قبل اس کے کہ نوایل اور کوانگنی کی فرانسیسی فوجیں چارلس شہزادہ لارین کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے سے مل جانے کی کوشش کریں آسٹریا کی فوجوں کو واپس جانا پڑا کیونکہ بوہیمیا پر فریڈرک اعظم نے حملہ کر دیا تھا۔ نوایل بھی چند روز کے لئے معزول ہو گیا کیونکہ اس نے شہزادہ مذکور پر حملہ کرنے میں سخت نااہلی ظاہر کی تھی۔

متعدد اور وقت واحد میں ایسے جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فریڈرک اعظم نے آسٹریا پر حملہ کرنے کا قصد کیا ۱۷۴۳ء میں میریا تھیریسا کی مسلسل کامیابیوں سے وہ متفکر ہو چلا تھا اس کے علاوہ ورمس کے

سائی لیشیا کی دوسری جنگ کے اسباب ۱۷۴۴ء

صلح نامہ کو بھی وہ اپنے مفاد کے لئے سخت مضر خیال کرتا تھا کیونکہ گو اس کی مدد سے سابق کے متعدد عہد ناموں کی توثیق کی گئی تھی مگر اس میں صلح نامہ برلن کا مطلق ذکر نہ تھا جس کی رو سے وہ سائی لیشیا پر قابض تھا۔ ڈسمبر ۱۷۴۳ء میں آسٹریا اور سیکسنی کے درمیان وائینا کا معاہدہ ہوا جس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی بڑھ گئے کیونکہ اس معاہدہ کی رو سے آسٹریا کے تمام مقبوضات کی بلا کسی استثنا کے توثیق کی گئی تھی میریا تھیریسا کی روز افزوں اولوالعزمیاں اب پرشیا کے مفاد کے لئے خطرناک نظر آنے لگی تھیں اور یورپ کے فرمانرواؤں میں وہی ایک تھی جسے صلح کی خواہش نہ تھی اور وہ مزید فتوحات اور اپنے نقصانوں کی تلافی کے لئے کوشاں تھی بوہیمیا کو دوبارہ فتح کر لینے اور باویریا پر قبضہ کر لینے

سے اسے اطمینان نہ ہوا بلکہ وہ اس فکر میں تھی کہ السا س اور لارین کو بھی دوبارہ حاصل کرلے اور باویریا کو آسٹریا کے مقبوضات میں شامل کرلے۔ اسکے علاوہ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ گزشتہ انتخاب شہنشاہی کو کالعدم کرکے شہنشاہ کو معزول کرادے۔ فریڈرک کو وائینا کی خبروں سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ سائی لے شیا کو بھی دوبارہ فتح کرنا چاہتی تھی فریڈرک کو اندیشہ تھا کہ اس کے جدید مقبوضات اس کے ہاتھ سے نکل جائینگے اور زیادہ تر اسی اندیشے کی وجہ سے اس نے از سر نو جنگ کی تیاری شروع کردی اور دستور شہنشاہی کے متعلق آسٹریا کا جو طرز عمل تھا اس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی پختہ ہو گئے فریڈرک شہنشاہ چارلس ہفتم کا طرفدار تھا اس لئے باویریا پر آسٹریا کا قبضہ اسے سخت ناگوار تھا۔ اور بیریا تھیری سا کا حکومت شہنشاہی کو خاندان ہیپس برگ کی تک خیال کرنا بھی اسے ناپسند تھا۔ آسٹریا کا اصل مقصد یہ تھا کہ باویریا کو اپنے مقبوضات میں شامل کرے اور خاندان وٹلس باخ کی طرف میریا تھیری سا کا طرز عمل وہی تھا جو اس کے متعلق جوزیف ثانی نے ۱۷۷۸ء اور ۱۷۸۵ء میں اختیار کیا اور فرانسیس دوم نے ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۴ء میں۔ اگر جنوبی جرمنی میں ایک مستقل آسٹروی سلطنت قائم ہو جاتی تو اس سے خاندان ہیپس برگ کا اثر بہت بڑھ جاتا۔ اور خاندان ہوہین زولرن کا اثر اسی قدر گھٹ جاتا۔ مگر فریڈرک کا خیال یہ تھا کہ آسٹریا کا باویریا پر دوا م قبضہ کرلینا حکمرانان جرمنی کے حقوق کا غصب کرلینا تھا اور دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی تھی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کے اس فعل سے خود اس کی حکومت (پرشیا) معرض خطر میں پڑ گئی تھی۔

۱۷۴۴ء کے آغاز ہی سے فریڈرک کو آسٹریا سے پر سر جنگ ہونے کا خیال ہو گیا تھا اور اسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پرشیا کے مقبوضات میں اضافہ ہو۔ اس زمانہ میں شاوگ نی جو اٹھارھویں صدی کے قابل ترین اور نہایت تجربہ کار سفیروں میں تھا میونخ میں فرانس کا سفیر تھا۔ ۲۲ مئی کو فریڈرک نے اس کی معاونت سے "فرانک فورٹ کا اتحاد" قایم کیا جس میں شہنشاہ چارلس ہفتم

فرانک فورٹ کا اتحاد مئی ۱۷۴۴ء

چارلس فلپ رئیس سسلز باخ، الیکٹر پالاٹائن اور رئیس ہیس کیاسیل شریک ہوئے۔ فرانس بھی اس اتحاد میں ایک خفیہ دفعہ کی رو سے شریک ہو گیا بظاہر اتحاد مذکور کے قیام کی غایت یہ تھی کہ جرمنی میں امن و امان قایم کیا جائے، باویریا کو آسٹریا کے پنجے سے آزاد کرایا جائے اور شہنشاہ تسلیم کیا جائے۔ گو اس اتحاد کو جرمنی کے اکثر حکمرانوں نے تسلیم نہیں کیا اور گو اس کی شرائط میں فریڈرک کی حقیقی اغراض کا ذکر نہ تھا مگر ابن سے جرمنی کے معاملات کے متعلق فریڈرک نے آیندہ جو طرز عمل اختیار کیا اتحاد مذکور سے صاف ظاہر ہے اس کی وجہ سے گویا وہ حکمرانوں کے حقوق اور دستور جمہوری کا محافظ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو اس سے ہمدردی ہو گئی۔ ۱۷۸۴ء کے اوائل میں اس نے کاونٹ روھقین برگ کو ایک خفیہ سفارت پر فرانس کے دربار میں بھیجا تھا۔ اس سفارت کا مقصد یہ تھا کہ فرانس کو پرشیا سے ایک معاہدہ کرنے پر آمادہ کرے جس کی رو سے چارلس ہفتم کو آسٹریا کے پنجے سے چھڑانے اور دوبارہ تخت پر متمکن کرنے کے صلے میں سائی لے شیا کا باقی ماندہ حصہ دلایا جائے جو اب تک آسٹریا کے قبضہ میں تھا اور اس کے علاوہ بوہے میا کا ایک حصہ۔ روھقین برگ نے ڈچس شاتو روتین سین اور رشی لیو کی تائید حاصل کی اور جون میں اس کی کوشش سے آمے لو معزول ہو گیا جو اس تجویز کا مخالف تھا۔ آمے لو کے زوال کے بعد جو شو وے لین کی برطرفی (۱۷۴۳ء) کے بعد سے وزیر خارجیہ تھا مارکوس دارژان سون کے تقرر (۱۷۴۴ء) تک خارجی معاملات کا انتظام ایک بے ضابطہ کمیٹی کے سپرد تھا جس میں کاونٹ شاوگ نی، مارشل نوایل اور رُدُوتیل (میرمنشی) شریک تھے انگلستان اور آسٹریا کے خلاف فرانس کی طرف سے مارچ اور اپریل میں جنگ کا اعلان کیا جانا فریڈرک کی خواہش کے مطابق تھا اور اس کے بعد ہی پرشیا، فرانس اور شہنشاہ کے درمیان ان اضلاع کی تقسیم کے متعلق ایک معاہدہ ہوا جو آسٹریا سے فتح کئے جائیں۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس کو نیدرلینڈ میں متعدد مستحکم مقامات ملنے والے تھے، چارلس ہفتم کو بالائی آسٹریا اور تمام ملک

۱۷۶

بوہمیا بہ استثنائے اضلاع کونگ گراٹز، لیٹ مرٹز، پارڈوبٹز وبنزلاؤ جوسائی نے شیا

معاہدہ ابین پرشیا فرانس وشہنشاہ ۵ رجون ۱۷۴۱ء

کے اس حصے کے ساتھ جو برلن کے معاہدے کی روسے پرشیا کو نہیں ملے تھے فریڈرک کے سپرد کئے گئے فرانس سے جونامہ وپیام ہورہے تھے ان کی تکمیل ایک فوجی معاہدے سے ہوئی جو پیرس میں ۵ رجون کو مرتب ہوا۔ شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نیدرلینڈ اور ہینوور پر حملہ کریگا اور اگر چارلس شہزادہ لارین فریڈرک کا مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو واپس کرے تو وہ اس کا تعاقب کریگا۔ فریڈرک نے یہ وعدہ کیا کہ روس اور سویڈن سے معاہدوں کے ہوجانے کے بعد وہ ایک غدار فوج کو لیکر بوہے میا پر حملہ آور ہوگا۔ ۲۴ رجولائی کو شہنشاہ سے ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی روسے چارلس ہفتم نے وعدہ کیا کہ جیسے ہی بوہے میا فتح ہوکر اسکے قبضہ میں آجائے وہ بوہے میا کے چاروں اضلاع مذکورہ بالا فریڈرک کے سپرد کردیگا۔ اب فریڈرک کے تمام مجوزہ انتظامات مکمل ہوچکے تھے۔ فرانک فورٹ کے اتحاد کے قیام سے نہ تو جرمنی میں شہنشاہ کے ساتھ کسی کو ہمدردی ہوئی اور نہ اس میں متعدد رئیس شریک ہوے اور چند روز کے بعد اس کا زور ٹوٹ گیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فریڈرک نے فرانس کی معاونت حاصل کرنے میں نہایت دوراندیشی کی جہاں رائے عامہ بالکل آسٹریا کے خلاف تھی۔

فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے علاوہ شاہ پرشیا نے دوسرے طریقوں سے بھی اپنی قوت کو مستحکم کرنے کی تدبیریں کیں۔ ۲۵ رمئی کو چارلس ایڈورڈ حکمران مشرقی فریس لینڈ نے انتقال کیا۔ فریڈرک نے فوراً اس صوبے پر ان دعاوی کی بنا پر فوراً قبضہ کرلیا جنھیں ۱۶۸۶ء میں شہنشاہ نے تسلیم کرلیا تھا اور صوبۂ مذکور پر ہالینڈ اور ہینوور کے دعاوی کا مطلق لحاظ نہ کیا مشرقی فریس لینڈ کا صدر مقام ایم ڈین تھا، اس پر قبضہ کرلیا گیا اور صوبہ کا انتظام ازسرنو پرشیا کے نمونہ پر کیا گیا گر فریڈرک کو زیادہ تر اندیشہ روس کی طرف سے تھا اور اس کی حملہ آوری سے بچنے کی وہ تدبیر کررہا تھا۔ جنگ ہفت سالہ میں روس نے جو طرزعمل اختیار کیا تھا اس سے فریڈرک کا شبہ اور بھی قوی

۱۷۷

ہوگیا تھا اور روس ہی کے خوف سے اس نے اپنی فوج کو بہت بڑھا دیا تھا اور صلح نامہ برسیں لا کے بعد اس نے اپنے جنگی خزانے کو بھی معمور کردیا تھا ۱۷۴۲ء میں اگر روس نے پرشیا پر حملہ کر دیا ہوتا تو فریڈرک کی تمام تجویزیں خاک میں مل گئی ہوتیں مگر سویڈن کی جنگ نے روس کو حملہ کرانے سے باز رکھا۔ فریڈرک کو اب بھی فکر تھی کہ روس کو حملہ آور ہونے سے کس طرح باز رکھے۔ روس کا وزیر اعظم بیس ٹوزیو ایک زبردست جماعت کا سرغنہ تھا جو روس میں پرشیا کی مخالف تھی اور بہت انتظار کے بعد سال کے آخر میں یعنی ۱۲ نومبر ۱۷۴۳ء کو روس نے صلح نامہ برلن کو تسلیم کرلیا۔

روس کے ڈیوک اعظم پیٹر اور ان ہالٹ زربسٹ کی شادی۔

فریڈرک کے سفارتی کارپردازوں نے روس کی مخالفت کو دور کیا اور انھیں کی کوششوں سے روس کے ولی عہد ڈیوک اعظم پیٹر رئیس ہالس ٹین گوٹورپ کی نسبت ان ہالٹ زربسٹ کی شہزادی صوفیہ سے قرار پائی جس نے کلیسۂ یونان میں داخل ہوکر کیتھرین کا نام اختیار کیا اور جس کا شمار روس کے مشہور حکمرانوں میں ہے یہ نسبت فروری ۱۷۴۴ء میں قرار پائی اور پرشیا کے مخالف بیس ٹوزیو کا اثر چند روز کے لئے زائل ہوگیا جس سے فریڈرک کو امید ہوگئی کہ آسٹریا کی جنگ میں اب روس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سویڈن سے بھی فریڈرک گہرے تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا کیونکہ بوقت ضرورت اس دوستی سے روس پر ایک قسم کی روک ہوسکتی تھی۔ سویڈن کے

پرشیا کی شہزادی ال رکا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے۔

دربار سے سیاسی اور قرابتی تعلقات کے متعلق نامہ وپیام شروع ہوگئے جس میں کامیابی ہوئی۔ جون ۱۷۴۴ء میں فریڈرک کی ہمشیر ال رکا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے ہوگئی اور سویڈن اور پرشیا میں دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے جن کی اہمیت اب فریڈرک کے لیئے بہت زیادہ ہوگئی تھی کیونکہ ۱۷۴۴ء کے موسم گرما میں اسے معلوم ہوا کہ روسی اتحاد کی اب کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ فرانس کا سفیر شتاردی جو حال ہی میں روس میں واپس آیا تھا اسے حکم دیا گیا تھا

۱۷۸

کہ روس سے جون میں چلا جائے اور بیس ٹوزیو کا اثر دوبارہ قائم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے فرانس اب ۵ ر جون کے معاہدے کی شرائط کو ایفا نہ کر سکتا تھا اس لئے از روے شرائط معاہدہ شاہ پرشیا کو یہ حق حاصل تھا کہ جو فرائض اس نے اپنے ذمہ لئے تھے ان کے انجام دینے سے انکار کر دے۔

مگر فریڈرک کو خوب معلوم تھا کہ میریا تھیری سا کبھی مخالفت سے باز نہ آئیگی

فریڈرک کے مقاصد کا خلاصہ جن کی وجہ سے اس نے سائی لے شیا کی دوسری جنگ کو چھیڑ دیا ہو

اور یہ کہ اس کا قصد مصمم ہے کہ سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرے۔ جارج دوم کو ہینو ور کا الیکٹر ہونے کے در پردہ اس سے حسد تھا' اس کا بھی اسے علم تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ باویریا کو آسٹریا کے پنجۂ ستم سے نجات دلانا اور باویریا کے الیکٹر کو جرمنی کی فرماں رواؤں کی جماعت میں دوبارہ جگہ دلانا پرشیا اور جرمنی کے لئے نہایت ہی اہم تھا انھیں وجوہ کے سبب سے باوجود روس کی مخالفت کے امکان کے اور گو فرانس اپنے وعدوں کو ایفا نہ کر سکتا تھا مگر فریڈرک نے ۵ ر جون کے عہد نامے کو عمل میں لانے کا قصد کر لیا اور بوہے میا پر حملہ آوری کی تیاری شروع کر دی تاکہ فرانس سے چارلس شہزادہ لارین اور اس کی غدار فوج کو مراجعت کرنی پڑے۔ اس جنگ سے فریڈرک کا مقصد یہ تھا کہ شہنشاہی سے متعلق میریا تھیری سا کی اولوالعزمیوں اور انقلابی طرز عمل کو روکے اور سائی لے شیا کے باقی ماندہ حصہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ بوہے میا کے ایک جزو پر بھی قابض ہو جائے۔

فریڈرک نے معرکہ آرائیوں کے لئے جو تجویز پیش کی تھی بالکل عام فہم تھی یعنی فرانس کی ایک فوج نیدرلینڈ میں جنگ شروع کرے اور جیسے ہی بوہے میا پر فریڈرک کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے چارلس لارین الساس سے مراجعت کرے ایک دوسری فرانسیسی فوج اس آسٹروی فوج کا تعاقب کرے۔ ۷ ر اگست کو پرشیا کے سفیر ڈوہنا نے آسٹریا کے وزیر اعظم کو مطلع کیا کہ فریڈرک شہنشاہ اور دستور شہنشاہی کی تائید کرنے کا قصد رکھتا ہے

اور ۱۵ر اگست کو پرشیا کی فوج نے پریگ کی طرف کوچ شروع کردیا اور ڈریس ڈین کو چھوڑکر تاکہ سیکسنی سے علانیہ مخالفت نہو چار حصوں (Columns) میں سیکسنی میں سے ہوتی ہوئی بوہے میا میں داخل ہوئی اور باوجود متعدد دقتوں کے پریگ کا محاصرہ کرکے اس پر ۱۶ر ستمبر کو قبضہ کرلیا اس کے بعد بیل آئل کے مشورہ سے جو پرشیا کی فوج میں موجود تھا اور جس نے اپنا رسوخ پھر کچھ پیدا کرلیا تھا فریڈرک نے اپنی ذاتی رائے کے خلاف جنوب کی طرف پیش قدمی کرکے تمام بوہے میا کو فتح کرنے اور خود وائنا پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے کا قصد کیا۔ مگر یہ تدبیر سخت نقصان رساں ثابت ہوئی کیونکہ باتھیانی کی بے قاعدہ فوج نے پرشیا کے ذرائع رسل ورسائل کو منقطع کردیا سیکسنی کے حکمراں آگسٹس نے عہد نامہ وائنا (ڈسمبر ۱۷۴۳ئہ) کے مطابق بیس ہزار کی فوج میریا تھیریسا کی مدد کے لئے روانہ کی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کی وہ فوج جو الساس میں چارلس لارین اور ٹران کے زیر کمان تھی وہ بھی واپس آگئی اور ۲ر اکٹوبر کو باتھیانی کی فوج سے میروٹیٹز میں ملگئی جس کی وجہ سے پرشیا کی فوج سخت خطرے میں پڑگئی۔ آسٹریوں نے باوجود نوایل اور کواگ نی کی فوجوں کی موجودگی کے ۱۳ر اگست کو رائن کو دوبارہ عبور کرلیا تھا اور ۱۰ر ستمبر کو ڈوناورتھ میں پہونچ گئے۔ فرانسیسیوں نے فریڈرک سے جو عہد وپیمان کئے تھے اس کے مطابق انھوں نے آسٹروی فوج کا تعاقب کرکے اس کو پریشان نہ کیا۔ نوایل نے صرف بادیریا میں سیگور کے تحت میں امدادی فوج روانہ کرنے اور فرائی بورگ کا محاصرہ کرنے پر اکتفا کیا اور سکندر وف نے سیگور اور ہیس اور پلاٹینیٹ کی فوجوں کی امداد سے بادیریا کو دوبارہ فتح کرنا شروع کردیا اور ان پر چارلس ہفتم کا قبضہ کرادیا۔ غریب فریڈرک کی کسی نے پرواہ نہ کی۔ ٹران نے اپنی فوج کو شاہ پرشیا اور پریگ کے درمیان میں ڈال کر فن حرب کی اس چال میں فریڈرک کو مات دیدی اور اپنی قابل تعریف چالوں سے فریڈرک کو پریگ سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اس مایوسی اور بدنامی کے بعد فریڈرک نے بوہے میا کا بھی تخلیہ کردیا اور سائی لے شیا کی طرف مراجعت کی۔ وہاں بھی

فریڈرک کے برلن واپس ہوجانے کے بعد آسٹروی ۱۷۴۴-۴۵ء کے موسم سرما میں پہونچ گئے مگر جنوری میں لیوپولڈ آف ڈیسانے ان کو وہاں سے بھگا دیا ۱۷۴۵ء کے اواخر میں فریڈرک خاندان ہیس برگ کے پورے لوجھ سے دبا جارہا تھا اور اسے اب معلوم ہوگیا کہ اس کے فرانسیسی حلیف مطلق قابل اعتبار نہیں مگر اس نے بھی ان کے ساتھ ۱۷۴۲ء میں غداری کی تھی اور اب انھوں نے بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کیا ۔

اس معرکہ آرائی سے صرف فریڈرک ہی کو نقصان نہیں پہونچا تھا کیونکہ گو آسٹریوں کا بوہے میا پر دوبارہ قبضہ ہوگیا تھا مگر باویریا ان کے قبضہ سے نکل گیا تھا اور صرف ان گولڈس ٹاٹ شارڈنگ اور برونا ور پر اسکا قبضہ رہگیا تھا ۔ شہنشاہ بھی ۲۳ر اکتوبر کو میونخ میں داخل ہوگیا ۔ اس کے علاوہ فرانسیسیوں نے فرائی بورگ پر قبضہ کرلیا تھا نیدرلینڈ کے جن مقامات کو مارشل سیکسن نے فتح کرلیا تھا ان پر اس کا قبضہ برقرار تھا اور ۱۸ر نومبر کو مارکوس دارژان سون وزیر خارجیہ ہوگیا تاہم ۱۷۴۵ء کے آغاز میں بمقابلہ پرشیا آسٹریا کی حالت بہتر نظر آتی تھی اور شاہ پرشیا جنگ سے عاجز آگیا تھا اور ایسی شرائط قبول کرنے پر آمادہ تھا جن کی رو سے سائلیشیا اس کے قبضہ میں رہ جائے شہنشاہ چارلس ہفتم کے مویدبیل آئل کو انگریزوں نے گرفتار کرکے قید کردیا تھا اور اس کے دو مہینے بعد ۲۰ر جنوری ۱۷۴۵ء کو ۴۸ سال کی عمر میں افکار اور مایوسیوں اور امراض کا شکار ہوکر شہنشاہ مذکور نے انتقال کیا اس کے انتقال سے فرانس کی حکمت عملی کو سخت صدمہ پہونچا اور فرانکفورٹ کے اتحاد کا خاتمہ ہوگیا ۔ فریڈرک اعظم اب شہنشاہ کے حقوق کا حامی ہونیکا دعوے نہ کرسکتا تھا اور آسٹریا کی مخالفت کا اب اسے تنہا مقابلہ کرنا تھا ۔

پرشیا کی طرح فرانس کو بھی جرمنی کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حیلۂ شرعی باقی نہ رہا کیونکہ اب تک اسے چارلس ہفتم کا موید ہونے کا دعوے تھا اس لئے عزت آبرو کے ساتھ صلح ہوجانے کی کوئی اور صورت سوائے اسکے باقی نہ تھی کہ جنگ پر پورا زور دیا جائے فرانس میں رائے عامہ وسطی یورپ کے

معاملات میں دخل دینے کے خلاف ہو رہی تھی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا تھا
کہ جرمنی کے معاملات میں دخل دینا حماقت ہے۔ انگلستان میں کارٹ ریٹ
کے زوال کے بعد جو اٹھارھویں صدی کے زبردست وزرائے خارجیہ میں
تھا وھگ جماعت پھر متحد ہو گئی اور اس نے معزول شدہ وزیر کی حکمت عملی
کو وسعت دیکر اختیار کر لیا اور گو ہینوور کی سپاہ برخاست کر دی گئی مگر جرمنی
کی ریاستوں کو رقمی امداد دینے کے طریقے کو ترقی دی گئی۔ بالمختصر انگلستان اور
فرانس کی حکومتیں اپنے سیاسی معاہدوں سے عہدہ برآنہ ہو سکتی تھیں اور جنگ
اسی نہج پر جاری رہی مارکوس دارژان سون نومبر ۱۷۴۴ء میں فرانس کا وزیر
خارجیہ ہوا۔ خارجی معاملات کی مطلق بڑی بڑی تجویزیں اس کے پیش نظر تھیں
اور اسے امید تھی کہ ایک زمانہ آئیگا جب کہ یورپ میں فرانس کا بول بالا
ہوگا۔ اس نے آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کو تخت شہنشاہی کا دعویدار بنا کر کھڑا
کر دیا اور باویریا میں فرانسیسی اثر کو برقرار رکھنے کی فکر کی۔ مگر میونخ کے
فرانسیسی سفیر شاولی نی کی کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ دارژان سون نے
باویریا کے مفلوک الحال الیکٹر کو روپیہ دینے سے انکار کر دیا اور میریا تھیریسا
نے نہایت دانشمندی اور سرگرمی دکھائی۔ اپنے حسن تدبیر سے کام لیکر اور
اپنے موجودہ تفوق کا صحیح اندازہ کر کے اس نے قصد کر لیا تھا کہ اپنے
شوہر کو شہنشاہ منتخب کرادے اور سائلیشیا پر دوبارہ قبضہ کرلے۔
اس کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے باویریا کے نوجوان الیکٹر کو
مصالحت پر مجبور کرے۔ یہ نوجوان ابھی صرف ۱۸ سال کا تھا اس کی ماں
خاندان ہیسیں برگ کی ایک شہزادی تھی اور سکندر روف کے ساتھ وہ بھی آسٹریا
سے مصالحت کی خواہشمند تھی آسٹروی سفیر کو نوریڈ دینے کی شرائط کو قبول کرنے
سے نوجوان الیکٹر نے تامل کیا کیونکہ ان کی غایت یہ تھی کہ حالت سابقہ کو بحال
رکھا جائے مگر میریا تھیریسا نے باتھیانی کے زیر کمان اپنی فوجیں باویریا میں
بھیجدیں ۲۴ مارچ کو اس سپاہ نے دریائے ان کو عبور کیا اور فرانسیسی امدادی
فوج کو باویریا سے نکال کر میونخ کے قریب پہونچ گئے۔ الیکٹر آگسٹس برگ کو بھاگ گیا

اور جب اسے معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اس کا ملک آسٹریوں کے قبضہ میں آگیا ہے اور آریم برگ جنوب کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہے تو اس نے مجبوراً سر تسلیم خم کیا ۔

۲۲ ر اپریل کو نوجوان الیکٹر اور میریا تھیری سا کے درمیان فیوسین کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے وہ خاندان ہیپس برگ کا متوسل ہوگیا اور آیندہ انتخاب شہنشاہی میں باویریا کا ووٹ اس نے فرانسس اسٹیفن کو دینے کا وعدہ کرلیا سکسی میں بھی (الیکٹر باویریا) نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرلیا مگر اسے آسٹریا کے ساتھ پرشیا اور فرانس کا مقابلہ کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا گو ایک خفیہ دفعہ کی رو سے اس نے دول بحری کو بارہ ہزار سپاہ سے اس شرط پر مدد دینے کا وعدہ کیا کہ اسکو اسی قدر رقم دی جائے جو اسے فرانس سے اس کے باپ کو ملتی تھی باویریا کے مغلوب ہو جانے اور عہد نامہ فیوسین کے نتائج فوراً ظاہر ہوگئے فرانس کی مداخلت سے جرمنی کا جذبۂ قومی ہمیشہ برانگیختہ ہو جایا کرتا تھا اس لئے سیگور اور اس کی فوج کے اخراج کا باویریا میں جشن منایا گیا اور جرمنی کی تمام چھوٹی ریاستوں کو آسٹریا سے پھر ہمدردی ہوگئی ۔ ہیگ (ہالینڈ) میں بھی جنگ کو جاری رکھنے کی خواہش بڑھ گئی اور سکسنی کا الیکٹر میریا تھیری سا کے سفیر کے سمجھانے سے پوری طور پر شاہ پرشیا کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا اور اس نے بہ عجلت وارسا کے معاہدہ پر دستخط کرکے فرانسس اسٹیفن کے انتخاب کی تائید کرنے اور آیندہ معرکہ آرائی میں آسٹریا کی امداد کے لئے فوج بھیجنے کا وعدہ کرلیا ۔ خدمات مذکورۂ بالا کے صلہ میں اس سے وعدہ کیا گیا کہ آسٹریا کی طرف سے اسے شوی بوس دیا جائیگا اور پرشیا سے جو اضلاع ملینگے اس میں بھی اسے حصہ ملیگا ۔

۱۸ ر مئی کو وارسا کا معاہدہ مرتب ہوا جس کے متعلق گفت و شنید جنوری میں ہو چکی تھی ۔ اس کی رو سے آسٹریا اور سکسنی مستقل طور پر متحد ہوگئے ۔ دونوں حکومتوں نے پرشیا کے حصے بخرے کر دینے کا تہیہ کرلیا اور یہ بھی قصد کرلیا کہ اسکی حدود آیندہ وہی رہیں جو

فریڈرک اعظم یکہ و تنہا رہجاتا ہے ۔

براں ڈین برگ کی قدیم ریاست (Margraviate) کی تھیں میریا تھریسا نے اس طور پر باویریا اور سیکسنی کے ووٹ حاصل کر لئے اور فریڈرک کو بالکل بے یار و مددگار کر دیا۔ انتخاب کے بالکل قریب تک جو ستمبر میں ہونے والا تھا وارثِ ران سوں آگسٹس کو شہنشاہی کی امیدواری کے لئے کھڑا کرنے کی بے سود کوشش کرتا رہا مگر فریڈرک کو معلوم ہوگیا تھا کہ آگسٹس کو اپنا طرفدار بنانا بالکل ناممکن تھا کیونکہ وہ آسٹریا کا متوسل ہوگیا اور اس کے وزیر کولن اور رینز کے الیکٹروں کی طرح انگلستان سے تنخواہیں پا رہے تھے۔ فریڈرک کو جب معلوم ہوا کہ فرانس جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے تو اسے سخت تعجب ہوا کیونکہ اسے امید تھی کہ انگلستان عام مصالحت کے لئے کوشش کریگا۔ روس سے بھی کسی امداد یا دوستانہ وساطت کی امید نہ ہوسکتی تھی کیونکہ وہاں کی ملکہ نے اپریل ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ برلن کے معاہدے کی توثیق نہیں کرسکتی۔ انگلستان نے آسٹریا کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اس میں مطلق ناکامی ہوئی۔ فریڈرک کے لئے سوائے اپنی سلطنت کے ذرائع اور اپنے سپاہیوں کی بہادری کے کوئی سہارا نہ تھا اور سائی لے شیا کی طرف سے اسے سخت بے اطمینانی تھی۔

آسٹریا کی حملہ آوری کے قبل فرانس کو فوں تے نائی کی جنگ (۱۱ مئی) میں فتح ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی سپاہ کی فوجی شہرت ایک حد تک بحال ہوگئی۔ ایک فوج مالے بوا کے زیر کمان اطالیہ بھیجی گئی دوسری فوج کونتی کے زیر کمان الساس کی حفاظت کے لئے متعین کی گئی اور تیسری مارس وی سیکس کے زیر کمان جس کے ہمراہ لوئی پانزدہم بھی تھا نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوئی۔ فلینڈرس میں زیادہ زور لگانے میں لوئی پانزدہم اور اس کے وزراء رائے عامہ پر عمل کر رہے تھے۔ شہنشاہی میں دخل دینے اور جرمنی کے مناقشات سے نفع نہ اٹھانے میں فرانس کا طرز عمل اگر نیک نیتی پر مبنی نہ تھا تو کم از کم قابل فہم ضرور ہے۔ فریڈرک اعظم نے طنزاً کہا تھا کہ تورنے پر قبضہ ہوجانے سے اسے اسی قدر نفع ہوگا جتنا طہماسپ قلی خان کو بابل کے محاصرہ سے مگر سیکس نے

جنگ فون تے نائی ۱۱ مئی ۱۷۴۵ء

۳۰ر اپریل کو تورنے کا محاصرہ شروع کر دیا۔ حلیفوں کی فوجیں کمبرلینڈ کے زیر کمان تھیں جس کی ماتحتی میں آسٹروی جنرل کونگزاایگ تھا اور ڈچ فوج ڈال ڈیک کے شہزادہ کے تحت میں تھی۔ کمبرلینڈ اور کونگزاایگ نے تورنے کا محاصرہ اٹھانے کی ایک زبردست کوشش کی اور ۱۱ر مئی کو فون تے نائی کی جنگ ہوئی جس میں ڈچ فوج کی سہل انگاری سے باوجود انگریزوں اور ہینووریوں کی جاں بازی کے مارشل سکس کو ایک حد تک فتح ہوئی۔ اس کے چند روز بعد کمبرلینڈ کو جیکو بائٹ فریق کی بغاوت کے سبب سے انگلستان کو واپس جانا پڑا اور انگریزی سپاہ کے واپس ہو جانے سے فرانسیسیوں نے لووین داہل کی سرکردگی میں تورنے ژان، بروژے، اودے نارد، دان درموند، ادستان نیوپور اور آتھ[1] پر قبضہ کر لیا۔

فریڈرک نیدرلینڈ کی معرکہ آرائیوں کو پسند نہ کرتا تھا کیونکہ اُن سے بوہے میا میں اسے کوئی مدد نہ ملسکتی تھی اور اس کی برابر یہی رائے تھی کہ جرمنی میں فتوحات حاصل کی جائیں لیکن فون تے نائے کی فتح سے اسے امید ہو چلی تھی کہ انگریز اب صلح کرنے پر آمادہ ہو جائینگے۔ مگر اس جنگ کے بعد ہی آسٹریا اور سیکسنی کی ایک متحد فوج جس میں ۷۵۰۰۰ سپاہی تھے شہزادہ چارلس کے زیر کمان سائی لے شیا میں داخل ہوئی۔ فریڈرک نے ستر ہزار سپاہ لیکر شہزادہ مذکور کو ۵ر جون کو ہوہین فریڈبرگ میں شکست دی معاہدہ ہینوور ۲۶ر اگست اور بوہے میا میں دشمن کا تعاقب کر کے تین مہینے تک فرانسس اسٹیفن کا شہنشاہ منتخب ہونا۔ ۱۳ر ستمبر ۱۷۴۵ء وہاں اس امید میں مقیم رہا کہ فرانس سیکسنی کے خلاف جنگ کا اعلان کریگا اور کمک کو جرمنی کی طرف بھیجیگا۔ فریڈرک اب تک صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اس کے ذرائع آمدنی سب ختم ہو چکے تھے

(۱) جرمنی میں جنگ مابعد کے لئے دیکھو۔ Duc de Broglie, Marie Therese, Imperatice 2 Vols.

فرانس سے بھی اسے کوئی رقمی امداد نہیں ملی تھی اور جنگ فون تے نائے کے بعد جب کونتی اور اس کی فوج رائن کے پار چلی گئی تو جرمنی میں ایک فرانسیسی سپاہی بھی باقی نہ رہا جس کی وجہ سے سیکسنی کو فرانس کی مداخلت کا کوئی خوف باقی نہ رہا۔ برخلاف اس کے فرانک فورٹ جہاں شہنشاہ کا انتخاب ہونے والا تھا میریا تھیریسا کی فوجوں سے گھرا ہوا تھا اور آسٹریا کی حکومت کو انگلستان سے کافی رقمی امداد مل رہی تھی۔

مگر ان ہمت شکن مشکلات سے فریڈرک کو جارج دوم نے ایک حد تک نجات دلائی۔ انگلستان اس وقت جبکہ پائٹ فریق کی بغاوت کو فرو کرنے میں تمام و کمال مصروف تھا اور جرمنی میں جو انگریزی فوج تھی وہ چارلس ایڈورڈ کے مقابلہ کیلئے واپس بلائی گئی تھی جو ۴ر اگست کو انگلستان میں داخل ہوا۔ جارج دوم کو اندیشہ تھا کہ شاہ پرشیا ہینوور پر حملہ کر بیٹھے گا اس لئے اس نے ۲۶ر اگست کو ہینوور کے معاہدہ پر دستخط کرکے اپنے اور اپنے حلیفوں کی طرف سے سائی لے شیا پر فریڈرک کے قبضہ کو برقرار رکھنے کی ضمانت کی اور برلن کے معاہدے کی توثیق کردی۔ مگر شاہ انگلستان کی مصالحت پسندی سے اس کے حلیفوں نے اتفاق نہیں کیا۔ ایک ماہ قبل وائنا کے انگریزی سفیر راین سن نے انگلستان کی طرف سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کردی تھی مگر اہل فیلڈ نے مطلق شنوائی نہ کی اور ۱۳ر ستمبر کو ڈیوک اعظم فرانسس اسٹیفن فرانسس اول کے لقب سے شہنشاہ منتخب ہوگیا۔

میریا تھیریسا کے اہم مقاصد میں سے ایک اب حاصل ہوگیا اور صرف سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا باقی تھا۔ ہینوور کے معاہدے سے وہ اپنے غدار حلیف انگلستان سے ناراض ہوگئی اور اس کے اتحاد سے علحدہ ہوجانا ضروری خیال کیا اسی اثناء میں بروہل نے مارکوس دی دول گرے نان کو یہ سمجھایا کہ آسٹریا اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوجانے چاہئیں شاوگ نی نے بھی ۱۳ر ستمبر کو میونخ سے لکھا کہ وہاں آسٹروی سفیر نے سیکسنی کے سفیر سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وائنا اور ورسائلز کے

سائی لے شیا کی دوسری جنگ کا خاتمہ اور ڈریس ڈین کا معاہدہ ۲۵ ڈسمبر ۱۷۴۵ء

دربار ایک دوسرے کی طرف رجوع ہوں۔ مگر لوئی پانزدہم اور دارژان سون کی مخالفت کی وجہ سے آسٹریا کی یہ پیش قدمی بے سود اور فرانس اور پرشیا کا اتحاد برقرار رہا ۳۰ ستمبر کو گونگ گراٹز سے واپس ہوتے ہوئے فریڈرک نے آسٹریوں کو پھر سوہر میں ہزیمت دی اور سائی لے شیا کی طرف مراجعت کو جاری رکھا۔ مگر آسٹریوں نے باوجود موسم سرما کی قربت کے اہل سیکسنی کی شرکت سے بران ڈین برگ پر حملہ کرنے کا قصد کیا جس سے فریڈرک کو سخت تعجب ہوا۔ فریڈرک اس اثنا میں برلن کو واپس ہوگیا تھا جہاں اسے روس کے اس اعلان کا حکم ہوا کہ روس اگسٹس ثالث کے ملک پر کسی حملے کو روا نہ رکھیگا۔ میریا تھیری سا کی اس جسارت کا حکم فریڈرک کو کاونٹ بروہل کی حماقت سے ہوگیا اور روس کے حملہ کی کچھ پروا نہ کرکے سیکسنی پر اس نے حملہ کرنے کا قصد کرلیا شہزادہ چارلس کی فوج کے مقابلہ پر وہ سیکسنی میں بمقام لوساشیا یکایک پہونچ گیا اور اس فوج کو ۲۳ نومبر کو گراس ہنیرس ڈارف کی جنگ میں ہزیمت دیکر بوہے میا کی طرف بھگادیا۔ ۱۵ دسمبر کو ڈیسا کے شہزادہ نے لیپ سگ پر قبضہ کرکے آسٹریا اور سیکسنی کی متحد فوج کو شکست دی جو مارشل سیکس کے سوتیلے بھائی کاونٹ روٹوسکی کے زیر کمان تھی اس کے بعد تین روز بعد فریڈرک سیکسنی کے دار السلطنت میں داخل ہوا جہاں اس نے سب لوگوں کو اپنے اخلاق اور اعتدال پسندی سے خوش کردیا۔ اس نازک موقع پر ڈریس ڈین کے آسٹروی سفیر ہراخ نے ودل گرے تان کے سامنے فرانسیسی اتحاد کی قطعی تجاویز پیش کیں مگر اس وقت تک نہ تو لوئی پانزدہم نہ دارژان سون فرانس کی خارجی حکمت عملی میں کسی انقلابی تغیر کو عمل میں لانے کے لئے تیار تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسٹریا اور پرشیا کے درمیان ۲۵ دسمبر ۱۷۴۵ء کو ڈریس ڈین میں معاہدہ ہوگیا جس سے سائی لے شیا کی دوسری جنگ ختم ہوگئی۔ اس معاہدے کی رو سے ہینوور کے صلح نامے کی توثیق کی گئی اور پرشیا کے ساتھ سائی لے شیا کا الحاق تسلیم کرلیا گیا۔ فریڈرک نے بھی نئے شہنشاہ کو تسلیم کرنے کا وعدہ کرلیا۔

سائی لے شیا کی دوسری جنگ پرشیا کی تاریخ میں نہایت ہی اہم ہے کیونکہ ملک مذکور ایک تباہ کن ہزیمت سے خود فریڈرک کی جسارت اور جانبازی سے بچ گیا تھا۔ اس جنگ کے اختتام کے بعد وہ پھر سائی لے شیا کا بادشاہ تسلیم کرلیا گیا اور جرمنی میں پرشیا کا اثر ہمیشہ کے لئے قائم ہوگیا۔ فرانس کو ڈریس ڈین کے معاہدہ سے سخت صدمہ ہوا کیونکہ شاہ پرشیا اب اس سے بالکل علٰیحدہ ہوگیا تھا اور سال زیر تذکرہ کے نتائج سال ماسبق (۱۷۴۵ء) سے زیادہ مایوس کن تھے جب باویریا اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ہیٹوورگ کے معاہدے کے بعد فرانسس اول شہنشاہ منتخب ہوگیا۔ اب صرف فلانڈرس اور اطالیہ میں فرانس کو کامیابی کی کچھ امید ہوسکتی تھی مگر اطالیہ میں بھی فرانس پر ۱۷۴۶ء میں ایک سخت مصیبت نازل ہوئی

میریا تھیریسا کا ڈریس ڈین کے معاہدہ کو منظور کرلینا اسی قدر غیر مترقب تھا جتنا کہ لوئی چہاردہم کا صلح نامہ رس وک کو تسلیم کرلینا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ اسی اثناء میں خبر آئی تھی کہ مائی لن پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ہے اور قریب ہے کہ آسٹریا کے تمام اطالوی مقبوضات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں ۱۷۴۶ء میں خاندان ہیپس برگ کو اطالیہ میں نقصان پر نقصان اٹھانے پڑے۔ فرانس نے جواب فون ین بکو کے معاہدے سے ہسپانیہ سے پورے طور پر متحد ہوگیا تھا ایک فوج اطالیہ میں سیلی بوا کے زیر کمان ہسپانی افواج کی امداد کے لئے بھیجی تھی جو ڈان فلپ کے زیر کمان تھی۔ جینوا جو فائنیل کو سارڈی نیا سے بچانا چاہتا تھا ہسپانیہ کا حلیف بن گیا اور کیجیز نے فروری ۱۷۴۵ء میں لوب کو وٹز کو مقبوضات پا پائی سے موڈ نیا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا وہاں لوب کو وٹز کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے شولین برگ مقرر ہوا۔ کیجیز کو حکم دیا گیا کہ جینوا کی طرف کوچ کرکے فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں سے جا ملے جو سیلی بوا اور ڈان فلپ کے زیر کمان تھیں ایلی زابیتھ کا قصد تھا کہ میلانیز فتح ہو جائے لیکن گو فرانسیسی بظاہر اس کی تائید پر تھے مگر مارکوس دار ژان سون کو اس کے مقاصد سے ہمدردی نہ تھی۔ مگر ایلی زابیتھ کا جوش تمام مشکلوں پر غالب آیا

دار ژان سون مین کی اطالیہ میں ناکامی۔

باسگ نانو کی جنگ
۲۷ ستمبر ۱۷۴۵ء

اگست میں شولین برگ اور چارلس ایما نویل نے باسگ نانو میں اپنی فوجیں جمع کیں۔ ہسپانیوں نے جینوا کی ایک زبردست فوج کی مدد سے لوٹونا پارما پیاسین زا اور پاریا پر ستمبر میں قبضہ کرکے مائی لن پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگے۔ شولین برگ نے میلانیز کو معرض خطر میں دیکھکر چارلس ایما نویل کا ساتھ چھوڑ دیا جسے صرف اپنے مقبوضات کی حفاظت کی فکر تھی اور لومبارڈی کے صدر مقام کی حفاظت کیلئے بہ عجلت روانہ ہوا شاہ سارڈی نیا آسٹروی فوج کے چلے جانے سے اب تنہا رہگیا تھا اس لئے گیجیز نے اس پر حملہ کر دیا اور ۲۷ ستمبر کو اسے باسگ نانو کی جنگ میں شکست دی۔ اس کے بعد اس نے لوم بارڈی کی تسخیر شروع کر دی جو فرانسیسی سپہ سالاروں کو ناپسند تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ پیڈمنٹ فتح کیا جائے میلی بوا اور لاس کی الیس سانڈریا کی ناکہ بندی کئے ہوئے تھے اور گیجیز کاسال کو فتح کرکے مائی لن میں ۱۶ ستمبر کو فاتحانہ داخل ہوا گو قلعہ شہر پر ابھی قبضہ نہیں ہوا تھا پرنس لخٹینس ٹین نے جو بجائے شولین برگ کے سپہ سالار مقرر ہوا تھا چارلس ایما نویل کے ساتھ پیڈمنٹ میں رہنا ضروری خیال کیا تاکہ وہ آسٹروی اتحاد پر قائم رہے اس لئے پرنس مذکور ہسپانی پیش قدمی کو روکنے سے مجبور تھا اور معرکہ آرائی خاندان ہیپس برگ کے لئے سخت مضر ہوئی میریا تھیریسا نے اب محسوس کر لیا تھا کہ اطالیہ میں آسٹروی افواج کو کمک بھیجنے کے لئے پرشیا سے صلح کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ چارلس ایما نویل کو یہ بجا شکایت تھی کہ اس جنگ میں اس کی ناکامی کی وجوہ یہ تھیں کہ میریا تھیریسا پرشیا کی جنگ میں بالکل منہمک تھی اطالیہ میں آسٹریا کی فوج ناکافی تھی اور آسٹریا کو صرف میلانیز کی حفاظت کا خیال تھا۔ چارلس ایما نویل نے یہ خیال کرکے کہ آسٹریا نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تھا وہ دارژران سون کی تجاویز کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مناسب خیال کیا کہ خاندان ہیپس برگ کا ساتھ چھوڑ کر فرانس سے مصالحت کرے۔ اطالیہ میں خاندان بوربون کے مقاصد کے حصول اور اس کے اثر کی توسیع میں سارڈی نیا حائل تھا کیونکہ

وہ آسٹریا کا حلیف تھا اور انگریزوں سے اسے مالی امداد ملتی تھی۔ باسگ نانو کی ہزیمت اور ۱۲ ادسمبر کو الیس سانڈریا کے سقوط سے چارلس ایمانویل نے اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا شروع کیا اس کے خاندان کی حکمت عملی یہ تھی کہ خاندان ہائے بوربون وہیپس برگ کے درمیان توازن قوت کو قائم رکھا جائے ۱۷۴۵ء کے موسم خزاں میں آسٹریا سے قرار واقعی امداد ملنے سے اسے مایوسی ہوگئی تھی اس لئے جب دارژان سون نے اس سے آسٹریا اور سارڈی نیا کے اتحاد کو توڑنے کی غرض سے نامہ وپیام شروع کیا تو اس پر چارلس ایمانویل نے پوری توجہ کی۔

دارژان سون نے اس کے قبل ہی نہایت غور و فکر کے ساتھ چند تجویزوں کو حوالہ قلم کیا تھا جنکی غایت یہ تھی کہ جرمنی، سوٹ زرلینڈ اور ممالک متحدہ کے نمونہ پر اطالیہ کی حکومتوں کا ایک دوامی اتحاد اور جمہوری حکومت قایم ہو جائے تاکہ غیر ملکی حکومت کا نام و نشان سرزمین اطالیہ میں باقی نہ رہے اور اطالی نژاد حکمرانوں کے درمیان ایک رشتہ جاگیری (Feudal) پیدا ہو جائے۔ اطالیہ کے احیاء کی یہ تحریک اگر کچھ اہمیت رکھتی ہے تو وہ صرف اطالیہ کی آزادی کی تاریخ میں ہے مگر اس وقت وہ بالکل ناقابل عمل تھی اور اس کے متعلق چارلس ایمانویل اور اس کے مشیروں کا یہی خیال تھا۔ کیونکہ یہ امید نہ ہوسکتی تھی کہ ڈان کارلوس نیپلز کا تخلیہ کردیگا یا ڈان فلپ پارما اور پیاسین زا کے متعلق اپنے دعاوی سے دست بردار ہو جائیگا۔ اطالیہ میں ابھی تک اتحاد قومی کا احساس پیدا نہیں ہوا تھا اور چارلس ایمانویل فرانس کا بندۂ فرمان ہونے کے بجاے شہنشاہ کی برائے نام سیادت کے باقی رہنے کو پسند کرتا تھا۔ دارژان سون نے اس کے قبل ستمبر میں تحریک پیش کی تھی کہ فرانس، ہسپانیہ اور سارڈی نیا متحد ہو کر آسٹریا کو اطالیہ سے خارج کر دیں۔ یہ تحریک پسند کی گئی اور جنگ باسگ نانو اور شہر الیس سانڈریا کے سقوط کے بعد جب کہ بوربون خاندان کی فوجیں ہر طرف فتح یاب ہو رہی تھیں چارلس ایمانویل تو

اطالیہ کے متعلق دارژان سون کی تجویزیں اور ان کا بارآور نہ ہونا۔

نے گفت و شنید کے سلسلہ کو پھر شروع کر دیا۔ ۲۶ ؍ دسمبر کو سارڈی نیا کے وزیر خارجیہ گورزیگ نو نے فتح مند بوربون خاندان سے مصالحت کرنے کی ضرورت کو محسوس کر کے ٹیورن میں ایک یادداشت پر دستخط کر دئے جس میں وہ شرطیں مندرج تھیں جن پر فرانس اور سارڈی نیا کو اتفاق ہو سکتا تھا شرایط مندرجہ سارڈی نیا ڈان فلپ، ونیس موڈنیا اور جینوا کے درمیان اطالیہ کے آسٹروی مقبوضات کے تقسیم کئے جانے سے متعلق تھیں۔ فرانس کا کارپرداز شام پوجو چارلس ایمانوئیل کو آسٹروی اتحاد سے علٰحدہ کرنے اور میلانیز کی اسی لالچ دلانے کی غرض سے ٹیورن بھیجا گیا تھا۔ پیرس کو اس نوشتے کے ساتھ واپس آیا۔ مگر مونٹ گارڈی نو نے جو سارڈی نیا کی طرف سے پیرس میں سفیر تھا شرایط صلح پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے قطعی تصفیہ کرانے اور ابتدائی گفت و شنید کی بنا پر ایک باضابطہ معاہدے کے مرتب کرانے کے لئے شام پوجو ۲۰ ؍ جنوری کو ٹیورن بھیجا گیا اور اسی اثناء میں دارژان سون نے میلی بوا کو مطلع کیا کہ خفیہ نامہ و پیام ہو رہے ہیں اس لئے اُسے صرف مدافعت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہسپانی حکومت کو بھی اس نامہ و پیام کی اطلاع کر دی گئی جس سے وہاں سخت ناراضی پھیل گئی اور آسٹریا سے گفت و شنید ہونے لگی۔ فرانس میں بھی دارژان سون کے طرز عمل پر سخت ردو قدح ہو رہی تھی۔ ٹیورن میں سارڈی نیا کے وزیروں کا خیال تھا کہ دارژان سون کی تجویز کا اصل مقصود یہ نہ تھا کہ اطالیہ کو آزادی نصیب ہو بلکہ فرانس کی قوت میں اضافہ کرانا منظور تھا اس کے علاوہ چونکہ جنوبی اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور شمالی اطالیہ میں اغلب تھا کہ ڈان فلپ کے قدم جم جائیں اس لئے اطالیہ سے آسٹریا کے اخراج سے پیڈمنٹ کے حکمرانوں کے لئے ایک سخت مصیبت کا سامنا تھا سارڈی نیا کے مدبروں کی اس رائے کو انگلستان اور جرمنی کے حالیہ واقعات سے اور بھی تقویت ہوئی۔ چارلس ایڈورڈ کی ہزیمت سے انگلستان کو اپنی سخت تر پریشانیوں سے نجات مل گئی اور جس روز کہ ٹیورن کے ابتدائی معاہدہ پر

دستخط ہوئے اسی روز ڈریس ڈین کا معاہدہ بھی مرتب ہو گیا۔

۴ر جنوری ۱۷۴۶ء کو سائی لےشیا کی دوسری جنگ کے ختم ہونے کی اطلاع ٹیورن پہونچی اور ۱۳ر جنوری کو سارڈی نیا کے دربار کو یہ اطلاع ملی کہ تیس ہزار آسٹروی سپاہی اطالیہ کی طرف کوچ کر رہے ہیں چارلس ایمانوئیل کے لئے بہترین طرز عمل یہ تھا کہ فرانس سے جو نامہ و پیام ہو رہے تھے انھیں چند روز کے لئے اور طول دیدے۔ اس نے جنگ کے التوا پر اصرار کیا اور دار ژان سون نے اس کے فریب میں آکر ۱۷ر فروری ۱۷۴۶ء کو التوائے جنگ کے اس مشہور معاہدے پر دستخط کر دئے جس میں نہ کوئی شرط تھی نہ کوئی استثنا تھا اور جس میں ایک خاص شرط الیس سانڈریا کے محاصرہ کو فوراً اٹھا دینے کے متعلق تھی۔ جنگ اس معاہدے سے فروری کے آخر تک ملتوی کی گئی۔

۲۸ر فروری کو میلی بوا (خرد) جو ٹیورن میں سفیر با اقتدار مقرر ہو کر آیا تھا ٹیورن کے معاہدہ التوائے جنگ کو شایع کرنے کے لئے پیری یان سون میں پہونچا۔ مگر شاہ سارڈی نیا نے اب بالکل قابو پالیا تھا۔ آسٹروی فوج براون کی سرکردگی میں بالکل قریب پہونچ گئی تھی اور ۴ر مارچ کو کاونٹ دی میلی بوا کو جکمہ دیکر جو روودی میں تھا اور اس کے باپ مارشل دی میلی بوا کو متحیر کر کے سارڈی نیا کی فوج نے بیرن ڈی لیوٹ رم کے تحت میں ۸ر مارچ کو آسٹی پر قبضہ کر لیا اور چند روز کے بعد الیس سانڈریا کا محاصرہ بھی اٹھ گیا جس کی وجہ سے ہسپانیہ کی محاصرکن فوج نے ٹوروں ٹو کیطرف مراجعت کی۔ اس طور پر پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے بعد سے دوسری مرتبہ خاندان سوائے نے آزاد شدہ اطالیہ میں شاہ سارڈی نیا کو سربرآوردہ حکمراں بنانے کی فرانسیسی تجویز کو رد کر دیا۔

شمالی اطالیہ سے ہسپانیوں اور فرانسیسیوں کا اخراج

ہسپانیہ کی حکومت جس نے بہت منت سماجت کے بعد ۸ر مارچ کو التوائے جنگ کے معاہدے پر دستخط کئے تھے اب سخت غضب ناک ہو گئی اور پیرس میں بھی آسٹی کے سقوط کے بعد رائے عامہ بالکل

دارژان سون کے خلاف ہوگئی۔ لوئی پانزدہم رائے عامہ سے متاثر ہوکر دارژان سون کے طرز عمل سے روگرداں ہوگیا اور حکومت ہسپانیہ سے مصالحت کرنے کے لئے نوایل کو روانہ کیا۔ میلی بوا کو بھی اس نے حکم دیا کہ ہسپانی جنرلوں کے تحت میں کام کرے۔ دارژان سون کے طرز عمل سے جو مناقشات اور بدگمانیاں پیدا ہوگئی تھیں انکی وجہ سے فرانسیسی اور ہسپانی سپاہ میں اتحاد عمل ناممکن ہوگیا تھا اس لئے آسٹریا اور سارڈی نیا کی فوجیں سوائے چند مقامات کے ہر جگہ فتح یاب رہیں۔ ہسپانیوں نے ۱۹ مارچ کو مائی لن کا تخلیہ کردیا اور پھر پارما اور دوسرے مقامات کا اس کے بعد آسٹریوں نے ڈان فلپ اور میلیبز کو پیاسین زامیں محصور کرلیا۔ ۱۴ جون کو میلی بوا ڈان فلپ کی کمک پر پہونچ گیا اور دوسرے روز پیاسین زا کی جنگ ہوئی جس میں آسٹریوں کا پلہ بھاری رہا اور اگر اہل سارڈی نیا سے رنجش نہ ہوتی تو حلیفوں کی فوج کی مراجعت کو وہ ناممکن کرسکتے تھے آسٹریا کی حکومت نے گفت وشنید کے اس سلسلہ کو منقطع کردیا جو سال ماسبق سے اس کے اور ہسپانیہ کے مابین جاری تھا۔ ۱۷۴۶ء کے اختتام کے قبل فرانسیسی اور ہسپانی فرانس میں بھگا دیئے گئے، چارلس ایمانویل نے فائی نیل اور ساوونا پر قبضہ کرلیا اور ستمبر میں آسٹروی جینوا میں داخل ہوگئے۔

فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ نے ۹ جولائی کو انتقال کیا اور اس کا انتقال زیادہ تر نقصانات مندرجۂ بالا کا باعث ہوا جو خاندان بوربون کو برداشت کرنے پڑے اس کا جانشین اس کا بیٹا فرڈی نند ششم ہوا جو اس کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ فرڈی نند نے بجائے نبر دآزما میلیبز کے ایک نا اہل شخص لاس میناس کو سپہ سالار مقرر کردیا جس نے سوائے کی طرف مراجعت اختیار کی حالانکہ اس زمانہ میں آسٹروی سپہ سالار بوٹا (لخ ٹین سٹین کا جانشین) اور وکٹر ایمانویل میں ناموافقت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے گزشتہ ہزیمتوں کی تلافی کرنے کا اچھا موقع تھا۔ جینوا کی فتح کے بعد آسٹریوں اور سارڈی نیوں

فلپ پنجم کا انتقال ۹ جولائی ۱۷۴۶ء

میں آیندہ معرکہ آرائیوں کے متعلق اختلاف ہوگیا۔ آسٹریا کی حکومت کی خواہش تھی کہ اپنی حالیہ فتوحات سے نفع اٹھاکر ہسپانیوں کو جنوبی اطالیہ سے بالکل خارج کردے اور ہر دو صوبجات سسلی پر قبضہ کرے مگر چارلس ایمانوئیل کو اطالیہ میں آسٹروی حکومت کی مزید وسعت شاق تھی۔ مارشل سیکس کی فتوحات کے مدنظر انگریزوں نے بھی اپنا زور لگاکر یہ طے کرایا کہ فلینڈرس پر فرانس کے دباؤ کو ہلکا کرنے کی غرض سے پرووانس پر حملہ کردیا جائے اور تولوں پر قبضہ کرلیا جائے جہاں فرانس کا بہت بڑا بحری اسلحہ خانہ تھا۔

پرووانس پر حلیفوں نے فروری ۱۷۴۷ء میں حملہ کیا مگر بالآخر پسپا ہوگئے اس کی وجہ کچھ یہ تھی کہ فرانسیسی فوج کا افسر اعلیٰ بیل آئل اپنے فن میں نہایت ہی ہوشیار تھا اور آسٹریا کا سپہ سالار مارکوس دوبوٹا بدقماش آدمی تھا اور کچھ یہ کہ اہل جینوا نے بغاوت کردی اور آسٹریوں اور اہل پیڈمنٹ میں پھر ان بن ہوگئی کہ فرانسیسیوں کو گو کہ جرمنی میں ناکامی ہوئی اور اطالیہ میں بھی ۱۷۴۶ء میں مگر فلاندرس میں انکی فتوحات پرووانس پر حلیفوں کے حملہ کی ناکامی ان کے لئے ضرور باعث مسرت تھی۔

جنوری ۱۷۴۶ء میں ڈیوک دی رشی لیو کے زیر کمان گیارہ ہزار کی سپاہ بھیجکر انگلستان یا اسکاٹ لینڈ پر چارلس ایڈورڈ کی طرف سے یورش کرانے کا فرانس نے ارادہ کیا تھا مگر اس کا کچھ نتیجہ نہ ہوا گو اس سے انگلستان کو کچھ تشویش ضرور ہوئی مگر جنوری ہی میں مارشل سیکس نے بروسیلز کا محاصرہ کرلیا اور ۲۰ر فروری کو وہاں کے صوبہ دار کانٹز نے ہتیار ڈالدئے اور فتح مند سیکس پیرس کو واپس ہوا۔ بروسیلز کے سقوط کی سیاسی اہمیت بہت تھی کیونکہ ہالینڈ اب بالکل فرانس کی زد پر تھا اور دارٹزان سون اگر چاہتا تو اسٹیٹس جنرل کو غیر جانبدار رہنے یا فرانس سے علحدہ صلح کرنے پر مجبور کرسکتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کے بارآور ہونے کا انحصار فوری کارروائی پر تھا قبل اس کے کہ انگلستان ہالینڈ کی مدد کے لئے ایک زبردست فوج بھیجے۔ مگر کسی قسم کی سرگرمی ظاہر کرنے کے بجائے دارٹزان ڈچ سفیہ

واسنے نائز سے عام مصالحت پر بحث کرتا رہا اور نیدرلینڈ کی معرکہ آرائیاں جاری رہیں۔ اینٹ وارپ کے محاصرہ میں لوئی پانزدہم خود موجود تھا اور شہر مذکور سقوط کے بعد قلعہ شہر کی سپاہ نے بھی ۴ جون کو ہتیار ڈالدئے۔ مقامات مون اور شارل روا بھی فرانس کے قبضے میں آگئے۔ ان سنگین نقصانات سے آسٹریا کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ ۱۶ اپریل کو انگریزوں کو کلوڈین میں فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے انھیں نیدرلینڈ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور ملک مذکور میں فرانسیسیوں کی فتوحات کے سیلسلے کو روکنے کے لئے ستمبر میں انھوں نے برٹنی پر یورش کردی۔ مگر لوریان کی تسخیر میں انھیں ناکامی ہوئی اور مارشل سیکس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ حلیفوں کی فوج کا سپہ سالار نااہل چارلس شہزادہ لارین تھا اور اسے پیہم متعدد ہزیمتیں نصیب ہوئیں نامور بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ۱۱ اکتوبر کو سیکس کو جنگ رُوکو میں فتح ہوئی جس پر اس معرکہ آرائی کا خاتمہ ہوگیا اور تمام آسٹروی نیدرلینڈ بہ استثنائے لُم برگ و لگز یم برگ فرانس کے قبضہ میں آگیا۔

نیدرلینڈ میں تو فرانس کو کامیابی حاصل ہوئی مگر اطالیہ میں اسے ناکامی ہوئی اور جولائی ۱۷۴۶ء میں فلپ پنجم کے انتقال کے بعد سے اس کے اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی۔

فرانس کی حالت اب یہ تھی کہ باویریا نے جو اس کا حلیف تھا آسٹریا سے فیوسین کا صلح نامہ کرکے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور پرشیا بھی اس سے علحدہ ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ سمندروں اور نوآبادیوں میں وہ انگلستان کے مقابلے سے عاجز آگیا تھا۔ اس لئے فرانس اب اس فکر میں تھا کہ کسی صورت سے اپنے دشمنوں سے مصالحت کرلے۔ مصالحت میں سب سے زیادہ مارکوس دارژان سون حائل تھا مگر ۱۰ جنوری ۱۷۴۷ء کو وہ معزول ہوگیا اور اس طرح یہ رکاوٹ بھی دفع ہوگئی۔

شمالی اطالیہ میں خاندان بوربون کی ناکامی کا باعث بالاتفاق یہی وزیر قرار دیا جاتا تھا اور چارلس ایمانوئیل سے نامہ و پیام کرنے میں اس نے

جو طرزِ عمل اختیار کیا تھا اس پر اس کے مخالفین نے سخت نکتہ چینی کی ہسپانیہ کے ساتھ جو اس کا طرزِ عمل تھا اس کی وجہ سے بہت سے دشمن اس کے پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ نیدرلینڈ کے متعلق مارشل سیکس کی تجویزوں کی مخالفت کر کے اس نے مارشل مذکور کو بھی اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ سیکس کی خواہش تھی کہ ہالینڈ پر حملہ کر دیا جائے اور وہاں کی حکومت کو علیحدہ صلح کرنے پر مجبور کیا جائے پرنس کونتی کے سپہ سالار اعظم مقرر ہونے سے مارشل سیکس دارژان سون سے اور بھی بدظن ہو گیا گو اس تقرر کا باعث وہ نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارشل سیکس نے میڈیم دی پوم پادور اور خود کونتی کو سے ساز و باز کر کے اور کونسل وزراء اور ہسپانیہ اور سوائے کی تائید حاصل کر کے دارژان سون کو معزول کرنے کی کوشش کی جس میں اسے کامیابی ہوئی دارژان سون کے خلاف جو سازشیں ہو رہی تھیں انکو تکمیل پر پہونچانے کے لئے نوایل نے ایک یادداشت قلم بند کر کے بادشاہ کے ملاحظہ میں ۱۵ دسمبر ۱۷۴۶ء کو پیش کی اس یادداشت میں دارژان سون پر یہ الزام لگائے گئے تھے کہ اس نے ڈچ سے ساز و باز کر لیا تھا ہسپانیہ کو ناراض کر دیا اور ہر طرح سے فرانس کو ذلیل کیا۔ فرانس کی موجودہ سیاسی حالت کا ذمہ دار بھی وہی قرار دیا گیا اور جہالت، جسارت، ناعاقبت اندیشی اور انتہائی غفلت کے الزام بھی اس پر لگائے گئے۔ فریڈرک اعظم بھی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ دارژان سون کی وزارت بالآخر ۱۰ جنوری ۱۷۴۷ء کو ختم ہو گئی۔ دشمن اسکے بہت سے پیدا ہو گئے تھے مگر دوست ایک بھی نہ تھا۔

دارژان سون کی معزولی اس کی حکمت عملی۔

اس کی حکمت عملی کی بنیاد پرشیا سے اتحاد قائم رہنے پر تھی اور اس کا قول تھا کہ فرانس اور پرشیا کا اتحاد ایک ایسا نظام سیاسی ہے جس کی بنیاد نہایت ہی مضبوط ہونی چاہئے۔ اسی تیقن کے سبب سے ۱۷۴۵ء میں آسٹریا سے مصالحت کی گفت و شنید میں ناکامی ہوئی اور اگر اس وقت مصالحت ہو جاتی جو بالآخر ۱۷۵۶ء میں جا کر ہوئی تو فرانس بہت فائدے میں رہتا۔ انحلو اطالوی

کے قیام کے ذریعے سے اطالیہ کے احیاء اور آزادی کے لئے اس نے جو تدبیر سوچی تھی قابل قدر ضرور تھی لیکن اگر اس پر عمل ہوتا تو اطالیہ فرانس کا ایک صوبہ بن جاتا شوو ی کن کے خیال میں اطالیہ کی آزادی صرف اس لئے قابل قدر تھی کہ وہ جزیرہ نمائے مذکورہ سے خاندان ہیپس برگ کے اخراج اور تذلیل کا باعث ہوسکتی تھی مگر برخلاف اس کے دارژان سون اطالیہ کی آزادی کو فی نفسہ ایک اچھی چیز خیال کرتا تھا اس کے متعلق اس کی مساعی کی ناکامی سے فرانس کے دربار میں ہسپانیہ کے ہواخواہوں کو اس پر حملہ کرنے کا ایک موقع ملگیا اور یہی ناکامی اس کے زوال کا باعث ہوئی حالانکہ یہ کوشش اس کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

اہل فرانس کو ایلزابیتھ فارنیس کی اغراض کے ساتھ زیادہ ہمدردی نہ تھی اور یہی خیال دارژان سون کا بھی تھا۔ دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات میں زیادہ گرمجوشی نہ تھی۔ فلیوری کا طرز عمل بھی ہسپانیہ کے ساتھ یہی تھا، دارژان سون بھی اس کے قدم بقدم اس معاملے میں چلتا رہا اور اس کے جانشین نے بھی ہسپانیہ کے ساتھ اسی طرز عمل کو جاری رکھا۔ صلح نامہ فونتین بلو کے متعلق اس کا طرز عمل وہی تھا جو فلیوری کا معاہدہ القصر کے متعلق تھا اسی وجہ سے ہسپانیہ کے دربار کو اس سے بھی نفرت قلبی تھی۔

آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت کی حکمت عملی پر وہ بھی عمل کرتا تھا مگر اس کے عام خیالات ایسے نہ تھے جیسے مارشل سکس یا فرانسیسی بالعموم پسند کرتے اس کا خیال تھا کہ مقبوضات میں اضافہ فرانس کی قوت میں ضعف کا باعث ہوگا اور اس کی خواہش تھی کہ لوئی پانزدہم تمام یورپ کا "ثالث بالخیر اور محافظ" تسلیم کرلیا جائے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا اگر سائی لے شیا پر پرشیا کا قبضہ برقرار رہے اور آسٹریا کمزور رہے تو فرانس کو ہر طرح مطمئن رہنا چاہیے۔ انھی وجوہ کے سبب سے وہ چاہتا تھا کہ اگر عام مصالحت ہو جائے تو فرانس کو جزیرہ راس برٹین کے معاوضے میں اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو جانا چاہئے ڈیوک ڈی بروگلی

نے لکھا ہے کہ "دارژان سون کو دوسرے مدبّروں پر جو فوقیت بلا شک و شبہ حاصل تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنی ذکاوت کی وجہ سے معاملات کے اصل اصول پر بخوبی حاوی ہو جایا کرتا تھا مگر سیاسیات میں اپنی اس قابلیت سے اُسے بہت کم مدد ملتی تھی کیونکہ اسمیں چند معمولی صفتیں نہ تھیں مثلاً مردم شناسی اور امکانات کے احساس کی قوت اور عقل سلیم"

دارژان سون ایک ایماندار وزیر تھا مگر مدبر نہ تھا اور اپنے زمانے کی سفارتی کارروائیوں اور سازشوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا تخت حاصل کرنے کے متعلق کونتی کی خفیہ کوششوں کی اس نے علانیہ مخالفت کی جس کی وجہ سے وہ دارژان سون کا دشمن ہو گیا۔ شاہ پرشیا سے عقیدتمندی رکھنے کی وجہ سے بالاثر بردہل اس کا سخت مخالف ہو گیا جسے معلوم تھا کہ فرانس اور سیکسنی کے مابین دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے لئے دارژان سون کا زوال ازبس ضروری ہے اور ان دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات سے آسٹریا سے بھی مصالحت ہو سکتی ہے۔ فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ اور اس کی بیٹی کے انتقال کے بعد سے جو فرانس کی ولی عہد بیگم تھی فرانسیسی سفارتوں کارروائیوں میں سیکسنی کو بہت کچھ دخل ہے۔ فرانسیسی دربار کی ہسپانی پارٹی جس کے سرغنے نوائیل اور مورے پا تھے اور جس کا موید فرڈی ننڈ ششم شاہ ہسپانیہ تھا یہ چاہتے تھے کہ ولی عہد بیگم متوفیہ کی شادی ولی عہد سے ہو۔ مگر لوئی پانزدہم اور دارژان سون دونوں اس تجویز کے مخالف تھے اس لئے یہ طے ہوا کہ آگسٹس سوم شاہ سیکسنی کی بیٹی سے ولی عہد کی شادی کرنے کے لئے نامہ و پیام کئے جائیں۔

۱۰؍ جنوری ۱۷۴۷ء کو یہ شادی بمقام ڈریس ڈین ہوئی۔ اسی روز دارژان سون معزول ہوا اور سیکسنی حسب سابق آسٹریا کا حلیف [illegible] شادی کے نامہ و پیام کے اثناء میں دارژان سون کی یہ کوشش تھی کہ سیکسنی اور آسٹریا میں جو تعلقات تھے انکو توڑ کر سیکسنی کو پرشیا کا حلیف بنادے اور اس کے بعد پرشیا اور فرانس کی متحد قوت سے

پولینڈ کے تخت وتاج کو سیکسنی کے شاہی خاندان میں موروثی کردیا جائے۔ اگر اس تجویز میں کامیابی ہوتی تو پرشیا اور آسٹریا کی قوت کو سخت صدمہ پہونچتا اور مشرقی یورپ میں فرانس کا رسوخ بہت بڑھ جاتا۔

اس حکمت عملی کے مخالف دو شخص تھے ایک تو کونتی جو آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ دوسرا مخالف بروہل تھا جو پرشیا کے اتحاد کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ مارکوس ڈی ہیزی سا ڈریس ڈین میں کونتی کی خواہش کے مطابق سفیر مقرر کیا گیا جس کی سازشوں کی وجہ سے اس زمانے سے لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں شروع ہوتی ہیں۔

دارژان سون کو درباری سازشوں کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اپنے سفیر کو حکم دیا کہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جو سیکسنی کے الیکٹر کو ناگوار ہو کونتی کو جب یہ معلوم ہوا کہ دارژان سون اس کی سازشوں کی حائل ہے تو اس نے وزیر مذکور کے خلاف میں سازش شروع کردی بروہل کو بھی ایک زبردست موید مارس ڈی سیکس ملگیا جس کی اصل غایت یہ تھی کہ اپنی برادرزادی کو ولی عہد بیگم بنوادے مگر وہ بذات خود دارژان سون کا مخالف تھا اور اس لئے سیکسنی کے وزیر کی حکمت عملی کی تائید پر آمادہ تھا۔ میڈیم ڈی پوم پادور اور نوایل کی تائید حاصل کرکے بروہل اور دارژان سون کی جنگ کا اس نے بروہل کے حق میں فیصلہ کرادیا اور دارژان سون کی مدبرانہ تدابیر جو دانشمندی پر مبنی تھیں خاک میں مل گئیں سیکسنی حسب سابق آسٹریا اور روس کا حلیف بنا رہا اور پولینڈ کو ایک انتخابی ملکیہ (Monarchy) بنانے اور اس کے آنے والی تباہی سے بچانے کا ایک عمدہ موقع جاتا رہا۔[1]

اس کا عزل حق بجانب تھا اور اسکی وجوہ حسب ذیل تھیں۔ اطالیہ

---

(1) Duc de Broglie, Maurice de Saxe et Marquis D'Argenson, Vol ii

متعلق اس کی تدبیریں بار آور نہ ہوئیں ۱۷۹۲ء کے آغاز میں اس نے ہالینڈ کو غیر جانب دار رہنے پر مجبور نہ کرنے میں سخت غلطی کی شاہ پرشیا کی وفاداری پر اس نے اعتماد کلی کرتے میں بھی غلطی کی سیکس اور کونتی سے معاملہ کرنے میں اس نے حسن تدبیر سے کام نہیں لیا۔ اگر اسکی جگہ کوئی دوسرا با تدبیر وزیر ہوتا جس میں اس کے برابر بلند پروازی نہ ہوتی تو نہ صرف اپنے مخالفوں کے جتھے سے واقف رہتا بلکہ اس کو توڑنے کی بھی فکر کرتا۔"

دارڑان سون کی جگہ پر نا اہل لوئی بر ولار دی سیلر مارکوس دی پوئی زیل مقرر ہوا اور اس کا بھائی کاونٹ دارڑان سون وزیر جنگ کی خدمت پر مستقل ہو گیا اور جنگ کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا۔ ۱۷۹۵ء کے موسم خزاں میں جو کانفرنس بریڈا میں ہونے والی تھی ناکام ثابت ہوئی کیونکہ میریا تھیری سا اس وقت جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی جب تک کہ اسے سائی لے شیا اور ان اضلاع کا معاوضہ نہ ملجائے جو چارلس کو دورمس کے معاہدے کی رو سے دیئے گئے تھے۔ اطالیہ میں آسٹروی شولین برگ کے زیر کمان دو ماہ تک جینوا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر اس کو تسخیر نہ کر سکے۔ سارڈینیوں نے ۱۹ر جولائی کو ایک فرانسیسی فوج کا ایکزیلیس میں مقابلہ کیا جو کول دا سی تو پر واقع ہے اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی افسر اعلےٰ شوالیر بیل آئل مارا گیا اور فرانسیسی ڈافنی کی طرف بھاگ گئے جہاں فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کے سپہ سالار مارشل بیل آئل اور لاس میناس بیکار بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سے ۱۷۹۶ء تک یعنی نپولین کی پہلی فرانسیسی معرکہ آرائی تک فرانسیسی فوجیں پھر سر زمین اطالیہ میں داخل نہیں ہوئیں۔"

نیدر لینڈ میں جہاں فرانس دول بحری اور آسٹریا سب سے بر سر پیکار ہو سکتا تھا پوئی سیو نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کا دارڑان سون مخالف تھا یعنی ڈچ کو اس نے صلح کرنے پر مجبور کیا۔ سیکس اور لووین ڈائل کے زیر کمان فرانسیسی فوجوں کو مسلسل فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲ر جولائی کو

ڈیوک آف کمبرلینڈ کو مارشل سیکس نے لافیلڈ میں شکست دی اور گومیس ٹرخٹ پر قبضہ نہیں ہوا مگر لووین ڈائل نے متعدد دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ۱۶ ستمبر کو اس نے برگین اوپ زوم کے زبردست قلعے کو فتح کر لیا۔

انگریزوں کو گو نیدرلینڈ میں ناکامی ہوئی مگر سمندر میں انھیں کا پلہ بھاری تھا۔ دو زبردست بحری شکستوں نے فرانسیسی بحریہ اور تجارت کو تباہ کر دیا ۱۷۴۸ء کے آغاز میں بحری سیادت کا سہرا انگلستان کے سر تھا۔

۱۷۴۷ء میں نیدرلینڈ پر جو حملے ہوئے اور انگلستان کی بحری کامیابیوں سے دو نتایج مترتب ہوئے۔ جمہوری حکومت کے خلاف میں ہالینڈ میں انقلاب برپا ہو گیا۔ جماعت اشرافیہ مغلوب ہو گئی اور ولیم چہارم رئیس آرینج (جارج دوم کا داماد) اسٹاٹ ہولڈر منتخب ہو گیا۔ چند مہینوں کے بعد یہ عہدہ اس کے خاندان میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے موروثی کر دیا گیا۔

ہالینڈ کا انقلاب ۱۷۴۷ء۔

جنگ کا اختتام

دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ عام مصالحت کے لئے ہر طرف سے کوشش ہونے لگی۔ ۱۰ نومبر ۱۷۴۷ء کو جارج دوم نے پارلیامنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ایک کانگریس صلح پر غور کرنے کے لئے عنقریب اسے لاشاپیل میں منعقد ہوگی۔

شرکاء جنگ میں سے انگلستان ہسپانیہ ہالینڈ اور فرانس جنگ کے جاری رہنے سے بیزار تھے۔ فرانس کا خزانہ خالی تھا۔ چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے تخت کا دعویدار) کا اب کوئی پرسان حال نہ تھا، فرانس کا جھنڈا سمندر سے بالکل غائب ہو گیا تھا وہاں کی حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اضافہ ملک کی خواہاں نہ تھی، علاوہ ازیں فرانس میں ہسپانیہ کے دعاوی کا اب کوئی موید نہ تھا۔ ہالینڈ بھی مصالحت کا مخالف نہ تھا کیونکہ مارشل سیکس اور اس کی فوج ظفر موج اسکا گلا دبائے ہوئی تھی۔ انقلاب سلطنت کے بعد ہالینڈ کو کوئی فوجی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اس کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ مزید فوجی اخراجات کو برداشت کر سکے۔ فرڈی ننڈ ششم کے زیر حکومت

ہسپانیہ کے طرزعمل سے ظاہر تھا کہ اب وہ ایلی زابیتھ فارنیس کے حریفانہ طرزعمل کا پابند نہیں ہے بلکہ صلح کا خواہاں ہے۔ انگلستان اور آسٹریا کے تعلقات کشیدہ ہوتے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کی طرح انگلستان نے اس جنگ میں بھی آسٹریا کو رقوم خطیر بطور امداد دی تھیں اور آسٹریا نے اس روپے کو اپنی اطالوی فوجوں پر صرف کیا تھا۔

۱۷۱۵ئہ سے وائینا میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ نیدرلینڈ کی حفاظت دول بحری پر چھوڑ دینی چاہئے اس لئے کہ اس ملک میں فرانسیسی سیادت کے قیام کا انگلستان کو ناگوار ہونا اس کی حفاظت کی کافی ضمانت تھی جنگ کے اخراجات کا بار حسب سابق زیادہ تر انگلستان کو برداشت کرنا پڑا تھا مگر انگریزی حکومت اب اپنے سرد مہر حلیف (آسٹریا) کے لئے زیادہ نقصان برداشت کرنے پر تیار نہ تھی برادران پیل ہم اب کارٹے ریٹ کے طرزعمل کے مویدنہ تھے بلکہ وال پول کی امن پسندی کو انھوں نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ اہل انگلستان کو بالعموم فرانس کے بحرئیے کے تباہ ہو جانے سے اطمینان ہو گیا تھا میس ٹرخٹ کا سقوط اب بالکل قریب تھا، اہل ہالینڈ نے روس کے تیس ہزار سپاہیوں کی آمد و رفت کے اخراجات ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا جو زارینیا نے حلیفوں کے حوالہ کر دئے تھے اور یہ فوجیں اب تک پہونچی بھی نہ تھیں۔ ان سب امور کی وجہ سے صورت حال نہایت اندیشہ ناک ہو گئی تھی اس لئے انگریزی حکومت نے ابتدائی صلح پر دستخط ہو جانے میں عجلت کی

آسٹریا کو صلح کی مطلق خواہش نہ تھی۔ میریا تھیریسا کے دل میں یہ شبہہ پیدا ہو گیا تھا کہ صلح نامہ جات برلن، ڈریسڈن اور ورمس کی وجہ سے جو نقصانات اسے برداشت کرنے پڑے تھے ان کا باعث زیادہ تر انگلستان تھا جس کی نیت اب بھی یہ تھی کہ آسٹریا شاہ سارڈینیا کو مزید علاقہ جات حوالہ کرے۔ ۲۲ رمئی ۱۷۴۶ئہ کو آسٹریا اور روس کے مابین ۱۷۲۶ئہ کے معاہدے کی تجدید کی گئی اور اس میں چند خفیہ دفعات شریک کئے گئے۔ ۱۷۴۸ئہ کے اوائل میں

میریا تھیریسا مصالحت کی مخالفت کرتی ہے

روسی پولینڈ میں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنا کوچ جاری رکھا کیونکہ آگسٹس سوم اُن کے مقابلے پر نہ آیا اور قریب تھا کہ میریا تھیریسا اور اس کے حلیفوں کے ان وحشی معاونوں کے میدان جنگ میں آجانے سے نیدرلینڈ میں مارشل سکس کی فتوحات کالعدم ہو جائیں۔ مگر باوجود ان جنگی تیاریوں کے صلح اب بالکل قریب تھی۔ انگلستان نے فرانسیسی حکومت سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی تھی۔ اور میریا تھیریسا نے بھی انگلستان اور سارڈی نیا کی غداری سے خائف ہو کر اور یہ معلوم کر کے کہ انگلستان اور ہالینڈ مصالحت کے خواہش مند ہیں کاونٹ لوس (پیرس میں سیکسنی کا سفیر) کے ذریعے سے پوبی سیو سے گفت و شنید شروع کی۔[1]

ڈریس ڈین کے معاہدے کے بعد اور پھر سیکسنی کی شہزادی کی جب فرانس کے ولی عہد سے شادی ہوئی تو آسٹریا اور فرانس کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی گئی تھی مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ دارژان سون اس کا مخالف تھا اور اسکا جانشین مستقل مزاج نہ تھا۔ مگر سیکسنی کا وزیر ان ناکامیوں سے مایوس نہ ہوا اور اس نے تیسری مرتبہ سفارتی تعلقات میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی جس سے انگلستان اور سارڈی نیا کو زک پہونچے اور فرانس اور آسٹریا کا نفع ہو۔ مارشل ڈی سیکس میسٹرخٹ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جس پر ہالینڈ کی سلامتی کا دارومدار تھا مگر اسی اثناء میں صلح کی کانگریس اپریل ۱۷۴۸ء میں اے لاشاپیل میں منعقد ہوئی۔ ہسپانیہ سارڈی نیا ہالینڈ موڈی نا اور جینوا کے نائبوں کے علاوہ آسٹریا کی طرف سے کاونٹز شریک تھا، فرانس کی طرف سے کاونٹ دی سائیں سے دے ریگن اور موسیو دی لاپورٹ دوتیل اور انگلستان کی طرف ارل آف سینڈویچ اور سرٹامس رابن سن۔ میریا تھیریسا چاہتی تھی کہ وہ اضلاع اسے مل جائیں

میریا تھیریسا فرانس سے اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کرتی ہے

(1) Duc de Broglie, La Paix d Aix-la-chapelle

جو دورس کے معاہدے کی رو سے اس نے سارڈی نیا کے حوالے کئے تھے۔ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ فرانس سائی لے شیا پر پرشیا کے قبضے کی ضمانت آیندہ کے لئے نہ کرے سائین سے دے ریں نے پہلے تو بظاہر اس کی تجویز سے اتفاق ظاہر کیا مگر پھر یکایک اپنا رخ بدل دیا اور اس نے انگلستان کی تجویزوں کو منظور کر لیا۔ یریا تھیری سا کو بھی مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ وہ بغیر سارڈی نیوں کی مدد کے اطالیہ میں اور بغیر انگریزوں اور ڈچ کی مدد کے فلینڈرس میں جنگ کو جاری نہ رکھ سکتی تھی۔ اس کی حالت نہایت سقیم تھی اس لئے مجبوراً اسے بھی انھیں شرائط کو منظور کر لینا پڑا جس پر انگریز اور فرانیسی متفق ہو گئے تھے ؛

قبل اس کے کہ عام مصالحت کی تجاویز پر آسٹریا اور ہسپانیہ اپنا قطعی اتفاق ظاہر کریں انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے سفیروں نے مبادیات صلح پر ۳۰ ر اپریل ۱۷۴۸ء کو دستخط کر دئے مگر قطعی معاہدہ ۱۵ ر اکتوبر تک نہ ہوا اس معاہدے کی رو سے سائی لے شیا اور کلائز پر پرشیا کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا سوا سے

معاہدہ اے لاشاپیل ۱۷۴۸ء

اورنیس چارس ایمانوئل کے حوالہ کئے گئے گو اسے فائی نیل سے دست کش ہونا پڑا مگر لوم بارڈی میں جو علاقے اسے صلح نامہ دورس کے ذریعے سے ملے تھے ان پر اس کے قبضے کو تسلیم کر لیا گیا۔ جینووا اور ڈیوک آف موڈنیا کے جو علاقے چھن گئے تھے وہ واپس کرا دئے گئے۔ فرانس نے فرانسس کو شہنشاہ اور جارج دوم کو انگلستان کا بادشاہ تسلیم کر لیا، سرحدی قلعے ہالینڈ کو واپس کر دئے اور ڈنکرک کی ساحلی فصیلوں کو مسمار کر دینے آسٹروی نیدرلینڈ کا تخلیہ کرنے اور انگلستان کے تخت کے دعویدار چارلس ایڈورڈ کو اپنے ملک سے خارج کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں مدراس انگلستان کو واپس کیا گیا اور لوئی برگ اور جزیرۂ والس برٹین فرانس کو واپس مل گئے ہسپانیہ نے شہنشاہ کو تسلیم کر لیا اور انگلستان کے حق آسیان تو کے معاہدہ کی توثیق کر دی جس کی رو سے انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز

جنوبی امریکا کو بھیجنے کی اجازت تھی۔ ڈان فلپ کو پارما پیاسین زا اور گواس ٹالا ایک موروثی ریاست کے طور پر مل گئے مگر یہ شرط لگا دی گئی کہ اگر اس کے ورثاء ذکور باقی نہ رہیں تو ریاست مذکور آسٹریا کے قبضے میں آ جائے۔ مستثنیات مذکورۂ بالا کے علاوہ آسٹریا کا انتظام جانشینی برقرار رہا۔ شہنشاہ کا انتخاب تسلیم کر لیا گیا اور اثناء جنگ میں جو علاقے فتح ہو گئے تھے سب واپس کروئے گئے۔

پرشیا کے علاوہ دول بڑی میں سے کسی کو اس جنگ کے نتائج سے مسرت ہوئی ہوگی۔ چارلس ایمانویل کو فائی نیل کی ریاست سے محروم کر دئے جانے سے سخت مایوسی ہوئی کیونکہ یہ علاقہ اس کے اطالوی مقبوضات اور سمندر کے درمیان حائل تھا۔ پیاسین زا سے بھی طوعاً وکرہاً دست بردار ہوا کیونکہ یہ شہر اس کو دورمس کے معاہدے کی رو سے ملا تھا۔ مگر اسے مجبوراً سر تسلیم خم کرنے پڑا کیونکہ ہسپانیہ کا اب تک سوائے اور ہینس پر قبضہ تھا اور ریلانیز کے ایک جزو پر اس کا قابض ہونا آسٹریوں کو شاق تھا۔ فرانس اور دول بحری کی پیش کردہ شرائط کو اس نے منظور کر لیا مگر صاف کہدیا کہ انگلستان نے مجھے سخت دھوکا دیا۔

اسی طور پر ہسپانیہ فرانس سے ناراض ہو گیا لیکن اب فلپ پنجم اور ایلی زابیتھ کا زمانہ باقی نہ تھا لیکن فرڈی ننڈ ششم نے گو وہ فرانس سے سخت ناراض تھا مگر سوائے اور ہنیس سے دست کش ہو جانا منظور کر لیا اور اس کے معاوضے میں اپنے سوتیلے بھائی ڈان فلپ کے لئے پارما پیاسین زا اور گواس ٹالا لیلیا انگلستان کے بحری تفوق کی وجہ سے مزید مقابلہ بالکل ناممکن تھا اس لئے فرڈی ننڈ نے مجبوراً ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اگر ہسپانیہ اور سارڈی نیا کا شرائط صلح سے شاکی ہونا بجا تھا تو ان کے مقابلے میں میریا تھیریسا کا غیظ و غضب اور بھی حق بجانب تھا۔ برلن، ڈریسڈن اور دورمس کے معاہدے انگلستان کے مشورے سے ہوئے تھے اور اب پھر چوتھی مرتبہ انگلستان کا مشورہ تھا کہ میریا تھیریسا اپنے کچھ اور مقبوضات سے دست کش

ہو جائے سائی لے شیا سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہو جانا اسے سخت ناگوار تھا اور وہ یہ چاہتی تھی کہ جو علاقے سارڈی نیا کو دورسس کے معاہدے کی رو سے ملگئے ہیں اسے واپس دلائے جائیں۔ چارس ایمانوئیل کے مقبوضات میں مزید توسیع ہونے اور پارما میں ڈان فلیپ کے برسر حکومت ہونیکی بھی وہ مخالف تھی۔ اہل ہالینڈ فرانس سے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکتے تھے اور سرحدی شہروں سے فرانس کے حملے رک نہ سکتے تھے۔ یہ ہر دو امور گزشتہ جنگ میں پوری طور پر ثابت ہو گئے تھے اس لئے کانٹز نے اعلان کر دیا کہ میں انتظامات سابقہ کے بحال کرنے کی تجویز سے کبھی اتفاق نہیں کر سکتا۔ مگر اس اعلان کی اصل وجوہ یہ تھیں کہ میریا تھیری ساکو یقین کامل ہو گیا تھا کہ ہالینڈ بالکل انگلستان کا دست نگر ہے اور ملکۂ مذکور نے قصد مصمم کر لیا تھا کہ آیندہ کے لئے انگریزی حکومت کی ممنون احسان نہ رہے۔ اس لئے کانٹز نہایت ہوشیاری سے سائین سے دی رین کو اپنا ہم خیال بنانے اور انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے اتحاد کو کالعدم نے کی فکر میں ہو گیا۔

مگر انگلستان اور ہالینڈ گو ہالینڈ کا شمار اب دول عظمےٰ میں نہ تھا اپنے اتحاد پر قائم رہے اور لوئی سیو نے بھی نہ تو آسٹریا کی کسی صورت سے ہمت افزائی کی اور نہ آسٹریا کے باقی ماندہ مقبوضات کی سلامتی کی ضمانت اس طرح پر کی جیسے کہ سائی لے شیا پر پرشیا کے قبضہ کی ضمانت کی گئی تھی جرمنی میں روسیوں کی موجودگی کی وجہ سے مصالحت میں مزید تاخیر خطرناک تھی اس لئے انگریزی حکومت نے میڈیم دی پوم پادور کی پوری تائید سے اے لاشاپیل کے معاہدے کی تکمیل کے لئے سرگرمی سے کوشش شروع کر دی فرانس کو ہموار کرنے کے لئے میریا تھیری سا اس کے بعد بھی کوشاں رہی، مگر اب وہ بالکل بے یار و مددگار تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ چارس ایمانوئیل اس کا ساتھ چھوڑ کر پھر فرانس سے مل جائے گا اس لئے اس نے مجبوراً انگلستان ہالینڈ اور فرانس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا

جیسا کہ چارلس ششم نے بدرجہ مجبوری ۱۷۳۸ء میں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے لئے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آسٹریا اگر انگلستان کا ساتھ چھوڑ دیتا تو انگلستان اپنی بحری فوج کے زور پر جنگ کو جاری رکھ سکتا تھا لیکن آسٹریا اگر اطالیہ میں سارڈی نیا کی فوج کی امداد سے محروم ہو جاتا اور فلینڈرس میں ڈچ اور انگریز اس کی کمک پہ نہ ہوتے تو وہ ایک روز بھی جنگ کو جاری نہ رکھ سکتا تھا۔

۱۶ر اکتوبر ۱۷۴۸ء کو انگلستان فرانس اور ہالینڈ نے اے لاشاپیل کے معاہدے پر دستخط کر دئے ہسپانیہ نے ۲۰ر اکتوبر کو معاہدۂ مذکور سے اپنا اتفاق ظاہر کیا، آسٹریا نے ۸ر نومبر کو اور سارڈی نیا نے ۲۰ر نومبر کو

مگر باوجود ان علاقوں کے اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے ۱۷۴۸ء میں آسٹریا کی حالت بمقابلہ ۱۷۴۱ء کے بہتر تھی جب کہ یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ "آسٹریا کا خاندان شاہی دنیا سے مٹ گیا"، ۱۷۴۸ء میں خاندان ہیپس برگ کا اثر یورپ میں خاندان بوربون سے زیادہ تھا کیونکہ ہنگری بمقابلہ سابق کے اس سے زیادہ متحد ہو گیا تھا اور مشرقی صوبجات کے فوجی ذرائع کا اب وائینا میں بخوبی احساس ہو گیا تھا۔ اس لئے علاوہ باویریا اور سیکسنی کی حالت اس کے متوسلوں کی تھی اور ۱۷۴۶ء کے روسی اتحاد سے اسے مزید تقویت تھی فرانس سے اتحاد پیدا ہونے کی کارروائی جاری تھی۔

۱۷۴۸ء میں دول عظمے کی قوتوں میں باہمی تناسب آسٹریا۔

اور پروٹسٹنٹ سلطنتوں کے خلاف میں کاتھولیک سلطنتوں کا ایک اتحاد قائم کرنے کا خیال آسٹریا اور پیرس کے اہل سیاست کے پیش نظر تھا۔

آسٹریا کے منافع اس کے نقصان سے کہیں زیادہ تھے اور جنگ سے اس کی قوت میں ضعف نہیں آیا بلکہ اس نے اپنے نظام حکومت میں زبردست اصلاحیں کر کے اپنی خارجی حکمت عملی پر نظر ثانی شروع کر دی اور مرکزی حکومت کو قوی تر کرنے اور جملہ انتظامات کو پختہ کرنے کا کام شروع کر دیا مگر اس جنگ کے بعد پرشیا سارڈی نیا اور روس کی نئی سلطنتوں نے

پرشیا اور اطالیہ

ترقی کی طرف اپنے قدم بڑھانے شروع کئے۔ پرشیا اب دفعتہً دول عظمیٰ میں شامل ہوگیا اس کی فوج یورپ میں بہترین تھی اسی وجہ سے ہر سلطنت اس سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کی حصول ملک کی امنگوں سے روس اور آسٹریا کو اس سے سخت مخالفت ہوگئی تھی۔ سارڈی نیا نے اپنی مرکزی قوت کو تقویت دینے اور اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کی تھیں۔ اس جنگ سے اس کے مقبوضات میں پھر اضافہ ہوا تھا دارژان سون کی مساعی کارگر ثابت ہوئیں مگر ایلی زابیتھ کی کوششیں بالآخر بارآور ہوئیں اور پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی سے اطالیہ کی حالت بہتر ہوگئی ہسپانی بوربون خاندان کی دو شاخیں اطالیہ میں مسلط ہوگئیں سارڈی نیا کے مقبوضات میں اضافہ ہوا اور گولا دین کے ہیپس برگ خاندان کا ایک شہزادہ ٹسکنی کا حکمراں مقرر ہوا مگر یوٹ ریخٹ کا صلح نامہ پس پشت رکھ دیا گیا اور اطالیہ جرمنی حکمرانوں کی حکومت سے بہت کچھ آزاد ہوگیا لہ

روس

زاری نا ایلی زابیتھ کے زیر حکومت روس نے ترقی کی وہ راہ اختیار کرلی تھی جو پیٹر اعظم بتا گیا تھا اور یورپ کی سر برآوردہ حکومتیں اس سے اتحاد پیدا کرنے کی خواہاں تھیں اور اس کے روزافزوں اثر کو فرانس اندیشے کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ ۱۷۵۶ئ میں وائینا اور آسٹریا کے درباروں میں گہرے اتحاد کا پیدا ہوجانا میریا تھیریسا کا ایک زبردست کارنامہ تھا جس سے فریڈرک کو سخت خطرہ تھا۔ بالمختصر روس کی روز افزوں اہمیت سے تمام یورپ متاثر ہوا تھا جرمنی میں ۱۷۴۸ئ میں ایک روسی فوج کی پیش قدمی اور زارینیا کے اس مطالبے سے کہ اسے لاشاپیل کی مصالحت میں اسے بھی شرکت کا موقع

لہ اطالیہ اور یورپ پر ایلی زابیتھ فارنیس کے اثر کے متعلق دیکھو:۔

Armstrong, Elezabeth Farnese. p. 398

اٹلی ۱۸۴۸ء میں

بنادر ٹسکنی

(۱) پیوم بینو۔
(۲) تلاموں۔
(۳) آربی ٹیلو۔
(۴) پورٹو ارکول۔
(۵) پورٹو سان سٹیفنو۔
(۶) پورٹو لون گون۔

ٹسکنی

دیا جائے یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ نہ صرف مشرق میں روس کے اثر کو بڑھانا چاہتی ہے بلکہ مغربی یورپ کے سیاسی معاملات میں بھی دخل دینا چاہتی ہے روس اور پرشیا کے عروج کے ساتھ ہی ساتھ فرانس کی قوت میں ضعف کے آثار نمودار ہوگئے۔ روس کی تدبیروں کو رد کرنے میں فرانسیسی مدبروں کو ہمیشہ دقت ہوتی تھی ۱۷۴۸ء کے بعد یہ دقت اور بھی بڑھ گئی۔ اس جنگ سے فرانس کے مقبوضات میں کوئی کمی نہیں ہوئی مگر فلیوری کی غفلت سے

فرانس

اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا تھا اس کا بیڑہ قریب قریب نیست و نابود ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اسکی نوآبادیاں اس کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ مصالحت میں عجلت زیادہ تر میڈیم دوپوم پادور کے اثر سے ہوئی اور اہل فرانس کو اس کی شرائط سے سخت مایوسی ہوئی۔ ان کا خیال تھا کہ بیلجیم کی فتح کے بعد فرانس کو اس کا کچھ حصہ اپنے قبضے میں رکھنا چاہئے تھا کیونکہ اسکے ایک لاکھ آدمی اس جنگ میں ضائع ہوئے تھے مگر بجائے کسی نفع کے اس کا قرضہ بیحد بڑھ گیا تھا سائی لے شیا فریڈرک اعظم کو مل گیا ڈان فلپ کو ایک ریاست ملگئی اور تاج شہنشاہی تین سال کے لئے چارلس ہفتم کو ملا۔

دوران جنگ میں ہندوستان میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مقابلے

ہندوستان میں باوجود فرانسیسی حکومت کی غفلت کے ڈوپلے کی کوشش اور قابلیت سے فرانس کا پلہ بھاری رہا۔ اسکی کارروائیوں سے تجارتی اولوالعزمیوں میں بیحد ترقی ہوئی تھی اور فرانسیسی کمپنی جسکی بنیاد کولبیر نے ڈالی تھی ہندوستان کی تجارت میں انگلستان کی ایک زبردست رقیب بنگئی تھی۔ اس کے قبل انگلستان کا رقیب ہالینڈ تھا مگر مسلسل لڑائیوں سے وہ اس قدر کمزور ہوگیا تھا کہ اس نے فرانس اور انگلستان کی اس کشمکش میں کوئی حصہ نہ لیا۔ انگریزوں کے صدر مقامات ہندوستان میں بمبئی مدراس اور کلکتہ تھے اور فرانسیسیوں کی تجارتی کوٹھیاں سورت مچھلی پٹن، چندر نگر اور پانڈیچیری میں تھیں۔ بحر ہند میں جزائر فرانس و بوربون بھی

ان کے قبضے میں تھے۔ ڈوپلے ۱۷۴۲ء سے پانڈی چیری کا گورنر تھا اور ۱۷۳۱ء میں چندرنگر کا گورنر مقرر ہوا۔ اس کے پیش رو فرانسوی مارتن اور دوما تھے جنھوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ فرانسیسی کمپنی کے اثر کو بڑھایا اور اس کی تجارت کو ترقی دی مگر ڈوپلے نے ایک کامیاب تجارتی مشارکت کے صدر ہونے پر قناعت نہ کی بلکہ اس کی آرزو تھی کہ انگریزوں کو ہندوستان سے خارج کر دے اور ہندوستان میں ایک زبردست فرانسیسی سلطنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بوسی کی امداد سے ہندوستانی حکمرانوں کی سازشوں میں دخل دینا شروع کیا اور ہندوستانی سپاہیوں کو یورپ کے طریقے پر قواعد سکھانی شروع کی۔ مگر ۱۷۴۴ء میں جب انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فرانس کی بحری قوت کے ضعف کی وجہ سے اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا۔ مگر ماریشیش کے گورنر لابوردونائی نے جسے فن حرب میں بمقابلہ ڈوپلے کے زیادہ دخل تھا جہازوں کے بیڑے کے رکھنے کی اہمیت کو محسوس کر کے چند جہاز بہ عجلت جمع کئے اور ڈوپلے کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ۲۱ ستمبر ۱۷۴۶ء کو اس نے مدراس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے اپنا شہر اس شرط پر اس کے حوالے کر دیا تھا کہ پھر چار لاکھ چالیس ہزار پونڈ پر خرید لیا جائیگا۔ لابوردونائی پر الزام لگایا جاتا ہے کہ مدراس کی انگریزی کونسل کے اراکین نے اسے رشوت دی تھی، برخلاف اس کے ڈوپلے چاہتا تھا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ اس لئے شہر مدراس کی حوالگی کی شرائط کے متعلق دونوں میں سخت نزاع ہوگئی۔ ڈوپلے نے بالآخر مدراس کو واپس کرنے کا وعدہ کر لیا اور لابوردونائی اپنے افعال کی جوابدہی کرنے کے لئے فرانس واپس گیا۔ ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۱ء تک وہ قیدخانہ باسٹیل میں قید رہا اور گو وہ الزامات مذکورۂ بالا

(۱) یہ جزیرے اب ماریشیش کے نام سے مشہور ہیں اور ہندوستان اور راس امید کے درمیان ان کا موقع نہایت ہی اہم ہے۔

بری ہوگیا مگر اس بدسلوکی سے وہ ۱۷۵۳ء میں مرگیا۔ اس اثناء میں دوپلے نے نواب کرناٹک کو ہزیمت دیکر فرانس کی فوجی شہرت کو بڑھا دیا تھا۔ مدراس کو اس نے اپنا قلعہ برقرار رکھکر قلعہ سینٹ ڈیوڈ پر حملہ کردیا۔ لوس کاوین اور ایک انگریزی بیڑے نے قلعۂ مذکور کو بچالیا مگر پانڈی چیری پر حملہ کرنے میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی اے لاشاپیل کے صلحنامہ کی رو سے دونوں فریق اپنی اپنی فتوحات سے دست بردار ہوگئے لیکن ۱۷۵۴ء تک جب کہ دوپلے واپس بلالیا گیا ہندوستان میں انگلستان کے مقابلے میں فرانس کا اثر غالب تھا۔ دوپلے کی واپسی کے بعد ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کے قیام کی کوئی امید باقی نہ رہی۔

امریکا میں لوئی برگ جزیرہ راس برٹین کا صدر مقام اور کناڈا کے فرانسیسی مقبوضات کی کلید تھا مگر فرانسیسی اس کی حفاظت نہ کرسکے اور وہ ان کے قبضے سے نکل گیا۔ جزیرۂ مذکور کے انکے ہاتھوں سے نکل جانے سے

فرانسیسی شمالی امریکا میں

سینٹ لارینس اور کناڈا کی حفاظت کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہا اور بحری ہزیمتوں کی وجہ سے فرانس اپنے آبادکاروں کی امداد سے مجبور تھا۔ صلح نامہ اے لاشاپیل میں لوئی برگ مدراس سے بدل لیا گیا اور شمالی امریکا میں فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات کی حدود کے تعین کے لئے کمشنر مقرر کئے گئے۔ امریکا اور ہندوستان میں جس نہج پر جنگ ہوئی اس سے ثابت ہوگیا کہ فلیوری نے بحریہ کو کس مپرسی میں چھوڑدینے میں کس قدر غفلت کی تھی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرانس نے اپنی دور افتادہ نوآبادیوں اور ان کے گورنروں کے ساتھ جو طرز عمل اٹھارھویں صدی کے وسط میں اختیار کیا کس قدر غلط تھا۔

برطانیہ عظمیٰ کی بحری سیادت میں اب کوئی شک وشبہ نہ تھا اور گو فرانس فلینڈرس میں فتح یاب ہوا اور ہندوستان میں اسکی حالت حسب سابق تھی مگر داخلی اور خارجی معاملات میں اس کا ضعف ظاہر تھا اور اس کے دانشمند ترین وزیر اس بات کو دنیا سے اب نہیں چھپا سکتے تھے

کہ فرانس میں اب حسن انتظام یا اعلیٰ درجہ کی حکومت کا نام تک نہ تھا جو لوئی چہار دہم کے عہد حکومت کی ممتاز خصوصیات میں تھے۔ اے لاشاپیل کا معاہدہ شرکاء جنگ کے خستہ حال ہو جانے سے ہوا تھا اس لئے اس سے حقیقی مصالحت نہیں ہوئی مثلاً امریکا میں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کی نزاعوں کا تصفیہ نہیں ہوا اور اس کے دفعہ ۱۸ کی رو سے الیکٹر پلاٹین کے ان دعاوی کے تصفیہ کو ملتوی کر دیا گیا جو اس نے دول بحری اور آسٹریا کے خلاف میں پیش کئے تھے۔ اس صلح نامے کی ترتیب میں افسوسناک عجلت سے کام لیا گیا، آسٹریا اور پرشیا کے درمیان جو نزاع سائلیشیا کے متعلق تھی اس کا کوئی تصفیہ نہ ہوا اور انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان جو ناگزیر جنگ نو آبادیوں اور ہندوستان میں ہونے والی تھی آٹھ سال کے لئے ملتوی ہوگئی جس میں یورپ میں امن ضرور تھا مگر سکون قلب کسی کو نہ تھا۔ کسی کا قول ہے کہ وہ کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں اتنے اہم واقعات ہوئے ہوں اور اس قدر جانوں اور روپیہ کا نقصان ہوا ہو اور پھر اس کے اختتام پر ان اقوام کی جو اس میں شریک تھیں قریب قریب وہی حالت رہی ہو جو اس کے آغاز میں تھی"۔ اس سے ظاہر ہے کہ اے لاشاپیل کی صلح محض عارضی تھی۔

اے لاشاپیل کی صلح محض عارضی تھی۔

باب ہشتم

انقلاب سفارتی

۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء

۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۶ء تک ایک تغیرات کا عہد ہے۔ آسٹریا کی اصلاحیں میریاتھیریسا کے مقاصد کانیٹز کی حکمت عملی۔ انگلستان اور وائینا میں کشیدگی کا بڑھنا۔ آرچ ڈیوک جوزیف کے "شاہ روما" منتخب ہونے کا مسئلہ۔ ماشول کی کوششیں اصلاح کے لئے۔ پیرس کے پارلی مان کی جدوجہد دربار اور پادریوں سے۔ لوئی پانزدہم۔ فرانس کی شاہی حکومت کا انحطاط۔ فرانس اور آسٹریا اور روس کے سفارتی تعلقات۔ ۱۷۵۴ء میں جنگ کا اندیشہ انگلستان اور فرانس امریکا اور ہندوستان میں۔ فرانس اور پرشیا کا اتحاد۔ فرانسیسی حکمت عملی مشرقی یورپ میں۔ فریڈرک اعظم کی حیثیت۔ اس کے تعلقات فرانس سے انگلستان جنگ کی تیاری کرتا ہے۔ ویسٹ منسٹر کا معاہدہ۔ فرانس اور آسٹریا کے درمیان نامہ و پیام ۱۷۵۵ء و ۱۷۵۶ء ورسائلز کا پہلا صلح نامہ یکم مئی ۱۷۵۶ء۔ انقلاب سفارتی ۱۷۵۶ء۔

۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء تغیرات کا عہد۔

۱۷۵۶ء میں قدیم نظام سفارتی شکست ہوگیا اور بجائے اسکے ایک نیا نظام وجود میں آیا۔ آسٹریا اور فرانس نے دوسو سال کی مخالفت کے بعد اپنی باہمی رقابت کو خیرباد کہا اور ایک اتحاد قائم کرلیا جو فرانسیسی انقلاب تک باقی تھا۔ آسٹریا نے دول بحری سے اپنے قدیم تعلقات کو منقطع کردیا اور پرشیا آسٹریا کا حلیف ہوگیا۔

اے لاشاپیل کے معاہدے سے کسی کو خوشی نہ ہوئی۔ فرانس کو اُس جنگ سے کوئی نفع نہ ہوا۔ انگلستان کو اپنی فتوحات سے دست بردار ہونا پڑا۔ پرشیا کو سائلیشیا کی سلامتی کی طرف سے تشویش تھی اور آسٹریا کو اس صوبے کے ہاتھ سے نکل جانے کا قلق تھا اور جنگ میں انگلستان کی روش کا بھی وہ شاکی تھا۔ سائلیشیا کے علاوہ اطالیہ میں بھی آسٹریا کا نقصان ہوا۔ اور جنگ میں اس کا خرچ بھی بہت ہوا تھا۔ میریا تھیریسا کے شکووں کا انگریزی سفیر نے یہ جواب دیا کہ ڈی ٹین گین اور فون تے نائی کی لڑائیاں آسٹریا کی طرف سے بغیر آسٹروی فوجوں کی امداد کے لڑی گئی تھیں۔ پرشیا نے برلن اور ڈریس ڈین کے معاہدے کر کے فرانس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر فریڈرک بھی یہ جواب دیسکتا تھا کہ کم از کم ایک دفعہ فرانس نے بھی اس کے ساتھ غداری کی تھی۔

انقلاب سفارتی اتفاقات یا سازشوں یا میڈم دی پوم پا دور کی تنک مزاجی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ عام اسباب پر مبنی تھا جو عرصے سے موجود تھے۔ یورپ کے دول عظمے کے باہمی تعلقات کی یہ کایا پلٹ جس کی وجہ سے ایک جدید توازن قوت وجود میں آیا ۱۷۵۶ء تک مکمل نہیں ہوا گو اے لاشاپیل کے معاہدے کے بعد کے آٹھ برس میں اس کا اثر ظاہر ہو چلا تھا۔ مکمل ہو جانے کے بعد وہ ایک سفارتی انقلاب کا باعث ہوا جس کے نتایج ۱۷۱۸ء کے اتحاد ثلاثہ سے بھی زیادہ دور رس تھے۔ اس انقلاب کے دو اہم اسباب تھے اولاً پرشیا کا عروج اور ثانیاً سائلیشیا پر فریڈرک اعظم کے غاصبانہ قبضے کی وجہ سے برلن اور وائینا کے درباروں کی نہ مٹنے والی دشمنی۔ اسی لئے میریا تھیریسا اے لاشاپیل کے معاہدے کی شرائط کو قطعی تسلیم کرنے پر مائل نہ تھی۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان ہندوستان اور امریکا میں جو امور ما بہ النزاع تھے انکا بھی اس معاہدے سے تصفیہ نہیں ہوا۔ آسٹریا اور پرشیا کی باہمی رقابت صرف عارضی طور پر دب گئی تھی اور امن و امان کے قیام کی اس معاہدے سے

کوئی امید نہ ہوسکتی تھی ۱۷۵۶ء تک جب کہ سفارتی انقلاب عملاً وجود میں آیا یورپ دو گروہوں میں منقسم تھا۔ ایک اتحاد میں انگلستان، آسٹریا، روس اور پرتگال شریک تھے اور دوسرے میں فرانس، پرشیا، ہسپانیہ، ڈینمارک پولینڈ اور ٹرکی مگر فرڈی ننڈ کے عہد حکومت میں ہسپانیہ غیر جانب داری کی طرف مائل تھا اور انگلستان اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اسی طور پر انگلستان گو روس کا دوست تھا مگر پرشیا کے متعلق روس اور آسٹریا کے مقاصد جو درپردہ تھے ان میں شریک نہ تھا۔ روس اور آسٹریا میں ۱۷۴۶ء سے گہرا اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور دونوں اس فکر میں تھے کہ شاہ پرشیا کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے مقبوضات کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ انگلستان اور فرانس کو زیادہ تر اپنی تجارت اور نوآبادیوں کا خیال تھا اور ہندوستان اور امریکا میں دونوں ملکوں کے درمیان نزاعات کا جو سلسلہ جاری تھا اس وجہ سے اندیشہ تھا کہ جنگ کسی نہ کسی وقت ضرور چھڑ جائیگی۔ موجودہ اتحادوں کی استواری اور مضبوطی کا امتحان اگر ہوسکتا تھا تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے ؛

پرشیا کے عروج نے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا اور ہر سلطنت کے وزیروں کو فکر ہو گئی تھی کہ اپنے اپنے ملکوں میں فوجی اور دوسری اصلاحات عمل میں لائیں۔ گزشتہ جنگ میں گو آسٹریا نہ صرف فنا ہونے سے بچ گیا تھا بلکہ کچھ نفع میں رہا تھا مگر فریڈرک اعظم اور میریا تھیریسا کی ذاتی دشمنی یورپ کے سیاسیات کا محور بن گئی تھی اور اسی کی وجہ سے خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کی مکمل تنظیم از سر نو ہوئی ملکہ مذکور کا قصد مصمم تھا کہ سائلیشیا کو دوبارہ حاصل کرے، اس وجہ سے یہ دشمنی اور بھی بڑھتی جاتی تھی۔ آسٹریا کے دستور میں اشرافی عنصر غالب تھا اور تمام اقتدارات معدودے چند خاندانوں کے ہاتھ میں جمع ہو گئے تھے۔ مرکزی عاملانہ نظام کی کمزوری، مختلف صوبجات کے متضاد مفاد، امرا کی

خود غرضی اور صوبجات کی مجالس میں ان کے حد سے زیادہ اقتدار سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ مرکزی حکومت کی تنظیم خوبی کے ساتھ کی جائے اور اس کے اقتدار کو بڑھایا جائے۔ مالی عدالتی اور تمدنی اصلاحات کی بھی ضرورت تھی۔ اس زمانے کے بعد سے فوج کے اخراجات کے لئے ہر صوبے سے ایک مقرر قسم لی جانے لگی اور اس غرض سے ایک خاص محصول ہر درجے کے اشخاص پر عاید کیا گیا۔ نظام عدالتی میں بھی اسی قسم کی اصلاحیں کی گئیں۔ پرشیا کی حکومت مرکزی تھی اور آسٹریا کے مختلف مقبوضات باہم دیگر ملصق نہ تھے۔ گزشتہ جنگ میں دونوں ملکوں کے نظام حکومت کا یہ بیّن فرق صاف ظاہر ہوگیا تھا۔ مصالحت ہو جانے کے بعد پرنس جارج آف ہاگ وٹز جو سیکسنی کے ایک جنرل کا بیٹا تھا اور جس نے سائلے شیا کے باقی ماندہ حصے کی صوبہ داری کے زمانے میں بہت کچھ تجربہ حاصل کیا تھا چینسلر مقرر ہوا اور وہ متعدد اصلاحیں عمل میں لایا جس کی میریا تھیری سانے کماحقہ تائید کی۔ اسی طور پر رُوڈولف چوٹیک نے جو حال میں سررشتہ مالیہ کا افسر اعلےٰ مقرر ہوا تھا اور جو ہاگ وٹز کا رقیب تھا اپنا کام زور شور سے شروع کر دیا۔ ہاگ وٹز نے مرکزی حکومت کی تنظیم جدید فوراً شروع کر دی اس کا مقصد یہ تھا کہ مرکزی حکومت میں یکسانی عمل پیدا کرے، رشوت ستانی کو موقوف کرے اور مختلف مجالس کے اقتدارات کو گھٹا دے خصوصاً ان اقتداروں کو جن کا تعلق مالی اور فوجی معاملات سے تھا۔ علاوہ ازیں قوانین کی تدوین کی ضرورت تھی، امرا کے عدالتی اقتدارات بہت زیادہ تھے، پادریوں کے اثر پر نگرانی کی ضرورت تھی اور ابتدائی تعلیم کی آسٹریا میں بمقابلہ فرانس و پرشیا بہت کم اشاعت ہوئی تھی۔

ہاگ وٹز نے باوجود پیرانہ سال وزیروں اور امرا اور پادریوں کی مخالفت کے بہت سی قابل قدر اصلاحیں کیں جن کی بنا پر جوزیف ثانی کو مزید اصلاحوں کے عمل میں لانے کا موقع ملا۔ اس وقت تک سیاسی اور عدالتی کام کا بیشتر حصہ آسٹریا، ہنگری اور بوہےمیا کی وزارتوں سے متعلق تھا۔ ہر وزارت اس فکر میں رہتی تھی کہ محاصل کے بوجھ سے بچ جائے، اپنے ملک کے مفاد کو اغراض شاہی پر

ترجیح دے اور سررشتہ مالیہ (Hofkammer) اور شہنشاہ کی قوت کو کم کرے۔
آسٹریا کی جنگ جانشینی میں بوہے میا کے وزیر اعظم کینسکی نے جنگ سے اسکے ملک پر جو بار پڑتا تھا اس کو کم کرنے کے لئے فوج کو تباہ کر دیا اس لئے ۱۴ مئی ۱۷۴۹ء کے فرمان کی رو سے سررشتہ عدالت عام انتظامات سے علحدہ کر دیا گیا اور آسٹریا اور بوہے میا کی وزارتیں آپس میں ضم ہو کر پہلے (Directorum in internis (نظامت داخلی) اور پھر (Kaiserliche Konigliche vereinigte Hofkanzlei) کے نام سے موسوم ہوئیں یہ گویا وزارت داخلی تھی جس کے سپرد مالی اور عاملانہ کام تھے اور جس کا صدر ہاگ وٹز مقرر کیا گیا۔ عدالتی کام ایک جدید عدالت العالیہ (Hofrath) کے تفویض کیا گیا۔ وزارت داخلی چند روز کے بعد دو سررشتوں میں تقسیم کر دی گئی جس میں سے ایک سررشتہ مالیہ (Hofkammer) اور دوسرا سررشتہ عاملانہ (Hofkanzlei) تھا۔ ۱۷۶۰ء میں ایک "مجلس ملکی" (Staatsrath) تمام سررشتوں کے کام کی نگرانی کے لئے مقرر کی گئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ مجالس صوبجات بجائے ہر سال روپیہ اور سپاہی دینے کے آئندہ دس سال کے لئے سالانہ ایک مقرر رقم دیا کریں اور یہ کہ فوجی معاملات کا انتظام ان کے ہاتھ سے نکال لیا جائے۔ مجالس مذکور کے سیاسی اختیارات گھٹا دیئے گئے اور مرکزی حکومت کے نمایندوں کے سپرد کر دیے گئے۔
مقامی حکومت جو سابق میں بالکل امیروں کے ہاتھ میں تھی اب بالکل کالعدم ہو گئی، غرض ہر طرف اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جن سے مقصود یہ تھا کہ خاندان ہیپس برگ کی سلطنت میں مرکزی حکومت کو تقویت دیجائے، امرا کے اثر کو گھٹایا جائے اور کسانوں کو ان کی دست برد سے بچایا جائے۔[1]

میریا تھیریسا کی اکثر اصلاحوں کی غایت یہ تھی کہ کسانوں کی حالت بہتر ہو جائے اور امرا کا اثر کم ہو۔ اس غرض سے اس نے امرا کے ان حقوق کو کالعدم کر دیا جنکی رو سے ان کی اراضیات لگان سے مستثنیٰ تھیں اور انھیں وائینا میں آکر قیام کرنیکی

لہ۔ دیکھو ضمیمہ (الف)

ترغیب دی۔ ان تمام اصلاحات کا مجموعی اثر یہ تھا کہ حکومت شاہی کی مرکزی قوت بڑھ جائے اور اس کے اقتدارات پختہ ہو جائیں۔ اصلاحات مذکور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے ان خیالات پر مبنی ہیں جو اس زمانے میں مقبول ہونے لگے تھے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میریا تھیریسا اپنے حکومت کے مختلف اجزاء کو متحد کر کے ایک ایسی حکومت شخصی قایم کرنا چاہتی تھی جو نیک نیتی پر مبنی تھی۔ اصلاحات کی اجراء کا باعث یہ تیقن بھی تھا کہ سلطنت کے مختلف سررشتوں کی تنظیم جدید اور کارکردگی سے پرشیا کی آئندہ جنگ میں بہت مددملیگی اور کامیابی کا دار مدار سررشتہ ہائے مذکور کے حسن انتظام پر ہوگا۔ ہاگ وٹز کے انتقال کے بعد میریا تھیریسا نے خود لکھا تھا کہ اس نے انتہائی ابتری کو دور کر کے انتظامات ملکی کی کماحقہ اصلاح کی۔ اس کا یہ قول بالکل صحیح ہے کیونکہ جس عزم و استقلال سے اصلاحات عمل میں لائی گئیں اس کی مرکزی حکومت ضرور ممنون احساں ہے۔

اخراجات کو کم کرنے اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت اور مالیہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں۔ فروری ۱۷۶۰ء میں وائینا کی جامعہ کے اساتذہ کی نامزدگی کا اقتدار بادشاہ کے سپرد کیا گیا۔ یہ پہلی تدبیر تھی جس کے ذریعہ سے سررشتہ تعلیمات بالکلیہ سلطنت کے زیر نگرانی ہو گیا۔ بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل پر سفارت خانے قائم کئے گئے، تجارتی جہاز بنائے گئے اور رٹری ایسٹ کو ترقی دینے کے لئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ چوٹیک کے زیر نگرانی سڑکوں اور نہروں کی حالت میں بہت اصلاح ہوئی، اندرونی محصول خانے یا تو بند کر دئے گئے یا اس کا کام روک دیا گیا اور سررشتہ ڈاک کی بھی اصلاح کی گئی۔ آمدنی پر محصول عاید کیا گیا اور رعایا میں سے ہر شخص پر حسب حیثیت ایک خاص محصول عاید کیا گیا۔ تدبیروں سے آسٹریا کی آمدنی بہت کچھ بڑھ گئی اور اس کی ساکھ بڑھ گئی۔

میریا تھیریسا کا مصمم ارادہ تھا کہ سائلیشیا پر دوبارہ قبضہ کرے اس لئے فوجی اصلاحوں کی شدید ضرورت تھی۔ آسٹریا کے تمام مقبوضات میں سوائے ہنگری اور ٹائرول میلانیز اور نیدرلینڈ کے جبری فوجی خدمت کا طریقہ جاری کیا گیا سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا، نااہل افسر برطرف کر دئے گئے اور فوجی مدرسے قایم

کئے گئے۔ پرشیائی فوج کے نمونہ پر ڈرل (قواعد) میں اصلاحیں کی گئیں اور اخراجات میں تخفیف اور حسن انتظام کی تاکید کی گئی۔ فوج کی عام اخلاقی حالت کی اصلاح اور اس کو آرام پہونچانے کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ زمانہ صلح میں آسٹریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ مقرر کی گئی جس میں زمانہ جنگ میں مستحفظ فوجوں اور ہنگری کے بے قاعدہ سپاہیوں کی تعداد سے اضافہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے ۱۷۵۳ء میں اندازہ کیا گیا تھا کہ میدان جنگ میں آسٹریا ۱۹۵۰۰۰ سپاہی بھیج سکتا ہے۔ جنگ ہفت سالہ میں میریا تھیری سا نے ایک قابل تعریف فوج میدان جنگ میں بھیجی اور اس کا توپ خانہ یورپ میں سب سے بہتر تھا۔

میریا تھیری سا گزشتہ جنگ کے نتائج سے مطمئن نہ تھی اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ سائی لے شیا کا شمار آسٹریا کے بڑے جرمنی صوبوں میں تھا اور اس کے نکل جانے سے نہ صرف آسٹریائے سطوت و جبروت کو سخت صدمہ پہونچا بلکہ سلطنت مذکور کے سلاو عناصر کو تقویت ہوگئی جس کی وجہ سے دائینا کی حکومت کو اکثر دقتوں کا سامنا رہتا تھا۔

میریا تھیری سا پھر جنگ چھیڑ کر قسمت آزمائی کرنا چاہتی تھی جس کے لئے سب سے پہلے حلیفوں کا انتخاب ضروری تھا۔ آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ دول بحری سے اتحاد رہے مگر پولینڈ کی جنگ جانشینی میں انگلستان کا غیر جانب دار رہنا اور سائی لے شیا کی جنگوں میں اس کا تحکمانہ انداز میریا تھیری سا کو حد درجہ شاق گزرا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اس کے نقصانات کا باعث اس کا غدار اور خود غرض حلیف (انگلستان) تھا نہ کہ فرانسیسیوں اور پرشیا کی فتوحات۔ ۷ ر مارچ ۱۷۴۹ء کو اس نے اپنے ہر ایک وزیر کو حکم دیا کہ دو ہفتے کے اندر آسٹریا کے آئندہ خارجی حکمت عملی کے متعلق اپنی تحریری رائے پیش کرے۔

وزیروں کی رایوں میں اختلاف تھا۔ شہنشاہ فرانسس کو جسے زیادہ تر دلچسپی مالی معاملات اور علم کیمیا سے تھی پیرانہ سال وزیروں سے اتفاق تھا جو قدیم نظام کو برقرار رکھنا چاہتے تھے اس کا خیال تھا کہ آسٹریا کے صرف تین دشمن ہیں فرانس، پرشیا اور ٹرکی اور ان کے علاوہ سارڈی نیا اور پارما ہیں۔ ان سے

مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو دول بحری کی امداد اور روس اور سیکسنی کے اتحاد کی ضرورت تھی۔ ان کی یہ بھی رائے تھی کہ پرشیا کو جنگ کی تجدید کا موقع نہ دینا چاہئے اور اس اثناء میں آسٹریا کو اپنی فوج اور سررشتہ مالیہ کی تنظیم از سر نو کرنی چاہئے مگر اُن کی رائے کانٹز نے نہایت قابلیت اور آزاد خیالی سے رد کردی۔ یہ شخص آسٹریا کے کابینہ یا کانفرنس کے اراکین میں سب سے کم سن تھا۔

اینٹن وین کیل فان کانٹز ۱۷۱۱ء میں وائینا میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین کی خواہش تھی کہ وہ کلیسہ میں داخل ہو مگر اس کے چاروں بڑے بھائیوں کے انتقال کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ بدل گیا اور سفارتی ملازمت کے لئے وائینا، لیپزگ اور لائیڈن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پاکر آلک کونسل کے رکن کی حیثیت سے چارلس ششم کی سلک ملازمت میں داخل ہوا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ علے الترتیب روما، ٹیورن اور برسیلز میں سفیر تھا اور اسے لاشاپیل کی کانگریس میں بھی آسٹریا کی طرف سے شریک تھا۔ لوگ اُسے عیاش اور فیشن کا شیدا خیال کرتے تھے اور اس کی صحت بھی خراب تھی مگر سفارتی کارروائیوں میں اُس نے اپنی قابلیت کو ثابت کردیا تھا۔ باوجود اپنی ظاہرا روش کے سیاسی معاملات میں وہ غور و فکر اور دانائی سے کام لیتا تھا اور اس نے ثابت کردیا تھا کہ وہ اس زمانے کے زیرک ترین مدبروں میں سے ہے۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہ تھا، نہایت سرگرم تھا مگر جلد بازی اس سے کبھی سرزد نہ ہوئی، نکتہ چیں حاسدوں میں وہ گھرا ہوا تھا مگر ہمیشہ استقلال دوراندیشی اور حسن تدبیر سے کام لیتا۔ اس کی فریبانہ سفارتی کارروائیاں دانشمندی اور پیش بندی پر مبنی تھیں اور اس کے حب قوم سے ان کارروائیوں کو تقویت پہونچتی تھی۔ اسی حب قوم کی وجہ سے میریا تھیریسا کو اس پر اعتماد کلی تھا اور فریڈرک اعظم کو تسلیم کرنا پڑا کہ کانٹز اس کا خطرناک ترین مخالف ہے۔

کانٹز کی حکمت عملی

کانٹز نے ۳۸ سال کی عمر میں سفارتی کارروائیوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا اور ۴۰ سال تک آسٹریا کا وزیر خارجہ رہا۔ اپنے مشہور یادداشت میں

جو حجم میں دوسرے وزیروں کی یادداشتوں کے مجموعے کے دو چند تھی اس نے ثابت کردیا کہ پرشیا کے عروج سے آسٹریا کو نقصان پہونچا تھا اور چونکہ پرشیا آسٹریا کا اصل دشمن تھا اس لئے جب تک سائی لے شیا آسٹریا کے قبضے میں پھر نہ آجائے اس کی سلامتی کے متعلق تیقن نہ ہوسکتا تھا۔ فرانس اور باب عالی کا شمار بھی آسٹریا کے دشمنوں میں ہوسکتا تھا مگر پرشیائی مخالفت میں کوئی شک نہ تھا اور اس سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت اندیشہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آسٹریا بلا کسی تاخیر کے سائی لے شیا پر قبضہ کرے مگر اس حکمت عملی کو عمل میں لانے کے لئے موجودہ اتحادوں پر اعتماد ناممکن تھا۔ جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں صفائی نہ تھی مگر شاہ پرشیا انگلستان میں ہر دل عزیز تھا اور چونکہ تجارتی اور نوآبادیات کے معاملات سے انگریزوں کو زیادہ لگاؤ ہوتا جاتا تھا اس لئے جرمنی کے معاملات کی انھیں اب زیادہ پرواہ نہ تھی۔ ہالینڈ اپنی اندرونی مشکلات میں محو تھا، اس کے ذرائع روز بروز سقیم ہوتے جاتے تھے اس لئے وہ انگلستان کی متابعت کرنے پر مجبور تھا روس کی خارجی حکمت عملی کا دارومدار بادشاہ وقت کی مرضی پر تھا اس لئے اس پر بھی اعتماد نہ ہوسکتا تھا۔ سیاسی حالات کے اس تجربہ سے کانٹز نے دو نتیجے مستخرج کئے یعنی سائی لے شیا کے دوبارہ حاصل کرنے میں آسٹریا کے حلیفوں میں سے کسی سے مدد نہیں مل سکتی اور اس لئے فرانس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پوری کوشش ہونی چاہئے کیونکہ دول عظمے میں ایک فرانس ہی تھا جس سے آسٹریا کو پرشیا کے خلاف اپنی اس مہم میں امداد مل سکتی تھی۔ کانٹز نے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ فرانس اور پرشیا کے تعلقات دراصل دوستانہ نہیں ہیں اور اسے امید تھی کہ لوئی پانزدہم بہ آسانی اس کا ہم خیال ہونے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ پرشیا ہی ایک دشمن تھا جس پر آسٹریا حملہ کرنا چاہتا تھا اور سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا اس کا مقصد واحد تھا۔ لیکن اولاً تو اس کی فوج نہایت زبردست تھی اور ثانیاً اس کا اثر اب بہت بڑھ گیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ فریڈرک اعظم کے غرور کے توڑنے کے لئے سلطنت ہائے یورپ کا ایک اتحاد قایم کیا جائے اور اس اتحاد کا صدر فرانس ہو۔ بالمختصر کانٹز کی حکمت عملی امور ذیل پر مبنی تھی۔

(۱) سائی لے شیا کو واپس لینے کا قصد مصمم (۲) صوبہ مذکور کے واپس لینے کے لئے پرشیا کے خلاف میں انگریزی اتحاد محض بیکار ہے (۳) فرانس سے اتحاد پیدا کرنا اب بالکل ناگزیر ہے ؎

کانٹز کی یہ رائیں زیادہ تر صحیح تھیں۔ آسٹروی نیدرلینڈ یا اطالیہ کے دور دراز صوبجات کی اسے زیادہ پرواہ نہ تھی۔ میٹرنخ کے طرزعمل کے خلاف وہ خاندان ہیپس برگ کے جرمنی صوبجات کے انتظامات کو پختہ کرنا چاہتا تھا خواہ اس طرزعمل کی وجہ سے میلانیز یا نیدرلینڈ آسٹریا کے قبضے میں رہیں یا نہ رہیں۔ آراء مذکورۂ بالا کو مدنظر رکھکر اس نے اور جوزیف ثانی نے ۱۷۷۸ء اور ۱۷۸۵ء میں باویریا کو سلطنت آسٹریا میں شامل کر کے جنوبی جرمنی میں ایک زبردست جرمن سلطنت بنانا چاہا تھا۔ بالمختصر جرمنی میں وہ آسٹریا کی سیادت کو از سر نو قائم کرنا چاہتا تھا جو ویسٹ فالیا کے معاہدے سے زائل ہو گئی تھی اور ان اثرات کو روکنا چاہتا تھا جنکی وجہ سے آسٹریا بجائے ایک مغربی قوت کے ایک مشرقی قوت ہو رہا تھا۔ فرانسیسی اتحاد کی تجویز کوئی نئی نہ تھی۔ ۱۷۲۶ء میں ریپرڈا کے کارپردازوں میں سے ایک نے تحریک کی تھی کہ فرانس وائینا کے اتحاد میں شریک ہو جائے اور خود فلیوری آسٹریا سے دوستانہ تعلقات کے قیام کو ناپسند نہ کرتا تھا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آخری دور میں بارٹین سٹین نے تسلیم کر لیا تھا کہ فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے علیحدہ کرنا قرین مصلحت ہے اور ہیپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں اتحاد کے قیام پر علانیہ بحث ہونے لگی تھی۔ بُرہل نے ۱۷۵۱ء میں مارکوس دی وُوں گری نان کو بتا دیا تھا کہ پرشیا کے غدار بادشاہ کو سزا دینے سے آسٹریا اور فرانس کو کیا نفع ہو سکتا ہے اور اسی زمانے میں جیچ ٹیک (میونخ کا آسٹروی سفیر) نے مارکوس مذکور سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وائینا اور ورسائلز کے درباروں میں اتحاد ہو جائے۔ یہ بھی اغلب ہے کہ اگر فرانس کی طرف سے اتحاد کی طرف پیش قدمی ہوتی تو میریا تھیری سا کو کوئی عذر نہ ہوتا۔ فرانس کے وزراء نے دول گری نان کے توسط سے نامہ و پیام شروع کیا مگر چونکہ فریڈرک کے پنجے سے سائی لے شیا کے نکالنے میں وہ دخل نہ دینا چاہتے تھے اس لئے اس نامہ و پیام کا کوئی نتیجہ نہ ہوا ؎

کاؤنٹز کی تجاویز کی شہنشاہ اور ہراخ ادراہل فیلڈ نے سخت مخالفت کی مگر میریا تھیریسا اس کی تائید پر کمر بستہ ہو گئی اور اپنی عادتی گرمجوشی کے ساتھ تجاویز مذکور کو منظور کرلیا کیونکہ ان سے سائی لے شیا کے حاصل کرنے کی اسے امید ہوئی تھی جس کا اسے سب سے زیادہ خیال تھا۔

ملکہ کے ذاتی اثر اور آسٹریا اور دول بحری کے درمیان کشیدگی کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے کاؤنٹز کی تجاویز کی مخالفت رفتہ رفتہ زائل ہو گئی۔ میریا تھیریسا کا خیال تھا کہ سائی لے شیا کے معاملے میں انگلستان نے اسے دھوکا دیا اور پھر اسے لاشاپیل کے معاہدے کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا۔ انگلستان کے خلاف میں آسٹریا کے خیالات اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ دونوں ملکوں میں کشیدگی کو بڑھانے کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت نہ تھی۔

انگلستان کے خلاف آسٹریا میں ناراضی۔

گزشتہ جنگ میں انگریزی کابینہ نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ میریا تھیریسا کو سخت ناگوار تھا۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کے مرتب ہو جانیکے بعد میریا تھیریسا نے انگلستان سے ایک لاکھ پونڈ کا مطالبہ کیا جو اس کے بیان کے مطابق واجب الادا تھا اور جب انگلستان کے پارلیامنٹ نے رقم مذکور کے ادا کرنے سے انکار کیا تو اس نے اپنا غصہ انگریزی سفیر کیتھ پر اتارا۔ انگلستان نے ۱۷۵۰ء میں ۱۷۴۶ء کے اس عہد نامہ کو تسلیم کرلیا جو روس اور آسٹریا کے درمیان ہوا تھا اور جارج دوم نے میریا تھیریسا کے غصے کو دفع کرنے کے لئے ڈائٹ میں آرچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روما" منتخب کرانے کا وعدہ کیا مگر ان دونوں باتوں سے میریا تھیریسا کو اطمینان نہ ہوا۔ دو سال تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتے رہے

آرچ ڈیوک جوزیف کا شاہ روما منتخب ہونے کا مسئلہ ۱۷۵۰ء تا ۱۷۵۲ء

جن میں تمام انتخاب کنندہ فرمانروا منہمک تھے اور فرانس اور روس کو بھی جرمنی کے معاملات میں دخل دینے کا موقع ملگیا۔ جارج دوم کے ایما سے آرچ ڈیوک کو منتخب کرانے کے بہترین طریقوں پر غور کرنے کے لئے جولائی اور اگست میں ہینوور میں مجالس شورے منعقد ہوئیں۔ چونکہ مینز اور ٹری یر کے الیکٹر آسٹریا کے طرفدار تھے اور باویریا، کولن اور سیکسنی کے الیکٹر انگلستان کے زیر اثر خیال کئے

جاتے تھے اس لئے جماعت منتخب کنندہ میں کثرت رائے حاصل کرنے میں زیادہ دقت کا اندیشہ نہ تھا مگر جارج کی اس کوشش کی خود وائینا سے بہت کم تائید ہوئی کیونکہ میریا تھیریسا کو اب فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے علیحدہ کرلینے کی امید ہو چلی تھی اور اسے نہ صرف انگلستان کے دربار کا طرز عمل ناگوار تھا بلکہ اسے معلوم تھا کہ الیکٹران آسٹریا سے روپیہ اور علاقہ جات کے طلب گار ہونگے۔ اسکا یہ خیال صحیح ہوا کیونکہ باویریا کے الیکٹر نے ایک زبردست سالانہ امداد طلب کی کولن کے الیکٹر کی خواہش تھی کہ ایک سالانہ رقم (Mois Romains) معاف کردی جائے جو قرون وسطے سے تاج پوشی کے لئے شہنشاہ کے روما جانے کے اخراجات کے لئے دی جاتی تھی۔ الیکٹر پالاٹائن نے انگلستان اور ہالینڈ سے پچاس ہزار پونڈ کا مطالبہ کیا جو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے زمانہ سے واجب الادا تھا اس کے علاوہ گزشتہ جنگ میں اپنے نقصانات کی تلافی کے لئے آسٹریا سے علاقوں کا خواہش مند ہوا۔ چارلس تھیوڈور الیکٹر پالاٹائن ا ا دسمبر ۱۷۲۴ء کو پیدا ہوا اور جان کرسچن پرنس پالاٹائن آف سلزباخ کا بیٹا تھا۔ ۱۷۴۲ء میں چارلس تھیوڈور چارلس فلپ کا جانشین ہوا جو شاخ نیوبرگ کا آخری الیکٹر تھا۔ چونکہ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ فرانس کا شریک تھا اس لئے معاوضہ کے لئے جو دعوے اس نے آسٹریا کے دربار کے خلاف میں کیا اسے میریا تھیریسا نے حقارت سے رد کردیا ۱۷۵۱ء و ۱۷۵۲ء کے پیچیدہ مباحث میں فرانس کے وزیر خارجہ پوئی سیونے اور سائین کون تیس نے ورژین کو کاب لینز اور ہینوور کو فرانس کے مفاد پر نگاہ رکھنے کے لئے بھیجا اور اس کو ہدایت دی کہ معاہدہ اے لاشاپیل کے دفعہ ۱۸ کی تائید کرے جس پر الیکٹر پالاٹائن کے دعاوی مبنی تھے اور یہ کہ فریڈرک اعظم جو طرز عمل اختیار کرے اس کی تائید پر آمادگی ظاہر کرے۔ ہینوور میں مختلف سلطنتوں کے سفیروں کے درمیان عرصہ تک بحث کا سلسلہ جاری رہا جس میں گری مالڈی (ہسپانی سفیر سویڈن میں) بھی ورژین اور فرانسیسی حکمت عملی کی تائید کے لئے آکر شریک ہوگیا۔ مگر ان مباحث سے جارج دوم کی یہ کوشش بارور نہ ہوئی کہ اس کی ریاست (الیکٹریٹ) کے اقتدار اور اثر میں اضافہ ہو۔ شاہ انگلستان باوجود

میریا تھیریسا کی علانیہ ناراضی کے الیکٹر پالاٹائن کی تائید پر مجبور تھا اور اس کی وجہ سے اس کے اور آسٹریا کے درمیان دل خراش مراسلت شروع ہوگئی جوزیف کا انتخاب جب زیر بحث تھا فریڈرک اعظم نے اعلان کردیا کہ "شاہ روما" کے انتخاب کے لئے الیکٹروں کی کثرت رائے کافی نہ تھی اور انگلستان کے کابینہ کی بھی یہی رائے تھی اس گفت و شنید میں انگریزی سفیروں نے شروع سے آخر تک مطلق حسن تدبیر سے کام نہیں لیا اور انگلستان کے تحکمانہ لہجے کی وجہ سے وائینا میں سخت ناراضی تھی۔ انتخاب بالآخر ۲۷ مارچ ۱۷۶۴ء کو جاکر ہوا۔ جارج دوم نے کوشش کی تھی کہ میریا تھیریسا کا غصہ رفع ہو جائے مگر نتیجہ بالعکس ہوا اور ملکہ پہلے سے بھی زیادہ انگریزی حکومت سے ناراض ہوگئی ۔

آسٹریا کی ناراضی

دونوں سلطنتوں کی باہمی ناراضی نیدرلینڈ کی سرحد کے مسئلے سے اور بھی بڑھ گئی تھی۔ آسٹروی نیدرلینڈ گویا براعظم یورپ میں آسٹریا کی ایک نوآبادی تھی اور اس کی وجہ سے آسٹریا کو ہمیشہ دقتیں پیش آتی تھیں شیلٹ ندی کو تجارت کے لئے بند کردینا صلح نامہ سرحدی کی شرائط اور انگلستان اور ہالینڈ کا اس ملک کو فرانس کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی فکر میں رہنا یہ سب امور ایسے تھے جن سے شہنشاہ کی حکومت کالعدم ہوگئی تھی اور آسٹریا کی وزیر صوبہ مذکور کے ذرائع تحفظ کو تقویت دینے کی طرف سے بے پرواہ ہوگئے تھے۔ میریا تھیریسا کو انگلستان کی سیاسی اور تجارتی غلامی نہایت شاق تھی اور اس نے ۱۷۴۸ء میں ۱۷۱۵ء کے انتظامات کی تجدید کو با دل ناخواستہ منظور کیا۔ مگر انگلستان اور ہالینڈ کے لئے یہ معاملہ نہایت ہی اہم تھا اس لئے ۱۷۵۳ء میں سر چارلس ہین بری ولیمس بطور سفیر خاص کے وائینا بھیجا گیا۔ مگر بدقسمتی سے اس زمانے کے انگریزی سفیروں کی طرح اس نے میریا تھیریسا سے گفتگو کرنے میں حسن تدبیر سے کام نہیں لیا اور نتیجہ برعکس ہوا اور ملکہ نے قصد مصمم کرلیا کہ وہ انگریزی سفیروں کے مطالبات کو منظور نہ کریگی ۔

سرحدی قلعے

۱۷۵۰ء میں کانٹز آسٹریا کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر پیرس گیا اور اسکی سفارت کی غایت یہ تھی کہ فرانس اور آسٹریا کی موروثی دشمنی کو دور کرکے دونوں میں اتحاد پیدا کرے۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ فرانسیسی

کانٹز کی سفارت فرانس کو ۱۷۵۰ء

سفیروں کے سامنے آسٹریا اور فرانس کے اتحاد کے امکان کو پیش کرے اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شاہ پرشیا کے خلاف میں ان کے شبہوں کو تقویت دے۔ فرانس میں وہ ۱۷۵۳ء تک رہا مگر اس کی سفارت کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی فرانس میں جب وہ پہونچا تو اس نے دیکھا کہ حد درجہ ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ لوئی پانزدہم کی ہر دل عزیزی بالکل معدوم ہوگئی تھی اور میڈیم دی پوم پادور کا عروج تھا۔ ممالک غیر کے سفیر اسکی دربارداری کرتے تھے اور فرانس کے وزیر بھی ترقی مدارج کی امید اسی سے رکھتے تھے دربار شاہی کے اثرات کی کوئی انتہا نہ تھی اور محاصل کے غیر مساوی اور بھاری ہونیکی وجہ سے تجارت تباہ ہو رہی تھی۔ اے لاشاپیل کے معاہدے سے سخت ناراضی پھیلی ہوئی تھی اور اندیشہ تھا کہ اہل پیرس کی عام ناراضی سے کہیں انقلاب نہ ہو جائے۔ پیرس کا پارلی مان نہایت دقت کے ساتھ ایک جنگی محصول منظور کرنے پر آمادہ ہوا جو آمدنی کے دسویں حصے پر تھا۔ جنگ کے اختتام کے بعد پارلی مان پھر حکومت کے خلاف میں فریق جان سینی کا حامی ہوگیا۔ ماشول نے جو کنٹرولر جنرل (افسر اعلے سررشتہ مالیہ) تھا تمام طبقات ملک پر ایک مستقل محصول آمدنی کے بیسویں حصے پر لگانا چاہا تھا مگر پارلی مان نے اس محصول کی مخالفوں کی سرکردگی اختیار کی۔ ماشول درنوویل کاونٹ دار ژان سون کا رقیب ۱۷۴۵ء میں بجائے آری کے کنٹرولر جنرل مقرر ہوا تھا۔ یہ شخص پہلے ہینول میں مجسٹریٹ تھا اور اس کو عروج میڈیم دی پوم پادور کی نظر عنایت سے نصیب ہوا تھا جو اس کے اکھڑ پن اور اصول کے پابند ہونے سے واقف تھی۔

ماشول کی اصلاحی کوششیں

ماشول نے انتہا درجہ کی کفایت شعاری سے سررشتۂ مالیہ کی اصلاح کی کوشش کی مگر آسٹریا کی جنگ جانشینی کے بعد بیسویں حصے کے محصول کے عائد ہونے کے متعلق جو فرمان شاہی صادر ہوا اس سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ برٹنی میں بلوے ہونے لگے، مجالس صوبہ بھی مقابلے پر تیار ہوگئیں، پیرس کے پارلی مان نے فرمان مذکور کو درج رجسٹر کرنے سے انکار کردیا اور پادریوں نے بھی اس کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کی۔ وہی جماعتیں جنھوں نے زمانہ مابعد میں تورگو کی اصلاحی کوششوں کی مخالفت کی تھی فرمان مذکور کے عمل میں آنے میں حارج ہوئیں۔ ماشول نے پادریوں پر براہ راست بھی حملہ کیا۔ اس کی خواہش تھی کہ بہت سی زنانہ خانقاہیں

بند کر دی جائیں اور جدید مذہبی ادارات زیادہ قایم ہونے نہ پائیں۔ اسکا یہ بھی قصد تھا کہ کلیسیہ کی املاک کو نا قابل انتقال قرار دینے کے متعلق ایک قانون نافذ کرائے اور کلیسیہ کے بطور وراثت روپیہ اور اراضی حاصل کرنے پر قیود عاید کرے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے وہ فرانس کے تمام رقبے میں تجارت کی آزادی چاہتا تھا۔ مگر یہ قابل قدر تجاویز بار آور نہ ہوئیں۔ پادریوں نے اس پر کفر کا فتوے لگا دیا اور قسمت آزما تاجروں نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اگر ماشول کے نظام عمل پر توجہ کی جاتی تو اُن سے اصلاحوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا جس سے فرانس انقلاب سے بچ جاتا اور بوربون خاندان کی حکومت اس ملک میں باقی رہتی مگر وزیر کے خلاف میں جو شور و شر پیدا ہوگیا تھی اس کو لوئی پانزدہم فرو نہ کر سکتا تھا، اس لئے جولائی ۱۷۵۴ء میں اُس نے ماشول کو وزارت بحری پر منتقل کر دیا ؛

مگر بادشاہ کی طرح، پیرس کا پارلی مان پادریوں کی دھمکی میں نہ آیا گو بادشاہ خود ان کا موید تھا۔ پیرس کے متعصب اسقف اعظم نے حکم دیدیا تھا کہ کسی شخص کو عشاء ربانی (Sacrament) نہ دیجائے جب تک کہ وہ ایک ٹکٹ نہ پیش کرے کہ اس نے فرمان (Unigenitus) کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسقف اعظم مذکور نے پیرس کے شفاخانوں کو بھی اپنی نگرانی میں لینا چاہا تھا پیرس کے پارلی مان نے صوبجات کے پارلی مانوں کی تائید سے اسقف اعظم کی سختی کے ساتھ مخالفت کی پارلی مان نے ۱۷۵۲ء میں ٹکٹ ہائے مذکور کے رواج کو بند کر دیا اور ان پادریوں کو سخت سزا دی جنھوں نے اس کے احکام کی تعمیل نہ کی مگر ۱۷۵۳ء میں حکومت پادریوں کی تائید پر آمادہ ہوگئی اور ۸ مر اور ۹ مئی کو پیرس کے پارلی مان کے تمام اراکین جلاوطن کر دئے گئے سوائے مجلس عظمےٰ (Grand Chamber) کے کہ پونٹ تو آس اور پھر سواسون کو بھیجدیگئی۔ مگر پارلی مان نے جد و جہد کو جاری رکھا اور اس کو رائے عامہ، جامعہ پیرس اور پارلی مان ہائے صوبجات کی تائید حاصل تھی ؛

پیرس کے پارلی مان کی نزاعیں پادریوں اور لوئی پانزدہم کے ساتھ۔

پارلی مان کے معاملات میں دربار شاہی کی دست اندازی اور حکومت ملکی میں پادریوں کی رخنہ اندازی پر اس کے اراکین سخت معترض ہوئے۔ پیرس کی گلیوں میں

سوار گشت لگاتے تھے، مختلف مقامات میں بلوے ہونے لگے اور مغویانہ تحریریں دیواروں پر لگائی جانے لگیں۔ دارژان سون نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ "ملک کے تمام طبقات میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے بلووں سے بغاوت ہونے کا اندیشہ ہے اور بغاوت سے ممکن ہے کہ زبردست انقلاب پیدا ہوجائے۔ امید کی جاتی تھی کہ پارلی مان اسٹیٹس جنرل کے منعقد کئے جانے کا مطالبہ کریگا۔ مارچ ۱۷۵۴ء میں دارژان سون نے لکھا کہ ہرطرف سے خانہ جنگی کا اندیشہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے میڈیم دی پومپادور کے مشورے سے پارلی مان کے اراکین کو واپس بلا لیا، قید شدہ حکام کو رہا کر دیا اور چونکہ پیرس اور آئی کے اسقفان اعظم اور اورلیان اور تروائے کے اسقفوں نے اپنے طرز عمل کو بدلنے اور فرقہ جان سینی پر اپنے حملوں سے باز آنے سے انکار کر دیا تھا لہذا انھیں اس نے جلاوطن کر دیا۔ تدابیر مذکورسے بغاوت کا اندیشہ دفع ہوگیا؛

۱۷۵۶ء میں دی بومون نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی جس سے اہل ملک کے جذبات پھر برانگیختہ ہوگئے۔ پوپ بے نے ڈکٹ چہار دہم نے حکومت کے ایما سے ایک سمجھوتے کو پیش کیا تھا مگر پارلی مان نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور عامہ قوم کی تائید سے پوپ کے فرمان کو نظر انداز کر دیا۔ پارلی مان کے دعاوی سے خائف ہوکر اور فرمان کے متعلق اس کی کارروائی سے سخت ناراض ہوکر بادشاہ نے ڈسمبر ۱۷۵۶ء میں "مسند معدلت" منعقد کیا اور اعلان کر دیا کہ میں فرمان پاپائی کو جبراً تسلیم کرالونگا اور کلیسیہ کے معاملات میں پارلی مان کے اقتدارات کو کم کر دونگا۔ مگر عام رائے یہ تھی اسٹیٹس جنرل کی عدم موجودگی میں اگر کوئی قوت پادشاہ کی مطلق العنانی کو روک سکتی تھی تو وہ پارلی مان کی تھی اس لئے اس کا یہ دعوی کہ کوئی فرمان شاہی جب تک کہ وہ رجسٹر نہ ہوجائے قابل تسلیم نہیں بالعموم مان لیا گیا۔ اس کے طرز عمل میں اگر سقم تھا تو صرف یہ تھا کہ مالی اصلاحوں کی وہ مخالف تھا اور قدیم مراعات کے برقرار رکھنے کے متعلق اسکا طرز عمل قدامت پسندی پر مبنی تھا۔[1]

1. Roquain, L' Esprit Revolutionnaire avant la Revolution pp. 54.72

لوئی پانزدہم ۱۷۱۵ء تا ۱۷۷۴ء

مگر چونکہ لوئی پانزدہم کی حکومت شاہی کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا مطلق احساس نہ تھا اس لئے پارلی مان کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ ۱۷۴۸ء لاشاپیل کے معاہدے کے مرتب ہونے تک لوئی ہردل عزیز تھا۔ اس میں چند پسندیدہ خصائل ضرور تھے مثلاً وہ عندالموقع سرگرمی اور قابلیت سے کام لے سکتا تھا' خارجی حکمت عملی کے مسائل میں اسے دخل تھا اور وہ لوئی چہاردہم کی متابعت کا خواہاں تھا جس کا وہ حد درجہ احترام کرتا تھا۔ اپنی بیوی سے جسے ڈیوک بوربوں نے فرانس کی ملکہ بنا دیا تھا وہ عمر میں چھوٹا تھا مگر دس سال لوئی نے اسکے ساتھ ہنسی خوشی سے گزار دے اور اس کے بطن سے ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں تھیں۔ ان لڑکیوں میں سے لوئیس ایلزابیتھ کی شادی ۱۷۳۹ء میں ڈان فلپ سے ہوئی اور ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۹ء تک وہ ڈچیس آف پارما کے لقب سے مشہور رہی۔ اس کی دوسری بہنوں میں سے کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ لوئی کاہل الوجود اور آرام طلب تھا اور بدقسمتی سے اسے ولی رائے اور فلوری ایسے اتالیق ملے تھے ولی رائے نے اسے بادشاہوں کے انتہائی مطلق العنانی کی تعلیم دی اور فلیوری نے اسے مذہبی معاملات میں تعصب اور تنگ خیالی کی طرف مائل کیا۔ بوربون کے اثر سے نکلنے کے بعد اس نے فلیوری سے یہ خواہش کی کہ وہ دربار شاہی میں لوئی چہاردہم کے زمانہ کے اصول اور رواج کو جاری کرے۔ ۱۷۳۵ء سے وہ خاندان نیسل کی چار بہنوں کے زیر اثر ہو گیا جن میں سے ڈچیس دی شاتورو مشہور ترین ہے لیکن میٹز میں لوئی کے بیمار ہونے کے چند ہی روز بعد جب کہ اس کی ہر دلعزیزی نصف النہار پر پہونچ گئی ژین پوآسون کا ستارہ اقبال طلوع ہوا ۲۲۴ جو ایک ساہوکار لی نورمان دی تیول کی بیوی تھی اور ۱۷۴۵ء میں میڈم دی پومپادور کے نام سے مشہور ہوئی۔ دربار شاہی میں اس کے دخل پانے سے موجودہ خرابیوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۲۲۱۔

Aubertin, L Esprit Public au XVIII e
Siecle pp 260-272, Lecky
History of England in the XVIII
Century Vol V p. 325-333

کی اصلاح کی امید مطلقاً جاتی رہی اور فوج ہائے بری وبحری، سررشتہ مالیہ اور خارجی حکمت عملی کے نظام کی تنظیم جدید کی امیدیں بھی معدوم ہوگئیں۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کی ترتیب میں جو عجلت کی گئی وہ اسی کے اثر کے سبب سے تھی اور جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد وزیروں کا عزل ونصب اس کی مرضی پر منحصر ہوگیا ۱۷۴۸ء اور ۱۷۵۶ء کے درمیان میں فرانسیسی حکومت کو چاہئے تھا کہ نوآبادیوں کے متعلق انگلستان سے جو نزاعیں تھیں ان کا تصفیہ کرالیا جاتا۔ مارشل سیکس نے ۱۷۵۰ء میں انتقال کیا اور لووین ڈاہل نے ۱۷۵۵ء میں حکومت کو چاہئے تھا کہ لایق جنرلوں کو تربیت دیکر ان کا جانشین بنایا جاتا۔ اسی طور پر بحری اور بری فوجوں اور سررشتہ مالیہ کی اصلاح کے متعلق کاونٹ دارژان سون روای ے اور ماشول کی کوششوں کی سرگرمی کے ساتھ تائید کرنی چاہئے تھی۔ لیکن میڈیم دی پوم پادور کی مسلسل دست اندازیوں کی وجہ سے اس ضروری حکمت عملی کو قابل اطمینان طریقہ پر عمل میں نہیں لاسکتی تھی۔

فرانس کی حکومت شاہی کا انحطاط ۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء

اس سے صاف ظاہر تھا کہ بادشاہ کو عیش وعشرت میں منہمک ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا مطلق احساس نہ تھا اور ہر سال خاندان بوربون کی حکومت کا مستقبل تاریک ہوتا جاتا تھا۔

جنوری ۱۷۵۷ء میں لوئی پانزدہم پر دامیان کے حملہ کرنے اور جنگ ہفت سالہ کے آغاز کی وجہ سے عام بغاوت نہ پھیلی مگر بیچینی اور رمغویانہ کارروائیوں کا دفعیہ نہ ہوا۔ مذہب کی طرف سے شکوک بڑھنے لگے، سلطنت کے بنیادی اصول پر بحثیں ہونے لگیں اور حکومت شاہی کے سلطنت وجبروت میں روز بروز فرق آتا جاتا تھا۔ اسکی حکومت میں نہ تو استقلال تھا نہ تو قوت فیصلہ اس لئے اس پر "فضول خرچ موسم تپانے والے مرغ" کی پھبتی بیجا نہ تھی۔

لیکن فرانسیسی حکومت نے باوجود اپنی غیر استوار اور متلون داخلی طرز عمل کے خارجی حکمت عملی میں اس طرز عمل کو ترک کرنے کے کوئی آثار ظاہر نہیں کئے جس کی وہ قریب قریب ڈھائی سو سال سے پابند تھی۔ اکتوبر ۱۷۵۰ء میں مارکوس دوت فور بجائے بلوت دیل کے وائینا میں سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۳ء میں سیئور دوبی تیر اسکا جانشین ہوا! فرانس کے ان سفیروں کی جو آؤ بھگت ہوئی اس سے صاف ظاہر تھا کہ

فرانس اور آسٹریا کے سفارتی تعلقات ۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۶ء عیسوی۔

آسٹریا کی حکومت فرانس سے اتحاد چاہتی ہے اور وائینا کے انگریزی سفیر کیتھ نے ہوا کا رخ فوراً پہچان لیا۔ ان سفیروں کو جو ہدایتیں دی گئی تھیں ان سے ظاہر تھا کہ فرانس میریا تھیریسا کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا تھا مگر جب تک کہ اس کا "قدرتی دشمن" انگلستان آسٹریا کا حلیف تھا فرانس مجبور تھا کہ آسٹریا کے جواب میں پرشیا سے اتحاد رکھے۔ فرانس کو پرشیا سے علٰحدہ کرنے میں کانٹز کو کامیابی نہ ہوئی مگر اس نے شاہ فرانس اور میڈیم دی پوم پادور سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور میڈیم کے مزاج میں کچھ دخل بھی حاصل کر لیا۔ کانٹز کو معلوم ہو گیا کہ فرانس کو آسٹریا سے کوئی خاص عداوت نہیں ۱۷۵۳ء میں وہ آسٹریا کو واپس آیا اور چینسلر (وزیر) مقرر کیا گیا۔ بارٹین سٹین جو اس کا شریک کار ہونے پر آمادہ نہ تھا علٰحدہ کر دیا گیا اور اہل فیلڈ خود مستعفی ہو گیا ۱۷۵۲ء میں آرن جوایز کا معاہدہ جسے ۱۷۲۵ء کے مشہور معاہدہ وائینا کی ایک پھیکی سی نقل کہہ سکتے ہیں آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان میں ہوا جس کی رو سے ایک دوسرے کے یورپی مقبوضات کی ضمانت کی گئی۔ اس وقت فرڈیننڈ ششم ہسپانیہ کا بادشاہ تھا معاہدہ مذکور کو جہاں تک اس کا تعلق آسٹریا کے اطالوی صوبجات سے تھا سارڈی نیا، نیپلز اور پارما نے بھی تسلیم کر لیا لیکن فرانس اور ہسپانیہ کی باہمی کشیدگی اور انگلستان اور آسٹریا کے اتحاد کے باقی رہنے سے آسٹریا فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی گہرا اتحاد پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ مگر مختلف امور کے وقوع میں آنے سے کانٹز کو امداد غیبی حاصل ہو گئی اور چند ہی روز کے بعد نہ صرف آسٹریا اور فرانس کے درمیان ورسالز کا معاہدہ ہو گیا بلکہ فرانس اور ہسپانیہ کا خاندانی اتحاد از سر نو تازہ ہو گیا۔ کانٹز کی سفارت سے اس وقت گو کوئی قرار واقعی نتیجہ برآمد نہیں ہوا مگر اس نے آسٹریا اور فرانس کے آیندہ اتحاد کی بنیاد رکھ دی اور سترھویں صدی کے اواخر میں ہسپانیہ کو ہارکورٹ کی سفارت کی طرح اس کے نتائج سے یورپ کے تمام ممالک متاثر ہوئے۔

۲۲۶

۱۷۵۳ء میں براعظم یورپ میں آسٹریا کا سب سے زبردست حلیف روس تھا۔ اس اتحاد کو ۱۷۲۶ء میں چارلس ششم وجود میں لایا تھا اور اس کے انتقال پر

صرف چند سال کے لئے اس میں رخنہ پڑ گیا تھا۔ صلحنامہ بلغراد کے بعد سے فرانس

آسٹریا اور روس کے سفارتی تعلقات۔

کا کچھ اثر روس میں ہو چلا تھا مگر ۱۷۴۲ء میں لاشتاردی کی روانگی کے ساتھ بالکل معدوم ہو گیا اور زارینا ایلی زابیتھ نے فریڈرک اعظم کی اولوالعزمیوں کو روکنے کے لئے میریا تھیریسا کی تجاویز اتحاد کو بخوشی منظور کر لیا۔ ۳۰ مئی ۱۷۴۵ء کو ایلی زابیتھ نے ۱۷۲۶ء کے اتحاد کی تجدید پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور ۲۲ مئی ۱۷۴۶ء کو دونوں سلطنتوں میں ایک معاہدہ ہوا جس میں سائلی شیا کو واپس لینے اور پرشیا کو باہم تقسیم کر لینے کے متعلق پوشیدہ دفعات تھے۔ اس معاہدے پر دستخط ہو جانے کی تاریخ سے ایلی زابیتھ کے انتقال تک روس اور آسٹریا کا اتحاد برقرار رہا حالانکہ اہل ہنگری نے بعض اہل سرویا اور دیگر سلاؤ اقوام پر کسی مذہبی معاملہ میں ظلم کیا تھا جس سے ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ ۱۷۴۶ء کے معاہدہ میں ایک اور دفعہ کا اضافہ ترکوں کے حملہ کو دفع کرنے کے لئے کیا گیا کیونکہ قسطنطنیہ میں فرانس کا اثر بڑھ رہا تھا۔ اس روسی اتحاد سے میریا تھیریسا کو بہت سی امیدیں تھیں۔ شاہ پرشیا کی وہ سخت ترین مخالف تھی مگر ایلی زابیتھ کو شاہ مذکور کو اس سے بھی زیادہ بغض تھا اور اس کا وزیر اعظم بیسٹوژیو اس کی آتش بغض کو اور بھی بھڑکاتا تھا۔ روس کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ سویڈن کے انتظام جانشینی کو بدل دے اور ۱۷۴۹ء میں وہاں کے بادشاہ کی علالت سے نفع اٹھا کر ایک روسی فوج فن لینڈ کی سرحد پر جمع ہوئی۔ سویڈن کا ولی عہد فریڈرک اعظم کا بہنوئی تھا اور اس نے ۲۹ مئی ۱۷۴۷ء کو سویڈن سے ایک مدافعتی معاہدہ کیا تھا جس میں ۱۷۴۸ء میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا۔ جنگ کی تیاری کر کے مئی ۱۷۵۰ء میں اس نے ایک احتجاجی یادداشت روس کے دربار کو بھیجی۔ بیسٹوژیو کو جب معلوم ہوا کہ انگلستان اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہے تو وہ سویڈن کی مخالفت سے باز آیا مگر ایلی زابیتھ نے پرشیا سے سفارتی تعلقات منقطع کر دئے اور ۱۷۵۳ء میں ماسکو میں ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ آیندہ سے روس کا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ پرشیا کی درازدستیوں کو روکے اور آسٹریا سیکسنی اور انگلستان کی معاونت سے اس کے جدید ترمقبوضات

کو چھین کر اس کی حالت وہی کر دے جو زمانہ سابق میں تھی انگلستان کے تعلقات روس سے دوستانہ تھے اور اس کے اور پرشیا کے درمیان کشیدگی پیدا ہو چلی تھی جس سے آسٹریا کو مزید تقویت پہونچی ؛

سویڈن کے اتحاد کی طرح روس کے اتحاد کے لئے بھی نقد معاوضہ ادا کرنا پڑتا تھا اور انگلستان کے مدبر تجارتی اغراض کے لئے اور ایلی زابیتھ کی معاونت حاصل کرنے کے لئے تاکہ فریڈرک پر دباو پڑے اور وہ ہینوور پر حملہ نہ کرے، روس سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے لئے اس کو رقوم خطیر بطور امداد دیا کرتے تھے۔ زمانہ امن میں فوجوں کو تیار رکھنے کے لئے روس نے دو لاکھ پونڈ سالانہ کا مطالبہ کیا اور زمانہ جنگ کے لئے مزید دو لاکھ پونڈ ۱۷۵۵ء اور سنین مابعد میں انگلستان اور پرشیا میں اس قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ دونوں سلطنتوں کے متحد ہونے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ فریڈرک اعظم کو جنگ ہفت سالہ کے قبل انگریزی مدبروں پر بالکل اعتماد نہ تھا اور جنگ کے بعد بھی اس کا یہی خیال تھا۔ جارج کی اس تجویز کا وہ مخالف تھا کہ آرچ ڈیوک جوزیف شاہ روما منتخب ہو، پرشیا کے چند جہازوں کو جو فرانس سے تجارت کرتے تھے انگریزی فوجی جہازوں نے گرفتار کر لیا تھا اس پر فریڈرک انگلستان سے برسر نزاع تھا۔ اس کے علاوہ فریڈرک نے ایک جیکو بائٹ کو سفیر بنا کر انگلستان بھیجا، برلن میں چند روز تک کوئی انگریزی سفیر نہ تھا اور لندن میں پرشیا کی سفارت میں صرف ایک معتمد موجود تھا ؛

۱۷۵۳ء میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کے آثار نمایاں تھے۔ جنوری میں سیکسنی کے ایک اہلکار مینزیل نے جسے فریڈرک نے رشوت دی تھی اسے ۱۷۴۶ء کے آسٹریا اور روس کے معاہدے کی ایک نقل بھیجدی اور ڈریسڈین کے سرکاری دفاتر سے وقتاً فوقتاً اسے راز کے کاغذوں کی نقلیں بھیجتا رہا۔ اسی طور پر اس نے برلن کی آسٹروی سفارت کے ایک افسر مسمی وین گارٹین کو رشوت دیکر مفید معلومات حاصل کیں جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ روس اور آسٹریا اسکو تباہ کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے اور سیکسنی کو بھی اس کام میں شریک کرنا چاہتے تھے بوہے میا میں آسٹریا اپنی فوجیں جمع کر رہا تھا اور روس کی فوجیں پرشیا کی طرف

۲۴۸

بڑھ رہی تھیں مگر پرشیا پر یہ روسی حملہ ملتوی کر دیا گیا کیونکہ روس نے جن امدادی رقوم کا مطالبہ کیا تھا انھیں انگلستان دینے پر آمادہ نہ تھا اس کے علاوہ فریڈرک نے حسب عادت حملے کو دفع کرنے میں سرگرمی سے کام لیا اور فرانس نے بھی انگلستان کو مطلع کر دیا کہ اگر روس نے پرشیا پر حملہ کر دیا تو فرانس کی فوجیں بھی وہاں بھیجی جائینگی ہینوور پر حملہ ہو جانے کے خوف سے آنے والی ناگزیر جنگ عرصہ دراز کے لئے ملتوی ہو جاتی مگر ہندوستان اور امریکا کے متعلق انگلستان اور فرانس کے درمیان میں جو نزاعیں تھیں ان کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی ۱۷۵۳ء میں کناڈا کے صوبہ دار دولین نے اوہیو کی وادی پر قبضہ کرنے اور سینٹ لارنیس اور مسی سپی ندیوں کے وادیوں پر فرانسیسیوں کے جو دعاوی تھے ان کی رو سے فرانس کے صوبجات کناڈا و لوئی سیانا کو ملا دینے کی کوشش کی ہندوستان میں کلایو نے ڈوپلے کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور وہ ۱۷۵۴ء میں واپس بلا لیا گیا۔ مگر امریکا کی نزاعیں زیادہ اہم تھیں ۱۷۵۴ء میں ورجینا کی قومی فوج نے ایک قطعی کامیابی کے بعد شکست کھائی اور سال مابعد میں جنرل برڈوک نے جسکی زیر کمان باقاعدہ انگریزی فوج کے سپاہی تھے شکست کھائی اور مارا گیا۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ کا باضابطہ اعلان نہیں ہوا تھا مگر ۱۷۵۵ء میں صاف ظاہر تھا کہ جنگ اب ناگزیر ہے۔ اس نازک موقع پر فریڈرک کو مجبوراً اپنے اور فرانس کے تعلقات پر غور کرنا پڑا اور انگلستان کے کابینہ کو بھی ہینوور کی سلامتی کے بہترین طریقہ کے متعلق تصفیہ کرنا پڑا جو فریڈرک کی زد میں تھا؛

فرانس اور پرشیا کا اتحاد

فرانس سے فریڈرک کے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ ۱۷۴۱ء کے معاہدے سے وہ لوئی پانزدہم کی امداد پر پابند تھا بشرطیکہ اس پر حملہ ہو اور ۱۷۵۳ء میں فرانس نے اس کی تائید کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ اگر انگلستان نے اس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو فرانس ضرور اسکی مدد کریگا گو نہ تو فرانس اور نہ پرشیا کو ایک دوسرے کی صداقت پر اعتماد تھا گو فریڈرک فرانس کے مدبروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور گو

فریڈرک اعظم کی حالت ۱۷۵۴ء و ۱۷۵۵ء میں

میڈیم دی پوم پادور اور فرانس کے اہل دربار فریڈرک کو ناپسند کرتے تھے مگر فرانس اور پرشیا کے درمیان میں مشترک اغراض کی وجہ سے گہرا اتحاد ناگزیر تھا اور پرشیا کی مالی حالت اور جغرافیائی موقع دونوں کچھ ایسے تھے کہ فرانس کے اتحاد سے اسے بیحد نفع کی امید تھی ۔

فرانس کا اس وقت یورپ میں خاص اثر تھا پولینڈ، سویڈن کی اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے اس کے تعلقات تھے جسکی وجہ سے وہ ایک قابل قدر حلیف تھا اور گو لوئی کی خفیہ سفارتی کارروائیوں اور سررشتہ خارجیہ کے عہدہ داروں کے متواتر عزل ونصب سے اس کی حکمت عملی میں یکسانی کا امکان نہ تھا مگر فرانس کی فوجی اور سیاسی حیثیت نہایت ہی زبردست تھی۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کے بعد روس کا عروج عیاں ہوگیا تھا اور ۱۷۴۷ء اور ۱۷۴۸ء میں اس کی فوج نے پولینڈ کو تاخت وتاراج کردیا جس سے نہ صرف پولینڈ کا انحطاط عیاں تھا بلکہ یہ بھی ظاہر تھا کہ زارینا اس ملک کو اپنا دست نگر بنانا چاہتی تھی۔ لوئی یا اس کے وزیروں کو روس سے اتحاد کرنے کا اگر کچھ خیال رہا بھی ہو تو وہ ۱۷۴۶ء کے روس اور آسٹریا کے اتحاد سے جاتا رہا اور اس کے علاوہ لوئی کو ایلی زابیتھ سے ذاتی نفرت تھی اور روس کی دست درازیوں کو وہ ناپسند کرتا تھا۔ کاہل الوجود لوئی پولینڈ ٹرکی اور سویڈن سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ "ماسکو سے جو سڑک قسطنطنیہ کو گئی تھی وہ وارسا اور اسٹاک ہولم سے ہوکر گزری تھی"۔ بونی وال کی طرح اسے بھی کچھ احساس تھا کہ اگر پولینڈ سویڈن اور ٹرکی فرانس کی سرکردگی میں متحد ہوجائیں تو اس سے فرانس کو بہت نفع ہوگا۔ مگر شمال اور مشرق میں اب فرانس کی ساکھ مطلق نہ تھی اور پولینڈ ٹرکی اور سویڈن روبہ انحطاط تھے۔ ان کو اپنے خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک ایسے مدبر کی ضرورت تھی جس میں مافوق الانسانی قوت عمل ہو جو انھیں ضروری اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ کرسکتا تھا اور اس خطرے سے انھیں متنبہ کرسکتا جو انھیں روس کی طرف سے تھا۔ مگر لوئی مدبر نہ تھا اور اس پر طرہ یہ تھا کہ وہ بزدل تھا۔ پیچیدہ اور مخفیانہ طرز عمل کو پسند کرتا تھا اور اس کی صحت بھی خراب تھی۔ اس نے اب خفیہ کارپردازوں کے ذریعہ سے اپنا کام نکالنا چاہا۔ اس کام

کے لئے اس نے پرنس آف کونتی کو منتخب کیا جو مشہور و معروف کونڈے کا عزیز تھا اور خود فلپ کا بھی۔ کونتی ہر دل عزیز، جفاکش اور سرگرم تھا مگر اس کی اولوالعزمیاں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھیں اور خیالی پلاؤ پکانے کا عادی تھا۔ ایک زمانے میں اسے ایلی زابیتھ ملکہ روس سے شادی کرنے کی آرزو تھی، پھر دول عظمیٰ میں سے کسی کا سپہ سالار ہونے کی اور پھر کارڈنل ہونے کی۔ اس وقت اسے پولینڈ کا پادشاہ ہونے کی ہوس تھی کیونکہ وہاں کا بادشاہ آگسٹس سوم قریب المرگ تھا؛

چونکہ پولینڈ رقبے میں فرانس کے مساوی تھا اور مغربی یورپ کی طرف روس کی پیش قدمی کو روکے ہوئے تھا اس لئے یہ ظاہر تھا کہ جیسے ہی ایک نئی یورپی جنگ کے آثار نمایاں ہونگے پولینڈ سفارتی کارروائیوں کا مرکز بنجائیگا۔ آسٹریا اور روس انگلستان کی امداد سے اس فکر میں تھے کہ آگسٹس ۱۷۵۶ء کے معاہدے کو تسلیم کرے اور فرانس نے اس موقع کی اہمیت کا احساس کرکے پولینڈ کو کم ازکم غیر جانب دار رکھنے کی کوشش کی[1]

لوئی نے اس لئے پولینڈ کی تخت و تاج کے لئے کونتی کے دعادی کو پیش کرنیکا قصد کیا تاکہ روس کی مخالفت میں اس کی تدبیروں کی بھی تائید ہو۔ پولینڈ میں دو جماعتیں حصول تفوق کے لئے کوشاں تھیں۔ سیکسن جماعت روسی اتحاد کی خواہاں تھی اور روس کی حکمت عملی جس کا انگلستان موید تھا یہ تھی کہ خاندان زار ٹورسکی کی تائید کی جائے اور اہل پولینڈ اور اہل سیکسنی کو اپنا دست نگر بنا کر خاندان مذکور کے ایک فرد کو بادشاہ بنا دے اور اس کے ذریعہ سے پولینڈ میں سے اپنی فوجوں کو لیجانے کا حق حاصل کرے۔ دوسری جماعت "قومی جماعت" کے نام سے موسوم تھی اور روس میں روسی اقتدار کے قیام کی مخالف تھی۔ فرانسیسی وزیروں کا مقصود یہ تھا کہ قومی جماعت کو کامیابی ہو مگر لوئی پانزدہم کے اور بھی مقاصد تھے اور وہ کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرانے کے لئے سازش کر رہا تھا۔ چونکہ ولی عہد فرانس کی بیوی آگسٹس کی بیٹی تھی اور مارشل سیکس اب تک زندہ تھا

---

[1] Duc de B roglie, the King's Secret

۲۲۱ اس لئے لوئی نے پولینڈ کے متعلق اپنی حکمت عملی کو مخفی رکھا اور کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرانے اور اس طور پر پولینڈ ٹرکی اور سویڈن کے اتحاد کے لئے ایک ایک قدرتی عنصر بہم پہونچانے کے لئے اس نے درپردہ کوششیں شروع کردیں۔ کاونٹ دی زالیور ٹرکی کو بطور سفیر بھیجا گیا اور اسے دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں جن میں ایک تو سرکاری طور پر تھیں اور دوسری خفیہ تھیں۔ سفیر مذکور متعدد مشکلوں کو سر کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں فرانسیسی اثر کو بحال کرنے میں کامیاب ہوا اور ۱۷۵۰ء میں ترکوں نے بطیب خاطر سویڈن اور پولینڈ میں روسی اثر کو روکنے کی فرانسیسی تجویز کو منظور کرلیا۔ سویڈن کو کونتی کا ایک دوسرا کارپرداز داوان کور ۱۷۴۹ء میں بھیجا گیا اور ۱۷۵۳ء تک وہاں مقیم رہا۔ ۱۷۴۸ء میں فرانس نے پرشیا کی شرکت سے حملہ ہونے کی صورت میں سویڈن کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور ۱۷۵۰ء میں اندیشہ تھا کہ روس جو فن لینڈ پر قابض ہوگیا تھا اسٹاک ہولم پر حملہ کردیگا مگر فریڈرک اعظم کی تیاریوں اور احتجاج کے خوف اور سویڈن سے فرانس کے لگاؤ کی وجہ سے روس رک گیا۔ ۱۷۵۰ء میں اڈالفس فریڈرک سویڈن کا بادشاہ ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ میں کسی دستوری اصلاح کی کوشش نہ کرونگا جس سے روس کو فن لینڈ کے تخلیہ کے لئے ایک بہانہ ملگیا۔

۱۷۵۲ء سے ۱۷۵۶ء تک قسطنطنیہ اور وارسا فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کے اہم ترین مرکز تھے ۱۷۵۲ء میں مارشل بروگلی کا دوسرا بیٹا کاونٹ دی بروگلی جس نے آسٹریا کی جنگ جانشینی کے ابتدائی دور میں خدمات انجام دی تھیں پولینڈ میں سفیر مقرر کیا گیا دی زالیور کی طرح اسے بھی دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں۔ وزیر خارجہ سائین کونتیس نے اسے صرف یہ حکم دیا تھا کہ پولینڈ اور سیکسنی میں اتحاد پیدا کرائے انھیں آسٹریا اور روس سے متحد نہ ہونے دے اور پولینڈ کی قومی جماعت کی تائید کرے برخلاف اس کے لوئی پانزدہم نے اسے حکم دیا کہ فرانس کے اثر کو بحال کراکے کونتی کے انتخاب کے لئے کوشش کرے اور اس سے مراسلت کرتا رہے۔ اس طور پر دی بروگلی کا کام نہایت مشکل ہوگیا مگر اس نے نہایت ہوشیاری اور حسن تدبیر سے کام لیا گو اسے سفارتی کاموں کا مطلق تجربہ نہ تھا۔ ہرٹزبرگ کی طرح اس نے ایک ایسا طرز عمل اختیار

۲۳۲ کیا جو گو قابل عمل نہ ہو مگر فراست پر مبنی تھا۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ پولینڈ اور سیکسنی کو

روس کے لئے ایک حد فاصل کر دے اور بوقت ضرورت ٹرکی کو روس پر خشکی کی طرف سے حملہ کرنے اور سویڈن کو اس پر سمندر کی راہ سے حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ پرشیا ہالینڈ پر قبضہ کر لیگا اور خشکی کی جنگ کی حالت میں فرانس کو صرف آسٹریا کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ دی بروگلی نے زیادہ تر یہ کوشش کی کہ پولینڈ اور سیکسنی کو متحد کر دے اور پولینڈ کے معاملات میں جنگی مداخلت نہ ہونے پائی مگر اس نے کونتی کے بادشاہ منتخب ہونے کے لئے بھی کچھ کوشش کی گو اس میں کامیابی بہت کم ہوئی؛

۱۷۵۵ء کے آغاز تک دی بروگلی کی سرگرم سفارتی کارروائیوں کا کچھ نتیجہ برآمد ہوا یعنی پولینڈ کے امرا کی ایک زبردست جماعت کو اس نے خاندان زارٹورسکی کی مخالفت پر آمادہ کر دیا اور آگسٹس سوم نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ پولینڈ میں روسی فوجوں کے داخلہ کو روکیگا اور فرانس کو فوجی امداد دیگا۔ وہ اس امر پر بھی تیار تھا کہ اگر روسی پولینڈ پر حملہ کریں تو وہ اپنی تمام رعایا کو حکم دیدیگا کہ روس کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائے بروگلی' ویزالیور (اور ۱۷۵۴ء میں اس کے مرنے کے بعد ورژان کی سرگرم کارروائیوں اور پرشیا' پولینڈ اور ٹرکی کی تائید سے فرانس سیکسنی کو آسٹریا اور روس کے اتحاد سے علحدہ کرنے اور اپنے کو اور اپنے حلیفوں کو روس آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار نظر آتا تھا؛

فریڈرک اعظم کو خوب معلوم تھا کہ اس کا ملک آیندہ ناگزیر جنگ کے گرداب بلا میں عنقریب پھنسنے والا ہے اور ڈریس ڈین میں آسٹریا جن سفارتی کارروائیوں میں مشغول تھا اس کا بھی اسے علم تھا اس لئے فرانس کے اتحاد سے دست کش ہونے میں اسے ضرور تامل تھا کیونکہ شہنشاہیت میں خاندان ہیپس کے اثر کو روکنے کی فرانس کو بھی اتنی ہی فکر تھی جتنی کہ خود اس کو۔ آسٹریا کے اثر اور رعب میں ترقی ہو رہی تھی اور آسٹریا کی حکمت عملی کا رجحان یہ تھا کہ حکمران جرمنی کو اپنا تابع فرمان بنالے۔ اس لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ فرانس اور آسٹریا کو خاندان برین ڈین برگ کے خلاف متحد نہ ہونے دیا جائے۔ انگلستان کے طرز عمل سے فریڈرک کی پریشانیاں اور بھی بڑھتی جاتی تھیں اور وہ مجبور ہو رہا تھا کہ فرانس کے متعلق جلد کوئی تصفیہ کرے؛

فریڈرک اعظم کی حالت

۱۷۵۱ء سے وہ برابر کوشش کر رہا تھا کہ پیرس میں میریا تھیریسا کی سفارتی کارروائیوں کے دفع کرنے کی تدبیر کرے اور اپنے سفیروں کو برابر ہدایت کرتا رہتا تھا کہ احتیاط سے کام لیں اور جملہ امور سے واقف ہونے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بے شمار دشمنوں سے صرف فرانسیسی اتحاد ہی اسے بچا سکتا تھا۔ مگر فرانس میں اسکے متعلق مختلف رائیں تھیں۔ ایک طرف تو لوئی کے وزرا پرشیا کے اتحاد کے جاری رہنے کو ضروری خیال کرتے تھے اور خاندان ہیپس برگ کی قدیم مخالفت کو ترک کرنا چاہتے تھے مگر اہل دربار ساہوکاروں سفیروں وغیرہ کے خیالات اس سے مختلف تھے اور لوگ علانیہ کہتے تھے کہ شاہ پرشیا نے گزشتہ جنگ میں فرانس کے ساتھ غداری کی، اس کا طرز عمل خودغرضی پر مبنی ہے وہ ازسرنو جنگ چھیڑنا چاہتا ہے اور اس سے اتحاد کا قائم رہنا فرانس کے لئے خطرناک امر ہے؛

فریڈرک اعظم کے تعلقات فرانس سے۔

پیرس میں کانٹز کے ورود سے فریڈرک کے دشمنوں کو اور بھی تقویت ہوگئی اور اسے معلوم ہوگیا کہ پیرس میں اس کے سفیر شام بریئے لارڈ کیتھ اور نپ ہاوسین آسٹریا کے سفیر کے رسوخ کو زائل نہیں کرسکتے جو فرانس کے دربار میں اس نے پیدا کرلیا تھا۔ کانٹز نے میڈیم دی پوم پادور پر قابو پالیا تھا مگر لوئی پانزدہم میریا تھیریسا کی دوستی سے خوش ہوا تھا؛ قدیم اتحاد برقرار رہے۔ لوئی کو فریڈرک اعظم کا تحکمانہ انداز اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ میریا تھیریسا کو انگریزی سفیروں کی صاف گوئی۔ علاوہ ازیں برلن میں بعض فرانسیسی پناہ گیر مقیم تھے جو مذہب اور فرانس کی حکومت شاہی پر حملے کرتے تھے۔ فرانس اور پرشیا میں بہت سے اہل علم تھے جنھیں فریڈرک کے خزانے سے وظائف ملتے تھے۔ مگر لوئی کے خصائل کچھ ایسے واقع ہوئے تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں کی اسے کچھ ایسی چاٹ لگ گئی تھی کہ فرانس کی حکمت عملی کا کایا پلٹ ہوجانا بہت دشوار تھا اور ۱۷۵۳ء میں جب کانٹز وائینا کو واپس گیا اور بجائے ہوت فور کے او بے تیر مقرر ہوا تو یورپ کے سیاسی مطلع پر دول عظمے کے اتحادوں کے متغیر ہونے کے کوئی آثار نہ تھے؛

۲۴۴

مگر انگلستان اور فرانس کی روز افزوں مخالفت سے فریڈرک کی حالت نہایت

نازک ہو رہی تھی۔ فرانس جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور اس کی حکومت کسی ایسے اصول پر مبنی نہ تھی جو سمجھ میں آسکے۔ کنٹرولر جنرل ماشول کے خلاف میں ایک عام شورش پیدا ہو گئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ایک ہفتاد سالہ مجسٹریٹ مسمی روای لے سائین کون تیس کے انتقال کرنے پر وزیر خارجیہ مقرر ہوا۔ فرانس کی بحری فوج انگلستان کی بحری فوج کے مقابلے میں بہت کمزور تھی اور چونکہ وہ سمندر میں انگلستان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے یقینی تھا کہ وہ انگلستان پر براعظم یورپ میں حملہ کرے۔ مگر اس نازک وقت پر فرانس کی خارجی حکمت عملی متزلزل حالت میں تھی۔ اگر جنگ صرف انگلستان اور فرانس کے درمیان ہوتی اور آسٹریا اور ہالینڈ غیر جانب دار رہتے تو انگلستان پر حملہ صرف ہینوور میں ہو سکتا تھا اور اس پر بھی صرف اس صورت میں کہ فرانس اور پرشیا کا اتحاد برقرار رہتا۔ فریڈرک کو معلوم تھا کہ ہینوور پر حملہ آور ہونے میں فرانس اسکی مدد کا طلب گار ہوگا اور اگر اس نے ہینوور پر حملہ کیا تو آسٹریا اور روس ملکر اسکی سلطنت پر حملہ آور ہونگے۔ اس عاقبت اندیش بادشاہ نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ اگر فرانس کو سمندر میں ہزیمت ہوئی تو پھر اس کے لئے انگلستان، ہینوور، آسٹریا روس اور سیکسنی کے حملوں کا دفع کرنا نہایت دشوار ہوگا۔ فرانسیسی سفیر لاتوش سے اس نے جو گفتگو کی اور اپنے سفیروں کو اس نے جو ہدایتیں دیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۷۵۵ء میں وہ نہایت پریشان تھا۔ اپریل میں فرانس کے وزیر جنگ دارژان سون نے اسے یہ سمجھایا کہ ہینوور پر قبضہ کرے مگر وہ اپنے دشمنوں یعنی روس، آسٹریا اور سیکسنی کے منصوبوں سے واقف تھا اس لئے اس نے ہینوور پر حملہ کر کے اپنے کو مصیبت میں ڈالنے کی ہمت نہ کی۔ انگلستان اور فرانس کی آیندہ جنگ میں غیر جانب دار رہنے کی امید سے اس نے جولائی میں فرانس کو مشورہ دیا کہ آسٹروی نیدرلینڈ پر قبضہ کرلے۔ فرانس میں آسی ڈے اور لائنس کی تسخیر کی خبروں سے سخت تشویش پھیل گئی۔ اراکین کونسل کی آراء میں اختلاف تھا اور وہ کسی قطعی تصفیہ کو نہ پہونچ سکتے تھے۔ خارجی معاملات پر بازاروں میں مباحثے ہونے لگے تھے اور گو وزرا کی تعداد غالب کو عامہ قوم سے

۲۴۵

اتفاق تھا کہ فوراً اعلان جنگ کر دیا جائے مگر چند اراکین کی یہ بھی رائے تھی کہ اولاً انگلستان سے معاوضہ کا مطالبہ کیا جائے۔

فریڈرک اپنے وزیر نپ ہاوسین کے ذریعہ سے فرانس کے پریشان حال وزیروں کو آسٹروی نیدرلینڈ پر فوراً قبضہ کر لینے پر آمادہ کرتا تھا مگر اس نے اپنے طرف سے سرگرم معاونت کا کوئی وعدہ نہ کیا۔ فرانس سے اس نے جو معاہدہ ۱۷۴۱ء میں کیا تھا اس کی میعاد جون ۱۷۵۶ء میں ختم ہونے والی تھی اس لئے اس نے یہ کہا کہ میعاد کے ختم ہونے پر جدید اتحاد کے عمل میں لانے پر غور کرے گا۔ فرانس کی حکومت آسٹریا سے نامہ و پیام کر رہی تھی مگر اس امر کی بھی خواہش مند تھی کہ فریڈرک اپنے آیندہ طرز عمل کے متعلق کوئی قطعی اعلان کرے اور اس غرض سے انھوں نے ڈیوک دی نورنائی کو برلن بھیجنے کا قصد کیا۔ مگر اس وقت ہر ایک لمحہ قیمتی تھا مگر نورنائی کے تقرر اور اس کے برلن پہونچنے میں ایک سخت اور تباہ کن تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ایسے واقعات وقوع میں آئے جن سے فریڈرک کو معلوم ہو گیا کہ اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ انگلستان کا حلیف بن جائے۔

انگلستان کے مدبروں نے ۱۷۵۵ء ہی میں تسلیم کر لیا تھا کہ فرانس سے جنگ ضرور ہوگی اور یہ کہ فرانسیسی آسٹروی نیدرلینڈ اور ہینوور پر حملہ کر دینگے ہیس سے بارہ ہزار سپاہیوں کے دینے کے متعلق معاہدہ کیا گیا اور آسٹریا سے بھی معاہدے کی تجدید ہوئی ۱۷۵۵ء کے اوائل میں انگریزی حکومت نے آسٹروی نیدرلینڈ کی

انگلستان جنگ کی تیاری کرتا ہے۔

حفاظت کے لئے قطعی تجاویز پیش کی تھیں یعنی انگلستان ہیس کی فوج اپنی ملازمت میں لیلیگا اور روس سے بھی معاہدہ کریگا بشرطیکہ آسٹریا پچیس ہزار سپاہی سرحدی شہروں کی محافظ فوجوں کی امداد کے لئے بھیجدے۔ مئی میں کانٹز نے اس تجویز کا جواب اخلاقاً نفی میں دیا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ جنگ کے چھڑنے کا اندیشہ نہیں بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ انگریزی حکومت جو تیاریاں کر رہی ہے وہ خود اس حملے کی باعث ہوں جس کا اسے خوف ہے اور اس کے علاوہ اگر فرانس نے جنگ کا اعلان کر دیا تو آسٹریا سے کمک وقت پر پہونچ نہیں سکتی۔ انگلستان کا وزیر خارجیہ ہولڈرنیس کانٹز کی ان چہ میگوئیوں کو سمجھ گیا

جس کا منشا یہ تھا کہ انگلستان اور آسٹریا کا اتحاد ختم ہو چکا تھا۔ آسٹریا کی نہ تو نوآبادیاں تھیں نہ تو بحری فوج تھی اس لئے بظاہر اسے بھی پرشیا کی طرح انگلستان اور فرانس کی جنگ میں مطلق دلچسپی نہ تھی۔ میریا تھیری سا کو صرف سائی لے شیا پر دوبارہ قبضہ پانےکی دھن تھی اور فریڈرک اس سے خوب واقف تھا۔ آسٹریا کی حکومت سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی تھی اور چند شرائط پر پرشیا اور فرانس کے خلاف میں انگلستان سے اتحاد کرنے پر آمادہ تھی مگر انگلستان کے وزیر نہ تو پرشیا پر حملہ کرنا اور نہ سائی لے شیا کے متعلق آسٹریا کی تائید کرنا چاہتے تھے ہولڈرنیس کی تحریر کا آسٹریا نے جو ناقابل اطمینان اور ٹال دینے کا جواب دیا تھا اس سے ظاہر تھا کہ انگریزوں کی شرطوں پر اُن سے اتحاد کرنا نہیں چاہتا اس لئے ہیں بری ولیمس سنٹ پیٹرس چلا گیا۔ وہاں کے وزیر اعظم بیسٹوزیو نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ وزیر اعظم پرشیا سے نفرت رکھتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ روس کے حقیقی دوست انگلستان آسٹریا سویڈن اور سیکسنی ہیں ۳۰ ستمبر کو امداد کے متعلق ایک معاہدہ ہوا اور انگلستان نے اپنی ملازمت میں ... ۵۵ روسی سپاہی لینے کا وعدہ کیا جن کا کام یہ تھا کہ اگر ہینوور پر حملہ ہو جائے تو فوراً کمک کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

اس اثناء میں آسٹریا کی کابینہ نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا تھا اور انگلستان اور پرشیا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ اگست میں آسٹریا کے وزیروں نے تصفیہ کر لیا تھا کہ نیدرلینڈ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ انگریزوں اور آسٹریا کا اتحاد جو ۱۶۸۹ء سے قایم تھا اب ختم ہو گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت انگلستان نے فریڈرک سے نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک نے جواب دیا کہ وہ خود امن وامان کا خواستگار تھا اور اسے امید تھی کہ انگلستان اور فرانس کی باہمی نزاعوں کا دوستانہ تصفیہ ہو جائے گا مگر جنگ ناگزیر تھی۔ بوس کا وین نے السی ڈے اور لائس پر قبضہ کر لیا تھا جس کی خبر فرانس میں جولائی میں پہونچی اور ۱۷۵۵ء کے اختتام تک فرانس کے ۳۰۰ تجارتی جہازوں کو انگریزوں نے چھین لیا۔ فریڈرک فرانس کی نوآبادیوں کے متعلق کسی ذمہ داری کے لینے پر آمادہ نہ تھا۔ اس کا دعوےٰ یہ تھا کہ انگلستان اور فرانس کی موجودہ نزاع نوآبادیوں سے متعلق ہے اور اسے اور فرانس کے درمیان

جو معاہدے تھے وہ صرف یورپ سے متعلق تھے۔ فرانس کے وزیروں اور میڈیم دی پوم پادور پر اسے اعتماد نہ تھا اور فرانس کے دربار کی حالت کو بھی وہ پسند نہ کرتا تھا۔ ۱۷۵۵ء کے اوائل میں اس نے فرانس کو سرگرمی دکھانے پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اسے کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ اسے اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر وہ فرانس کی تائید کرتا ہے تو اس کی تائید سے فرانس کا اثر جرمنی میں بڑھ جائے گا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں اس نے فرانس کا ساتھ دو مرتبہ چھوڑ دیا تھا اس لئے اسے خوف تھا کہ فرانس بھی اس کے ساتھ غداری کرے گا۔ انگلستان روس اور آسٹریا کو اس پر نرغہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس لئے اب ضروری تھا کہ وہ کوئی فوری تصفیہ کرے کیونکہ فرانس کے ناپائدار طرز عمل اور بے اعتنائیوں سے وہ گھبرا اٹھا تھا۔ ۱۶ جنوری ۱۷۵۶ء کو ویسٹ منسٹر کے معاہدے پر دستخط ہوگئے جس کی رو سے انگلستان اور پرشیا نے عہد کرلیا کہ وہ جرمنی میں کسی غیر ملک کی فوج کو نہ تو داخل ہونے دینگے نہ اس میں سے گزرنے دینگے۔ انگلستان کو اب جرمنی میں روسی فوج کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فریڈرک نے فرانس کے حملہ کی صورت میں ہینوور کی حفاظت کا ذمہ لیلیا تھا جس سے جارج دوم کو اطمینان ہوگیا۔ دونوں سلطنتوں نے "جرمنی کی غیر جانب داری" کی ذمہ داری لیلی مگر ایک خفیہ دفعہ کی رو سے آسٹروی نیدرلینڈ کو اس سے خارج کردیا۔ اس وقت تک گو انگلستان کے مدبروں کو پرشیا سے کوئی خصومت نہ تھی مگر جارج دوم بہ حیثیت ہینوور کے الیکٹر کے فریڈرک ولیم اور فریڈرک اعظم کو جرمنی میں اپنا رقیب خیال کرتا تھا۔ مگر آنے والی عظیم الشان جدوجہد کے خیال سے دونوں الیکٹر رقابت سے باز آئے اور انگلستان نے پرشیا کو براعظم یورپ میں اپنا سب سے زبردست حلیف تسلیم کرلیا۔ اس معاہدے کی ترتیب سے فریڈرک نے اپنے ایک دشمن (انگلستان) کو اپنا حلیف بنالیا دوسرے (روس) سے گلو خلاصی حاصل کرلی۔ جرمنی کی غیر جانب داری کا اطمینان کرالیا اور اس کو روسی اور فرانسیسی فوجوں سے محفوظ رکھا۔ یہ اس عظیم الشان سفارتی انقلاب کا پہلا زینہ تھا۔

ویسٹ منسٹر کے صلحنامے کا فوری اور دوررس اثر ہوا۔ بروگلی کی سفارتی کارروائیاں سب خاک میں مل گئیں۔ اس کی تدبیریں سب بیکار ثابت ہوئیں، جو جماعت اس نے

روس کے خلاف کھڑی کر دی تھی وہ بے دست و پا ہو گئی اور آیندہ جنگ میں شروع سے آخر تک پولینڈ میدان کارزار بنا رہا۔ ٹرکی میں ورژان نے یہ انتظام کیا تھا کہ جیسے ہی روس کی فوج مغرب کی طرف کوچ کرے ترک روس کے عقب پر حملہ آور ہوں۔ تاتاریوں کو اس نے خواب غفلت سے جگا دیا تھا اور قزاقوں کو بھی اس نے روس سے بددل کر دیا تھا گویا سب سامان تیار تھا اور ورژان صرف اشارے کا منتظر تھا۔ مگر وہ انتظار ہی میں رہا اور بجائے اس کے فرانس اور ٹرکی، روس اور آسٹریا کے خلاف ہوتے ایک سال کے بعد فرانس خود آسٹریا اور روس کا حلیف ہو گیا ؟

وائینا میں صلح نامہ ویسٹ منسٹر پر سخت ناراضی ہوئی کیونکہ اس کی رو سے بغیر مشورہ شہنشاہ جرمنی کی غیر جانب داری کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ سینٹ پٹرس برگ میں ایلی زابیتھ بھی سخت ناراض ہوئی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس کے اور انگلستان کے درمیان میں ستمبر ۱۷۵۵ء میں جو رقمی امداد کا معاہدہ ہوا تھا وہ پرشیا کے خلاف تھا مگر ویسٹ منسٹر کے معاہدے سے اس کا شکار (پرشیا) اسکی زد سے نکل گیا ؟

فرانس میں بھی فریڈرک کی غداری سے سخت ناراضی ہوئی جس سے کانٹز کے مقاصد کو مزید کامیابی ہوئی۔ ۱۷۵۵ء میں جب آسٹریا سے اتحاد کرنے میں انگلستان کو ناکامی ہوئی تو آسٹریا کے چینسلر نے ۱۷۴۹ء کی اپنی تجویز کو پھر پیش کیا اور میریا تھریسا سے اسکو منظور کرا لیا۔ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ پرشیا کی ریاست کے بیشتر حصے کو سیکسنی پلائی نیٹ، سویڈن اور آسٹریا آپس میں تقسیم کر لیں۔ لیکن اولاً ضروری تھا کہ مون کو فرانس کے حوالہ کر کے اسے ہموار کر لیا جائے اور نیدرلینڈ میں ایک ریاست ڈان فلپ (لوئی کا داماد) کے لئے قائم کی جائے علاوہ ازیں کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ بنایا جائے اور روس سے بھی اتحاد کر لیا جائے مگر اصل غایت یہی تھی کہ فرانس کی امداد سے آسٹریا پرشیا کو ایک چوتھے درجے کی سلطنت بنا دے اور سائلیشیا کو حاصل کرے کانٹز کی اس تجویز سے فرانس کی خارجی حکمت عملی میں پورا تغیر لازم آتا تھا اور وہ فرانس کی تمام تاریخی روایات کے خلاف تھی پشت ہا پشت سے فرانس کی یہ کوشش تھی کہ آسٹریا کی قوت کو گھٹائے اور گزشتہ ۲۵۰ سالوں کی مسلسل نزاعوں میں اس نے جرمنی سے کئی علاقے اپنے قبضے میں کر لیے تھے

۲۷۹

مگر گو آسٹریا کی جنگ جانشینی لوئی چہاردہم کی حکمت عملی کی روایات کے مطابق لڑی گئی تھی لیکن مگر فرانس کے لئے اس کے نتائج قابل اطمینان نہ تھے اور قوم کے تمام طبقوں میں لوئی پانزدہم کی خارجی حکمت عملی کی ناکامی کی وجہ سے بے چینی پھیل گئی تھی۔ کانٹز کو خوب معلوم تھا کہ اس کے مقصود کے حصول میں متعدد مشکلیں سد راہ ہیں کیونکہ وہ ایک دولت عظمےٰ کو یہ یقین دلانا تھا کہ جس نظام سیاسی کی اب تک وہ پابند تھی اس کے حقیقی مفاد کے بالکل خلاف ہے اس کو یہ سمجھانا تھا کہ انگلستان اور اسکے درمیان جو مسائل مختلف فیہ پیدا ہوگئے ان کے حل کرنے کے لئے جو طریقہ اس نے اختیار کیا تھا وہ اس غرض کے لئے مفید نہ تھا اور یہ کہ اس نے پرشیا کی تائید کو اپنے اتحادوں کا مرکز بنانے میں سخت غلطی کی تھی" اس وقت اسٹاریم برگ آسٹریا کی طرف سے فرانس میں سفیر تھا اور اگست ۱۷۵۵ء کے اواخر میں اسسے فرانس کی خارجی حکمت عملی کے نظام میں اس انقلاب کو پیدا کرنے اور آسٹریا اور فرانس کی رقابت کو دور کرنے کا کام سپرد کیا گیا اور ۲۱ ستمبر کو اس نے برنس سے نامہ و پیام شروع کر دیا ؛

فرانس کو اپنی خارجی حکمت عملی کو بدل دینے سے بہت سے کچھ نفع کی امید ہوسکتی تھی کیونکہ انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کی صورت میں آسٹریا کا اتحاد یا غیر جانب داری دونوں اس کے لئے مفید ہوسکتے تھے برخلاف اس کے پرشیا نے ہمیشہ اس کے ساتھ غداری کی تھی گو گزشتہ جنگ میں فریڈرک کو سائی لے شیا فتح کرنے میں مدد دینے میں اس نے کناڈا تک کے ہاتھ سے نکل جانے کی پروانہ کی تھی۔ فرانس نے آسٹریا کو زیر کرنے کی سخت کوشش کی تھی اپنے سپاہیوں کا خون بہایا تھا اور روپیہ بیدریغ صرف کیا تھا جس کی وجہ سے جنگ کے ختم کے بعد وہ بالکل مفلس اور خستہ حال ہوگیا۔ مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ پرشیا کی غدار سلطنت کو مزید تقویت ہوئی اور اس کی فوجی قوت بڑھ گئی۔ فرانس کو صدہا سال سے آسٹروی نیدرلینڈ پر قبضہ کرنے کی آرزو تھی آسٹریا سے اتحاد ہو جانے کی صورت میں فرانس کو اس نواح میں تفوق حاصل ہو جاتا اور صوبہ مذکور یا اس کے ایک حصے کو وہ اپنے مقبوضات میں ملحق کر سکتا تھا

اور وول بحری کو بھی وہ سخت نقصان پہونچا سکتا تھا۔ مگر در حقیقت آسٹریا اور فرانس
کے اصلی مفاد متغائر تھے۔ فرانس انگلستان پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اور آسٹریا پرشیا پر۔
فرانس کے لئے براعظم یورپ میں امن و امان کا ہونا نہایت مفید تھا برخلاف اس کے
آسٹریا ایک عام یورپی جنگ چھیڑنا چاہتا تھا۔ اتحاد کے متعلق جو نامہ وپیام ہورہا تھا
اس میں عجلت نہ ہوسکتی تھی کیونکہ بغیر کافی اور کامل ثبوت کے کوئی یہ تسلیم کرنے پر
راضی نہ تھا کہ فریڈرک نے انگلستان سے خفیہ طور پر کوئی معاہدہ کرلیا ہے یا وہ کاتھولیک
مذہب کے خلاف میں سازش کررہا ہے۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں آسٹریا نے
یہ تجویز پیش کی کہ اگر کوئی سلطنت جنگ چھیڑ دے تو فرانس ہسپانیہ اور آسٹریا عہدنامہ
اے لاشابیل کے بقا کے لئے متحد ہو جائیں۔ اسٹاریم برگ نے ان شرطوں پر خفیہ نامہ وپیام
روای بے، ماشول، سے شیل، سائیں فلورین تن اور برنس سے پھر شروع کردیا مگر فرانس
کے وزیروں کو آسٹریا کی صداقت پر اعتماد نہ تھا۔ اس کے علاوہ بحری جنگ میں
آسٹروی اتحاد سے کسی نفع کی امید نہ ہوسکتی تھی اور آسٹریا کی کوئی فوج ہینوور بھی پہونچ
نہیں سکتی تھی۔ اسی اثناء میں جب کہ یہ نامہ وپیام معرض التوا میں تھے لوئرنائی جو بجائے
لاتوش کے پرشیا میں فرانسیسی سفیر مقرر ہوا بالآخر ۱۲ جنوری ۱۷۵۶ء کو برلن میں پہونچا۔
اسے ہدایت کی گئی تھی کہ فریڈرک کے خیالات کو معلوم کرے اور انگریزوں کے خلاف
میں ایک اتحاد میں شریک ہونے کے لئے اسے رشوت دیکر راضی کرے۔ مگر برلن میں
پہونچتے ہی اسے انگلستان اور پرشیا کے معاہدے کی ایک نقل مل گئی جس سے فریڈرک
کی چالوں کا افشا ہوگیا اور کانٹز کو معلوم ہوگیا کہ اب اس کی کوششیں بارآور ہونگی۔
پرانی شرطوں پر اب پھر برنس اور اسٹاریم برگ کے درمیان اتحاد کی گفتگو ہونے لگی۔ مگر
فرانس بلاکسی شرائط کے آسٹریا کا ساتھ دینے پر تیار نہ تھا گو وہ پرشیا کے قدیم اتحاد
سے دست کش ہونے پر تیار تھا۔ گفت وشنید میں بہت دیر ہورہی تھی کیونکہ فرانس
کا مطالبہ تھا کہ دونوں ملکوں کی ذمہ داریاں مساوی ہوں یعنی آسٹریا کو انگلستان کے
خلاف میں اتنی ہی سرگرمی سے کام لینا چاہئے جتنی کہ پرشیا کے خلاف میں وہ فرانس ۲۴۱
سے امید رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ فرانس گو سائی لے شیا پر آسٹریا کے دوبارہ قبضے
کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا مگر پرشیا کو بالکلیہ تباہ کردینا اسے پسند نہ تھا جس کی کانٹز کو خواہش تھی۔

میریا تھیری سا بھی انگلستان کے خلاف میں کسی قطعی کارروائی کے کرنے پر آمادہ نہ تھی جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ عہد نامہ ویسٹ منسٹر کے مدنظر روس کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہتا ہے۔ مگر اپریل ۱۷۵۶ء میں ایلی زابیتھ نے ایشٹر ہازی کو مطلع کیا کہ میں اسی سال فریڈرک پر اسی ہزار سپاہی لیکر حملہ آور ہونے پر آمادہ ہوں اور جب تک میریا تھیری سا کا سائلے شیا پر قبضہ نہ ہو جائے صلح نہ کروں گی اور فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے مجھے اتفاق ہے۔

اس خبر سے کانٹز کے بیان کے مطابق آسٹریا کے دربار کو تسکین ہوئی اور اس کی ہمت بڑھ گئی۔ کانٹز کا خیال تھا کہ اب تعویق سخت مضر ہو گی۔ ۱۹ اپریل کو آسٹریا کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے فرانسیسی وزیروں کا ایک جلسہ ہوا۔ لوئی پانزدہم عرصہ سے آسٹروی

صلح نامہ ورسالز یکم مئی ۱۷۵۶ء

اتحاد کا موید تھا، میڈیم پوم پادور بھی اب اس کی تائید پر آمادہ ہو گئی۔ وزیروں نے بھی بہ استثنائے ماشول وکاونٹ دارژان سون اتفاق ظاہر کیا اور چونکہ کانٹز نے صرف ایک عام اتحاد کی خواہش کی تھی اور تفصیلی امور کا تصفیہ ملتوی کر دیا تھا اس لئے عہد نامہ ورسالز پر یکم مئی کو دستخط ہو گئے۔ اس صلح نامے میں تین صلح نامے شامل تھے جن میں سے ایک خفیہ تھا اور باقی دونوں کا اعلان کر دیا گیا۔ پہلے صلح نامے کی رو سے جو غیر جانب داری سے متعلق تھا آسٹریا نے انگلستان اور فرانس کی جنگ میں شرکت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور فرانس نے نیدرلینڈ یا آسٹریا کے کسی دوسرے علاقے پر حملہ کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا۔ دوسرا صلح نامہ مدافعتی اتحاد اور دوستانہ تعلقات سے متعلق تھا جس کی رو سے دونوں معاہدہ کن دول نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کا وعدہ کیا اگر کوئی دوسر سلطنت ان میں سے ایک پر حملہ کرے۔ مگر انگلستان اور فرانس کی موجودہ جنگ اس سے مستثنیٰ کر دی گئی۔ تیسرے صلح نامے کی رو سے جس میں پانچ خفیہ دفعات تھے آسٹریا نے فرانس کو مدد دینے کا وعدہ کیا اگر انگلستان کا کوئی حلیف اس پر حملہ کرے۔ یہ بھی طے ہوا کہ شاہان ہسپانیہ و نیپلز، فلپ ڈیس پارما اور دوسرے حکمرانوں کو اس مدافعتی اتحاد میں شرکت پر آمادہ کیا جائے اور یہ کہ دونوں سلطنتوں میں سے کوئی بغیر دوسرے کی اجازت کے کوئی جدید اتحاد نہ کرے۔ جدید نظام سفارتی جواب اختیار

کیا گیا ویسٹ فالیا کے معاہدوں کی بنا پر تھا۔

جنوری ۱۷۵۷ء میں روس نے سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے کی رو سے آسٹریا اور فرانس کے اتحاد میں شرکت کی اور یکم مئی ۱۷۵۷ء کو ورسائلز کا دوسرا صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے فرانس نے پرشیا کے حصے بخرے کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور آسٹریا کو بطور امداد ایک سالانہ رقم دینے اور میدان جنگ میں ایک زبردست فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے معاوضے میں نیدرلینڈ کا ایک جزو اسے ملنے والا تھا۔ اس طور پر انقلاب سفارتی اب مکمل ہوگیا۔

فرانس کی قدیم حکمت عملی اس طور پر بالکل منعکس ہوگئی جس کی وجہ سے سویڈن اور پولینڈ بالکل روس کے پنجے میں آگئے اور ٹرکی کی طرف مطلق توجہ نہ رہی۔ فرانس کا طریقہ یہ تھا کہ آسٹریا اور روس کو روکنے کے لئے کئی چھوٹی ریاستوں کو اپنا حلیف بنائے رہے مگر اس طرز عمل کو اس نے ترک کردیا۔ جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کے ساتھ بھی اسکا اتحاد ختم ہوگیا۔ فرانس کی سال ہائے زیر تذکرہ میں جو حکمت عملی تھی اس کے متعلق مورخوں کو سخت اختلاف ہے۔ آنری مارتن کا خیال ہے کہ "فرانس کا یہ کام بالکل دیوانہ پن پر مبنی تھا' اس نے اپنی ذات کے خلاف میں ایک دیوانہ وار غداری کی جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں" مگر ڈیوک آف بروگلی کی رائے بالکل متضاد ہے۔ اس کا قول ہے کہ آسٹروی اتحاد فرانس کے بقا اور سلامتی کے لئے نہایت ضروری تھا۔ ۱۷۵۶ء میں فرانس اپنے قدیم طرز عمل کو بالکل بدل دینا نہیں چاہتا تھا بلکہ یورپ کے جدید حالات کے لحاظ سے اپنی حالت کو درست کرنا چاہتا تھا جو پرشیا اور روس کے عروج کی وجہ سے ضروری تھا۔ مگر لوئی پانزدہم کی کمزور حکومت یہ محسوس نہ کرسکی کہ فرانس کو اپنا پورا زور اس جد و جہد میں لگا دینا چاہئے جو سمندروں اور ہندوستان اور امریکا میں اس وقت جاری تھی اور یہ بھی وہ معلوم نہ کرسکی کہ پرشیا کے حصے بخرے کرنے اور سائلیشیا کو اس سے چھین لینے کے لئے ایک پوری جنگ میں کود پڑنے سے وہ دراصل انگلستان اور آسٹریا کو نفع پہونچا رہی تھی۔

آسٹریا کا اتحاد فرانس کے واسطے اس لئے بھی مضر ثابت ہوا کہ فرانس پر ایک ایسے بادشاہ کی حکومت تھی جو سخت کاہل الوجود تھا اور جس کا نامہ اعمال معاصی کی وجہ سے بالکل سیاہ تھا۔ اس کے علاوہ فرانس کی عنان حکومت جنگ ہفت سالہ

سکے اوائل میں نااہل وزیروں کے ہاتھوں میں تھی۔ ان کی نااہلی اور بدانتظامی سے فرانس روس اور آسٹریا کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن گیا اور یورپ میں اسکا اثر بالکل زائل ہوگیا صلح نامہ ویسٹ منسٹر اور صلح نامہ جات ورسائلز سے یورپ میں ایک جدید نظام سفارتی جاری ہوگیا یعنی انگلستان اور پرشیا کی ترقی کن سلطنتیں فرانس اور آسٹریا کے خلاف میں متحد ہوگئیں جن کی ہویدا نوخیز روسی قوم تھی۔ اس انقلاب سفارتی کا باعث زیادہ تر ہوہین زولرن سلطنت کا عروج ہوا اور اس کی کامیابی کانٹز کی عاقبت اندیشی ہنرمندی اور استقلال کا نتیجہ تھی اس نے پرشیا کی چھوٹی سی، فوجی سلطنت کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد کھڑا کر دیا تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ سائی لے شیا کو اس سے چھین کر اسکے حصے بخرے کر دے جائیں اب صرف یہ دیکھنا تھا کہ اسکی حکمت عملی کس حد تک کامیاب ثابت ہوتی ہے۔ ۲۹ر اگست ۱۷۵۶ء کو فریڈرک اعظم نے آسٹریا سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے سیکسنی پر حملہ کر دیا اور جنگ ہفت سالہ اس طرح شروع ہوگئی ہو

بابِ نہم

جنگ ہفت سالہ

۱۷۵۶ء تا ۱۷۶۳ء

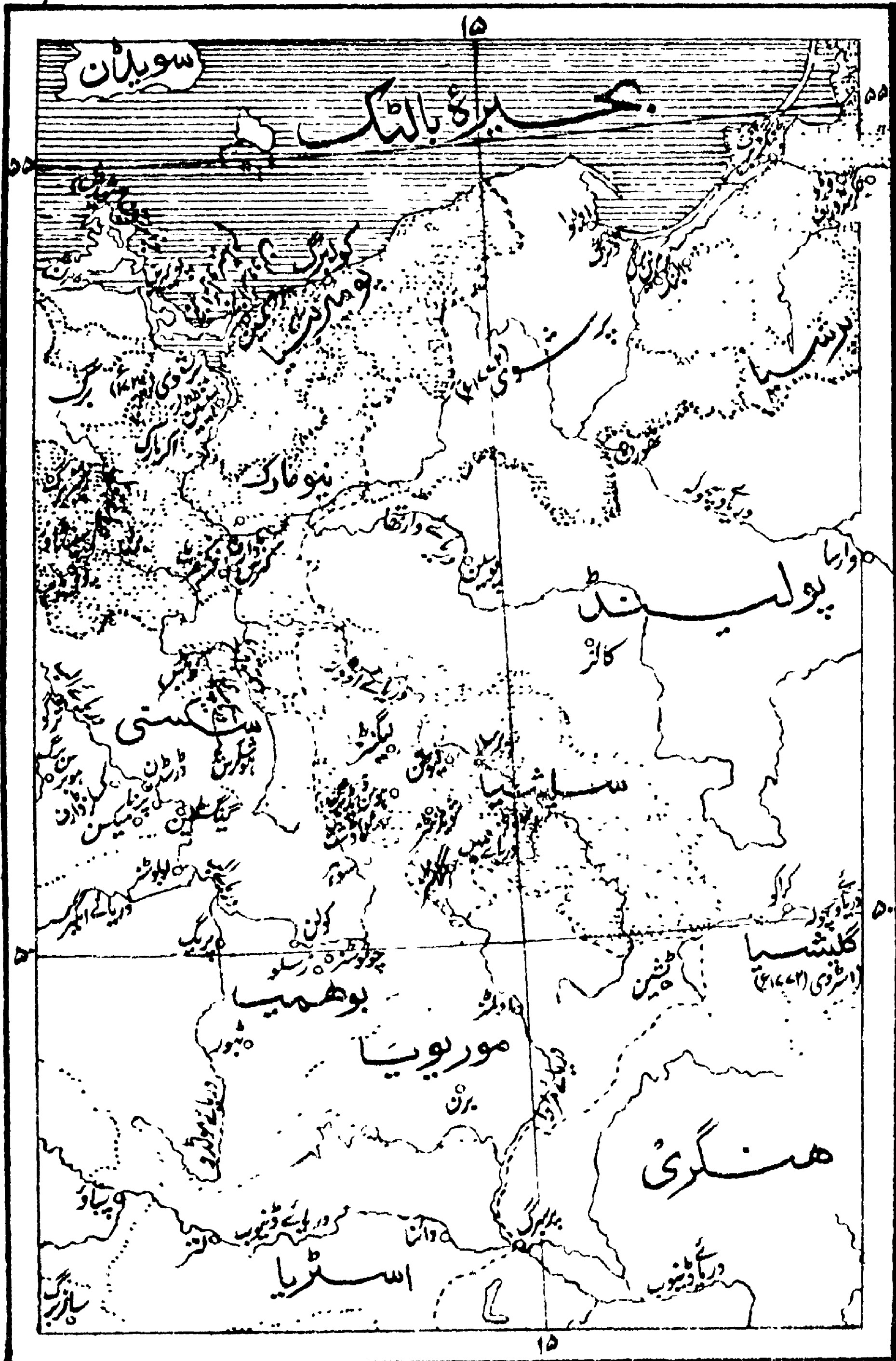
سیکسنی پر حملہ۔ اہل سیکسنی کی مقاومت اور جنگ لوبوشنز۔ سینٹ پیٹرس برگ کا معاہدہ اور ورسائلز کا دوسرا صلح نامہ۔ ہسپانیہ کی معاونت حاصل کرنے میں فرانس کی ناکامی۔ پولینڈ کے متعلق فرانس کی حکمت عملی۔ پریگ، کولن اور گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں۔ روس باخ اور لیوتھین کی لڑائیاں۔ پٹ اور فریڈرک اعظم۔ اول مٹز کا محاصرہ۔ لاوڈن اول مٹز کا محاصرہ اٹھا دیتا ہے۔ زورن ڈورف کی جنگ ہوخ کری خین میں فریڈرک کی ہزیمت فرڈیننڈ آف برنس وک مغربی جرمنی میں ۱۷۵۸ء کے اختتام پر فریڈرک اعظم کی حالت برنس کی معزولی اور شوا سیول کا عروج۔ شوا سیول کی سرگرمی ۱۷۵۹ء میں فرانس کی ہزیمتیں۔ من ڈین اور کونرس ڈورف کی لڑائیاں۔ میک سین میں فنک کا اطاعت قبول کر لینا۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں ۱۷۶۰ء اور ۱۷۶۱ء میں جنگ کی حالت۔ ہسپانیہ میں چارلس سوم کا تخت نشین ہونا ۱۷۶۱ء کا خاندانی معاہدہ۔ پٹ کی معزولی اور انگلستان اور ہسپانیہ کی جنگ ایلی زابیتھ ملکہ روس کا انتقال اور اس کے نتایج۔ پیرس کا صلح نامہ۔ ہیوبرٹس برگ کا معاہدہ۔ جنگ کے نتایج۔

فریڈرک اعظم نے اعلان جنگ میں پیش قدمی کرنے میں ضرور عقلمندی کی کیونکہ آسٹریا اور روس غالباً سیکسنی کی امداد سے سال مابعد میں اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد اس پر حملہ آور ہونے والے

تھے اور فریڈرک کی سلامتی کی صرف یہی صورت تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کے حملہ آور ہونے سے قبل اُن پر نرغہ کرنیٹھے سیکسنی پر حملہ آور ہونے سے اندیشہ تھا کہ اس کا ملک جنگ کے مصایب میں مبتلا ہوجائے مگر تعویق سے تباہ ہوجانے کا خوف تھا۔ فریڈرک کے حملے کے حق بجانب ہونے کا ثبوت آسٹریا' روس اور سیکسنی کے سرکاری کاغذات میں مل سکتا ہے سیکسنی کو اپنے حملے کے لئے منتخب کرنے میں فریڈرک کی اغراض سیاسی اور فوجی تھیں۔ اس کا قصد تھا کہ آسٹریا کو ایک ہی معرکہ آرائی میں پامال کردے اس لئے اپنے عقب میں وہ ایک دشمن (سیکسنی) کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کا یہ بھی قصد تھا کہ ڈریسڈن پہونچ کر مین زیل کے کاغذات کا پتا لگا کر انھیں شایع کردے تاکہ یورپ کو معلوم ہو جائے کہ اس نے جو کارروائی کی تھی وہ بیجا نہ تھی مگر واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا کہ اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ اپنے حملے کو آسٹریا تک محدود رکھتا اس کا قصد تھا کہ سیکسنی سے گزر کر بوہیمیا میں آسٹریوں کو جا دبائے جو جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھے مگر اہل سیکسنی نے اس کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ۲۴۵

اہل سیکسنی کی مقاومت و جنگ لوبوسٹز

آگسٹس سوم کی فوج میں صرف ۰۰۰‚۱۷ اسپاہی تھے اور ۰۰۰‚۶۵ اہل پرشیا اس کے مقابلہ کے لئے کوچ کرتے ہوئے آرہے تھے مگر اس نے نہایت استقلال سے کام لیا اور اپنی فوج کو لیکر پرنیا کے پہاڑوں پر مورچہ بند ہوگیا جو ڈریسڈن سے چند میل پر ہیں اور اس کی فوج کا میمنہ و میسرہ علی الترتیب پرنا اور کونگزٹین کے پہاڑی قلعوں پر تھے۔ ایک مہینے سے زیادہ تک اہل سیکسنی نے پہاڑی ملک پر اپنے قبضے کو برقرار رکھا اور آسٹریا کے مقبوضات کی طرف پرشیا کی پیش قدمی کو روک کر شہنشاہ کی قابل قدر خدمت انجام دی سیکسنی کی مقاومت کی اہمیت کا اندازہ پوری طور سے صرف اس وقت ہوسکتا ہے جب اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ آسٹریا کی فوج اس جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھی اور سیکسنی کے سینہ سپر ہوجانے سے جو مہلت مل گئی اس میں آسٹریا کے سپہ سالار براؤن نے فوج میں جو خرابیاں تھیں انھیں رفع کردیا اور اس کی ہر شاخ کی از سر نو تنظیم کی۔ وائینا کے دربار کو سیکسنی کے ان مقبوضات کی حفاظت کرنا پسند نہ تھا جو سوٹزرلینڈ میں تھے اور آگسٹس کی وفاداری میں بھی اسے شبہ تھا مگر سیکسنی کی فوج کو امداد پہونچانے پر بالآخر آسٹریا مجبور ہوگیا جو بوجہ رسد کی کمی کے ہتھیار ڈال دینے والی تھی۔ مارشل براؤن کو حکم دیا گیا کہ بلا کسی تعویق کے سیکسنی کی



شمالی ومشرقی جرمنی ۶۳-۱۷۵۶

فوج کی امداد کے لئے روانہ ہو جائے۔ اس کے لئے اس نے نہایت احتیاط سے تدبیریں سوچیں مگر ان میں سے ایک بھی کارگر نہ ہوئی کیونکہ فریڈرک اپنی فوج کا ایک نصف سیکسنی کے مقابلے کے لئے چھوڑ کر باقی نصف کو لیکر براؤن کے مقابلے کے لئے بوہےمیا پہونچ گیا اور وہاں لوبوسٹز کی جنگ ہوئی۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی مگر میدان جنگ اہل پرشیا کے ہاتھ رہا اور براؤن اہل سیکسنی کو امداد نہ پہونچا سکا۔ ۱۱ اکتوبر کو وہ شان ڈا کے چند میل کے قریب پہونچ گیا مگر وہاں اسے معلوم ہوا کہ گرسنگی اور نااہل جنرلوں کے زیر کمان ہونیکی وجہ سے سیکسنی کی فوج نہ تو اس سے آکر ملسکتی تھی اور نہ پرشیا سے لڑ سکتی تھی اس لئے اس نے مراجعت کی اور ۱۶ اکتوبر کو سیکسنی کی فوج نے پرنا میں ہتھیار ڈالدیئے جس سے سیکسنی فتح ہوگیا، اس کے سپاہی جبراً پرشیا کی فوج میں شریک کر لیئے گئے، بادشاہ وارسا کو بھاگ گیا اور ڈریسڈین کے سرکاری دفاتر میں وہ کاغذات دست یاب ہوئے جن کی فریڈرک کو تلاش تھی۔ فریڈرک نے ان کاغذات کو اپنے حملے کے حق بجانب ہونے کے ثبوت میں شایع کر دیا۔ لیکن سیکسنی کی مقاومت نے آسٹریا کو بچالیا گو سیکسنی پر قبضہ کرلینا فوجی لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا مگر فریڈرک کو اپنی یادداشت کے شایع کرنے اور یورپ کے تمام درباروں کو بھیجنے سے کوئی نفع نہیں ہوا۔ موسم سرما اور موسم بہار میں اس کے دشمنوں نے اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ستمبر ۱۷۵۶ء میں شہنشاہ فرانس نے اسے دشمن امن و امان قرار دیا اور ۱۰ جنوری ۱۷۵۷ء کو ڈائٹ نے پرشیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس کے بادشاہ کو شہنشاہت جرمنی کا دشمن قرار دیا۔ مگر شہنشاہی کی مخالفت سے نہ تو فریڈرک کو کوئی خطرہ تھا نہ شہنشاہ فرانس کو کوئی نفع کیونکہ پراٹسٹنٹ ریاستیں ڈائٹ کے اس فعل کی مخالف تھیں اور شہنشاہی فوج محض بیکار تھی اور پرشیا کے خلاف اپنی جدوجہد میں آسٹریا کو زیادہ تر ملکہ روس اور شاہ فرانس کی معاونت اور امداد پر بھروسہ تھا۔ زارینا کو قریب دس سال سے فریڈرک سے سخت عداوت تھی اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ فریڈرک نے طنزاً اس کے متعلق کچھ کہا تھا اور روس کا وزیر اعظم بیس ٹوزیو پرشیا کو ایک خطرناک ہمسایہ خیال کر کے ہمیشہ اس کی مخالفت پر آمادہ رہتا تھا۔

دوروں زوو اور تمام وزیروں کی تائید سے (یہ استثنائے بیس ٹوزیو) ایلی زابیتھ نے

۱۲ جنوری ۱۷۵۷ء کو سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے سے صلح نامہ ورسالز کو تسلیم کر لیا جو مئی سال گزشتہ میں آسٹریا اور فرانس کے درمیان ہوا تھا اور فروری میں ایک نیا معاہدہ آسٹریا سے ہوا۔ فرانس نے دوران جنگ میں روس کو ایک لاکھ پونڈ سالانہ دینے کا وعدہ کیا اور دونوں دوستوں نے یہ وعدہ کیا کہ جنگ صرف اس وقت ختم ہوسکیگی جب کہ فریڈرک سائلیشیا اور گلاٹز سے دست بردار ہو جائے اور اس کی طاقت باویریا یا ہیس کیسل کی سی ہو جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ اضافہ ملک کا لالچ دیکر سویڈن ڈین مارک اور سیکسنی کو بھی اس اتحاد میں شریک کرنے پر آمادہ کیا جائے۔

معاہدہ سینٹ پیٹرس برگ ۱۱ جنوری۔ ورسالز کا دوسرا معاہدہ یکم مئی ۱۷۵۷ء

روس کی امداد کی طرف سے مطمئن ہوکر آسٹریا کے لئے اب صرف فرانسیسی اتحاد کو پختہ کرنا باقی تھا۔ یکم مئی ۱۷۵۷ء کو پرشیا کے حصے بخرے کرنے کے لئے آسٹریا اور فرانس کے درمیان میں ورسالز کا دوسرا صلح نامہ ہوا۔ اسکی شرائط یہ تھیں کہ جیسے ہی سائلیشیا پر آسٹریا کا قبضہ ہو جائے فرانس کو نیدرلینڈ کا ایک حصہ دیدیا جائے جس میں مون، اوس تان نیوپورٹ ایپرے اور فورنے کے شہر اور بندرگاہ بون مون اور شی مائی کے اضلاع اور لوک کا قلعہ شامل تھا۔ نیدرلینڈ کا باقی ماندہ حصہ لوئی کے داماد ڈان فلپ رئیس پارما کو پارما پیاسین زا اور گواس تالا کے معاوضے میں دیدیا جائے جو آسٹریا کو دئے جائیں۔ پرشیا فتح ہو جانیکے بعد آسٹریا سیکسنی سویڈن الیکٹر پالاٹائن اور ہالینڈ کے مابین تقسیم کر لیا جائے اور فریڈرک کے قبضے میں صرف وہی اضلاع رہیں جو الیکٹر اعظم کی تخت نشینی کے وقت خاندان ہوہین زولرن کے قبضے میں تھے۔ فرانس نے اختتام جنگ تک امداداً قریب دس لاکھ پونڈ سالانہ دینے اور میدان جنگ میں ایک لاکھ کی فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے باویریا الیکٹر پالاٹائن اور ڈیوک آف ورٹیم برگ سے معاہدے کئے اور فریڈرک اعظم کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجنے کے معاوضے میں انھیں مالی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ مارچ اور ستمبر ۱۷۵۷ء میں فرانس اور سویڈن کے درمیان معاہدے ہوئے جن میں آسٹریا بھی شریک ہو گیا۔ ان صلح ناموں کی رو سے سویڈن نے جس میں امرا کی "بڑی ٹوپی والی جماعت" اب تک غالب تھی حالانکہ الریکا نے ۱۷۵۶ء میں شاہی اقتدار کو بحال کرنے کی کوشش کی تھی مالی معاوضے کی لالچ سے شاہ پرشیا کے خلاف میں بیس ہزار کی فوج پومیرانیا

میں بھیجنے کا وعدہ کیا سویڈن کے رقیب ڈین مارک میں فریڈرک پنجم برسر حکومت تھا اور اس نے اور اس کے وزیر کاونٹ برنس ڈورف نے اس اتحاد میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

۲۴۹

ورسالز کا پہلا معاہدہ حسن تدبیر پر مبنی تھا مگر دوسرے معاہدے کو فرانسیسی ایک فاش غلطی خیال کرتے تھے۔ آسٹریا انگلستان پر حملہ نہ کر سکتا تھا اس لئے فرانس کو چاہئے تھا اپنا پورا زور نو آبادیوں اور سمندر کی جنگ میں لگا دیتا اور یورپ کی جنگ میں شرکت سے انکار کر دیتا۔ فرانسیسیوں نے مئی ۱۷۵۶ء میں ڈیوک دی رشلیو کی سرکردگی میں منورکا پر قبضہ کر لیا تھا اور بحیرہ روم میں اس کامیابی کے بعد انھیں چاہئے تھا کہ انگلستان کی بحری قوت کی بیخ کنی کے لئے ایک زبردست کوشش کرتے۔ انگلستان نے فرانس کے تمام بندرگاہوں کی ناکہ بندی کر دی تھی جس سے یورپ میں عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ ماشول نے وزیر بحریہ ہوتے ہی اپنے پیش رو روائی لے کے طرز عمل کو اختیار کر لیا جو ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۴ء تک وزیر بحریہ تھا اور موری پا (وزیر بحریہ ۱۷۲۳ء تا ۱۷۴۹ء) اور فلیوری کی غفلت کی تلافی کے لئے کوشاں تھا۔ منورکا پر قبضہ ہو جانا اس کی کوششوں کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ فرانس کی شومی قسمت تھی کہ لوئی پانزدہم نے پیرانہ سال مارشل نوائل اور ماشول اور کاونٹ دارژان سون ایسے لوگوں کے مشورے کی پروا نہ کی اور ورسالز کے معاہدہ ثانی کو منظور کر کے جسکی شرطیں ضرورت سے زیادہ شہنشاہ کے موافق تھیں ایک نہایت تباہ کن حکمت عملی اختیار کی۔ آسٹر دی نیدرلینڈ کو حاصل کرنے اور ہینوور پر قبضہ کر کے انگریزوں کو پریشان کرنے کی امید سے شاہ فرانس پرشیا کو تباہ کرنے کی سازش میں شریک ہو گیا تھا جس سے صرف آسٹریا کو نفع کی امید ہو سکتی تھی۔ لوئی یورپ کی اس عام جنگ میں شریک تو ہو گیا تھا مگر اس نے آسٹریا کی چالاک حکومت سے کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا۔ امریکا میں جو جنگ جاری تھا اولاً اسکی طرف سے غفلت کرنے میں لوئی نے سخت غلطی کی اور پھر نیدرلینڈ پر قبضہ بھی نہیں کیا۔ اگر اس صوبے پر فرانس قبضہ کر لیتا تو اس سے نو آبادیوں میں اس کے جو نقصانات ہوئے تھے انکی تلافی ہو جاتی اور عندالموقع آسٹریا اور پرشیا کو اپنی پیش کردہ شرائط کے منظور کرنے پر مجبور کر سکتا۔ مگر باوجود برنس کی کوششوں کے جو جون ۱۷۵۷ء سے نومبر ۱۷۵۸ء تک وزیر خارجیہ تھا فرانس کے

مفاد کا بالکل خیال نہ رکھا گیا اور فرانس کی فوجیں میریا تھیری سا کے لئے سائی لے شیا کو فتح کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ لوئی پانزدہم کی قسمت میں یہ نہ تھا کہ نیدرلینڈ کو اپنی سلطنت میں شامل کرے اور ۱۷۵۶ء میں جو تباہ کن طرز عمل اس نے اختیار کیا تھا اس کے حقیقی نتائج اس وقت معلوم ہوئے جب کہ جنگ کے ختم کے بعد سائی لے شیا پر میریا تھیری سا کا قبضہ برقرار رہا اور فرانس کو شمالی امریکا اور جزائر غرب الہند میں متعدد نقصانات برداشت کرنے پڑے اور ہندوستان میں اپنے اثر کے معدوم ہو جانے پر دم بخود رہنا پڑا(۱)

ہسپانیہ کی معاونت حاصل کرنے میں فرانس کی ناکامی ۱۷۵۵ء و ۱۷۵۸ء

اپنی نوآبادیوں کو بچانے کے لئے سخت جدوجہد کرنیکے بجائے فرانس نے جرمنی میں خاندان ہپس برگ کے مقبوضات کی حفاظت اور توسیع اپنے ذمہ لینے میں سخت غلطی کی تھی لیکن اگر فرانس اور ہسپانیہ میں گہرا اتحاد ہوتا اور جرمنی میں فرانس آسٹریا اور روس سرگرمی سے اپنا کام انجام دیتے تو جنگ کے نتائج اس قدر مضر نہ ثابت ہوتے۔ ہسپانیہ اور فرانس کی اغراض متحد تھیں اور انگلستان کی اغراض ان سے متغائر تھیں۔ فریڈرک اعظم نے اپنے سفیر نپ ہاوسین سے دریافت کیا تھا کہ فرڈی نند ششم اور لوئی پانزدہم میں گہرا اتحاد کیوں نہیں۔ سفیر نے مارچ ۱۷۵۵ء میں جواب دیا کہ فرانس کو ہسپانیہ کے معاملات سے مطلق لگاؤ نہ ہونا قابل تعجب ہے۔ جنگ ہفت سالہ کی قربت کی وجہ سے امن پسند رد ایلی نے بھی جو جولائی ۱۷۵۴ء سے جون ۱۷۵۷ء تک فرانس کا وزیر خارجیہ تھا، ہسپانیہ سے اتحاد کرنے کی ضرورت کو محسوس کر لیا۔ فرڈی نند ششم شاہ ہسپانیہ کی شادی ۱۷۲۹ء میں جان پنجم شاہ پرتگال کی بیٹی باربرا سے ہوئی جسے اس کے مزاج میں بہت دخل ہوگیا۔ پرتگال انگلستان کا قدیم حلیف تھا اس لئے ملکہ مذکور انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جنگ کا چھڑنا ناپسند کرتی تھی۔ فرڈی نند زیادہ تر اپنے پادری راور گو اور ملکہ اور ایک مغنی مسمی فاری نیلی کے زیر اثر تھا اس لئے وہ قیام امن کی طرف مائل تھا اور فرانسیسی اتحاد کا وہ اس وقت سے مخالف تھا جب کہ فرانس نے

---

(۱) سفارتی انقلاب کی تاریخ کے لئے دیکھو Duc de Broglie L'Alliance Autrichienne

۲۵۱ اسے لاشابیل کے ابتدائی معاہدے کے تسلیم کرنے میں سخت عجلت کی تھی۔ اپریل ۱۷۵۴ء میں
کاراواجال کا انتقال ہوگیا جو بیس سال سے ہسپانیہ کا وزیر اعظم تھا۔ فرانس نے کوشش
کی مارکوس ڈی لااین سے ناڈا وزیر اعظم مقرر ہو جائے مگر انگریزی سفیر کین کی کوششوں سے
جنرل وال جو آئرش نژاد اور انگلستان کا ہوا خواہ تھا' وزیر خارجیہ اور عملاً وزیر اعظم
مقرر ہوگیا۔ این سے ناڈا جس نے ہسپانیہ کو انگلستان سے لڑا دینا چاہا تھا جلا وطن
کر دیا گیا اور فرانسیسی سفیر دوراسے کے بجائے برنس مقرر ہوا جو خود چند روز کے بعد فرانس
واپس چلا گیا۔ ہسپانیہ نے جنگ ہفت سالہ میں غیر جانب دار رہنے کا قصد مصمم کر لیا
تھا حالانکہ آسٹریا اور فرانس نے اس کو اس طرز عمل سے باز رہنے کی بہت کوشش کی
ہسپانی اتحاد کی خواہاں یورپ کی تمام سلطنتیں تھیں یہاں تک پٹ غور کر رہا تھا کہ
علاوہ دوسری رعایتوں کے منورکا کو دوبارہ فتح کرنے میں مدد دینے کے صلے میں
جبرالٹر ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ میریا تھیری سا نے فرڈی ننڈ کے مذہبی جذبات کو
برانگیختہ کرنا چاہا اور اسے یاد دلایا کہ مذہب کاتھولیکی کو بدعقیدہ لوگوں کے حملوں سے
بچانا چاہئے۔ ۱۷۵۸ء میں برنس نے جواب وزیر خارجیہ ہوگیا تھا ایک تجربہ کار مارکوس
دوبے تیر میریا تھیری سا کی اس درخواست کی تائید کرنے اور خاندان اسٹوارٹ کے
ساتھ وال کو جو عقیدت مندی تھی اسے کام لینے کے لئے ہسپانیہ بھیجا اور اسے
یہ ہدایت دی کہ بالآخر ہسپانیہ سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد اور زبردست رقمی
امداد اور ایک بحری اتحاد میں شریک ہونے کا مطالبہ کرے جس میں فرانس سویڈن
اور ڈین مارک بھی شامل تھے۔ عہدنامہ ورسالز کو تسلیم کرنے کے صلے میں فرانس
تیار تھا کہ جزیرہ منورکا ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ مگر ۱۷۵۸ء میں برنس کو ان
کوششوں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ ملکہ کو انگلستان کے ساتھ ہمدردی تھی اور
اس کا اثر فرڈی ننڈ پر اس قدر تھا کہ ہسپانیہ غیر جانب دار رہا گو امریکا میں انگریزوں
۲۵۲ کی مسلسل کامیابیوں سے ہسپانی حکومت کو ہراس ہوگیا تھا۔ فرڈی ننڈ کے عہد حکومت
میں ہسپانیہ میں زراعت تجارت اور مصنوعات کو فروغ تھا مگر وال نے دوبے تیر
کو جواب دیدیا کہ ہسپانیہ کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ لاکھوں کی امداد دے سکے۔
سویڈن اور ڈین مارک کے بحری اتحاد کو بھی اس نے ٹال دیا کہ اس میں کوئی نفع نہیں

اور بالآخر یہ جواب دیا کہ ہسپانیہ کا کام اس جنگ میں صرف یہ ہوگا کہ فرانس اور انگلستان میں صلح کرا دے ۔

ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں جب ناکامی ہوئی تو یورپ میں لوئی پانزدہم اور آسٹریا اور روس کی کامیابی کا دارومدار باہمی اتحاد اور اعتماد پر تھا ۔ مگر لوئی پانزدہم کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ میریا تھیریسا اور ایلی زابیتھ ملکہ روس کے دلوں سے شبہ اور حسد کے خیالات کو دور کر دینا چاہئے اور یہ کہ پولینڈ میں اس کی سازشیں جنگ کے سر کرنے میں سدراہ ہونگی ۔ فریڈرک اعظم کے خلاف میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں آسٹریا فرانس اور روس کی اغراض صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی تھیں جب کہ ہر سہ دول مذکورۂ بالا فی الحقیقت ایک دوسرے کی معاونت کریں ۔ باہمی اعتماد اور اشتراک عمل کی کامیابی کے لئے سخت ضرورت تھی ۔ فرانس پر لازم تھا کہ پولینڈ کے معاملات میں دست اندازی سے باز آتا اور اس موقع کی اہمیت کا لحاظ رکھکر اپنے کارپردازوں کو حکم دیدیتا کہ وارسا میں سازشوں سے باز آئیں تاکہ زارینا ایلی زابیتھ کے تمام شبہے دور ہو جائیں ۔ مگر بدقسمتی سے لوئی پانزدہم انگلستان اور فرانس کی باہمی جدوجہد کے حقیقت کو کبھی نہ سمجھا ۔ ویسٹ منسٹر کے صلحنامے اور اس کے بعد کونتی کی تذلیل سے پولینڈ کے متعلق اس کی تدبیریں پس پشت رہ گئی تھیں لیکن جنگ ہفت سالہ کے شروع ہوتے ہی لوئی کو پولینڈ کے معاملات میں پھر دلچسپی ہوگئی اور خفیہ سفارتی کاروائیوں کے ذریعے سے اس نے وارسا میں روس کی مخالف جماعت کی تائید شروع کر دی اور پولینڈ میں فرانس کے اثر کو برقرار رکھنے کی بے سود کوشش پر فرانس کے حقیقی مفاد کو قربان کر دیا ۔ پرشیا پر حملہ آور ہونے میں روس اور آسٹریا کی تائید پر برنس ہمہ تن آمادہ تھا اور اس نے بہت کوشش کی کہ وارسا کے فرانسیسی سفیر بروگ لی کو روس کی مخالفت نہ کرنے پر مجبور کرے مگر لوئی کے خفیہ احکام کی بنا پر بروگلی نے سرکاری ہدایتوں کی مطلق پروا نہ کی ۔ اس کا مکان روس کے پولی مخالفوں کا مرکز بن گیا اور پولینڈ میں سے روسی فوجوں کے گزرنے کی اس نے اس قدر مخالفت کی روسی سپہ سالار بغاوت کے خوف سے نہایت احتیاط سے پیش قدمی کرنے پر مجبور ہو گیا اور اس طور پر فریڈرک اعظم کو اپنی سلطنت کی

پولینڈ میں فرانسیسی حکمت عملی

۷۵۳

حفاظت کے انتظام کا موقع ملگیا۔

۱۷۵۷ء فریڈرک اعظم کی زندگی میں شاندار ترین تھا اور نہ صرف آسٹریا اور پرشیا کے تعلقات کی تاریخ میں وہ ایک نمایاں حد فاصل ہے بلکہ اس کی وجہ سے سلطنت پرشیا کے لئے نہایت ہی اہم نتائج مرتب ہوئے۔ فریڈرک کے دشمنوں نے تیاری کی تھی کہ بوقت واحد آسٹریا فرانس روس سویڈن اور شہنشاہیت کی فوجیں اسکی سلطنت [illegible] کردیں لیکن شاہ پرشیا نے وہی چال اختیار کی جس کی وجہ سے سال گزشتہ میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تھی یعنی اس نے خود حملے کی ابتدا کی اور بوہے میا پر یورش کردی پریگ میں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور سخت جنگ کے بعد جس میں شوے رین مارا گیا اور آسٹریا کی فوج کا بیشتر حصہ پریگ میں محصور ہوگیا جیسا کہ پرنا میں ہوا تھا اس دفعہ بھی محصور فوجوں کی سخت مقاومت کی وجہ سے فریڈرک کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں

پریگ، کولن، گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں۔

ڈان امدادی فوجیں لیے ہوئے قریب آرہا تھا اس لئے فریڈرک نے قصد کیا کہ اس نئے دشمن کا بھی مقابلہ کرے قبل اس کے کہ وہ پریگ کے قریب پہونچ سکے۔ اگر اس نے اور اس کے جنرلوں نے ذرا سی فراست سے کام لیا ہوتا تو اس نے ڈان کو شکست دیکر اپنے دشمنوں کو اطاعت قبول کر لینے پر مجبور کردیا ہوتا۔

۱۸ جون کو فریڈرک کو کولن میں شکست ہوئی یہ اس کے جنرلوں کی غلطیوں کا نتیجہ تھا جن سے وہ آسانی سے بچ سکتے تھے۔ پرشیا کی ۳۲۰۰۰ سپاہیوں میں سے ۱۴۰۰۰ ضائع ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پریگ کا محاصرہ اٹھ گیا اور فریڈرک بوہے میا سے مراجعت کرنے پر مجبور ہوا اس کی تدبیریں خاک میں مل گئیں اور اس کا زعم باطل زائل ہوگیا۔ مگر اس سال کے اختتام کے قبل ہی اس نے اپنے دشمنوں کے اتحاد کو توڑ دیا اور کولن کی ہزیمت کی تلافی کردی فریڈرک کی شکست کے فوری نتائج پرشیا کیلئے سخت مضر تھے۔ شہنشاہی فوج نے بہ عجلت شمالی جرمنی میں ایک فرانسیسی فوج سے شرکت کا انتظام کر لیا جو دیس تری اسے کی سرکردگی میں ڈیوک آف کمبرلینڈ کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئی اور اس ٹین بیک کی جنگ میں فتح حاصل کرکے ڈیوک ڈی رشی لیو (دیس تری اسے کا جانشین) نے ڈیوک آف کمبرلینڈ کو کلوس ٹرسیوین

۲۵۴

میں معاہدہ کرنے پر مجبور کیا۔ ۳۰ جون کو روسیون نے آپ رک سن کی سرکردگی میں سرحد کو عبور کیا اور ۳۰ میل پر قبضہ کر کے ۳۰ اگست کو لی والڈ کو گراس جاگرس ڈورف میں شکست دی۔ سویڈن نے بھی جنگ کا اعلان کر دیا اور اسٹرال سنڈ کو اپنی فوجی کارروائیوں کا مرکز قرار دیکر پومے رانیا پر حملہ کر دیا۔ اگر آپ رک سن کا تعلق روس کے ولی عہد اور اس کی بیوی کیتھرین کی جماعت سے نہ ہوتا تو جو فریڈرک اعظم کو زیروزبر کر دینے کی مخالف تھی اور اگر ڈان کے مزاج میں ضرورت سے زیادہ احتیاط نہ ہوتی تو کولن اور گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں پرشیا کے لئے مصیبت ہو جاتیں۔ اپ رک سن مدافعت کی غرض سے اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا اور باوجود لاوڈن کے مشورے کے ڈان اور شہزادہ چارلس نے حد درجہ احتیاط اور ضرورت سے زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا جس کی وجہ سے پرشیا کی خستہ حال فوج کو قطعی صدمہ پہونچانے کا موقع جاتا رہا اور گو ۱۶ اکتوبر کو آسٹریا کی ایک فوج برلن میں داخل ہوئی اور گو آسٹریا کی فوجوں نے سائی لے شیا پر قبضہ کر لیا مگر حلیفوں نے کوئی متحدانہ کارروائی نہ کی۔ آپ رک سن زارینا کی علالت کے خبر سنکر اور خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ اور بیس ٹوزیف دونوں اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جسکی سرغنہ ولی عہد بیگم تھی، بجائے جنگ کو جاری رکھنے کے اپنے قزاقوں کو ساتھ لیکر موسم سرما بسر کرنے کے لئے کورلینڈ کو واپس ہوگیا۔ انگریزی حکومت نے کلوسٹر سیوین کے معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فریڈرک سے درخواست کی کہ وہ فرڈی ننڈ آف برنس وک کو اس فوج کا سپہ سالار بنادے جسے پٹ میدان جنگ میں بھیجنے والا تھا۔ ان موافق حالات سے فریڈرک کی ہمت بڑھ گئی اور وہ فرانسیسی اور شہنشاہی متحد فوجوں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا جو سُوبیس اور پرنس آف ہلڈبرگاسین کی سرکردگی میں سیکسنی پر حملہ آور ہونے والی تھی ۱۷۵۷ء کے اوائل میں لوئی نے اپنے دو قابل ترین وزیروں کاونٹ دارژان سون کو برطرف کر دیا۔ یہ دونوں جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کے مخالف تھے اور نوآبادیوں کے بچانے کے خواہاں تھے۔ دارژان سون کی انتظامی قابلیت اور تجربہ دونوں جنگ ہفت سالہ میں بہت مفید ثابت ہوئے۔ اس کے زوال کی یہ وجہ تھی کہ اس نے میڈیم دی پمپادور

کو دربار سے خارج کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ ان دونوں کی برطرفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پراز واقعات سالوں میں یکے بعد دیگرے کئی نااہل اشخاص فرانس کے وزرائے جنگ و بحریہ ہوئے۔

روس باخ کی فتح ۵ نومبر ۱۷۵۷ء۔

۵ نومبر کو فریڈرک اعظم کو روس باخ میں ایک فیصلہ کن فتح ہوئی جس سے دشمن کو نقصان عظیم ہوا شہنشاہی فوج تتر بتر ہوگئی اور فرانسیسی رائن کے پار واپس چلے گئے۔

فتح روس باخ کے نتائج نہایت دوررس تھے۔ انگلستان میں فریڈرک کی فتوحات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ پہاڑوں پر آگ روشن کی گئی اور امدادی فوجیں بھیجی گیئں۔ اہل جرمنی نے اس کو فرانس کے مقابلے میں ایک قومی فتح خیال کیا اور اس وقت سے فریڈرک اعظم کو ایک قومی ہیرو خیال کرنے لگے۔ جنگ ہول وڑنز کی طرح روس باخ کی جنگ سے پرشیا کی نوخیز سلطنت کی قوت اور ہمت کا یورپ کو علم ہوگیا اور نپولین کا خیال تھا کہ یہی جنگ ۱۷۹۲ء میں فرانس کے بوربون خاندان کے زوال کا باعث ہوئی۔ فریڈرک کے خیال میں جنگ روس باخ کی صرف یہ اہمیت تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آسٹریوں کو سائی لے شیا سے نکال سکیگا۔ شوئیڈ نٹز کا سقوط عمل میں آچکا تھا اور چارلس آف لارین نے بے وَرن کو شکست دیکر بریس لا اور لیگ نٹز پر قبضہ کرلیا تھا، اس لئے بغیر ایک قطعی فتح کے سائی لے شیا کے پھر ملنے کی کوئی امید نہ ہوسکتی تھی حسب عادت صورت حال کو خوب سمجھکر فریڈرک نے پھر لڑائی کی ٹھان لی خواہ اس میں فتح ہو یا شکست۔ ۵ دسمبر کو یعنی جنگ روس باخ کے ٹھیک ایک مہینے بعد لیوتھیں کی مشہور و معروف جنگ ہوئی

جنگ لیوتھیں ۵ دسمبر ۱۷۵۷ء۔

جو بذات خود فریڈرک کو دنیا کے بڑے جنرلوں میں شمار کرانے کے لئے کافی ہے۔ پرشیا کی جنگی چالوں کو ڈان اور پرنس چارلس مطلق نہ سمجھے اور یہ جنگ بھی فریڈرک کے "ٹیڑھے حملے" کی ایک بیّن مثال تھی۔ اس جنگ میں تین گھنٹوں میں پرشیا کی تیس ہزار فوج نے اسی ہزار آسٹریوں کو شکست فاش دی۔ سائی لے شیا پر باستثنائے شوئیڈ نٹز پرشیا کا قبضہ پھر ہوگیا اور ۱۷۵۷ء میں جرمنی کی فوجی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب کا اضافہ ہوا۔

۱۷۵۶

فریڈرک اعظم کو فوجی چالوں اور کوچ کے طریقوں میں جو یدطولےٰ حاصل تھا اسکی ۱۷۵۸ء میں کئی قابل یادگار مثالیں ملتی ہیں سنہ مذکور کے آغاز میں مختلف شرکائے جنگ کی تدبیروں اور طرز عمل میں تغیر تبدل بھی ہوا۔ روس باخ اور لیوتھین کی جنگوں سے فریڈرک تباہی سے بچ گیا تھا مگر اسکی حالت اب بھی بہت نازک تھی۔ البتہ وہ انگریزوں کی امداد پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ پٹ نے بلا کسی لیت و لعل کے اپنی قوم کی ہمدردی کے ثبوت میں اپریل میں پرشیا سے ایک جدید معاہدہ کیا جس کی رو سے ہینوور کی فوج کی تنخواہ انگلستان نے اپنے ذمہ لیلی اور ایک صلح نامے پر دستخط لئے گئے جس کی رو سے شاہ پرشیا کو .....۶۷ سالانہ کی رقمی امداد دینے کا انگلستان نے وعدہ کیا پٹ کو خوب معلوم تھا کہ فرانسیسیوں اور انگلستان کے درمیان جنگ سمندروں اور نوآبادیوں میں جاری تھی جس پر پوری توجہ [illegible] میں فرانس نے سخت غلطی کی تھی مگر تاہم ہینوور کی حفاظت اور فریڈرک کی امداد کے لئے اس نے ممالک غیر کی سپاہ کو رقمی امداد دی گو اس کی توجہ زیادہ تر انگلستان کی نوآبادیات کی توسیع پر مبذول تھی۔ پٹ کی حکمت عملی کا گر یہ تھا کہ انگلستان کے لئے امریکا جرمنی کے میدان جنگ میں فتح ہو جائے۔ میریا تھیریسا کو امید تھی کہ ہینوور غیر جانب دار رہیگا مگر اس کی یہ امید اب زائل ہوگئی اور فرانس کو بھی اب یہ توقع نہ رہی کہ ہینوور کی سلامتی کے لئے انگلستان نوآبادیوں میں اس کے ساتھ رعایت کرنے پر مجبور ہوگا۔ مارچ کے اختتام کے قبل فرڈی نن‌ڈ آف برنس وک نے سرزمین جرمنی کو فرانسیسی فوجوں سے پاک کر دیا جس سے ہینوور محفوظ ہوگیا ۔

پٹ اور فریڈرک اعظم ۱۷۵۸ء

فرڈی نن‌ڈ آف برنس وک جس نے اپنی فوجی قابلیت کا ثبوت آسٹریا کی جنگ جانشینی میں دیا تھا چارلس ڈیوک آف برنس وک وُل فین بوٹیل (۱۷۳۵ء تا ۱۷۸۰ء) کا بھائی تھا جو فلپا چارلٹ (فریڈرک اعظم کی ہمشیرہ) کا شوہر تھا۔ فرڈی نن‌ڈ کی ایک بہن الی زابیتھ کرسٹی ین کی شادی شاہ پرشیا سے ہوئی تھی دوسری کی شاہ پرشیا کے بھائی آگسٹس ولیم سے ہوئی تھی اور تیسری کی فریڈرک پنجم شاہ ڈین مارک سے چارلس جنگ ہفت سالہ

فرڈی نن‌ڈ آف برنس وک اور فرموری

میں پرشیا کی طرف سے لڑا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا چارلس ولیم فرڈننڈ اس کا جانشین ہوا جسے جینا میں شکست ہوئی۔

۲۵۷

انگلستان روس سے نہ تو برسر جنگ تھا نہ اس نے بحیرۂ بالٹک میں کوئی بیڑا بھیجا مگر اس میں شک نہیں کہ روس باخ میں روسیوں کی ہزیمت کے بعد انگریزی امداد شاہ پرشیا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی جس نے نہ صرف اپنے دشمنوں کے اتحاد کو توڑ دیا بلکہ اس خطرے کو بھی دفع کر دیا جو اسے فرانس اور شہنشاہی فوج کی طرف سے تھا۔ بیل آئل جولائی ۱۷۵۸ء میں فرانس کا وزیر جنگ مقرر ہوا اور اپنے انتقال (جنوری ۱۷۶۱ء) تک برسر خدمت تھا مگر اس کی توجہ سے بھی فوجی کارروائیوں میں کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ فرانسیسی جنرل نااہل تھے اور اس کی فوجوں کی حالت ابتر تھی۔

۱۷۵۸ء میں فریڈرک کے صرف دو دشمن تھے یعنی آسٹریا اور روس۔ ایلی زابیتھ کو اب تک اس سے سخت بغض تھا۔ روس باخ اور ریوتھین کی لڑائیوں کے نتائج سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا، اس لئے اس نے اپ رس کن کو معزول کر کے بجائے اس کے فرمور کو مقرر کیا۔ یہ روسی جنرل انگریزی الاصل تھا اور اس نے ۱۷۳۶ء تا ۱۷۳۹ء کی ٹرکی اور روس کی جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ اسی طرح پر بیس ٹوزیو کو معزول کر کے ملکہ نے دوُرون زوُو کو بجائے اسکے مقرر کیا جو آسٹریا کا طرفدار تھا۔ موسم سرما کے وسط میں روس کی فوج نے کوچ شروع کر دیا۔ جنوری میں مشرقی پرشیا پر ۳۱۰۰۰ روسی سپاہ نے قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد کونگز برگ تھارن اور ایل بنگ کو فتح کر لینے اور کسٹرن کا محاصرہ کرنے کے بعد کوئی مزید کارروائی موسم سرما کے آغاز کے قبل نہ ہو سکتی تھی جب کہ اصل روسی فوج کے آنے کی امید تھی۔ فرانس اور آسٹریا کی فوجوں کو تو ناکامی ہوئی مگر سینٹ پیٹرس برگ میں انکی سفارتی کارروائیاں بارآور ہوئیں۔ گرینڈ ڈیوک پیٹر اور اس کی بیوی کیتھرین کا روسی سیاسیات پر کوئی اثر باقی نہ رہا، لوئی اور ایلی زابیتھ کے درمیان میں مراسلت شروع ہو گئی اور فرانس اور روس کے درمیان بلا توسط غیرے اتحاد کے قیام پر بحث ہونے لگی تو

اول مٹز کا محاصرہ

۱۷۵۸ء کے موسم بہار میں فریڈرک نے باوجود اپنے اکثر مشیروں کے مخالفت کے پیش قدمی کرکے روسیوں کی آمد سے قبل آسٹریا پر حملہ کرنے کا تہیہ کرلیا۔ ڈان کو بوہے میا میں چھوڑ کر جو پرنس چارلس کی علیحدگی کے بعد آسٹریا کا سپہ سالار ہوگیا تھا فریڈرک نے شویڈنٹز پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور اول مٹز پر قبضہ کرنے اور خود وائینا پر دھمکی دینے کی غرض سے مورے ویا کی طرف بڑھا۔ اسے امید تھی کہ اول مٹز کے فتح ہوتے ہی آسٹروی فوجیں بوہے میا سے مراجعت کرینگی۔ محاصرہ ۲۷ ہر مئی سے شروع ہوا اور زور وشور سے جاری تھا مگر جیسے جیسے دن گزرتے گئے اس محاصرے کی حالت بھی ایک حد تک وہی ہوئی جو ۱۷۵۷ء میں پریگ کے محاصرے کی تھی۔ دونوں موقوں پر ایک زبردست فوج فریڈرک کے ذرائع آمد ورفت منقطع کرنے کے لئے موجود تھی۔

۲۵۸

مگر ۱۷۵۸ء میں لائوڈن نے اپنی فوجی قابلیت سے کچھ اثر پیدا کرلیا تھا اور ۲۶ ہر جولائی ۱۷۵۸ء کو میجر جنرل ہوجانے کی وجہ سے اب وہ فریڈرک کی تدبیروں میں کافی مداخلت کرسکتا تھا۔ لائوڈن اسکاٹ لینڈ کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے میونخ کے ساتھ روس میں فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ فریڈرک اعظم نے اسے اپنی سلک ملازمت میں لینے سے انکار کردیا تھا اس لئے وہ آسٹریا کی فوج میں داخل ہوگیا اور اپنی کارگزاری سے ثابت کردیا کہ سپہ سالار کی حیثیت سے پرنس یوجین کے بعد اس کا درجہ تھا۔

اگر بجائے ڈان یا پرنس چارلس کے جنگ ہفت سالہ میں لائوڈن آسٹریا کا سپہ سالار ہوتا تو آسٹریا کے لئے اس جنگ کے نتائج بالکل مختلف ہوتے۔ مگر تاہم

لائوڈن اول مٹز کے محاصرے کو اٹھا دیتا ہے

اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا زبردست حریف ثابت کردیا اور اول مٹز کے محاصرے کو اس نے اپنی سرگرمی اور حسن تدبیر سے اٹھادیا۔ محاصرے کے آغاز کے سات ہفتوں کے بعد اس نے رسد کی تین ہزار گاڑیوں کو چھین لیا جسکی وجہ سے یکم جولائی کو فریڈرک محاصرے سے باز آیا۔ شاہ پرشیا کی یہ ناکامی لائوڈن کی شہرت کا باعث ہوئی اور اسے فیلڈ مارشل لفٹننٹ کے منصب اعلیٰ پر ترقی دیگئی۔

سال کے باقی ماندہ ایام میں جو فوجی کارروائیاں ہوئیں وہ قابل یادگار ہیں فریڈرک کا اول مٹز سے بوہے میا ہوتے ہوئے سائی لے شیا کی طرف مراجعت کرنا بجائے خود ایک عظیم الشان کارنامہ تھا۔ بران ڈین برگ کو بھی اس نے روسی حملے سے محفوظ رکھا جس سے اس کی سرگرمی اور استقلال کا ثبوت ملتا ہے۔ روسی مشرقی پرشیا اور پولینڈ پر قبضہ کر کے قتل و غارت گری کرتے ہوئے شمالی جرمنی پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ فریڈرک نے فرانک فورٹ کی طرف بڑھکر جو اوڈر پر واقع ہے کاونٹ ڈوہنا

جنگ زورن ڈورف
۲۵؍اگست ۱۷۵۸ء

کی فوجوں سے مل گیا اور ۲۵؍اگست کو زورن ڈورف کی جنگ ہوئی۔ ٹیوٹن اور سلاؤ قوموں میں اتنی خونریز لڑائی اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ انسانیت کو اس جنگ میں ذرا سا بھی دخل

۲۵۹

نہ تھا اور دس گھنٹوں تک وحشیانہ غیض وغضب اور سرگرمی کے ساتھ جنگ جاری رہی جو دن کے ڈھلنے کے بعد ایک دست بدست مقابلے میں متبدل ہو گئی جس میں سخت ابتری کی حالت میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں ہو گئیں اس جنگ میں صرف دو امور قابل تذکرہ ہیں یعنی پرشیا کے سواروں نے زیڈلٹز کی سرکردگی میں اپنی جانبازی کا ثبوت دیا اور روسی نہایت استقلال سے لڑے گو یہ جنگ فی نفسہ فیصلہ کن نہ تھی مگر اہل پرشیا کی فتح میں کلام نہیں۔ پرشیا کے ۱۱۵۰۰ سپاہی کام آئے مگر روسیوں کے ۲۱۰۰۰ آدمی، ۱۰۰ توپیں اور ۳۰ جھنڈے ضائع ہوئے اور فرمور چند روز کے بعد اچھی ترتیب کے ساتھ پولینڈ کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اہل سویڈن کی معاونت کا خیال چھوڑ دیا۔ بران ڈین برگ تو اس طور پر محفوظ ہو گیا مگر وائینا میں ایک دوسرے حملے کی تدبیریں پختہ ہو رہی تھیں یعنی ڈان شہنشاہی فوج کی تائید سے جو ڈیوک آف زوی بروکین کے زیر کمان تھی، پرنس ہنری کو ہزیمت دیکر ڈریس ڈین پر قابض ہو جائے اور ایک دوسری آسٹروی فوج سائی لے شیا میں داخل ہو کر نیس کا محاصرہ کرے۔ آسٹریوں کی توجہ زیادہ تر سیکسنی کی طرف تھی اور ۵؍ستمبر کو جنرل میگواٹر نے سونین سٹین پر قبضہ کر لیا جو پرنا سے بلندی پر واقع تھا۔ شاہ پرشیا انتہائی عجلت کے ساتھ ڈریس ڈین کو عین وقت پر واپس آیا اور اس نے ڈان کے مجوزہ اتحاد کو توڑ دیا اور آسٹریوں کو مدافعتی تدابیر کے

اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔ فریڈرک کی فوج جس موقع پر تھی وہ بہت زبردست تھا مگر ڈان کی طرف کوچ کرکے اس نے اپنی حالت کو خراب کردیا کیونکہ ڈان کی فوج تعداد میں اُس کی فوج سے دوچند تھی اور اپنی ضد اور خودرائی کی وجہ سے وہ ایک ایسے موقع پر خیمہ زن ہوا جو آسٹریا کے خیمہ گاہ کے مقابلے میں قابل اطمینان نہ تھا اور آسٹریا کی فوج کے زد میں تھا۔

۱۴ اکتوبر کو ڈان نے اپنی موقع کو تاک کر اہل پرشیا پر ہوخ کرخیین پر حملہ کردیا مگر اپنی انتہائی احتیاط کی وجہ سے اس فتح سے کوئی نفع نہ اٹھا سکا۔ فریڈرک تعجب انگیز جسارت کے ساتھ مسلسل کوچ کرتا ہوا نیس اور کوسیل کی طرف پہونچا اور ہارش کو ان دونوں مقامات کا محاصرہ اٹھا کر بوہے میا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا اس کے بعد اُسی عجلت کے ساتھ سیکسنی کو واپس آیا اور ڈریس ڈین کو ڈان سے بچاکر اُسے سرحد کو عبور کرنے پر مجبور کیا۔

ہوخ کرخیین میں فریڈرک کی شکست ۱۴ اکتوبر ۱۷۵۸ء

۲۶۰

اہل پرشیا کا اب ہر طرف بول بالا تھا۔ گو کلیوز اور ہیس فرانس کے قبضہ میں تھے اور شرقی پرشیا روس کے پنجے میں تھا مگر انگلستان کو نوآبادیوں میں فرانس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تھی۔ اُس کے علاوہ فرمور کو بران ڈین برگ پر حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی تھی، ڈان کو بوہے میا کی طرف لوٹ جانا پڑا جس کی وجہ سے سائی لے شیا اور سیکسنی پر فریڈرک کا قبضہ برقرار رہا اور سویڈن نے پومے رانیا پر جو حملہ کیا تھا وہ بھی دفع کردیا گیا۔

مغربی جرمنی میں فرڈی ننڈ آف برنس وک نے ہینوور کو فرانسیسیوں سے پاک کرکے ۲۳ جون کو انھیں کری فیلڈ میں شکست دی اور ان کی ایک فوج کو جو ڈیوک ڈی رشی لیوئے جانشین کاونٹ دی کلیرمون کے زیر کمان تھی رائن کے پرے بھگا دیا۔ درے مونڈ اور ڈین ڈرمونڈ بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اور ویسٹ فالیا کے اُسقفی اضلاع پر فرڈیننڈ کا قبضہ ہوگیا کلیرمون گو بذات خود نااہل تھا مگر اُس کی ہزیمت کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ رشی لیو فوج کو نہایت ابتر حالت میں چھوڑ گیا تھا۔ کلیرمون بھی اب علٰحدہ کردیا گیا اور بجائے اُس کے مارکوس دی کون تادی مقرر ہو۔

فرڈیننڈ برنس وک مغربی جرمنی میں ۱۷۵۸ء


مغربی جرمنی
۱۷۳۶ـــ۱۷۵۶
ڈنمارک
ہولسٹین
صوبجات متحدہ
ہیسی کاسل
فرنکونیا
سوابیا
فرانس
ورسٹفیلیا
ہنوور
ہمبرگ
لیوبک
کوپن ہیگن
(زیر نقاط علاقے پرشوی ہیں)

میڈیم ڈی پومپادور کو اب یہ فکر ہوگئی کہ مین کی فوج کو تقویت دی جائے جس نے اس کے دوست سوبیز اس کی سرکردگی میں کیسل کو لیلیا اور دی بروگ لی کے زیر کمان جو ہراول فوج تھی اس نے ایک جرمنی فوج کو بتاریخ ۲۳ جولائی سون ڈر شاسین میں شکست دی فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے فرڈی ننڈ نے جس کی مدد پر بارہ ہزار انگریزی سپاہی پہونچ گئے تھے کون تادی کا تعاقب چھوڑ دیا اور کیسل کے قریب لوٹربرگ پر سوبیز کی فوج کے مقابلے کے لئے پہونچ گیا۔ اس مقام پر بتاریخ ۷ اکتوبر شے ویر کی سرگرمی کی وجہ سے جس نے سال گزشتہ پریگ میں نام آوری حاصل کی تھی سوبیز اس کو ایک خفیف سی کامیابی حاصل ہوئی لیکن اس سے فرانسیسیوں کو بہت کم نفع ہوا۔

پرشیا اور فرانس کی حالت ۱۷۵۸ء کے اختتام پر۔

مگر باوجود اس کے فرانسیسی کیسل پر اور روسی مشرقی پرشیا پر قابض تھے اور انگریزوں کو سینٹ مالو اور شربرگ کی یورش میں کامیابی نہ ہوئی تھی مگر اس وقت تک فریڈرک کو اپنے کثیر التعداد دشمنوں کے حملوں کے دفع کرنے میں کامیابی ہوئی تھی ۱۷۵۸ء ہی میں یہ امر عیاں ہو گیا تھا کہ جب تک روس آسٹریا اور فرانس میں کامل اتحاد عمل نہ ہو شاہ پرشیا کی حکومت کو زیر و زبر کر دینا دشوار ہے ۱۷۵۸ء میں اس قسم کا گہرا اتحاد ناممکن معلوم ہوتا تھا کیونکہ فرانس، آسٹریا اور روس کی سلطنتوں کو کافی و وافی امداد دینے سے مجبور نظر آتا تھا اس لئے کہ فرانس کو خشکی اور سمندر دونوں پر ہزیمت ہوئی تھی، اس کے سواحل کی انگلستان نے ناکہ بندی کر دی تھی، اس کی نوآبادیوں کے ساتھ اس کے ذرائع آمد و رفت منقطع ہو چکے تھے اور لوئی برگ اور قلعہ دوکین اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے جن کے ذریعے سے کناڈا اور مسی سپی کے صوبجات کے درمیان آمد و رفت ممکن تھی اس کے ملکی انتظامات میں سخت ابتری تھی اور یورپ کو اس کی حکومت کی نااہلی اور انحطاط کا پورا علم ہو گیا تھا۔ برنس نے بھی تسلیم کر لیا تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے میں اب کسی کامیابی کی امید نہیں اس لئے اب وہ براعظم یورپ پر امن و امان قائم کرنے کی فکر میں تھا۔ فریڈرک کو بھی اب فرانس کی طرف سے مطلق ہراس نہ تھا اور قرین قیاس معلوم ہوتا تھا کہ اس کے تینوں مخالف (آسٹریا، فرانس، روس) تسلیم

۲۶۲

کرلینگے کہ وہ اسکی سلطنت کی تسخیر سے مجبور رہیں۔
۱۷۵۸ء میں عام مصالحت کا ہو جانا خلاف قیاس نہ معلوم ہوتا تھا۔ برنس بھی صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے فرانس کی حکومت کے انحطاط اور اس کے انتظامات کی ابتری اور جنگ کے جاری رکھنے میں جو دقتیں تھیں انکا پورا احساس تھا انگلستان کے بحریہ نے فرانس کو بالکل بے دست و پا بنا دیا تھا اور اس کے تجارتی جہازوں کو تباہ و برباد کرکے ہندوستان کناڈا اور جزائر آن تیل کے ساتھ اس کے ذرائع آمدورفت کو منقطع کردیا تھا۔
انگلستان کی شکایات کی بنا پر دوپلے ہندوستان سے ۱۷۵۴ء میں واپس بلالیا گیا تھا اور اس کے جانشین گودی ہیو انگریزوں سے صلح کرکے دوپلے کی فتوحات سے دست کش ہوگیا۔ امریکا میں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کے مناقشات کا سلسلہ جاری تھا اور گومونت کام نے فرانس کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے زبردست کوششیں کیں مگر خود فرانس نے اسکی کافی مدد نہ کی۔ برا ڈوک کی فوج کو ہزیمت دینے کے بعد مونت کام نے اوس وی گو پر قبضہ کرلیا جو جھیل اون ٹے ریو پر واقع ہے اور اسکے بعد اس نے انگریزوں کو ٹھیرتی کون دی روگا میں شکست دی مگر لوئی برگ یا قلعہ درکین کو نہ بچاسکا۔ مونت کام نے جب امداد کا مطالبہ کیا تو فرانس کے وزیر خارجیہ برنس نے جواب دیا کہ جب کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو اسے اصطبل کی فکر نہیں رہتی اور بریل آئل وزیر جنگ نے بھی صاف جواب دیدیا کہ کمک بھیجنا ناممکن ہے۔
برنس ہوشیار اور عاقبت اندیش تھا مگر فریڈرک اعظم یا پٹ کا مدمقابل نہ تھا اس میں وہ استقلال نہ تھا جو مصائب کے برداشت کرنے یا کسی قطعی حکمت عملی کے عمل میں لانے کے لئے ضروری ہے۔ شکست سے وہ مایوس ہوجاتا تھا اور مقاومت کے لئے نئی تدبیریں سوچ نہ سکتا تھا۔

برنس کا زوال شوا سیول کا عروج

آسٹریا سے غیر مساوی اور تباہ کن شرائط پر اتحاد کرنے میں فرانس جن مصائب میں پھنس گیا تھا ان سے نجات حاصل کرنے کی اس کے خیال میں صرف یہی ایک تدبیر تھی کہ صلح کرلی جائے۔ صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لئے اس نے میریا تھیریسا کی منظوری حاصل کرلی تھی مگر قبل اس کے کہ ملکۂ روس سے مشورہ کیا جائے

۲۶۳

میڈیم دی پوم پادور کی سازش سے وہ معزول ہوگیا۔ میڈیم دی پوم پادور اس کی صلح پسندی کی مخالف تھی اور پرشیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی۔ ۳۰ نومبر کو برنس کارڈنل منتخب ہوا اور ۱۳ دسمبر کو جلاوطن کر دیا گیا اور اسکے زوال کے بعد سے شوا سیول کے تحت میں فرانسیسی حکمت عملی میں پھر جان پیدا ہوگئی[1]۔ برنس کی تنزیل کے بعد کاونٹ دی شوا سیول استائیں ول وائینا سے واپس بلوا کر ڈیوک دی شوا سیول کے خطاب سے ممتاز ہوا اور وزیر خارجیہ مقرر ہوا[2]۔ فرانس کا اب وہ سربرآوردہ ترین وزیر ہوگیا۔ اور چند سالوں تک اسے فرانس کے دربار میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل تھا۔ شوا سیول لارین کا باشندہ تھا اور جوانی میں فوج میں ملازم تھا۔ اس کے بعد سفارتی خدمات پر متعین ہوا اور وائینا کے دربار میں ہر دل عزیز تھا میڈیم دی پوم پادور کی بھی نظر عنایت اس پر تھی اور مادی موازیل کروزا دشاتیل سے شادی کرنے سے وہ بہت مالدار ہوگیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ ہفت سالہ کے اواخر میں اس کے برسر اقتدار ہونے سے اس کے ملک کو بہت نفع ہوا کیونکہ اس نے فرانس کے طرز عمل میں استقلال پیدا کیا اور مزید نقصانات سے اگر وہ فرانس کو بچانے میں ناکام ہوا تو اسکا باعث اولاً اس کے پیش رووں کی غلطیاں تھیں اور ثانیاً اس کی تدبیروں میں لوئی پانزدہم کی مداخلت ہ

۲۶۴

شوا سیول اعلےٰ درجہ کا مدبر نہ تھا مگر اس کی قابلیت میں شبہ نہیں اور استقلال سرگرمی اور فراست میں اپنے ہم عہدہ وزرا پر فوقیت رکھتا تھا۔ شوا سیول آٹھ دس گھنٹے روز کام کرتا تھا اور اس کے برسر اقتدار ہونے سے فرانس کی وزارت خارجی میں ایک انقلاب ہوگیا۔ دربار شاہی کے آداب سے بخوبی واقف ہونے کے علاوہ اسے علوم و فنون میں بھی دخل تھا۔ کثیر المشاغل ہونے کی وجہ سے اسکی علمی زندگی کے

---

(۱) دیکھو برنس کی سوانح عمری جسے فریڈرک ماسون نے مرتب کیا ہے ؛

(۲) شوا سیول ۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۱ء تک وزیر خارجیہ تھا ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۶ء تک وزیر بحریہ اور ۱۷۶۶ء سے ۱۷۷۰ء تک وزیر جنگ و معاملات خارجیہ۔

متعلق اب تک قطعی رائے قایم نہیں ہوئی ہے۔ اسکا اولاً یہ خیال تھا کہ ہسپانیہ سے اتحاد کرکے اسکی وساطت سے انگلستان سے صلح کرے تاکہ فرانس براعظم کی جنگ پر اپنی توجہ پوری طور پر مبذول کرسکے۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ اسکی یہ تدبیر کارگر نہ ہوگی تو اس نے انگلستان اور پرشیا کے خلاف میں جنگ کو سرگرمی کے ساتھ جاری رکھنے اور ۱۷۵۶ء کے معاہدۂ ورسالز کی شرائط کی ترمیم کا قصد کرلیا تاکہ فرانس کا بارگراں ہلکا ہوجائے۔ اسلئے جنگ کے جاری رکھنے کا اعلان کرکے اس نے آسٹریا سے دو جدید صلح نامے دسمبر ۱۷۵۸ء میں مرتب کرائے جنکی توثیق مارچ ۱۷۵۹ء میں ہوئی۔ ان میں سے ایک علانیہ تھا اور ایک خفیہ[1]۔ ان صلح ناموں کی رو سے شاہی خاندانوں میں شادیوں کا انتظام کیا گیا یعنی آرچ ڈیوک جوزیف کی شادی پارما کی شہزادی ازابیلا (لوئی پانزدہم کی نواسی) سے ہو اور آرچ ڈیوک کے بھائی لیوپولڈ کی شادی نیپلز کی ایک شہزادی سے ہو[2]۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ کوئی ملک بغیر دوسرے کے مشورے کے علیحدہ مصالحت نہ کرے اور فرانس آسٹریا کو سائی لے شیا اور گلاٹز کے فتح کرنے میں ہرطرح سے مدد کرے۔ گو ان دونوں اضلاع کے فتح ہونے تک فرانس جنگ کے جاری رکھنے پر مجبور نہ تھا اور گو پرشیا کے حصے بخرے کرنے کا اس صلح نامے میں ذکر نہ تھا مگر ان صلح ناموں میں بھی بہ نسبت فرانس کے آسٹریا کو نفع تھا۔ فرانس نے جرمنی میں اپنی فوج میں اضافہ کرنے کا عہد کیا اور آسٹریا کو مزید مقبوضات کے حاصل کرنے کے لئے اسے اس تباہ کن جنگ کو جاری رکھنا پڑا۔ اہل فرانس کو اس جنگ اور آسٹروی اتحاد سے سخت نفرت ہوگئی تھی اور انھیں شبہ ہوگیا تھا کہ شواسیول اسے جاری رکھنا چاہتا ہے۔

۲۶۵

شواسیول کو فرانس کو آسٹروی اتحاد سے بالکلیہ علیحدہ کرنے میں ناکامی ہوئی

---

[1] فرانس اور آسٹریا کے اس معاہدے کو بعض وقت ورسالز کا تیسرا صلح نامہ کہا جاتا ہے۔

[2] Unc Fille de France et sa Correspondence inedite, Par L. de Beuriez

مگر اُس نے فرانس کی فوجی شہرت کو براعظم اور سمندروں پر بحال کرنے کی مردانہ وار کوشش کی۔ اُس نے یہ تدبیر سوچی کہ ہینوور کو فرانس کی فوجیں فتح کرلیں اور نوآبادیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے انگلستان پر حملہ کردیا جائے۔ فریڈرک کو مغلوب کرنے کا کام روسیوں اور آسٹریوں پر چھوڑ دیا جائے اور فرانس کی فوج کے بیشتر حصے سے انگلستان پر ایک زبردست حملہ کرنے کا کام لیا جائے یعنی لندن پر قبضہ کرکے کناڈا اور پانڈی چیری کو واپس لیا جائے۔ تولون اور بریسٹ میں بیڑے تیار کئے گئے اور شیواسیول نے دوروں رود کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ روسی فوج کا ایک حصہ سویڈن کے جہازوں میں اسٹے ٹن میں سوار ہو اور گوٹین برگ میں بارہ ہزار فوج لیکر اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہو کر انگلستان اور اسکاٹ لینڈ پر حملہ آور ہونے والی فوجوں کے سپہ سالار علی الترتیب سوبواس اور دائی گوئی لون مقرر ہوئے مگر دونوں نااہل تھے بحری فوج کے افسر اعلیٰ دی لاکلو کون فلان اور تھورو تھے۔ یہ تینوں بھی محض بیکار تھے ان مہموں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی اور ۱۷۵۹ء میں فرانس کو سخت نقصان برداشت کرنے پڑے۔

۱۷۵۹ء میں فرانس کی ہزیمتیں۔

جنوری میں جزیرہ گوری (مغربی افریقہ) پر قبضہ ہوجانے کی خبر انگلستان پہونچی اور جون میں گواڈا لوپ کے فتح ہوجانے کا اعلان کیا گیا۔ فرانسیسیوں نے دی لاکلو، کون فلان اور تھورو کے بیڑوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کی جو علی الترتیب تولون بریسٹ اور ڈن کرک میں لنگر انداز تھے۔ مگر انگریزی جہاز ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور اس مہم میں بھی فرانسیسیوں کو سخت زک ہوئی۔ بوس کا دین کو لاکوس میں دی لاکلو پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی (۱۷ اگست) اور ۲۲ نومبر کو ہاک نے کون فلان اور بریسٹ کے بیڑے کو خلیج کوئی بے رون میں شکست دی۔ راڈئی نے یاور پر گولہ باری کی۔ تھورو کو بھی ناکامی ہوئی اور اس کا بیڑا جس نے آئرلینڈ کا رخ کیا تھا تباہ ہوگیا۔ اس طور پر فرانس کا بیڑا نیست و نابود ہوگیا اور انگلستان پر حملہ کرنے کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان ہزیمتوں کے علاوہ وولف نے ۱۸ ستمبر کو کوئی بیک پر قبضہ کرلیا اور اس طور پر کناڈا فرانس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ انگریزی فوجوں کو ہندوستان میں بھی مسلسل کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ۲۷ جون ۱۷۵۷ء کو کلایو کو پلاسی کی جنگ

۲۶۶

میں فتح ہوئی جس کی وجہ سے کلکتہ پھر انگریزی اثر قایم ہوگیا۔ اور فرانسیسیوں کا اثر رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا یہانتک کے جنگ وان دی واش (جنوری ۱۷۶۰ئہ) نے اسکا خاتمہ کر دیا۔

براعظم یورپ میں بھی شواسیول کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں گو اس نے جرمنی کی

میڈین کی جنگ یکم اگست ۱۷۵۹ئہ صلح کی تجویزیں۔

فرانسیسی فوجوں کی امداد کے لئے مزید فوجیں روانہ کی تھیں جنوبی فرانسیسی فوج کے سپہ سالار دی بروگ لی نفرڈی نند آف برنس وِک کو جو فرانک کورٹ پر حملہ آور ہونے والا تھا ۱۳ اپریل کو برگیں میں شکست دی تھی اور اسکے بعد مارشل کون تادی (سپہ سالار افواج شمالی) کی فوج سے مل کر کیسیل اور منڈن کو فتح کر لیا۔ گر ہینوور کو فرڈی نند نے اپنے کمال سے بچالیا اور یکم اگست کو بمقام من ڈین اسے ایک قطعی فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی ہیس سے خارج کر دے گئے، کون تادی معزول کر دیا گیا اور دی بروگ لی تمام فرانسیسی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ شواسیول کو روس کے نااہل سپہ سالار سال ٹی کوو کی سرگرم معاونت حاصل کرنے میں بھی ناکامی ہوئی جو فرمور کا جانشین ہوا تھا۔ سال ٹی کوو اسٹےٹن کا محاصرہ نہ کرنا چاہتا تھا جس میں بہت دیر لگنے کا اندیشہ تھا اور اس کے علاوہ روس انگلستان سے اپنے تعلقات کو منقطع کرنا بھی نہ چاہتا تھا کیونکہ انگلستان اور روس برسر جنگ نہ تھے اور گو روس فرانس کا حلیف تھا گر انگلستان کا دشمن بھی نہ تھا بجائے اس کے کہ ایلی زابیتھ، جارج دوم کو اس کے تخت و تاج سے محروم کرنے کی کوشش میں فرانس کی معاونت کرتی اس نے صرف بحیرہ بالٹک سے غیر ملکی جہازوں کو خارج کرنے کے لئے سویڈن سے ۸ مارچ کو ایک معاہدہ کر لیا جس میں فرانس اور ڈین مارک سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی۔ روس اور سویڈن نے انھیں اصول کا اعلان کر کے جسے ۱۷۸۰ئہ میں اتحاد شمالی نے قبول کر لیا تھا، بحیرہ بالٹک میں امن و امان کے قایم رکھنے کی متحدانہ کوشش کی سنہ مذکور کے اختتام کے قبل ہی شواسیول کو مجبوراً برنس کے طرز عمل کی طرف عود کرنا پڑا اور وہ اس فکر میں ہوگیا کہ روس کی وساطت سے صلح کی گفت و شنید شروع کرے۔ ممالک غیر کے درباروں میں جو فرانسیسی سفیر متعین تھے ان سے

۶۷

لوئی پانزدہم خفیہ طور پر مراسلت کرتا تھا، شواسیول نے اس طریقے کو روکنے کی سخت کوشش کی اور مارچ ۱۷۵۹ء میں لوئی کے معتمد ترسیر کو برطرف کرادیا۔ لوئی کا ایک اور پٹھو دوران تھا جسے علٰحدہ کرکے بجائے اس کے پول می وارسا بھیجا گیا اور اسے ہدایت کی گئی کہ روس کی تائید کرے مگر شواسیول کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ کوئی خفیہ سازش ایسی ہے جو پول می تک اس کے احکام کو پہونچنے نہیں دیتی۔ اسی طرح جب اس نے روس کی وساطت حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے مزید دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے فرانس کے سفیر متعینہ روس مسمی لوپی تال کو ایک مراسلہ مورخہ ۸ جولائی ۱۷۵۹ء کے ذریعے سے روس کے وزیر اعظم کو یہ بات سمجھانے کی ہدایت کی کہ اب آسٹریا اور پرشیا میں مصالحت کرادینا قرین مصلحت ہے۔ شواسیول کو اس تدبیر سے یہ امید تھی کہ کچھ عرصے کے بعد اسی طرح سے روس کی وساطت سے فرانس اور انگلستان کے درمیان بھی مصالحت کی گفتگو ہوسکیگی۔ اگر مصالحت کے ضروری ہونے کے متعلق اسکی مدبرانہ تجویز کو ۱۷۵۹ء میں منظور کرلیا جاتا تو فرانس ان نقصانوں اور ذلتوں سے بچ جاتا جو ۱۷۶۳ء میں اسے برداشت کرنے پڑے۔ مگر حسب سابق لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اسکی سدراہ ہوئیں۔ لوپی تال نے اپنے معتمد دیوں کے ایما سے جو شاہ فرانس کے خیالات سے واقف تھا، یہی مناسب سمجھا کہ اپنے افسر اعلیٰ (وزیر خارجیہ) کے احکام کی پرواہ نہ کرے۔ اس طور پر شواسیول کی تدبیریں خاک میں مل گئیں۔

لوئی پانزدہم ان معاملات کو انگلستان سے راست طے کرنا چاہتا تھا، اور روس کی وساطت سے کام لینے کی تجویز کو ناپسند کرتا تھا اس لئے اس نے اپنا پورا زور شواسیول کے خلاف لگادیا۔ پٹ نے فرانس سے علٰحدہ مصالحت کرنے کی تجویز سے صاف انکار کردیا تھا۔ ۱۲ اگست ۱۷۵۹ء کو سال تی کوف کو کونرس ڈورف میں فتح حاصل ہوئی روسی حکومت کو اس فتح سے بے انتہا مسرت ہوئی اور اس نے قصد کرلیا کہ جنگ کو جاری رکھکر مشرقی پرشیا کا اپنی سلطنت پر الحاق کرے اور آسٹریا اور فرانس سے اس اضافہ ملک کو تسلیم کرائے۔

اس وقت معلوم یہ ہوتا تھا کہ کونرس ڈورف کی جنگ نے پرشیا کا قلع قمع

کردیا تھا۔ ۱۷۵۸ء میں فریڈرک کسی سے دبا ہوا نہ تھا مگر اُس کا ملک اب بالکل خستہ حال ہوگیا تھا" اُس کے اخراجات اس کے ذرائع آمدنی سے زیادہ تھے اور انگلستان کی

جنگ کونزن ڈورف ۱۴ اگست ۱۷۵۹ء

مالی امداد اخراجات کے لئے کافی نہ تھی۔ آسٹریا کی فوجیں تجربہ حاصل کرتی جاتی تھیں اور آسٹریا کے جنرل فن حرب میں ترقی کررہے تھے مگر فریڈرک کی حالت وہی تھی جو نپولین کی واگرام کی معرکہ آرائی کے بعد ہوئی یعنی اُس کے دشمن اسکی چالیں سیکھتے جاتے تھے۔ اُس کے علاوہ ان کی فوجوں کے لئے سپاہیوں کے بھرتی کرنے کے لئے وسیع رقبے موجود تھے مگر اسے رنگروٹ صرف پرشیا کے چھوٹے سے ملک سے مل سکتے تھے جوان سپاہیوں کے مقابلے میں محض ہیچ تھے جو اُس کی زبردست فوج میں جنگ کے آغاز میں شریک تھے۔ اُس کے مقابلے میں آسٹریا اور روس کی فوجیں تھیں جنھوں نے فن حرب میں بہت کچھ ترقی کی تھی اور جن کی جنگی قابلیت سے خود اسے تعجب ہورہا تھا۔ اس کے علاوہ جو فوجیں اسے گھیری ہوئی تھیں ان میں شہنشاہی فوج بھی ڈیوک آف زوی بروکین کے زیر کمان شریک تھی جس نے لیپ زگ، ڈین برگ اور ٹورگو پر قبضہ کرلیا تھا اور فرانس کی فوج بھی ڈی بروگلی کے زیر کمان ان گھیرنے والی فوجوں میں شامل تھی۔ اعلےٰ پیمانے پر حملہ آور ہونے کا اب کوئی موقع باقی نہ تھا گو پرنس ہنری نے بوہیمیا میں آسٹریا کے فوجی مخزنوں کو برباد کردیا اور شہنشاہی فوجوں کو بام برگ اور دوز برگ کی طرف ہٹادیا ۱۷۵۹ء کے اوائل میں فریڈرک کو اپنے دشمنوں کے کسی حملے کے دفع کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی کیونکہ ڈان کے انتہائی احتیاط سے اہل آسٹریا ہاتھ پہ ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے یہاں تک کہ روسی اوورندی تک پہونچ گئے اور انھوں نے پرشیا کی فوج کے ایک دستے کو جو جنرل وے ڈیل کے زیر کمان تھا زولی خا میں شکست دینے کے بعد ۲۳ جولائی کو فرانک فورٹ پر قبضہ کرلیا۔

لاؤڈن کے زیر کمان ... ۱۸ آسٹروی جاکر سال ٹی کو وکی فوج سے مل گئے اور فریڈرک پچاس ہزار سپاہی لیکر آسٹریا اور روس کی فوج کے مقابلے پر آگیا جس کی مجموعی تعداد اسی ہزار تھی۔ ۱۳ اگست کو جو جنگ ہوئی اس میں اولاً اہل

۲۵۰

پرشیا غالب تھے مگر ایک نازک موقع پر لائوڈن کے پیش قدمی کردینے اور فریڈرک کی ضد اور خود سری کی وجہ سے جنگ کا رخ بدل گیا اور پرشیا کو شکست کامل ہوئی اگر روسی برلن کی طرف بڑھ گئے ہوتے تو پرشیا کی حکومت کا خاتمہ ہوجاتا اور کونرس ڈورف کا شمار دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا۔

مگر آسٹریوں اور روسیوں کی کاہلی سے فریڈرک اس تباہی سے بچ گیا۔ آسٹریوں نے شہنشاہی فوج کی امداد سے لیپ زگ اور تورگو کو لیلیا تھا اور ۴ ستمبر کو انھوں نے ڈریس ڈین پر بھی قبضہ کرلیا تھا مگر ڈان اپنی عادتی کاہلی اور فن حرب میں کمال نہ رکھنے کی وجہ سے پرنس ہنری کی برق صفت کارروائیوں کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا روسیوں نے بھی بران ڈین برگ پر حملہ آور ہونے کی کوئی فکر نہ کی اور سالتی کو دنے غالباً ڈان کی کاہلی سے عاجز آکر یا سینٹ پیٹرس برگ کے سیاسی حالات کے خیال سے اپنی زبردست فتح سے نفع نہ اٹھایا۔ مگر تاہم تین سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد جس نے آسٹریا، فرانس اور پرشیا کو خستہ حال کردیا تھا اب صرف پولینڈ بلکہ تمام یورپ کی قسمت کا فیصلہ ملکہ روس کی مرضی پر تھا۔ مگر اس کے زیادہ جینے کی امید نہ تھی اور اس کے ولی عہد پیٹر اور اس کی بیوی کیتھرین کے طرفداروں کی جماعت زور پکڑتی جاتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ پیٹر کے تخت نشین ہونے کے بعد روس کی خارجی حکمت عملی کا رخ بدل جائیگا۔ سالتی نے شیا کی طرف پیش قدمی کرنے کے بعد روسی پولینڈ کی طرف مراجعت کرگئے اور آسٹریوں نے معرکہ آرائی کو جاری رکھا۔ فریڈرک کی خودرائی سے پرشیا کو پھر زک ہوئی۔ پرنس ہنری کی استادانہ چالوں سے ڈان بوہے میا کی طرف پس پا ہورہا تھا، فریڈرک نے اس کی مراجعت کو روکنے کی غرض سے جنرل فنک کو حکم دیا کہ اسکو عقب کی طرف سے گھیرے، تاکہ آسٹریا کی فوج تباہ ہوجائے۔ مگر ۲۳ نومبر کو فنک پرشیا کے بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ میک سین میں ہتھیار ڈالدیئے اور ڈریس ڈین آسٹریوں کے قبضے میں رہگیا۔ ۱۷۵۹ء پرشیا اور فرانس دونوں کے لئے تیرہ و تار تھا مگر فریڈرک اعظم کی زبردست شخصیت اور قوت ارادی نے پرشیا کو ان مصائب سے نجات دلادی۔ برخلاف اس کے لوئی پانزدہم کی نااہلی اور کمزوری سے اس کی رعایا کو ان مصائب سے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔

۷۰

۱۷۶۰ء کے آغاز میں مصالحت کے آثار زیادہ نہ تھے۔ ۲۵ نومبر ۱۷۵۹ء کو انگلستان اور پرشیا نے ایک یورپی کانگریس منعقد کرنے کے لئے ایک یادداشت پیش کی تھی مگر روس اور آسٹریا نے اسے رد کر دیا۔ اگست ۱۷۵۹ء میں چارلس سوم (ڈان کارلوس) ہسپانیہ کا بادشاہ ہوا۔ ہسپانیہ کے اس نئے پادشاہ کو ورسالز کے صلحنامے سے نفرت تھی مگر قرینہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرانس کی مدد کریگا۔ لیکن گو جنگ کے جاری رہنے کا احتمال تھا مگر قراین یہ تھے کہ حلیفوں کے درمیان اب اتحاد عمل ناممکن ہے۔ مارچ ۱۷۶۰ء میں زارینا ایلی زابیتھ نے میریا تھیریسا کو شوائلو وکا صلحنامہ کرنے پر مجبور کیا جس کی رو سے مشرقی پرشیا اور ڈینزگ پر آسٹریا نے روس کے قبضے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کرلیا۔ یہ صلح نامہ آسٹریا سے زیادہ فرانس کو ناگوار ہوا۔ پیٹر اعظم، کیتھرین اول اور ایلی زابیتھ کو فرانس سے اتحاد کرنے میں ناکامی ہوئی جواب تک پولینڈ سویڈن اور ٹرکی کے متعلق اپنے پرانے طرز عمل کا پابند تھا۔ بحیرہ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا فرانس کی سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد سے تھا اور نہ صرف یہ توازن قوت شوالوو کے صلحنامے سے متزلزل ہو گیا تھا بلکہ سویڈن اور ڈینمارک کی آزادی اور بہبودی کو بھی اس سے خطرہ تھا۔ فرانس کے تعلقات اس کے حلیفوں سے کمزور ہوتے جاتے تھے مگر مارچ ۱۷۶۰ء میں شوا سیول نے معاہدے کی ترتیب پر آسٹریا اور روس کو آمادہ کرنا چاہا اور بیرن دی بری تیول اس غرض سے سینٹ پیٹرس برگ روانہ کیا گیا کیونکہ لوپی تال ناقابل اعتماد ثابت ہو چکا تھا اور شوا سیول کو امید تھی کہ یہ نیا سفیر اسکے احکام کی تعمیل کریگا۔ مگر روانہ ہونے سے قبل اس سفیر کو لوئی پانزدہم نے جتلا دیا کہ وزیر کے احکام پر اسے احکام شاہی کو ترجیح دینی چاہئے۔ شوا سیول نے اسے یہ ہدایت دی تھی کہ روس کو عام مصالحت کے لئے وساطت پر آمادہ کرے مگر بادشاہ نے بری تیول کو ہدایتوں کا ایک دوسرا مجموعہ حوالہ کیا جس سے لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد ظاہر ہوتے ہیں یعنی پولینڈ کی آزادی باقی رہے جو طوائف الملوکی کی مترادف تھی اور اس ملک میں فرانس کا اثر برقرار رہے۔ اس یادداشت سے ثابت ہوتا ہے کہ پولینڈ کو روس سے بچانے کے لئے اسے اپنی سلطنت کے اہم ترین اغراض کو قربان

لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں

۲۷۱

کردینے میں مطلق دریغ نہ تھا۔ اس وقت اسکی چال یہ تھی کہ پولینڈ کے موجودہ بادشاہ کے انتقال کے بعد آگسٹس سوم کے تیسرے بیٹے زیویرڈی سیکس کو جو فرانس کی ولی عہد بیگم کا عزیز ترین بھائی تھا پولینڈ کا بادشاہ بنادے۔ روس کے مقبوضات یا قوت میں اضافہ کا بھی لوئی مخالف تھا اور اس خوف سے کہ جنگ میں نمایاں کامیابیوں کی وجہ سے زارینا کا اثر بڑھ جائیگا اور وہ فرانس سے پھر نہ دبیگی اس نے بری تیول کو ہدایت کی کہ فریڈرک کے خلاف میں روسی فوجوں کی نقل و حرکت کو ہر طرح سے روکے۔ لوئی کی خفیہ کارروائیاں اس طور پر ان معاہدوں کے خلاف تھیں جو اس نے ۱۷۵۶ء میں صلح نامہ ورسالز کی رو سے کئے تھے۔ اپنے حلیفوں کے ساتھ بے وفائی کرنے کے علاوہ اس نے شواسیول سے مدبروں کی مساعی کو بھی کالعدم کردیا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے لئے کوشاں تھے۔ لوئی کا یہ خیال صحیح تھا کہ شواسیول جس صلح کا خواہاں تھا اس سے روس میں پولینڈ کا اثر بڑھ جائیگا۔ روس نے ۱۷۶۰ء میں اک رین کا مطالبہ کیا مگر لوئی نے رفتار زمانہ کا خیال نہ کرکے پولینڈ کی آزادی کے قائم رکھنے کا تہیہ کرلیا حالانکہ اس میں کامیابی کی کوئی امید نہ تھی اور اس غلط راہ اختیار کرنے سے فرانس کو اپنی نوآبادیوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور بالآخر پولینڈ کو بھی کوئی نفع نہ ہوا۔ بالمختصر شواسیول نے جس مقصد سے بری تیول کو سینٹ پیٹرس برگ بھیجا تھا اس میں کامیابی نہ ہوئی[1]۔

صلح کے نہ ہونیکی وجہ سے ۱۷۶۰ء میں متعدد لڑائیاں ہوئیں میکسین میں فنک کے ہتھیار ڈالدینے کی وجہ سے سیکسنی میں آسٹریا کے قدم جم گئے اور وہاں سے انکو ہٹانے کے لئے فریڈرک نے سخت کوشش کی مگر جنرل ڈان کے مقابلہ میں اسکی کچھ نہ چلی۔ ۲۳ جون ۱۷۶۰ء کو فریڈرک کے ایک جنرل فوکوے کو لاڈن نے لینڈشٹ میں شکست فاش دی اور پرشیا کے کئی ہزار سپاہیوں کو قید کرکے ۲۶ جولائی کو گلاٹز پر قبضہ کرلیا۔ زرنی چیف کی سرکردگی میں ایک روسی فوج بھی اوڈر کو عبور کرکے پہونچ گئی اور سائلیشیا جنگ کا اصل مرکز بن گیا۔ فوکوے کے معرض خطر میں ہونیکی خبر سنتے ہی فریڈرک فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سائلیشیا میں پہونچ گیا گو آسٹریا کی دو فوجیں لیسی اور ڈان کے زیر کمان اسکے تعاقب میں تھیں مگر اپنے جنرل کی اطاعت قبول کرلینے کا جب اسے حال معلوم ہوا تو وہ واپس ہوگیا اور ڈریسڈن پر قبضہ کرنیکی فکر کی۔ جب اسمیں بھی ناکامی ہوئی تو وہ سائلیشیا واپس گیا۔

(1). Albert Vandal, Louis XV et Elizabeth de Russie

اور قبل اسکے کہ آسٹریا کی فوجیں ایک دوسرے سے ملجائیں اس نے ۱۵ اگست کو لاؤڈن کو لیگ نٹز کی جنگ میں ہزیمت دی۔ ڈان اور لیسی کی کاہلی نا اہلی اور غیر ضروری احتیاط نے اس موقع پر بھی فریڈرک کو تباہی سے بچا دیا۔ وائنا سے فوجی کارروائیوں کے متعلق احکام دینا محض بے سود تھا مگر نہ تو میریا تھیری سا نہ آلک کونسل اس امر کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا اس وقت آسٹریا کے لئے بہتر یہ ہوتا کہ لاؤڈن سپہ سالار اعظم مقرر کر دیا جاتا۔ مگر باوجود ان امور کے اگر آسٹروی فوجوں کے افسران اعلےٰ اہلیت رکھتے تو وہ میدان جنگ میں ضرور فتح مند ہوتیں۔ فریڈرک کی اس فتح کی وجہ سے زرنی چیف کو پھر اوڈر کے پار واپس جانا پڑا اور سائی لے شیا میں آسٹریوں کو زک ہوئی تاہم فریڈرک کی حالت نہایت نازک تھی۔ روسیوں اور آسٹریوں کی ایک فوج نے لیسی اور ٹوٹ لی بین کے زیر کمان برلن پر یورش کر دی اور آسٹروی فوجوں نے سیکسنی پر قبضہ کر لیا۔ فریڈرک نے سائی لے شیا سے واپس آنے کے بعد ڈان پر ۳ نومبر کو بمقام تورگو حملہ کر دیا ایک شدید جنگ کے بعد جس میں ڈان زخمی ہو گیا آسٹریوں کو شکست ہوئی جس میں انکے بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور انھیں ڈریس ڈین کی طرف مراجعت کرنی پڑی۔ فریڈرک نے سیکسنی کا بیشتر حصہ دوبارہ حاصل کر کے لیپ زگ میں موسم سرما بسر کیا گو اسکے بھی چودہ ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ جنگ کی اس آخری فیصلہ کن جنگ کے بعد سیکسنی پر پھر پرشیا کا قبضہ ہو گیا گو ڈریس ڈین پر سیگوا ابھی تک قابض تھا۔ ڈان کی احتیاط اور اسکے حریف فریڈرک کی ذہانت کی وجہ سے صرف ضلع گلاسز اور لینڈ شٹ آسٹریا کے قبضہ میں رہے۔ اسکے بعد کی معرکہ آرائیاں بقول کارلائل "تھکے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ سے مشابہ تھیں"۔ مغربی جرمنی اور نو آبادیوں میں بھی فرانس کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ ڈیوک دی بروگلی کو جس نے کاونٹ دی سائین ژرمین کی مدد سے فوج کے نظام میں اصلاحیں کی تھیں کورباخ میں ایک فتح حاصل ہوئی اور اس نے ہیس کیسل پر پھر قبضہ کر لیا اور مارکوس دی کاستری نے حکمران پرنس آف برنس وک کو کلوسٹر کیامپین میں شکست دی مگر فرڈیننڈ آف برنس وک کی فوجی چالیں ویسٹ فالیا اور ہینوور کی حفاظت کے لئے کافی ثابت ہوئیں اور وار برگ کی جنگ سے جس میں زیادہ تر انگریزی سواروں کی مدد سے فتح حاصل ہوئی تھی اس نے فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو

۲۷۲

روک دیا۔ امریکا میں اولاً انھیں چند خفیف کامیابیاں ہوئیں مگر ۸ ر دسمبر کو مانٹ ریل کی فوج نے انگریزوں کی اطاعت قبول کرلی جس کی وجہ سے کناڈا کا پورا صوبہ فرانس کے قبضہ سے نکل گیا اور شمالی امریکا میں فرانس کے مقبوضات میں سے صرف لوئی سیانا رہ گیا۔ ہندوستان میں ایرکوٹ نے ۲۲ ر جنوری ۱۷۶۰ء کو فرانسیسیوں کو بمقام وان دی واش شکست دی اور چند چھوٹے چھوٹے فرانسیسی قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد ستمبر میں اس نے پانڈی چیری کا محاصرہ کرلیا۔ ۶ ر جنوری ۱۷۶۱ء میں پانڈی چیری پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۷۶۱ء کے نمایاں واقعات یہ تھے کہ مصالحت کی کوششوں میں پھر ناکامی ہوئی، جرمنی میں دونوں حریف تھک کر بیٹھ گئے، پٹ معزول ہوگیا اور شواسیول نے فرانس کی حالت کو بہتر کرنے کی ایک آخری کوشش کی یعنی جب اسے معلوم ہوا کہ مصالحت کی کوششوں میں کسی کامیابی کی امید نہیں تو ۱۷۶۱ء کے اوائل میں وہ وزارت خارجہ سے مستعفی ہوگیا اور وزیر فوج و بحریہ مقرر ہوا اس خدمت پر مقرر ہو کر اس نے فرانس کے بیڑے کی اصلاح کے لئے زبردست کوششیں شروع کیں۔ اپنے وطن کی حفاظت کی ان کوششوں میں ملک کی تمام جماعتوں نے اسکا ہاتھ بٹایا اور نئے جہازوں کے بنانے کا حکم دیا گیا شواسیول نے فوج کی تنظیم جدید کے متعلق ۱۷۶۳ء سے جو کارروائی شروع کی یہ گویا اسکا پیش خیمہ تھا۔ اس نے آسٹریا اور روس کو اس امر پر آمادہ کرلیا تھا کہ آگس برگ میں صلح کی گفت و شنید ہو مگر اس کانگریس سے کوئی نتیجہ نہ ہوا اور جنگ منتشر طور پر جاری رہی اس وقت لاؤڈن آسٹروی فوج کا سپہ سالار تھا اور بٹرلن روسی فوج کا نگران دونوں کی باہمی نااتفاقی کی وجہ سے فریڈرک اعظم کی بن آئی تھی مگر لاؤڈن نے یکم اکتوبر کو ایک شاطرانہ چال سے شویڈنٹز پر قبضہ کرلیا اور سائی لے شیا اور گلائز میں آسٹروی اور روسی فوجیں داخل ہوگئیں۔ مشرقی پومی رانیا میں روسی فوجوں نے رومیانٹزوف کی سرکردگی میں کول برگ کو مسخر کرلیا اور گو اس ٹی ٹن کو وہ فتح نہ کرسکے مگر اس کے اطراف کے اضلاع پر انھوں نے قبضہ کرلیا صرف مغربی یورپ میں پرشیا کو کامیابی حاصل ہوئی۔ نا اہل سوابیس اور حاسد مزاج ڈی بروگلی نے سولہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ویسٹ فالیا اور ہنیوور کی طرف پیش قدمی کرنے کی کوشش کی تھی مگر فرڈیننڈ آف برنس وک نے انھیں

ولنگز ہاؤسن میں پسپا کر دیا۔ اس ہزیمت کی وجہ سے (دی) بروگلی کے بجائے ڈیس تری اے مقرر ہوا اور سوابیس کی جگہ پر کونتی مگر اس سے فرانس کو کوئی نفع نہ ہوا۔ ڈومی نیکا بیل آئل اور پانڈی چیری کا فرانس کے قبضے سے نکل جانا بھی اسکے لئے سخت اندوہناک تھا اور شوا سیول کو اب معلوم ہوگیا کہ جب تک فرانس کی بحری قوت نیست و نابود نہ ہو جائے پٹ کو چین نہ آئے گا۔

شوا سیول کو معلوم ہوگیا تھا کہ آسٹروی اتحاد فرانس کے لئے محض بیکار ہے اور یہ کہ پٹ فرانس سے علیحدہ صلح کرنے کا مخالف ہے اس لئے وہ ہسپانیہ کے نئے بادشاہ چارلس سوم کی طرف متوجہ ہوا جو عرصۂ دراز سے انگلستان کی دراز دستیوں سے نالاں اور اس کا سخت مخالف تھا۔

۲۷ اگست ۱۷۵۸ء کو ہسپانیہ کی ملکہ باربارا نے انتقال کیا جس سے اس کے شوہر کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور سخت بیمار ہوگیا۔ اس کی علالت سے انتظام مملکت میں ابتری ہوگئی اور ایلی زابیتھ فارنیس کو نائب السلطنت کرنیکا لوگوں کو خیال ہوگیا مگر ۱۰ اگست کو فرڈی ننڈ ششم نے انتقال کیا جس سے یہ ابتری دفع ہوگئی اس کا سوتیلا بھائی ڈان کارلوس شاہ سسلی چارلس سوم کے لقب سے ہسپانیہ کا بادشاہ ہوا۔ یہ ایلی زابیتھ فارنیس اور فلپ پنجم کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۷۱۶ء میں اسکی شادی ۱۷۳۸ء میں میریا ایمیلیا سے ہوئی تھی جو میریا جوزیفا (ولی عہد بیگم فرانس) کی بہن اور آگسٹس سوم شاہ سیکسنی و پولینڈ کی بیٹی تھی چارلس شکیل اور عقلمند ہونے کے علاوہ تعلیم یافتہ تھا اور اس میں وہ خصائل موجود تھے جو ایک بادشاہ میں ہونے چاہئے۔ فرائض شاہی کا اسے پورا احساس تھا اور انصاف پسند ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی سلطنت سسلی کی رعایا کی فلاح و بہبود میں ترقی دینے پر پوری توجہ کی تھی۔ اپنے وزیر باتدبیر تانوچی کی مدد سے اس نے ڈکیتی کا انسداد کیا امرا کے حقوق میں بہت کچھ کمی کی پادریوں کے حقوق میں سے بھی اکثر کو قطعاً مسدود کر دیا اور بعض میں کمی کی اور صنعت و حرفت کو ترقی دی۔ اے لاشاپیل کے صلح نامے کی رو سے یہ طے ہوا تھا کہ اگر ڈان کارلوس شاہ ہسپانیہ ہو جائے اور ڈان فلپ شاہ نیپلز تو پارما اور گواسٹیلا آسٹریا کیطرف

۱۷۵۹ء

چارلس سوم شاہ ہسپانیہ کی تخت نشینی ۱۷۵۹ء

عود کریں اور پیاسین زا کا بیشتر حصہ شاہ سارڈی نیا کی طرف مگر بہت کچھ نامہ و پیام ہونے کے بعد یہ طے ہوا کہ چارلس سوم کے بعد سسلی کا بادشاہ اسکا بیٹا فرڈیننڈ چہارم ہو، ڈان فلپ اپنی ریاست پر فائز رہے اور شاہ سارڈی نیا کو اسکے دعاوی کے معاوضے میں نقد روپیہ دیا جائے۔ آسٹریا کے دربار نے خاندان بوربون سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنے سے اور آسٹرو ہسپانی اتحاد کو پختہ کرنے کی غرض سے آرچ ڈیوک جوزیف کی شادی ڈان فلپ کی بیٹی سے کرادی اور آرچ ڈیوک لیوپولڈ کی چارلس سوم کی بیٹی سے ؛

سسلی کی سلطنت میں اپنے بیٹے فرڈیننڈ چہارم کو حکمراں بناکر چارلس ہسپانیہ پہونچا مگر وہاں جاکر اسے معلوم ہوا کہ سلطنت سخت ابتری کی حالت میں ہے اور جنگ میں شریک ہونے کے لئے مطلق تیار نہیں ہے۔ چارلس کا رجحان انگریزوں کے خلاف تھا مگر جب اسے ہسپانیہ کی حقیقی حالت معلوم ہوئی اور وال نے جو جنگ کا مخالف تھا اسے سب نشیب و فراز سمجھائے تو وہ اپنے خیال سے باز رہا۔ مگر میریا امیلیا کے انتقال کے بعد چارلس نے اپنی روش کو پھر بدل دیا اور اس نے قصد کرلیا کہ انگریزوں کو وسطی امریکا کی تجارت سے محروم کردے اور جبرالٹر ان سے لیلے۔ اسلئے وہ فرانس کی تجویزوں کی طرف متوجہ ہوا جو خاندان براگنزا کو تہ و بالا کردینے سے متعلق تھیں تاکہ پرتگال سے انگریزوں کی تجارت کو صدمہ پہونچے۔ مارکوس گیری مالدی جو جینوا کا باشندہ تھا اور جسے اپنی نادا کی وجہ سے عروج حاصل ہوا پیرس بھیجا گیا اور ۱۵ اگست ۱۷۶۱ء کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک خاندانی معاہدے پر دستخط ہوئے جس سے شوا سیول کو امید تھی کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ساتھ اگر یورپ کی تمام بوربون سلطنتیں متحد ہو جائیں تو وہ انگلستان کا بخوبی مقابلہ کرسکتی ہیں ؛

خاندانی معاہدہ ۱۵ اگست ۱۷۶۱ء

۲۷۶

اس معاہدے میں پارما اور نیپلز کے بوربون حکمراں بھی شریک کئے جانیوالے تھے اور اس کے دو جزو تھے (۱) ایک خاندانی معاہدہ جس میں عام طور سے دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو مستقل کردیا گیا (۲) ایک خاص معاہدہ جنگ ہفت سالہ سے متعلق تھا جس کی رو سے یکم مئی ۱۷۶۲ء کو چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف

اعلان جنگ کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ اس وقت تک صلح نہ ہو جائے اور فرانس نے وعدہ کیا کہ جس روز ہسپانیہ جنگ کا اعلان کرے اسی روز جزیرہ منورکا اسکے سپرد کر دیا جائیگا۔
یہ خاندانی معاہدہ شواسیول کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے بھی یہ محسوس کر لیا تھا کہ انگلستان کے بحری تفوق اور امریکا میں اسکی زبردست قوت کو توڑنے کے لئے فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون خاندانوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔ نائب السلطنت اُورلیان کے خاندانی مصالح اور فلیوری اور اس کے جانشینوں کی ناعاقبت اندیشی اور کمزوری کی وجہ سے نوآبادیوں اور تجارت کے معاملات پس پشت ڈالدے گئے تھے جس سے سررشتہ بحریہ کی طرف سے غفلت ہونے لگی اور تجارت اور نوآبادیوں کی بربادی سے انگلستان سے جنگ ناگزیر ہو گئی۔ شواسیول نے اپنے پیش روؤں کی ان غلطیوں کو خوب سمجھ لیا تھا اور انگلستان اور اسکی امریکی نوآبادیوں میں جب جنگ چھڑ گئی تو فرانس کو ہسپانی اتحاد کی قدر وقیمت معلوم ہو گئی۔ مگر اولاً اس اتحاد سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہوا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں اتحاد ایسے وقت میں ہوا تھا جب کہ فرانس بالکل خستہ حال تھا اور ہسپانیہ جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بدولت فرانس کو مزید ہزیمتیں برداشت کرنی پڑیں اور ہسپانیہ کا سخت نقصان ہوا[9]۔

انگلستان میں وگ پارٹی کو توڑنے اور پٹ کو معزول کرانے کی غرض سے بیوٹ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو صلح کی خواہاں تھی۔ پٹ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا طرز عمل کابینہ کو ناپسند ہے تو اس نے ۵ ر اکتوبر کو استعفا دیدیا اور اس طور پر اس زبردست نظام حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس نے انگلستان کی نوآبادیات کی سلطنت کو مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیا اور یورپ میں اسکا شمار درجہ اعلیٰ کی سلطنتوں میں ہو گیا۔ نیوکیسل کی علیحدگی کے بعد بیوٹ وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اس کے ایما سے پارلیمانٹ نے پرشیا کو مزید رقمی امداد کے دینے سے انکار کر دیا اور گو اس نے جنوری ۱۷۶۲ء میں ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور پرتگال پر جو حملہ ہوا اسے دفع کرنے کی کوشش کی مگر وہ برابر

پٹ کی معزولی اور انگلستان اور ہسپانیہ میں جنگ

[9] La Diplomatee de Louis XV et la Pacte de Famille
par Andre Soulange-Boden

اس فکر میں تھا کہ بر اعظم یورپ کی جنگی کارروائیوں سے انگلستان کو علیحدہ کر دے اور جس طرح ہو سکے صلح کر لے۔

پٹ کے معزول ہو جانے سے فریڈرک اعظم کو سخت صدمہ پہونچا جو ۱۷۶۱ء کے اواخر میں بالکل خستہ حال اور مضمحل ہو گیا تھا اور انگلستان کی تائید سے محروم ہو جانے کی وجہ سے زارینا کی شدید مخالفت سے اسے اب کوئی بچا نہ سکتا تھا۔ پرشیا کو نیست و نابود کر دینے کے لئے حلیفوں نے اب تک جو کوششیں کی تھیں اس میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی تھی مگر ۱۷۶۱ء کے اواخر میں سوائے اس کے بادشاہ کے ہر شخص کا یہی خیال تھا کہ پرشیا کا اب دم واپسیں قریب ہے۔

لیکن اگر فریڈرک کے زیر کمان صرف ساٹھ ہزار سپاہی تھے تو اسکے دشمنوں کی حالت بھی اس سے بہتر نہ تھی۔ زارینا قریب المرگ تھی، فرانس کی حالت روز بروز سقیم ہوتی جاتی تھی، وائنا میں روپیہ کی اس قدر کمی تھی کہ بیس ہزار سپاہی علیحدہ کر دیئے گئے اور میریا تھیریسا بھی مجبوراً صلح کی تجویزوں پر غور کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی تھی کیونکہ اسکے جنرلوں اور وزیروں میں آپس میں اتفاق نہ تھا، شہنشاہ کی صحت قابل اطمینان نہ تھی اور گذشتہ معرکہ آرائی کی ناکامی کی وجہ سے اہل ملک کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں اگر جنگ کا سلسلہ ایک سال اور بھی جاری رہتا تو آسٹریا اور اس کے خستہ حال حلیف غالباً پرشیا کو زک نہ دے سکتے۔ مگر زارینا نے ۵ جنوری ۱۷۶۲ء کو انتقال کیا جسکی وجہ سے

زارینا الزابیتھ کا انتقال ۵ جنوری ۱۷۶۲ء

پرشیا کا پلہ پھر بھاری ہو گیا کیونکہ زارینا کا جانشین پیٹر سوم عرصہ دراز سے فریڈرک کا مداح تھا اور اس نے ۵ مئی کو نہ صرف فریڈرک سے صلح کر کے فتح شدہ علاقوں کو واپس کر دیا بلکہ ۸ جون کو پرشیا سے ایک معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد کر کے زرنی چیف کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ آسٹریوں سے سائی لے شیا میں مقابلہ کرے۔ روس نے اس طور پر چشم زدن میں اپنے طرز عمل کو بدل دیا اس کو ایک طور سے حق بجانب کہا جا سکتا ہے کیونکہ روس کو اپنے فتوحات اور نقصانوں کا کوئی صلہ نہیں ملا اور اس جنگ میں اسے جان و مال کا نقصان بہت کچھ برداشت کرنا پڑا۔

اہل سویڈن نے بھی روس کی پیروی کی اور ہیمبرگ میں صلح کر کے جنگ سے

علیحدہ ہوگئے۔ فریڈرک اب بلا کسی مزاحمت کے آسٹریوں پر سائی لیشیا میں حملہ آور ہوسکتا تھا اور شہنشاہی فوج کا بھی مقابلہ کرسکتا تھا جس کے ساتھ آسٹروی فوج کا بھی ایک دستہ سیکسنی میں سربیلونی اور اسٹول برگ کے زیر کمان تھا۔ سائی لیشیا میں ڈان نے جو منی میں پھر سپہ سالار ہوگیا شویڈنٹز کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی اور فوجی چالوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا مگر جنگ ہونے کے قبل سینٹ پیٹرس برگ میں ایک انقلاب ہوگیا۔ پیٹر سوم نے تخت نشین ہونے کے بعد جو طرز عمل اختیار کیا اس سے اسکی ہر دل عزیزی بڑھ گئی۔ اس نے قید خانوں کے دروازے کھول دیئے اور میونخ، بیرن، لیس تاک اور بہت سے سیاسی قیدی سائی بیریا سے واپس بلائے گئے۔ زارینا متوفیہ کی "وزارت راز" کو اس نے بند کردیا اور پیٹر اعظم کے اس قانون کو بھی اس نے منسوخ کردیا جس کی رو سے طبقہ امرا کا ہر فرد سرکاری ملازمت کرنے پر مجبور تھا مگر اس کے بعد اس نے کوشش کی کہ کلیسیہ کی جائداد کے ایک جزو کو ضبط کرلے فوج اور شاہی محافظ فوج میں اس نے ضبط فوجی کا ایک نہایت سخت طریقہ جاری کرنا چاہا۔ یہ تغیرات قبل از وقت تھے جس سے اہل کلیسیہ و فوج اس کے مخالف ہوگئے۔ جرمنی کی طرفداری بھی روسیوں کو ناگوار تھی اس کے علاوہ اس نے شلیس وگ کو فتح کرنے کی غرض سے ڈین مارک پر حملہ کرنا چاہا جسے اہل ملک نے سخت ناپسند کیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کی مخالفت پر آمادہ ہوگئی جس کی سرغنہ خود اسکی بیوی کیتھرین تھی اور جس میں پوٹیم کن اور خاندان اورلوو کے اراکین شامل تھے۔ ان لوگوں نے زار کو معزول کرنے کی سازش کی۔ ۸ر جولائی کو انقلاب ہوگیا مگر دو گھنٹے میں بغیر خونریزی کے ختم ہوگیا۔ پیٹر سوم جو ۹ر جولائی کو سلطنت سے دست کش ہوگیا تھا ۱۹ر جولائی کو مرگیا اور اسکی بیوی کیتھرین نے جو اسکی جانشین ہوئی فریڈرک سے جو مصالحت ہوئی تھی اسکی توثیق کردی مگر زرنی چیف اور اسکی فوج کو واپس بلا لیا لیکن روسیوں کی واپسی سے قبل فریڈرک نے آسٹریوں کو برکرس ڈورف (۲۱ر جولائی) میں شکست دی اور ۹ر اکتوبر کو شویڈنٹز پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد وہ سیکسنی واپس گیا جہاں پرنس ہنری نے آسٹریا اور شہنشاہی متحد فوجوں کو فرائی برگ میں شکست دی۔ یہ جنگ ہفت سالہ کی آخری لڑائی تھی اور اس کے بعد پرنس ہنری نے

روس میں انقلاب پیٹر سوم کا انتقال کیتھرین دوم کی تخت نشینی

۲۶۹

سیم برگ اور نوریم برگ پر قبضہ کر کے راٹس بون کے ڈائٹ کو اپنی غیر جانب داری کا اعلان کرنے پر مجبور کیا۔ فریڈرک اعظم کا خیال تھا کہ پرنس ہنری ہی ایک ایسا جنرل تھا جس نے اس جنگ میں کوئی غلطی نہ کی تھی ڈریس ڈین کا محاصرہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور جنگ ہفت سالہ کی آخری معرکہ آرائی کے ختم ہونے کے بعد ڈان اور سیلونی سے عارضی صلح ہوگئی۔ اس اثناء میں انگلستان کو ۱۷۶۲ء میں فرانس اور ہسپانیہ کے مقابلے میں لگاتار کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں مارتی نیک فروری ۱۷۶۲ء میں انکے قبضے میں آگیا اور فرانس کے چھوٹے چھوٹے جزیروں مثلاً گری ناڈا سینٹ ونسینٹ سینٹ لوسیا وغیرہ بھی ان کے قبضے میں آگئے اور لوئی سیانا کو انھوں نے چھوڑ دیا ۱۲ اگست کو ہوانا کی ہسپانی فوج نے نہایت بہادری کے ساتھ انگریزوں کے حملے کو دفع کرنے کی کوشش کرنے کے بعد اطاعت قبول کرلی۔ یہ شہر ہسپانیہ کے غرب الہند کے مقبوضات کی کلید تھا۔ شرق الہند میں جزائر فلپائن کے دارالسلطنت منیلا پر بھی انگریزوں کا قبضہ ہوگیا مغربی جرمنی میں بھی انگریز ہی غالب تھے کیونکہ فرڈی ننڈ آف برنس وک نے جو ایک زبردست جنرل تھا۔ بیس تری اے اور سوابیس کے خلاف پیش قدمی کر کے کیسیل کو پھر لے لیا ہسپانی بوربون خاندان کے حملوں سے اپنے قدیم حلیف پرتگال کو بچانے میں بھی انگریزوں کو کامیابی ہوئی جو اس کو انگلستان کا مقابلہ کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے بیکرامین ٹو کی نوآبادی پرتگیزوں کے قبضے سے نکل گئی مگر ۱۷۶۲ء میں انگریزوں نے آٹھ ہزار سپاہی لس بن بھیجے جس کی وجہ سے پرتگال پر فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کی یورش میں رکاوٹ پڑگئی۔

انگریزوں کی فتوحات

۲۸۰

مگر انگلستان میں جو سیاسی جماعت برسر اقتدار تھی اس کے مصالح انگلستان کے عام مفاد سے متضاد تھے۔ یہی ۱۷۶۲ء میں بھی ہوا تھا بیوٹ (وزیر اعظم) نے انگلستان کی فتوحات کا لحاظ نہ کر کے صلح کی گفتگو میں عجلت کی اور ۳ نومبر ۱۷۶۲ء کو مصالحت کی ابتدائی شرائط پر فون تین بلو میں دستخط ہوگئے جس کی رو سے شمالی امریکا بالکل انگریزوں کے قبضہ میں آگیا فرانس کے قبضے میں صرف دو چھوٹے چھوٹے جزیرے (سینٹ پیرا اور مکی لون) رہ گئے جو نیوفاؤنڈلینڈ کے ساحل کے قریب واقع تھے اور انھیں نیوفاونڈلینڈ اور خلیج سینٹ لارنس کے سواحل سے

پیرس کی مصالحت

تین فرسخ کے فاصلہ پر مچھلی پکڑنے کا حق باقی رہا۔ انگلستان نے گوادلوپ، ماری گلانٹ دی لادی سی رادے، مارتی نیک، سینٹ لوسیا کے جزائر واپس کر دیئے مگر سینٹ ونسنٹ ٹوباگو، ڈومی نیکا اور گری ناڈا کو اپنے قبضے میں رکھا۔ گوری فرانس کے حوالہ کر دیا گیا مگر سینی گال انگریزوں کے قبضہ میں رہا۔ منورکا بیل آئل سے بدل لیا گیا، اور فرانسیسیوں نے جرمنی کے ان مقامات کا تخلیہ کر دیا جو انھوں نے فتح کئے تھے اور انگریزی فوج براعظم یورپ سے واپس بلالی گئی۔ دونوں دولتوں نے براعظم کی جنگ سے علحدہ ہو جانیکا وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں فرانس کی تجارتی کوٹھیاں واپس کر دی گئیں مگر ان کوٹھیوں میں فوج رکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔ فرانسیسیوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی حالت وہی کر دی جائیگی جو ۱۷۴۸ء کے صلح نامہ اے لاشاپیل کے قبل تھی۔ ہسپانیہ کو بھی بہت سی رعایتیں کرنی پڑیں خلیج ہان ڈوراس میں انگریزوں کے لکڑی کاٹنے کے حق کو اس نے تسلیم کر لیا بشرطیکہ وہ ان فوجی استحکامات کو مسمار کر دیں جو انھوں نے وہاں بنائے تھے۔ اس کے علاوہ نیو فاونڈلینڈ میں اپنے مچھلی پکڑنے کے حقوق سے وہ دست بردار ہو گئے اور فلوریڈا انھوں نے انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ ان نقصانات کے صلہ میں منورکا کے عوض میں جو فرانس واپس نہ کر سکا، فرانس نے اسے نیو آرلینس اور لوئی سیانا کا وہ حصہ دیدیا جو مسی سپی کے مغرب میں تھا اور انگلستان نے ہوانا اور کیوبا کے بندرگاہ واپس کر دیئے جو اس نے فتح کرلئے تھے۔ ابتدائی صلح کے بعد فلپائن اور منی لا جو صلح کی گفت وشنید کی اثناء میں فتح کرلئے گئے تھے واپس کر دیئے گئے مگر ہسپانی حکومت کو پانچ لاکھ پونڈ دینے پڑے جو منیلا کے باشندوں نے اپنے شہر کو لوٹ مار سے بچانے کے لئے بطور فدیہ دینا منظور کیا تھا۔ پرتگال کے متعلق یہ طے ہوا کہ ہسپانیہ نے اسکی جن نوآبادیوں کو فتح کر لیا تھا واپس کر دی جائیں اور پرتگال کے ملک سے ہسپانیہ اور فرانس کی فوجیں واپس ہو جائیں۔

۲۸۱

گو انگلستان کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی تھی مگر مصالحت میں بیوٹ کی عجلت اور صلح کا مسودہ تیار کرنے میں اسکی بے پروائی سے انگلستان کو نقصان پہونچا اور اور اسکو وہ نفع حاصل نہیں ہوا جو اسکی شاندار فتوحات کے صلہ میں اسے ملنا چاہیئے تھا۔ پیٹر سوم کی تخت نشینی اور ہسپانیہ سے جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے فریڈرک اعظم کو

رقمی امداد سے محروم کر دینا ممکن ہے کہ حق بجانب ہو مگر اس نے بلاشک وشبہ شاہ پرشیا کے مقابلے میں آسٹریا کے ساتھ رعایت کی۔ بیوٹ کی خارجی حکمت عملی اہل انگلستان کو بالکل ناپسند تھی اسی وجہ سے فریڈرک انگلستان سے ناراض ہو گیا اور انگلستان کا یورپ میں کوئی ہوا خواہ یا حلیف باقی نہ رہا۔

۱۰ر فروری ۱۷۶۳ء میں انگلستان فرانس ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان قطعی صلح نامہ ہوا اور اس پر دستخط ہو گئے اور ۱۵ر فروری کو آسٹریا پرشیا اور سیکسنی کے مابین ہیوبرٹس برگ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے میریا تھیری سا ان علاقوں سے دست کش ہو گئی جو سائی لے شیا کی پہلی جنگ کے بعد پرشیا کو دیے گئے تھے

معاہدہ ہیوبرٹس برگ

۲۸۲

ضلع وشہر گلاٹز کو بھی واپس کر دینے کا اس نے وعدہ کر لیا اور ویسیل اور گیلڈرس کے قلعوں کو بھی جن پر فرانس کا قبضہ تھا۔ دو خفیہ دفعات کی رو سے فریڈرک نے وعدہ کیا کہ آرچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روما" منتخب کرانے کے لئے وہ اپنا ووٹ (رائے) دیگا اور ایک آرچ ڈیوک کی شادی موڈینا کی کسی شہزادی سے کرا دینے میں سعی کرے گا۔ آگسٹس سوم سے فریڈرک نے اس کی ریاست کے تخلیہ اس کے سرکاری کاغذات کی واپسی اور ڈریس ڈین کے صلح نامہ کی تجدید کا وعدہ کیا۔

جنگ ہفت سالہ کے سیاسی نتائج نہایت اہم تھے۔ انگلستان کے مقبوضات میں قابل قدر اضافہ ہوا اور اسکا بحری تفوق مسلم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ نوآبادی رکھنے والے ملکوں میں سربرآوردہ ہو گیا اور یورپ کی دول عظمے میں اسکا شمار ہو گیا پرشیا اور روس نے ثابت کر دیا تھا کہ اب وہ فرانس آسٹریا اور ہسپانیہ کے ہم رتبہ ہیں۔ جرمنی کی قسمت میں یہ تھا کہ تادم تحریر حصول تفوق کے لئے آسٹریا اور پرشیا کا جولانگاہ بنا رہے آسٹریا جنگ سے خستہ حال ہو گیا تھا مگر اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا مدمقابل ثابت کر دیا تھا۔ اگر آسٹریا کے جنرل ہر اہم کارروائی کے لئے وائنا کی مجلس جنگی کے احکام کے محتاج نہ ہوتے اور اگر بجائے نااہل چارلس آف لارین کے لاؤڈن آسٹریا کا سپہ سالار ہوتا تو اس جنگ سے سائی لے شیا میریا تھیری سا کو ضرور واپس مل جاتا۔ اس جنگ میں فرانس اور ہسپانیہ کو سخت نقصان برداشت کرنے پڑے۔ آسٹریا اور فرانس کے اتحاد سے اہل فرانس کو سخت نفرت تھی اور بالآخر ۱۷۹۱ء میں جی رون دستوں نے

رائے عامہ کی تائید سے اسکا خاتمہ کر دیا۔ فرانس کی تذلیل کی جس سے اسے شواسیول نے بچانے کی کوشش کی تھی وجوہ حسب ذیل تھیں، اولاً دہ تباہ کن طرز عمل جس کی مثال صلح نامہ ورسائلز (۱۷۵۶ء) ہے ثانیاً میڈیم دی پوم پادور کا اثر اور ثالثاً لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اس جنگ میں فریڈرک اعظم لانوڈن دولف ہاک مونت کالم وغیرہ نے بحری اور بری معرکوں میں نام پیدا کیا اور ولیم پٹ اور اس سے کم تر درجہ پر شواسیول نے اپنے حسن تدبیر سے اپنے ملکوں کو نفع پہونچایا۔ پٹ کی سرگرمی، دوراندیشی، استقلال اور عمدہ ماتحتوں کے انتخاب کی بدولت انگلستان کو زیادہ تر کامیابی ہوئی اور شواسیول نے یہ محسوس کرکے کہ ۱۷۵۶ء کا صلح نامہ فرانس کے حق میں سخت مضر ہے اور ہسپانیہ سے خاندانی معاہدہ کرکے فرانس کو ضروری اصلاحات کو عمل میں لاکر انقلاب کے اندیشے کو دور کرنے اور بدانتظامی کو رفع کرنے کا آخری موقع دیا۔ جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے بعد خاندان بوربون کی دولتوں کا اتحاد مستحکم ہوگیا کیونکہ انھیں نہ صرف انگلستان کا مقابلہ کرنا بلکہ فرقہ جیسوائٹ کا انسداد کرنا تھا۔

۲۰۳

۲۸۷

باب دہم

فرقہ جیسوائٹ کا زوال

۱۷۵۹ء تا ۱۷۷۳ء

یورپ اٹھارویں صدی کے وسط میں کیتھرین ثانی فریڈرک اعظم۔ دوسرے روشن خیال حکمران۔ فرانس اور ہسپانیہ۔ چارلس سوم اور اس کے وزیر۔ روشن خیال مدبر۔ اسٹروان سی (ڈین مارک) پومبال (پرتگال)۔ اطالیہ کے اصلاح کن مدبر۔ اکثر اصلاحات کا عارضی ہونا۔ فرقہ جیسوائٹ پرتگال میں جیسوائٹوں پر حملہ۔ فرانس سے جیسوائٹوں کا اخراج۔ چارلس سوم اور جیسوائٹ۔ پولون کی مخالفت ۱۷۶۹ء کا انتخاب پاپائی۔ کلی منٹ چہاردہم کا انتخاب۔ فرقہ جیسوائٹ کا انسداد۔

یورپ اٹھارویں صدی کے وسط میں۔

جنگ ہفت سالہ میں آسٹریا اور روس نے پرشیا کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہی جنگ نو آبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی جدوجہد میں ایک حد فاصل تھی۔ روس اور آسٹریا کا طرز عمل وہی تھا جو اٹھارویں صدی میں عموماً رائج تھا۔ اسی طرز عمل کو پرشیا اور فرانس نے آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز میں اختیار کیا تھا اور روس، پرشیا اور آسٹریا نے پولینڈ کے حصے بخرے کرئے تھے اٹھارویں صدی کی خصوصیات یہ تھیں کہ عہدناموں کو ایک کاغذ پارینہ خیال کیا جاتا تھا۔ قومی اور ملکی حدود کی بالکل پروا نہ کی جاتی تھی اور مزدور پیشہ جماعتوں کی

حالت پر کسی کو توجہ نہ تھی سلطنتوں کی باہمی کارروائیوں میں اشتباہ اور بغض و حسد کو زیادہ تر دخل تھا، ان کے تعلقات بے ایمانی اور دغا بازی پر مبنی تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں پر بیشتر دارو مدار تھا قسمت آزما اشخاص ہر دربار میں موجود تھے۔ یورپ کے ہر ایک دارالسلطنت میں جاسوسوں کی کثرت تھی۔ الحاد کا زور تھا، ہر ملک کی مالی حالت حد درجہ سقیم تھی اور افعال و حرکات میں صرف نفع ذاتی کا خیال تھا۔

۲۸۵

۱۷۶۳ء میں یورپ بظاہر انحطاط کی حالت میں تھا، نہ کوئی صحیح اصول تھے نہ راسخ مذہبی عقائد۔ یہ صحیح ہے کہ یورپ میں احساس قومی کی بالکل پروا نہ تھی اور ملکوں میں اتحاد دوسرے ملکوں کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے ہوتے تھے مگر اٹھارھویں صدی کے وسط میں اس کی حالت کچھ روبہ اصلاح نظر آتی تھی کیونکہ اس وقت کئی مخیر مطلق العنان بادشاہ برسر حکومت تھے جو بذات خود یا اپنے وزیروں کے توسط سے اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں تھے۔ اپنی مطلق العنانی پر وہ مصر تھے مگر اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ حکومت کا وجود رعایا کی بہتری کے لئے ہے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ گو اصلاحات فی نفسہ قابل قدر ہیں مگر مبدأ اصلاح خود بادشاہ ہے اور اس کے اقتدار میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونی چاہئے۔ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۸۹ء تک یورپ کے اکثر فرمانرواؤں کو اپنی رعایا کے بہبود کا خیال تھا اور اکثر وزیر بے لوث تھے۔ جوزیف ثانی کے اصلاحی عہد کے قبل کیتھرین دوم اور فریڈرک اعظم روشن خیال

کیتھرین ثانی

مطلق العنان فرماں رواؤں میں سربرآوردہ تھے۔ دونوں مطلق العنان تھے مگر اپنے آزادانہ رجحانات پر فخر کرتے تھے۔ اپنے عہد حکومت کے اوائل میں کیتھرین نے اصلاح پسندی کا دعوے کیا تھا۔ قومی شکایتوں کو رفع کرنے اور روسی قوانین کی تدوین کے لئے ۱۷۶۷ء میں اس نے ایک مجلس منعقد کی۔ فرانس کے جدید آزادانہ خیالات سے متاثر ہو کر جس کے مونٹیسکیو اور وولٹیر پابند تھے اس نے مطلق العنان حکومت اور رعایا کی بہبود کے خیال کو باہم ملانے کی کوشش کی ملازموں کی ایذادہی کا اس نے انسداد کیا اور کسانوں کی حالت کو بغور ملاحظہ کیا۔ کلیسہ سلطنت کے ماتحت

۲۸۶

ہوگیا اور اس طور پر پیٹر اعظم اور پیٹر سوم کے طرز عمل کی تکمیل کی گئی۔ گو اسکے بڑے بڑے منصوبے تھے اور اپنے عہد حکومت کے اوائل میں وہ اُن اصلاحوں کو درحقیقت عمل میں لانا چاہتی تھی مگر اُس کی اصلاحوں کا دائرہ محدود رہا اسکی وجہ یہ تھی کہ اولاً وہ تمدن کے ہر شعبے میں دخل دینا چاہتی تھی اور اُس نے ایک غیر ترقی یافتہ اور بے ایمان قوم کو جدید تمدن کا خوگر کرنا چاہا۔ سگور کا قول ہے کہ وہ وقت واحد میں حسب ذیل امور کو کرنا چاہتی تھی "وہ حکومت شاہی اور امرا کے علاوہ ایک تیسری جماعت (قومی) کو وجود میں لانا، ممالک غیر کے تجار کو روس میں تجارت کی طرف راغب کرنا، ہر قسم کے مصنوعات کو ملک میں جاری کرنا، زراعت کو وسعت دینا، سکۂ کاغذی کی ترویج، بٹاون کے نرخ کو بڑھانا، شرح سود کو کم کرنا، شہروں کی بنا ڈالنا، ریگستانوں کو آباد کرنا، بحیرۂ اسود میں ایک نیا بیڑا بھیجنا، ایک ہمسایہ کو فتح کر لینا اور دوسرے کو تباہ کرنے کی کوشش کرنا اور بالآخر تمام یورپ میں روسی اثر کو وسعت دینا" اصلاحات میں ناکامی کی دوسری وجہ اُس کی مطلق العنانی تھی جس کے سبب سے وہ اختلاف رائے سے ناراض ہو جاتی اور بالآخر اُس کی حکومت سخت جابرانہ ہوگئی اور اسے معلوم ہوگیا کہ روس کی زمین شور میں اُس کے مدرسوں عدالتوں اور مطبعوں کو ترقی نہیں ہوسکتی پولینڈ کے حصے بخرے ہوجانے اور پوگاچیف کی سرکردگی میں غلاموں کی بغاوت سے اُس کے مطلق العنانی کے خیالات پختہ ہوگئے اور روشن خیالی کی طرف اُسکا رجحان کم ہوتا گیا کیسی کا قول ہے کہ "کیتھرین کے انتقال کے قبل ہی اُسکے عہد حکومت کی یادگاروں کے صرف کھنڈر رہ گئے تھے" مگر اس میں شک نہیں کہ اُس کے عہد حکومت میں روس کا شمار یورپ کے دول عظمےٰ میں ہوگیا اور اُس کی مادی اور دماغی ترقی سرگرمی کے ساتھ جاری رہی۔

فریڈرک بھی روشن خیالی کی طرف مائل تھا مگر اُس کی مطلق العنانی بالآخر روشن خیالی پر غالب آگئی۔ کیتھرین کی طرح اُسے بھی جدید فرانسیسی خیالات سے متاثر ہونے کا دعوے تھا اور ملکۂ مذکور کی طرح اُس نے بھی جیسوائٹوں کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی جب کہ کلیمنٹ چہاردہم نے انکی جماعت کو مسدود کر دیا۔ مگر اُس کا کوئی خاص اصول نہ تھا اور موقع و محل کے لحاظ سے

عمل کرنا تھا۔ بین الاقوامی قانون یا عدل کے اصول کی اُسے مطلق پروا نہ تھی۔ اُسے
اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کا خیال ضرور تھا جن کی تمدنی حالت وہی تھی جو روس کے
طبقہ ادنےٰ کی تھی مگر کسانوں اور شہریوں کے مقابلے میں اس نے امیروں کے
اقتدار کو برقرار رکھا۔ عدالتی انتظامات کی اُس نے اصلاح کی اور انتظامات ملکی
کو رشوت ستانی وغیرہ سے بچانے کی تدبیر کی۔ اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ عدالتوں
میں خواہ امیر ہوں یا مزدور سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہو اور اُس نے تمام
سررشتوں میں اتحاد عمل اور یکسانی پیدا کر دی۔ مگر چونکہ اس کی توجہ زیادہ تر فوج پر ۲۸۷
تھی اُسکی رعایا بالکل بے بس تھی اور نظام حکومت کو جو قوت حاصل تھی صرف
اُسی کی ذات سے تھی۔ سر جان ہیارس نے لکھا ہے "کہ شاہ پرشیا جس روز
سے تخت نشین ہوئے ہیں اُسی روز سے انکا طرز عمل اس خیال پر مبنی معلوم ہوتا ہے
کہ بنی نوع انسان کو عموماً اور اُن کی رعایا کو خصوصاً خدا نے صرف اس غرض سے
بنایا ہے کہ اُن کے تابع فرمان رہیں..... اسی خیال کی وجہ سے انھوں نے
ہمیشہ اپنی ذاتی رائے پر عمل کیا ہے اور اپنے وزیروں اور اعلیٰ افسروں سے
مشورہ کرنے سے محترز رہے ہیں مگر اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ اُن عہدہ داروں
کو نااہل خیال کرتے ہیں بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اگر احکام کی تعمیل کے سوائے کوئی اور
کام اُن سے لیا جائے تو اُن میں خودرائی پیدا ہو جائیگی[1]" گو اس کی حکومت
بہ لحاظ کارکردگی یورپ میں سب سے بہتر ہو مگر اس میں بقا کی حقیقی قوت نہ تھی
اور اندیشہ تھا کہ اُس کے مرتے ہی اُس کا نظام حکومت اگر یک بیک ٹوٹ نہ گیا تو

دوسرے روشن خیال فرمانروا

رو بہ انحطاط ضرور ہو جائیگا۔ جرمنی اور اطالیہ میں بھی اسی
قسم کے روشن خیال فرماں روا تھے۔ مثلاً میریا تھیریسا جنکی
اصلاحوں کا ذکر آچکا ہے، لیوپولڈ ڈیوک آف ٹسکنی یہ شخص مختیر مطلق العنان
فرماں رواؤں میں سب سے قابل تھا بلحاظ انتظام اُس کی ریاست سب سے

لہ [1] Diaries and Correspondence of the Earl of Cohalmesbury Vol I. P. 142

اچھی تھی ۔ اصلاحات کے باب میں اُس نے نہایت غور و فکر سے کام لیا تھا اور اُسکی اصلاحیں محض کاغذی نہ تھیں بلکہ اُن کا نفاذ پورے طور سے عمل میں آیا تھا۔ اس قسم کے فرماں رواؤں میں فرڈی ننڈ ڈیوک آف برنس وک، چارلس آگسٹس ڈیوک آف سیکس ویمز اور چارلس فریڈرک آف باڈین تھے ۔ اسی طور پر جوزیف ایمانویل (مینز کا اسقف اعظم اور الیکٹر) اور کلی منٹ وین کیس لاس (ٹریئر کا اسقف اعظم اور الیکٹر) کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسہ کی ریاستوں میں بھی رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے کی طرف رجحان تھا ۔

فرانس اور ہسپانیہ کی بوربون ریاستوں نے بھی اٹھارہویں صدی کی اس خاص تحریک میں حصہ لیا ۔ لوئی پانزدہم کا شمار روشن خیال فرماں رواؤں میں نہیں ہوسکتا مگر فرانس اُس صدی میں بھی علمی اور فلسفیانہ تحریک کا مرکز تھا جس کا تمام تمدن

فرانس اور ہسپانیہ　۲۸۸

یورپ پر اثر پڑا اور شواسیول اور اس کے بعد تورگو وزیروں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جن میں اِس عہد کے رجحانات نمایاں تھے ۔ چارلس ثالث نے نیپلز میں تانوچی کو کئی قابل قدر اصلاحوں کے عمل میں لانے میں مدد دی تھی، ہسپانیہ کا بعد بادشاہ ہوکر اُس نے اپنے بھائی فرڈی ننڈ ششم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا اُس کو اپنے شاہانہ فرائض کا بخوبی احساس تھا، اُس نے خود متعدد ایسی اصلاحیں کیں جو ہسپانیہ کے لئے حد درجہ نافع ہوئیں اور جنکی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے اولوالعزم ترین بادشاہوں میں شمار کئے جانے کا مستحق ہے ۔ مذہب سے وہ حسن عقیدت رکھتا تھا مگر باوجود اس کے کلیسہ کے انتظاموں میں اُس نے متعدد اصلاحیں کیں ۔ جو اراضیات بطور وصیت کلیسہ کو دی جاسکتی تھیں انکا رقبہ معین کر دیا گیا خانقاہوں کی تعداد کو کم کر دیا گیا انکوئی زی شن (Inquisition) کے اقتدارات منضبط کر دئے گئے اور بجائے پاپائی نظام عدالتی کے میڈرڈ میں ایک قومی عدالت قائم کی گئی(۱)۔ تجارت کو فروغ دینے کیلئے

(1)Coxe, The Bourbons in Spain, and the Encyclopaedia Britanica, Arl, 'Spain'

بھی تجاویز عمل میں لائی گئیں۔ نوآبادیوں کے ساتھ تجارت کرنے میں جو پریشان کن رکاوٹیں تھیں وہ دور کردی گئیں، قومی صنائع کو ترقی دی گئی اور ۱۷۸۳ئہ کے ایک قانون کی رو سے اعلان کردیا گیا کہ تجارت میں ہاتھ لگانا امیروں کے لئے نہ تو باعث ننگ ہے نہ اس سے ان کے مراعات یا اعزاز میں کوئی فرق آئیگا۔ نہروں کے کاٹنے کی طرف توجہ کی گئی اور زرعی حاطوں کے بنانے کی ممانعت کے قانون کو منسوخ کیا گیا اور مغربی ہسپانیہ کے خشک ریگستانوں میں درختوں کو نصب کرنے زراعت کو فروغ دیا گیا۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لئے اس قابل قدر کام میں چارلس کو اسکوی لاچی، دارانڈا، کام پومانیس اور فلوریدا بلانکا نے یکے بعد دیگرے مدد دی۔ دارانڈا جو ۱۷۶۶ئہ میں بجائے اسکوی لاچی کے وزیر مالیہ مقرر ہوا ارا گون کے امراء میں تھا اور شواسیول کی طرح یہ بھی اس عہد کے فلسفیانہ اور غیر مذہبی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس کی روشن خیالی اور پادریوں کی مخالفت چارلس سوم کو ناگوار تھی اس لئے جیسوائٹوں کے خارج ہو جانے کے بعد پیرس میں سفیر مقرر کردیا گیا اور اس کی جگہ پر کام پومانیس مقرر ہوا جس کا شمار اس صدی کے روشن خیال ہسپانی مدبروں میں تھا۔ پٹ ثانی کی طرح اس نے بھی علم معاشیات کا مطالعہ کیا تھا اور ہسپانی ادبیات میں بھی اسے ید طولےٰ حاصل تھا۔ دارانڈا کی طرح اس کا رجحان لا ادریت کی طرف نہ تھا اور اس کی توجہ زیادہ تر تجارتی اصلاحوں کی طرف تھی۔ اس کی روشن خیالی قبل از وقت تھی اور اس نے کوشش کی کہ عامہ قوم کو سیاسیات میں شرکت کرنے کی تعلیم کرے۔ مگر اس کا یہ خیال بادشاہ کو پسند نہ تھا۔ اس نے فلوریدا بلانکا کو قابل قدر مدد دی جو ۱۷۷۷ئہ میں وزیر خارجیہ مقرر ہوا۔ بلانکا کو ہسپانی قوم کی فلاح و بہبود کا بہت خیال تھا مگر اس نے بادشاہ کے مذہبی رجحانات اور حقوق شاہی کے متعلق اس کے خیالات کا ہمیشہ خاص لحاظ رکھا اور شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا۔ کلیسہ کو حکومت کے ماتحت کرنے کے بعد حکومت اور پادریوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے۔ کام پومانیس کی معاشی اصلاحوں کا اثر اس کے زوال کے بعد بھی باقی رہا لیکن اس کے بعد چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف امریکا کے آباد کاروں کی تائید کا تہیہ کر لیا جس سے

۲۸۹

ہسپانیہ کی ترقی رک گئی۔ ہسپانیہ کو درحقیقت امن وامان اور باقاعدہ حکومت کی ضرورت تھی، جنگ کے چھڑ جانے سے اصلاح کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور صلح ہو جانیکے چند سال بعد چارلس سوم کے مرجانے سے اُس کی فلاح کو اور بھی صدمہ پہونچا۔

چارلس سوم کے زیر حکومت ہسپانیہ میں بہت کچھ ترقی ہوئی مگر ہسپانی اوہام پرستی میں مبتلا تھے اور بڑے کاہل تھے، ادنےٰ درجے کے حکام جاہل اور بے ایمان تھے۔ اصلاحات کے عمل میں لانے کے لئے کوئی خاص نظام نہ تھا اور حکومت نے اِس قدر ذمہ داری اپنے کندھوں پر لیلی تھی جس کی وہ متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ مگر باوجود ۱۷۸۸ء میں چارلس سوم کے انتقال کرنے اور نااہل چارلس چہارم کے جانشین ہونے کے بہت سی اصلاحیں مستقل ثابت ہوئیں اور فلوریدا بلانکا ۱۷۹۲ء تک برسر اقتدار رہا۔

یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی یہی رجحان نمایاں تھا۔ سویڈن میں ۱۷۷۲ء کے انقلاب کے بعد خود بادشاہ نے رعایا کی بہبود کی تجویزوں کو عمل میں لانے میں پیش قدمی کی، دوسرے ملکوں میں وزیروں نے اپنے بادشاہوں کی کوششوں کی تائید کی یا

روشن خیال مدبر

خود اصلاحوں کے بانی ہوئے۔ مثلاً موں تیگ لاس (باویریا)، اسٹاڈیوں (مینز) ایبل (اسٹٹ گارٹ) اسٹروائن سی (ڈین مارک) پوم پال (پرتگال) تانوچی (نیپلز) دوتلو (پارما) نے مختلف طریقوں سے اُن ملکوں کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے کی کوشش کی جو اُن کے زیر انتظام تھے۔

ڈین مارک میں اسٹروائن سی نے فریڈرک پنجم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا۔ شاہ مذکور ادبیات اور سائنس کا مربی تھا۔ ۱۴؍جنوری ۱۷۶۶ء کو اُس نے انتقال کیا اور اُس کا بیٹا کرسچن ہفتم اُس کا جانشین ہوا جس کی بیوی کیرولین متلڈا جارج سوم (انگلستان) کی بہن تھی۔ جسمانی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کرسچن الٹونا واقع ہالسٹین کے ایک طبیب اسٹروائن سی کے زیر اثر ہو گیا جو نوجوان ملکہ کا منظور نظر تھا۔ کاونٹ برنس ڈورف اور دوسرے وزیروں کو علیحدہ کرکے اسٹروائن سی نے ۱۷۷۰ء سے ۱۷۷۲ء تک سپہ سالار کی مدد سے ڈین مارک پر حکومت کی باوجود بے اصولی، طماعی، حرص، گستاخی اور خود پسند ہونے کے اس کی قابلیت میں کوئی شبہ نہیں اور ڈین مارک میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اس نے جو اصلاحیں کیں اُن سے صاف

۲۹۰

ظاہر ہے کہ وہ عہد زیر تذکرہ کے مطلق العنان مصلحین کی صف اولی میں تھا۔ اعزازی خطابات، اخبارات کی نگرانی اور اجارے موقوف کردئے گئے اور جامعات، عدالتوں او مجالس بلدی کی اصلاح کی گئی۔ کلیسہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں اور فوجی مصارف میں تخفیف کی گئی۔ مگر اُن اصلاحوں کو عمل میں لانے میں عجلت کی گئی اور احتیاط کو بالائے طاق رکھدیا جس کی وجہ سے تمام اہل ڈین مارک اُس کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے غیر ملکی مدرسوں کے تقرر اور کلیسہ کے معاملات میں مداخلت سے عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ نوجوان ملکہ سے جو اُس کے تعلقات تھے اُن کی وجہ سے ہر طبقے کے لوگ اُسکے مخالف ہوگئے تھے، اُس کے علاوہ اُس نے اقتدار شاہی کو بھی سلب کرنا چاہا تھا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ڈینش جماعت قایم ہوگئی اور نوجوان شہزادہ فریڈرک کے سابق اتالیق گلڈبرگ اور شاہ سابق کی بیوہ ملکہ جولیانا کی شرکت سے ایک سازش وجود میں آئی جو اسٹروا این سی کی بزدلی سے کامیاب ثابت ہوئی۔ ۱۸ اپریل ۱۷۷۲ء کو وہ قتل کیا گیا اور اُس کے چند روز کے بعد ملکہ کیرولین متلڈا کو طلاق دیا گیا۔ بارہ سال تک گلڈبرگ اور ملکہ جولیانا نے ڈین مارک پر حکومت کی۔ انکا طرز عمل اسٹروا این سی کے برعکس تھا اور انھوں نے سابق کے تمام انتظامی سقموں کو بحال کردیا۔ ۱۷۸۴ء میں گلڈبرگ کی غیر ہردلعزیز ہونے سے نفع اٹھا کے ولی عہد نے اسے اور ملکہ جولیانا کو بے دست و پا کردیا اور کرسچن ہفتم کو اپنے قبضے میں کرکے سابق وزیر کے بھتیجے بیٹر اینڈ ریو فان برنس ڈورف کو وزیر اعظم مقرر کیا جو قابل اور ایماندار شخص تھا۔ گلڈبرگ کے زوال کے قبل ہی اہل ڈین مارک کو معلوم ہوگیا تھا کہ اسٹروا این سی کن خوبیوں کا آدمی تھا۔ پوم بال کی طرح وہ بھی مطلق العنانی کو پسند کرتا تھا مگر اس نے کم از کم اُمرا اور کسانوں کے باہمی تعلقات کی اصلاح اور عدالتی مساوات کو عمل میں لانے کی کوشش ضرور کی تھی۔

۲۹۱

پوم بال وزیر پرتگال

جان پنجم شاہ پرتگال (۱۷۰۶ء تا ۱۷۵۰ء) جیسوائٹوں کا غلام تھا اور اسکے عہد حکومت میں پرتگال بالکل ذلت و خواری کی حالت میں تھا اس کے جانشین جوزیف اول (۱۷۵۰ء تا ۱۷۷۷ء) کے وزیر اعظم پوم بال نے اصلاحات کا ایک قابل قدر سلسلہ شروع کیا جس سے اس عہد کی روشن خیالی

کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ہسپانیہ کی طرح پرتگال میں بھی عامہ قوم پر اصلاحی تحریک کا اثر
بہت کم ہوا۔ سباسٹین جوزیف ڈی کاروالو دی میلو مارکس آف پوم بال ایک دیہاتی
رئیس کا بیٹا تھا اور ۱۷۳۹ء سے ۱۷۴۵ء تک پرتگال کی سفارتی ملازمت میں داخل تھا۔
۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۰ء تک وہ وائینا میں تھا جہاں اس نے مارشل ڈان کی بیٹی سے
عقد ثانی کیا اور قابلیت کی وجہ سے میریا تھریسا اور جوزیف تک اس کی رسائی
ہوگئی۔ پرتگال کی حالت اس وقت یہ تھی کہ اس کی فوج محض برائے نام تھی، سواحل
پر بحری قزاق لوٹ مار کرتے تھے اور سڑکوں پر ڈاکو، اس کی تجارت زیادہ تر انگلستان
کے ہاتھوں میں تھی اور ممالک شرق سے اس کی تجارت تباہ ہو چلی تھی امرا کاہل اور
عیاش تھے اور ملازمین سرکاری بے ایمان بداعمال تھے۔ [illegible] ہسپانیہ کی
محکومی سے آزاد ہونے کے بعد بھی اب تک سنبھلا نہ تھا۔ ۱۷۵۵ء کے زلزلے کی وجہ سے
پوم بال کی اصلاحوں کا سلسلہ رک گیا مگر اس نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ کسی کا قول
ہے کہ "لزبن کی راکھ سے پوم بال کا جوہر ذاتی وجود میں آیا" اور پرتگال کی حالت کی
ابتری کی وجہ سے اسے اپنے ملک کے احیاء میں بلکہ مدد ملی۔ تجارت میں وہ ملکی
صنائع کی حفاظت کا حامی تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تجارتی معاملات میں پرتگال انگلستان کا
دست نگر نہ رہے، اس لئے اس نے اپنے ملک کی مصنوعات اور تجارت کو فروغ دیا تاکہ
پرتگال خود اپنی ضروریات کا کفیل ہو جائے۔ سُولی کی طرح اس کا بھی خیال تھا کہ زراعت
ہی تجارت کی بنا ہے اور مختلف طریقوں سے اس نے پرتگال میں زراعت کو ترقی دی۔
تجارتی الوالعزمی کو ترقی دینے کے لئے اس نے کئی تجارتی کمپنیاں قائم کیں، مراکش سے
تجارتی معاہدہ کیا اور امرا کو تجارتی کاروبار میں شرکت کی اجازت دی۔ ۱۷۷۵ء میں
اس نے گوآ اور مشرق الہند کے دوسرے جزیزوں کے طرز حکومت میں اصلاحیں
کیں اور بحری اور بری فوجوں کے نظام میں اہم تغیرات کئے۔ دربار شاہی کی تمام
شاخوں کے اخراجات میں تخفیف عمل میں لائی گئی اور محاصل کے وصول کرنے میں
جو خیانت ہوتی تھی اس کا انسداد کیا گیا۔ اس کی تعلیمی اور تمدنی اصلاحیں بھی کچھ کم
اہمیت نہ رکھتی تھیں امرا کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک شاہی دارالعلوم قائم کیا گیا، کوامبرا
کے جامعہ کی جو اب تک جیسوائٹوں کے ہاتھوں میں تھی ازسر نو تنظیم کی گئی، لاطینی، بلاغت،

۲۹۲

یونانی اور صرف نحو مفت پڑھانے کے لئے اساتذہ لزبن اور صوبجات میں مقرر کئے گئے اور انھیں امرا کے حقوق دیئے گئے۔ لزبن میں ایک تجارتی مدرسہ کھولا گیا جو یورپ میں اس قسم کا پہلا مدرسہ تھا۔ اُس کی تمدنی اصلاحیں بھی نہایت دلچسپ تھیں۔ اُس نے اعلان کردیا کہ پرتگال کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی غلام آزاد ہوجائینگے۔ امرا کے بہت سے خاص حقوق منسوخ کردئے گئے طبقہ امرا اور طبقہ وسطےٰ میں اُس نے اتحاد پیدا کرایا اور ان دونوں اور طبقہ ادنے کے درمیان خوشگوار تعلقات قایم کرادئے۔ اپنی سیاسی زندگی میں جو جوزیف اول کے انتقال (۱۷۷۷ء) تک جاری تھی اُس نے سرگرمی اور جرات سے کام لیا۔ اُس کے دماغ میں ہمیشہ اصلاحی تجویزیں گو یا گونجتی رہتی تھیں اور اس کے عہد حکومت کو پرتگال کی تجارت کا عہد زریں کہسکتے ہیں۔ بادشاہ کو اُس پر اعتماد کامل تھا۔ پرتگال کا طرز حکومت پومبال کے عہد میں مطلق العنانی پر مبنی تھا گو زبردست ضرور تھا۔ ۲۹۳

اطالیہ میں اسی قسم کی اصلاحیں تانوچی نے نیپلز میں کیں اور دو تلو نے پارما میں۔ ۱۷۵۹ء تک تانوچی اسکوی لاچی کے ساتھ ڈان کارلوس کی سلک ملازمت میں تھا۔ ڈان کارلوس کو کلیسہ کے ساتھ حسن اعتقاد تھا مگر اپنی شاہی ذمہ داریوں کا اُسے کامل احساس تھا اور حقوق شاہی کا اُسے پاس تھا۔ اُس کے اور اُس کے جانشین فرڈیننڈ چہارم کے عہد حکومت میں نیپلز میں

اطالیہ کے مصلح

قابل قدر تعلیمی مالی اور عدالتی اصلاحیں عمل میں آئیں۔ امرا کے عدالتی اختیارات موقوف کردے گئے، پادریوں کے فرضی دعووں کو کالعدم کردیا اور پوپ کے حقوق بھی کم کردے گئے۔ بہت سی زنانی خانقاہیں بند کردی گئیں، خطابات کا دینا موقوف کردیا گیا اور فرامین پاپائی کی تعمیل کے لئے خاص قوانین بنادے گئے۔ اس طور پر اُس نے شاہی قوت کو بڑھایا اور رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دی۔ ۱۷۷۶ء میں میریا تھیری سا کی بیٹی کیرولین کی فرڈی ننڈ سے شادی ہونے کے آٹھ سال بعد تانوچی معزول ہوگیا اور ملکہ نے بغیر کسی قابل مشیر کے حکمرانی کرنے کی کوشش کی۔ پارما میں ڈان فلپ کا بیٹا فرڈی ننڈ ۱۷۶۵ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ایک فرانسیسی وزیر مسمی دوتلو (مارکوس آف فیلی نو) اپنے عہدے پر قایم رہا۔

پوم بال اور تانوچی کی طرح اُس نے تعلیم کو ترقی دی اور پارما کی جامعہ کی ترقی کی طرف بہت توجہ کی۔ ۱۷۷۱ء میں یعنی فرڈی ننڈا کی آسٹریا کی ایک شہزادی سے شادی ہونے کے بعد دوتلو اپنی خدمت سے علٰحدہ کر دیا گیا اور لانوس (ہسپانی) اور موریہ (فرانسیسی) کیے بعد دیگرے اُس کے جانشین ہوئے۔ اُنھوں نے پارما کے انتظامات کی عمدگی کو برقرار رکھا اور اُس کا شمار حسب سابق اطالیہ کی اُن سلطنتوں میں ہوتا رہا جو اپنے حسن انتظام کے لئے مشہور تھیں۔

چارلس ایمانوئل شاہ سارڈینیا بھی اپنی رعایا کو نفع پہونچانے میں کسی دوسرے حکمران سے پیچھے نہ تھا۔ جوزیف ثانی کی طرح وہ بھی مساوات، مرکزیت اور انتظامات کی یکسانی کا شیدا تھا۔ اے لاشاپیل کی صلح کے بعد اس نے سپاہیوں کی تعداد کو ایام امن کی ضروریات کے لحاظ سے گھٹا دیا اور اُن کی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ قلعوں کو اُس نے ازسرنو بنوایا، تعمیرات عامہ کی طرف توجہ کی اور صوبجات کو ایک مرکزی حکومت کے تحت میں کر دیا۔ پادری بیکاریا طبیعیات کی تعلیم کے لئے ایک انجمن قائم کرنے کی غرض سے روما سے واپس بلایا گیا اور ایک مشہور طبیب پادری نوٹ پیڈمنٹ میں طب کا درس دیتا تھا۔ ۱۷۷۱ء میں حقوق جاگیری اور بہت سی قدیم مراعات موقوف کر دی گئیں[1]۔ اسی قسم کی اصلاحیں لومبارڈی میں جوزیف دوم کے عہد حکومت میں کاونٹ فرمین کے زیر نگرانی عمل میں آئیں جو مائی لن اور پادیا کے جامعات کا معاون اور علوم وفنون کا قدرداں تھا۔

بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جو کوششیں اس وقت کی جا رہی تھیں گو وہ قابل قدر مقاصد پر مبنی تھیں مگر اُن سے رعایا کو کوئی دوامی نفع نہیں ہوا۔ جن ملکوں میں حکام وقت کی روشن خیالی سے اصلاحات عمل میں آئیں اُن میں سے اکثر کی ناکامی کے وجوہ قریب قریب ایک ہی تھے یعنی سلطنت نے ضرورت سے زیادہ ذمہ داری اپنے سر لیلی تھی، اہل ملک کی اولوالعزمی سے کام نہیں لیا اور اصلاحی تحریکوں کا اثر زیادہ

(1) Histoire de la Maison do Savoic, par Madam la Princesse Christine Trivulce

اصلاحوں کا عارضی ہونا۔

تعلیم یافتہ طبقوں پر تھا اور عامہ قوم اُس سے متاثر نہیں ہوئی بلکہ جہالت میں مبتلا تھی۔ اصلاحوں کے رائج کرنے کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بھی صحیح نہ تھے اور اکثر اصلاحیں اس لئے عمل میں نہ آسکیں کہ کوئی خاص ذریعہ اُس کے لئے موجود نہ تھا۔ روس ہسپانیہ اور دوسرے ممالک میں بہت سی مفید اصلاحیں صرف کاغذوں تک محدود رہ گئیں اور بجائے ترقی کے ردعمل زیادہ آسان ثابت ہوا۔

فرقہ جیسواٹ۔

ان اصلاحوں میں ایک ایسی تھی جس کے متعلق نہ صرف خاندان بوربون کے حکمرانوں بلکہ میریا تھیری سا اور جوزیف ثانی کو بھی اتفاق تھا ان روشن خیال مطلق العنان فرماں رواؤں میں سے اکثر نے محسوس کیا کہ اُن کی اصلاحی کوششوں کے بارآور ہونے میں جیسواٹوں کا اثر سدراہ تھا۔ اس لئے پندرہ سال کی مدت میں سربرآوردہ دول یورپ میں سے اکثر اس جماعت کی قوت کو توڑنے پر متفق ہوگئیں تاکہ وہ ان کی کارروائیوں میں حارج نہ ہوسکے۔ یورپ کی اکثر سلطنتوں میں امرا اپنے سیاسی حقوق سے محروم کردئے گئے تھے اور مجالس عامہ کا یا تو وجود ہی نہ تھا یا اُن کے اختیارات سلب ہوچکے تھے جب یہ صورت تھی تو یہ ممکن نہ تھا کہ یورپ کے سلاطین ایک ایسی جماعت کے وجود کو جائز رکھیں جو دولتمند بردست اور منضبط تھی اور صرف پوپ کو اپنا آقا تسلیم کرتی تھی جو بزعم خود اپنے آپ کو ممالک مسیحی کا سردار اور دینوی سلاطین سے برتر خیال کرتا تھا لوئی چہاردہم نے نانٹے کے فرمان کو اس لئے منسوخ نہیں کیا تھا کہ فرانس پوپ کے طرفداروں (Ultramontanes) کے قبضے میں ہوجائے۔ اُس کا قول یہ تھا کہ سوائے میرے ملک میں کوئی اور آقا نہیں ہوسکتا اور میں کسی ایسی جماعت کے وجود کو جائز نہیں رکھ سکتا جو عقائد مذہبی میں عامہ قوم کے خلاف ہو۔ ہسپانیہ میں بھی فلپ کی جانشینی کے بعد سے کلیسہ کے اقتدارات کی تعین اور تخفیف کی کوشش ہورہی تھی اور یورپ کے اکثر ملکوں میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ ادارات کلیسائی کو حکومت ملکی کے تحت ہونا چاہئے۔ جیسواٹوں پر جو حملے ہونے لگے تھے اور جو ۱۷۷۳ء میں اُن کے انسداد کے بعد ختم ہوئے زیادہ تر خیالات

۲۹۵

مذکورہ بالا کی وجہ سے تھے اور دوسری خاص وجوہ اور روشن خیالی کے بڑھنے کے سبب سے بھی اُس جماعت کی مخالفت ہونے لگی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اپنے قیام کے ایک سو سال بعد اس جماعت کا زوال شروع ہوگیا۔ ایکوا وی وا کے انتقال کے بعد اُس جماعت کے جنرل نا اہل ہوئے اور اس کے اراکین میں دینا داری پیدا ہوگئی دولتمند اشخاص داخل ہونے لگے جماعتی ضبط سختی کے ساتھ قایم نہ رہا مفت تعلیم کا طریقہ ترک کردیا گیا اور امرا اور بادشاہوں کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے کی وجہ سے طبقات متوسط وادنیٰ میں جیسواٹوں کا اعزاز باقی نہ رہا۔ لوگوں میں یہ خیال بھی پیدا ہو چلا تھا کہ اُس جماعت کا وجود اندرونی امن و امان کے لئے مفید نہیں ہے اور یہ بھی عیاں تھا کہ اس جماعت کے اراکین اپنے مجموعی فواید کو اور سب جذبات پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے جب جیسواٹوں نے علاوہ مذہبی اور روحانی معاملات کے دوسرے امور میں دخل دینا شروع کیا تو یورپ کے ہر دار السلطنت میں لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔ اسی عدم روحانیت کی وجہ سے وہ خیالات پیدا ہوگئے جنکی اشاعت فرانس میں (Encyclopedists) ۲۹۶
کی اور اُس کی ایک بین مثال یہ ہے کہ اٹھارہویں صدی میں یہ جماعت تجارتی مشاغل میں مصروف تھی یہانتک کہ اُس کے وسط میں اس کی حالت ایک دولت مند زبردست اور سرگرم تجارتی کمپنی کی تھی جس کی شاخیں تمام دنیا میں تھیں۔ اسی دولت مندی کی وجہ سے لوگوں کو اس سے حسد ہوگیا۔ اس کے علاوہ اُس کا طرز عمل دانش مندی پر مبنی نہ تھا جس کی وجہ سے اس سے متواتر غلطیاں ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس پر حملوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا جس کو وہ دفع نہ کرسکی۔

اُس کے زوال کی ایک وجہ اُس کی انتہائی کامیابی تھی۔ بادشاہوں کے گناہوں کو سننے والے (Confessor) وہ تھے، نوجوانوں کے اتالیق وہ تھے، انھوں نے سلطنتیں فتح کیں اور نو آبادیاں قایم کیں۔ اسی وجہ سے انکا خیال ہوگیا کہ تمام دنیا انکی ملک ہی اور انکا تفوق ہمیشہ قایم رہیگا۔ جان سینیوں کو مغلوب کرنے کے بعد انھوں نے اٹھارہویں صدی کے جدید خیالات کے لحاظ سے اپنی روش کو بدلا جیسواٹوں کا خیال تھا کہ وہ پاپائیت کی بقا کے لئے ضروری ہیں کیونکہ اُس کے بقا کا خیال انھیں خود پوپ سے زیادہ تھا۔ مگر ایک دانشمند اور قابل پوپ (بے نی ڈکٹ چہاردہم ۱۷۴۰ء

تا ۱۷۵۸ء) نے زمانے کے رخ کو دیکھ کے پاپائی دربار اور جیسوائٹوں کے اصلاح کی کوشش کی ۱۷۴۱ء میں اُس نے فرمان نافذ کر کے جیسوائٹوں کی جماعت کو نافرمان بردار حریص، بدچلن اور بدکردار قرار دیا اور اُس کے بہتر انتظام کے لئے سخت قواعد جاری کئے۔ ۱۷۴۲ء اور ۱۷۴۴ء میں انکی نافرمان برداری کو روکنے اور اُن کی اصلاح کے لئے فرامین پاپائی نافذ ہوئے مگر بدقسمتی سے ۱۷۵۸ء میں بے نی ڈکٹ کے انتقال کے بعد کلی منٹ سیزدہم پوپ منتخب ہوا جس نے اپنے دور اندیش پیش رو کے طرز عمل کو الٹ دیا جس کی وجہ سے یورپ کے بادشاہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ تمام کلیسائی اداروں کو اپنے زیر اقتدار کر لیں اور جیسوائٹوں پر زبردست حملے شروع ہو گئے۔

پرتگال میں جیسوائٹوں پر حملہ

جیسوائٹوں کو پہلا صدمہ پرتگال سے پہونچا جہاں پومبال برسر اقتدار تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ جیسوائٹوں نے اُس کی اندرونی اصلاحوں اور جنوبی امریکا میں اُس کے طرز عمل کی مخالفت کی تھی۔ اُن پر یہ بھی الزام تھا کہ انھوں نے بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے سازش کی تھی ۱۷۵۰ء میں ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان ایک طویل نزاع ختم ہو گئی اور ایک صلح نامے کے ذریعے سے یہ طے ہوا کہ شہر و ضلع ٹائی واقع صوبہ گیالی شیا اور پراگوے کو سیکرامین ٹو سے بدل لیا جائے یہ ایک نو آبادی پلیٹ ندی پر تھی جو پرتگال کو صلح نامہ یوٹرخت کی رو سے ملی تھی جیسوائٹوں نے پراگوے میں ایک آزاد جمہوریہ قایم کر دی تھی اور انھوں نے دیسیوں کو مقابلے پر آمادہ کر دیا اور پومبال ۱۷۵۵ء تک اس مخالفت کو دفع نہ کر سکا۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ جیسوائٹ اُس کی اندرونی اصلاحوں کی بھی مخالفت کر رہے ہیں اور زلزلے کے زمانے میں کلیسائوں میں اُس پر حملے کر رہے تھے تو ۱۹ ستمبر ۱۷۵۷ء کو اُس نے جوزیف کے کنفیسر کو موقوف کر دیا اور جیسوائٹوں کی جماعت کے لئے ایک یادداشت شائع کر کے انھیں منع کر دیا کہ بغیر بادشاہ کی اجازت کے دربار میں نہ آئیں۔ پوپ سے بھی اُن کی شکایت کی گئی جس کی بنا پر بے نی ڈکٹ نے کارڈنل سل ڈانا کو جو پومبال کا دوست تھا جیسوائٹوں کی بداعمالیوں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ مئی ۱۷۵۸ء میں کارڈنل مذکور نے پرتگال کے جیسوائٹوں کو خلاف قانون تجارت کرنے یعنی امریکا کے دیسی مسیحیوں کو خریدنے یا فروخت کرنے کی ممانعت کر دی اور انکو وعظ کہنے اور گناہوں کا

۹۷

اقرار سننے سے بھی باز رکھا۔

ستمبر ۱۷۵۸ء میں کسی شخص نے شاہ جوزیف پر حملہ کر کے اُسے زخمی کر دیا۔ تین سال تک تحقیقات کا سلسلہ جاری رہا اور تو اروا اور آوی رو خاندانوں کے تمام اراکین گرفتار کر لئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُن پر جرم ثابت نہ ہو سکا مگر اُن کے کاغذات سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو قتل کرنے کے لئے ایک سازش ہوئی تھی جس میں جیسوات بھی شریک تھے۔ امرائے مذکور قتل کر دئے گئے مگر پوپ کلی منٹ نے پوم بال کو ملزم پادریوں کی مقدمات کی سماعت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اُس کے جواب میں پوم بال نے کمزور اور ضعیف الاعتقاد بادشاہ سے بدقت اجازت حاصل کر کے جو صرف جانکے خوف سے راضی ہوا کہ ستمبر ۱۷۵۹ء کو تمام جیسواٹوں کو پرتگال اور اسکے مقبوضات سے خارج کر دیا اور مدارس اور جماعات کی نگرانی اسقفوں کے سپرد کر دی۔ پرتگال میں ۱۸۰۰ جیسوات تھے وہ سب جہازوں میں بٹھا کر ستمبر ۱۷۵۹ء میں سوی ٹاوے چیا بھیجدئے گئے اور جو نوآبادیوں میں تھے وہ بھی خارج کر دئے گئے۔ پاپائی ریاستوں میں جو پرتگالی مقیم تھے انھیں پوپ نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور اُس کے جواب میں پوم بال نے پرتگال میں جیسواٹوں کی سب جائداد ضبط کر لی اور یورپ کی دوسری سلطنتوں سے درخواست کی کہ انکی جماعت کو اپنی سلطنتوں میں مسدود کر دیں۔

فرانس سے جیسواٹوں کا اخراج۔ ۲۹۸

جیسواٹوں کے ساتھ پوم بال نے جو بیرحمانہ سلوک کیا اُس کو یورپ کے دوسرے ملکوں میں زیادہ پسند نہ کیا گیا مگر رفتہ رفتہ ہر ملک میں انکے طرز عمل سے بیزاری پیدا ہو گئی اور اُن کے خلاف میں اسی قسم کی کارروائیاں عمل میں آنے لگیں۔ فرانس میں لا ادریت زور پر تھی اور جیسواٹوں کی طرف سے لوگوں کو اس قدر نفرت ہو گئی تھی کہ ۱۷۶۱ء میں فرانس کی حکومت نے انکے خلاف جو کارروائی کی وہ بالکل رائے عامہ کے مطابق تھی۔ میڈیم وی پوم پادور کو بھی اُن سے نفرت تھی کیونکہ لوئی سے اُن کے تعلقات نہایت گہرے تھے اور انھوں نے اُسے گناہوں کی معافی کا پروانہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ پارلی مان کے اراکین بھی اُن کے نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے اور انھیں جیسواٹوں کے معاملات میں دخل دینے کا بہت جلد موقع ملگیا۔ جزیرہ مارتی نیک کا جیسوات منتظم لا والیت کا دِوالہ ہو گیا جو تجارتی کاروبار میں

مشغول تھا۔ اُس کے ذمے ۲۴ لاکھ فرینک واجب الادا تھے اور اسکے کاروبار کے بگڑنے سے فرانس کی متعدد تجارتی کمپنیاں تباہ ہوگئیں۔ جیسوائٹوں کے جنرل رک چی نے اس قرضے کو ادا کرنے سے انکار کر دیا اور قرضخواہوں نے اُس پر دعویٰ کر دیا۔ عدالت ماتحت میں جب اُسکے خلاف ڈگری ہوئی تو اس نے حماقت سے پارلیمان میں مرافعہ کر دیا جس نے ان کی جماعت کے دستور کا ملاحظہ کرنے کے بعد فیصلہ تحت کو بحال رکھا۔

جیسوائٹوں کے دستور کا جب لوگوں کو علم ہوا تو اُس سے سخت ناراضی پھیل گئی اس لئے اُس کے ترمیم کے لئے شواسیول نے ایک کمیشن مقرر کر دیا اور بالآخر قرار پایا کہ جیسوائٹوں کے جنرل کے غیر محدود اقتدارات، قوانین فرانس کے منافی ہیں لہذا ایک مستقل وائی کار کا تقرر ہونا چاہئے مگر رک چی نے اپنی جماعت کے لئے حکومت ملکی کا ماتحت ہونا پسند نہ کیا۔ اُس کا مختصر جواب حسب ذیل تھا۔ Sint ut sun Aut ne sint یا تو انھیں حسب حال رہنے دو یا انکا کام تمام کر دو) ملکہ اور ولی عہد بیگم اُس جماعت کی تائید پر تھیں مگر شواسیول اور میڈیم ڈی پومپادور کو عدالتوں کے ذریعے سے اُس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی۔ پیرس اور اضلاع کے پارلیمانوں نے متعدد احکام جماعت مذکور کے خلاف میں شائع کئے اور بالآخر نومبر ۱۷۶۴ء میں فرمان شاہی سے فرانس میں بالکلیہ مسدود کر دی گئی۔ تین سال تک ”دینا وی پادریوں“ کی حیثیت سے اُن کو ملک میں رہنے دیا گیا مگر مئی ۱۷۶۷ء میں وہ خارج کر دئے گئے گو ۱۷۶۵ء میں پوپ کلی منٹ نے ایک فرمان پاپائی میں اُن کو الزامات سے بچانے کی کوشش کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ ان کے اخراج سے کلیسہ اور حکومت پاپائی کو سخت نقصان پہونچیگا۔ ہسپانیہ اب جیسوائٹوں کا ملجا و ماوےٰ ہو گیا تھا کیونکہ ان کے خلاف میں چارلس سوم کوئی سخت کارروائی نہ کرنا چاہتا تھا

چارلس سوم اور جیسوائٹ

کیونکہ پرتگال کے شاہ جوزیف کی طرح وہ بھی ضعیف الاعتقاد اور کلیسہ کا سچا پیرو تھا فلسفیانہ خیالات سے اسکو مس نہ تھا گو وہ اپنے اقتدار شاہی کو بڑھانا اور اُس کے مخالفوں پر غالب آنا چاہتا تھا خواہ وہ ارباب کلیسہ ہوں یا امرا ہوں یلسلہ ۱۷۶۶ء میں اُس کے اطالوی وزیر اسکوی لاچی نے ایک جدید محصول عاید کیا۔ مگر جیسوائٹوں نے اُس محصول

۲۹۹

کے خلاف ایسا واویلا مچایا کہ چارلس اسکے علٰحدہ کرنے پر مجبور ہو گیا مگر اُسے اپنے اقتدار کی یہ مخالفت سخت ناگوار ہوی اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ اُس کے خلاف میں سازش کر رہے ہیں۔ اس لئے اُس نے اپنے آزاد خیال وزیر دارانڈا سے متفق ہو کر ہسپانیہ میں جیسوائٹوں کی جماعت کو مسدود کر دینے کے لئے ایک فرمان شاہی کا مسودہ تیار کیا۔ ہسپانیہ کی تمام نوآبادیوں کو سربمہر احکام بھیج دیئے گئے اور یہ ہدایت کی جس روز یہ فرمان ہسپانیہ میں نافذ ہونے والا تھا اُس روز احکام مذکور کے لفافے کھولے جائیں۔ ۲ ہر اپریل ۱۷۶۷ء کو قریب چھ ہزار جیسوائٹ خارج کر کے اطالیہ کے سواحل کو بھیجدیے گئے مگر پوپ اور رکِ چی نے انھیں وہاں اترنے نہ دیا اور وہ کرسیکا میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے

ہسپانیہ سے جب یہ ہمت افزا خبریں آئیں تو فرانس سے بھی جیسوائٹس کے مخالفوں نے انھیں مئی میں خارج کرا دیا اور شواسیول اور پوم بال نے چارلس سوم سے درخواست کی کہ انکی شرکت سے وہ پوپ سے اُس جماعت کو بالکلیہ مسدود کرنے کا مطالبہ کرے۔

نیپلز اور پارما نے بھی فرانس اور ہسپانیہ کی متابعت کی اور جیسوائٹ اُن کے مقبوضات سے خارج کر دئے گئے۔ لیکن چارلس سوم فلسفیانہ مصلح نہ تھا اسلئے اُس نے تامل کیا۔ لیکن پوپ کی کارروائی سے وہ بھی دوسرے بوربون ممالک کی متابعت پر مجبور ہو گیا

پوپ کی مخالفت۔ پوپ کلِ منٹ نے ناسمجھی سے ڈیوک آف پارما پر حملہ کر دیا جو چارلس سوم کا بھتیجا لوئی پانزدہم کا نواسا اور فرڈی نَنڈ شاہ نیپلز کا چچازاد بھائی تھا۔ جنوری ۱۷۶۸ء میں ایک فرمان نافذ کر کے اُس نے ڈیوک کے خطاب اور مناصب کو ضبط کر لیا اور پارما میں کلیسائی حکومت کو دوبارہ قایم کر کے اُس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مگر خاندان بوربون اُس کی اس زیادتی کو روا نہ رکھ سکتا تھا۔ لوئی پانزدہم نے آوی نیان اور ضلع ویناسین پر قبضہ کر لیا، شاہ سِسلی نے بے نی وین تم اور پونتی کور وو کو لیلیا۔ چارلس سوم نے جیسوائٹوں کے انسداد کا قصد کر لیا اور تمام بوربون سلطنتوں نے پوپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرنے کی دھمکی دی اور ۱۰ ر ڈسمبر ۱۷۶۸ء میں کلِ منٹ کی خدمت میں ایک متفقانہ یادداشت پیش کی گئی جس میں جیسوائٹوں کے انسداد کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جماعت مذکور کی طرف سے عام بیزاری پھیل گئی تھی اور اُس کے اراکین وینس موڈینا اور باویریا سے بھی خارج کر دئے گئے آسٹریا میں بھی جو راسخ الاعتقاد میریا تھریسا کے

زیر اثر تھے۔ جیسواٹ دینیات اور فلسفہ کی تعلیم دینے سے ممنوع کر دئے گئے۔ پوپ

پوپ ۱۷۶۹ء کا انتخاب پاپائی کلی منٹ چہاردہم کا انتخاب۔

کی عمر اب ۸۲ سال کی تھی اور وہ ان زبردست مخالفوں کا مقابلہ
کرنے سے مجبور تھا۔ اسی اثناء میں وہ صرع کے عارضے میں مبتلا ہوگیا
جو مہلک ثابت ہوا اور اس نے ۲ ہر فروری ۱۷۶۹ء کو انتقال کیا
جس کے بعد جانشین کے انتخاب کا اہم مسئلہ پیش ہوگیا۔ چونکہ اہم مسائل زیر بحث تھے
اس لئے ۱۷۶۹ء کا جلسہ انتخاب پاپائی (Conclave) خاص اہمیت رکھتا ہے
اگر کوئی ایسا پوپ منتخب ہوتا جو ہوائے زمانہ کو پہچان سکتا اور تالیف قلوب کا اس میں
مادہ ہوتا تو ممکن تھا کہ مخالفت کا طوفان دفع ہو جاتا۔ لیکن اگر کوئی ایسا شخص منتخب ہوتا
جسے جیسواٹوں کے ساتھ ہمدردی ہوتی تو اس کے انتخاب کے نتائج سخت اندوہناک
ثابت ہوتے۔ زمانہ انتخاب میں انتخاب کنندہ کارڈنلوں کی دو جماعتیں ہوگئیں۔ ان میں سے
ایک زیلانتی یا زیلے کے ناموں سے موسوم تھے جو کلی منٹ سیزدہم کے عہد پاپائی میں
برسر اقتدار تھے، وہ لوگ چاہتے تھے کہ انکا ہم خیال پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی جماعت
کو اس زمانے کی لامذہبی کے رجحان اور خاندان بوربون کی مداخلت سے بچا سکے۔ انکے
خیال میں پوپ ایک ایسی تحریک کا سرغنہ تھا جو فلسفہ لاادریت کے اٹھتے ہوئے طوفان کو
دفع کرنے والی تھی۔

پاپائیت پر وولٹیر اور مؤلفین این سائیکلوپیڈیا ایسے مصنفین حملہ کرتے تھے
اور کئی سلاطین مثلاً فریڈرک اعظم اور کیتھرین ثانی اس کی مخالفت پر آمادہ تھے۔ اس کے
علاوہ خود اس کے معتقدین کے ایمان میں فتور آرہا تھا اس لئے ان کا خیال تھا کہ
ایسا پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی تائید کرے۔ زیلانتی کے حریف ریگالس تی تھے
جو بادشاہوں کے طرفدار تھے اور جن کا مقصد یہ تھا کہ اس مغرور اور متفنی جماعت
کا انسداد ہو جائے۔ کارڈنلوں میں طولانی نامہ و پیام کے بعد برنس کی مساعی سے ایک

جیسواٹوں کا انسداد

قابل فرانسس کن کارڈنل لورین زو گنگانیلی کلی منٹ چہاردہم کا
لقب اختیار کرکے پوپ منتخب ہوا جو بے نی ڈکٹ چہاردہم
کی طرف روشن خیال اور رواداری کا حامی تھا۔ مگر اس نے بھی اول تامل کیا اور
قطعی فیصلہ کرنے سے گریز کرتا رہا۔ اس اثناء میں جیسواٹوں کا دشمن شواسیول

معزول ہو گیا جس سے ان کی امیدیں بڑھ گئیں مگر بالآخر کلی منٹ چہار دہم کو مجبوراً ان کے خلاف فیصلہ کرنا پڑا کیونکہ کری مالڈی ان کے انسداد پر مصر تھا اور نہ صرف فرانس اور ہسپانیہ بلکہ میریا تھریسا تک اس کی تائید پر تھے۔ ۱۶ر اگست ۱۷۷۳ء کو اس نے فرمان (Dominus et Redemptor) نافذ کر کے جیسواٹوں کی جماعت کو مسدود کر دیا۔ اس قطعی فیصلے کے بعد جو ۷ر اگست ۱۸۱۴ء تک منسوخ نہ ہوا (جب کہ پوپ پایس ہفتم نے Solicitido omnium ecclesarium فرمان نافذ کیا) کلی منٹ نے کئی کارڈنلوں کو اس جماعت کی دنیاوی جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور رکی جی کو سنٹ اینجیلو کے قلعہ میں قید کر دیا جہاں ۱۷۷۵ء میں اس نے انتقال کیا۔ اس جماعت کا انسداد جب عمل میں آیا تو اس کی ۴۱ شاخیں اور ۲۲۵۸۹ اراکین تھے جن میں سے ۱۱۲۹۵ پادری تھے۔ ادی نیان پوپ کو واپس کر دیا گیا اور جیسواٹوں کو فریڈرک اعظم اور کیتھرین دوم کے ممالک میں پناہ ملی مگر انھیں جلد انتقام مل گیا۔ ۱۷۷۴ء کے مقدس ہفتے میں کلی منٹ چہار دہم بیمار ہوا اور ۲۲ر ستمبر کو اس نے انتقال کیا۔

باب یازدہم

پولینڈ کی تقسیم اور کچک کینارجی کا معاہدہ

یورپ جنگ ہفت سالہ کے بعد۔ آسٹریا۔ اطالیہ۔ پرشیا شہنشاہیت اور روس۔ پرشیا اور روس میں اتحاد ۱۷۶۶ء۔ پولینڈ فریڈرک اعظم اور کیتھرین ثانی کا طرز عمل۔ پولینڈ کے سیاسیات۔ روس کی مداخلت پولینڈ میں۔ فرانس اور ٹرکی۔ ٹرکی اور روس کی جنگ کا آغاز ۱۷۶۸ء۔ فریڈرک اعظم اور کانٹز کی رائیں جنگ اور سفارتی کارروائیاں نیس کی ملاقات۔ پولینڈ کی تقسیم کی تجاویز۔ پولینڈ کی تقسیم پولینڈ کے زوال کے اسباب۔ انگلستان کی عدم مداخلت۔ فرانس کا طرز عمل۔ روس اور ٹرکی کی جنگ۔ کینارجی کا معاہدہ۔ شوا سیول کی خارجی حکمت عملی۔ جزائر فالک لینڈ کا معاملہ۔ انگلستان اور خاندان بوربون کے سلاطین کے درمیان جنگ کا رک جانا۔ پیرس اور صوبجات کے بارلی مانوں کا انسداد۔ شوا سیول کا زوال۔ حکومت ثلاثہ۔ گس تاوس ثالث اور سویڈن کا انقلاب۔ اس کے نتایج فرانس کا طرز عمل۔

۱۷۶۳ء سے ۱۷۹۲ء تک مغربی اور وسطی یورپ میں امن تھا گو ہسپانیہ، فرانس اور ہالینڈ سمندروں میں اور امریکا میں امریکا کی آزادی کی لڑائی میں برسر جنگ تھے اور ۱۷۶۸ء تا ۱۷۷۴ء کی روس اور ٹرکی کی جنگ کے بعد روس اور آسٹریا نے ملکر ٹرکی پر حملہ کر دیا۔ مگر سال ہائے زیر تذکرہ میں یورپ کے بیشتر حصے میں غیر معمولی امن تھا۔ یہ سی سالہ عہد یورپ کی تاریخ میں نہایت پیچیدہ ہے کیونکہ اس میں اٹھارویں صدی کے آخری سال شامل ہیں

جن کو عہد انقلاب فرانسیسی کا پیش خیمہ کہنا چاہیے یورپ کے تمام بادشاہوں کو اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے اور ان کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کی خواہش بڑھتی جاتی تھی اور توازن قوت کے مسئلہ پر پوری طور پر عمل ہو رہا تھا گو ایک بگڑے ہوئے طریقے پر ملک گیری کا مرض بڑھتا جاتا تھا اور بڑی سلطنتیں چھوٹی سلطنتوں کو ہضم کرنے کی فکر میں تھیں۔

صفحہ ۳۰۳

جیسوالٹوں کا زوال جس سے تمام یورپ متاثر ہوا صرف ایک ایسا واقعہ ہے جس سے فرانس ہسپانیہ، نیپلز اور پارما کی بوربون سلطنتیں متحد ہو گئیں۔ پولنڈ اور سوئیڈن کی قدیم سلطنتوں کے حصے بخرے کرنے کی غرض سے پرشیا اور روس کی شمالی سلطنتوں نے ایک زبردست اتحاد قائم کیا جس میں آسٹریا اور ڈین مارک بھی مال غنیمت میں حصہ لینے کی غرض سے شریک ہو گئے۔

سال ہائے زیر تذکرہ میں آسٹریا اور پرشیا کا شمار یورپ کی سر بر آوردہ ریاستوں میں تھا روس کی سلاو سلطنت تیز گامی کے ساتھ ترقی کر رہی تھی اور اب اس کا شمار دول یورپ میں ہونے لگا تھا مگر ہسپانیہ اور فرانس کی لاطینی قوموں اور یوپ کا اثر وسطی یورپ اور اطالیہ میں رو بہ زوال تھا اور سیاسیات سے فرانس کے عارضی طور پر دست کش ہو جانے سے شمالی اور مشرقی یورپ میں اہم تغیرات وقوع میں آئے ۱۷۶۳ء ہی میں ان میں سے اکثر نمایاں ہو چلے تھے۔ جنگ ہفت سالہ میں انگلستان کی بحری قوت قطعاً غالب آ ئی تھی جس کے نتائج یہ ہوئے کہ نئی دنیا کی عنان حکومت بجائے لاطینی قوموں کے ٹیوٹن قوموں کے ہاتھوں میں آ گئی اور ہندوستان میں بجائے فرانسیسیوں کے انگریزوں کا اثر غالب ہو گیا۔ فرانس کو نہ صرف امریکا اور ہندوستان اور سمندروں میں ہزیمت ہوئی تھی بلکہ یورپ میں بھی اس کا اثر کم ہو گیا تھا اور اسکا فوجی تفوق بھی مفقود ہو چکا تھا جس میں پرشیا نے اسکی جگہ لیلی تھی۔ اسکے حلیف ہسپانیہ کو بھی نقصان پہونچا تھا اور وہ بھی انتقام کے لیے موقعے کا منتظر تھا! برعکس اس کے گو میریا تھیری سا کو پرشیا کو تباہ کرنے اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی تھی مگر آسٹریا میں سنبھلنے

آسٹریا

کی عجیب وغریب قوت تھی اور اس کے ذرائع بے پایاں تھے اسیلیے اب بھی اسکا شمار یورپ کی قوی ترین سلطنتوں میں تھا۔ اس کے ہر سر رشتے میں اصلاحیں ہو رہی تھیں تجارت کو فروغ تھا نظام فوجی و ملکی کی حالت بمقابلہ

صفحہ ۴۴

سابق بہت بہتر تھی جسکی وجہ سے وائینا کے دربار کو فریڈرک اعظم کی قوت اور مقبوضات کو گھٹانے کی امید ہو چلی تھی۔ جوزف دوم جو سال ماقبل میں "شاہ روما" منتخب ہوا تھا بجائے اپنے باپ کے شہنشاہ ہو گیا اُسکے باپ کو فرانس سے سخت بغض تھا کیونکہ فرانس نے اُس کی آبائی ریاست لارین پر قبضہ کر لیا تھا اور فرانس کے ساتھ یہ عداوت جوزف کو ورثہ میں ملی تھی۔ جوزف کی تخت نشینی سے آسٹریا کے سیاسیات میں اس طرح ایک نیا رنگ پیدا ہو گیا۔ وائنا کی فوجی تعلیم یافتہ جماعتوں کو فرانسیسی اتحاد سے نفرت تھی مگر کاؤنٹز جواب تک برسر اقتدار تھا پرشیا سے عداوت رکھنے کی وجہ سے اس اتحاد کا اب تک پابند تھا اور آسٹریا اور خاندان بوربون کے تعلقات میں مزید استحکام پیدا کرنا چاہتا تھا ڈان فلپ اور ڈان کارلوس کی بیٹیوں سے آرچ ڈیوک جوزف اور آرچ ڈیوک لیوپولڈ کی شادیوں سے اس طرز عمل کا پتہ چلتا تھا جو معاہدہ پیرس کے بعد وہ آسٹریائی شہزادیوں کے متعلق اختیار کرنا چاہتا تھا۔ ۱۷۶۸ء میں میریا کیرولین کی شادی فرڈی ننڈ چہارم شاہ نیپلز سے ہوئی اور ۱۷۶۹ء میں میریا امیلیا کی فرڈی ننڈ رئیس پارما سے اور سال مابعد میں میری آن توآنیت کی ولی عہد فرانس سے[1] (Bella gerant

alii tu felia Austria Nube

(دوسروں کو جنگ وجدال میں مصروف رہنے دے اور خوش نصیب آسٹریا تو اپنا کام اُن شادیوں سے نکال لے) شواسیول کے زوال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد میں بظاہر کوئی ضعف نظر نہ آتا تھا اور جیسوائٹوں کے انسداد میں میریا تھیری سا کی خاندان بوربون کی تائید کرنے سے وائنا اور پیرس کے درباروں کے تعلق اور بھی مستحکم ہو گئے۔

۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کے نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ اطالیہ کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کم ہو گئی۔ اطالیہ کے جدید شاہی خاندان جو پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی کے سلسلے میں وجود میں آتے تھے فرانس سے امداد حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے آسٹریا کے زیر اثر ہو گئے اور کاؤنٹز کی شاطرانہ چالوں سے خاندان ہیپس برگ کو اطالیہ میں پھر تفوق حاصل

---

[1] Von Arneth, Geschichte Maria Theresia IV. p, 336, V, p. 449,

صفحہ ۲۰۸

ہوگیا۔ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے اطالیہ کو بہت نفع ہوا۔ جنگ ہفت سالہ کا اثر بھی وہاں تک نہ پہونچا اور خاندان ہائے بوربون و ہیپس کے اتحاد کی وجہ سے انقلاب فرانسیسی کی جنگوں تک اطالیہ میں امن و امان قائم رہا۔

مغربی اور جنوبی یورپ کی بوربون ریاستیں ایک زبردست اتحاد میں ایک دوسرے سے منسلک تھیں اور آسٹریا سے شادیوں کے ذریعہ سے اُن کے گہرے تعلقات تھے۔ مگر جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے چند ہی

پرشیا، شہنشاہیت اور روس

روز بعد شمال یورپ میں اُن کے مقابلہ پر ایک دوسرا اتحاد قائم ہوگیا جس میں روس، پرشیا اور ڈین مارک شریک تھے اور انگلستان اس کی تائید پر تھا۔ گزشتہ جنگ میں فریڈرک اعظم کے مقبوضات میں سے کوئی اُس کے قبضہ سے نہ نکل سکا مگر اُس کا ملک بالکل مستحال ہوگیا تھا لیکن پرشیا میں سنبھل جانے کا کافی مادہ تھا، اُس کی فوجی شہرت قائم ہوچکی تھی اور وہ جرمنی میں پراٹسٹنٹ مذہب اور شہنشاہیت کے قدیم دستور کا محافظ خیال کیا جانے لگا تھا۔ پرشیا کی کامیابی اہل جرمنی کے لیے ضرور باعث مسرت تھی اور ہیوبرٹس برگ کی مصالحت کے بعد "جرمنی کی زندگی کا بہترین زمانہ آگیا"۔ تیس سال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے جرمنی فرانسیسی حملوں کے مصائب سے محفوظ تھا اور جوزف ثانی نے شہنشاہیت کے قدیم دستور یا اُس کے ارا کین کے حقوق میں مداخلت کی جتنی کوششیں کیں وہ سب شاہ پرشیا کی پر زور کارروائیوں کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئیں۔ شہنشاہیت کے زوال کا سلسلہ بغیر محسوس ہونے کے جاری تھا مگر اہل جرمنی کو معلوم ہوگیا کہ وہ بھی ایک زبان اور ادب رکھتے ہیں۔

جنگ ہفت سالہ میں جو سلطنتیں شریک تھیں اُن میں روس نے اپنی بے پایاں قوت کے وجود کو بخوبی ثابت کردیا تھا۔ اور اُس وقت سے یورپ کے سیاسیات کا ایک زبردست عنصر ہوگیا۔ پیرس کے معاہدے پر دستخط ہوتے ہی یورپ کو معلوم ہوگیا کہ روس اور پرشیا کا گہرا اتحاد مشرقی یورپ میں قیام امن کے لیے سخت خطرناک ہے۔ پیٹر سوم کے آسٹروی اتحاد سے علیحدہ ہوجانے سے فریڈرک بچ گیا تھا اور پرشیا سے اُس نے جو اتحاد کرلیا تھا وہ دونوں ملکوں کی اُس دوستی کی بنیاد ثابت ہوا جو ہمارے زمانے تک قائم تھی۔

۱۷۶۲ء کے موسم گرما میں پیٹر کے انتقال اور کیتھرین دوم کی تخت نشینی سے اس دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ وہ اور پختہ ہوگئی اور ۱۱ر اپریل ۱۷۶۴ء کو دولتوں میں ایک باضابطہ اتحاد قائم ہوگیا جو اُن عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی

روس اور پرشیا کا اتحاد

کے لیے ضروری تھا جو برلن اور سینٹ پیٹرس برگ میں زیر غور تھیں۔ کیتھرین دوم سلطنت روس کے بانیوں میں تھی اور میریا تھیریسا کی طرح اس میں بھی حقیقی مدبروں کے خصائل موجود تھے۔ باوجود متلون مزاج اور ناعاقبت اندیش ہونے، نااہل منظور نظر اشخاص پر اعتماد کرنے اور بدچلن اور بدکردار ہونے کے اُس کے ایک قابل اور زبردست فرمانروا ہونے میں کوئی شک نہیں روسی قوم کے آیندہ عروج حاصل کرنے کا اُسے یقین کامل تھا سلاو قوم کی سیادت سے جو منافع تھے اُس کا بھی اُسے احساس تھا فرماں روائی کی اُس میں غیر معمولی قابلیت تھی، مردم شناس تھی اور لائق ماتحتوں کا انتخاب کر سکتی تھی اور پیٹر اعظم کے قدم بقدم چلنے کو تیار تھی۔ فریڈرک اعظم کی طرح کیتھرین بھی اٹھارھویں صدی کی روشن خیالی سے متاثر تھی اور اسی کے ایما سے سینٹ پیٹرس برگ کے دربار میں مغربی تہذیب کی نقالی ہونے لگی گو کہ اہل ملک کو اب تک اصلاحات کی چنداں خواہش نہ تھی۔ عہد زیر تذکرہ کے حکمرانوں میں کیتھرین اور فریڈرک اعظم سربرآوردہ تھے اس لیے انکی عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی کے لیے دونوں میں گہرے اتحاد کی ضرورت تھی۔ فرانس اور پرشیا کے درمیان ناچاقی کا ہونا ناگزیر تھا آسٹریا اب تک سائلے شیا کو دوبارہ فتح کرنے پر تلا ہوا تھا اور بیوٹ کی وزارت میں انگلستان پرشیا سے بالکل علحدہ ہوگیا تھا۔ شاہ پرشیا نے جب اپنے آپکو یورپ میں بالکل بے یارو مددگار پایا تو اُس نے اپنی سلطنت کی سلامتی کے لیے روسی اتحاد کو غنیمت جانا نہ تو آسٹریا نہ فرانس کے خیالات روس کی طرف سے اچھے تھے۔ آسٹریا تو روس کا قدرتی دشمن تھا اور اُس کی حقیقی حکمت عملی یہ تھی کہ پولینڈ کی سلطنت کی تائید کرے اور اُسے تقویت دے۔ فرانس ہمیشہ اپنے آپ کو پولینڈ کا محافظ خیال کرتا تھا اور شوا اسیول کا بیان ہے کہ اگر فاصلہ زیادہ نہ ہوتا تو روس اور فرانس میں ضرور جنگ ہوگئی ہوتی جنگ ہفت سالہ میں روس ظفریاب ہوا تھا اور یورپ کی سلطنتوں کو جو اب تک

صفحہ ۳۰۰

اُس کی فتوحات کی طرف سے بے پروا تھیں معلوم ہوگیا کہ اس طاقت ور سلاوی قوم کے عروج کے نتائج کیا ہوں گے۔ لیکن کیتھرین انگلستان کی خود غرضی، فرانس کی خستہ حالی آسٹریا کی ناعاقبت اندیشی اور پرشیا کے یکہ و تنہا ہونے سے پورا نفع اٹھانے پر تلی ہوئی تھی۔ تخت نشین ہونے پر اس کی قوت نہایت زبردست تھی اور اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے کے لیے وہ بہترین طریقوں اور حلیفوں کا انتخاب کر سکتی تھی۔ انگلستان کے ساتھ کیتھرین کے تعلقات ہمیشہ یکساں نہ تھے۔ سال ہا سال سے روس کی تجارت انگریزی جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جنگ ہفت سالہ میں دونوں ملکوں میں برابر مصالحت تھی چیاتھم کا قول تھا کہ انگلستان اور روس کی دوستی اس کی خارجی حکمت عملی کا سنگ بنیاد ہے اور ۱۷۶۶ء میں اس نے روس اور پرشیا کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہا گو اس میں کامیابی نہ ہوئی مگر روسی بیڑوں کے لیے انگلستان امیر البحر اور کپتان برابر دیتا رہا اور چیسمے کی فتح بھی روس کو ایک انگریزی ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی اس جنگ کے بعد انگریزی حکومت نے روس کی علانیہ تائید نہ کی اور گو انگریزوں نے پولینڈ کی تقسیم سے چشم پوشی کی مگر ۱۷۷۲ء میں انھوں نے سویڈن کے خلاف روس کو مدد دینے سے انکار کر دیا مگر پٹ ثانی کے زمانہ تک انگلستان ترکی میں روس کی دست درازیوں میں حائل نہ ہوا۔ کیتھرین کو فرانس سے نفرت تھی کیونکہ وہ پولینڈ اور ٹرکی کا حلیف تھا اور لوئی پانز دہم اور اس کے وزیروں کے متعلق اپنے خیالات کو ظاہر کرنے میں وہ مطلق تامل نہ کرتی تھی۔ آسٹریا کو اب تک یہ خواہش نہ تھی کہ پولینڈ روس کا دست نگر ہو جائے اور ڈینیوب دریا کے دہانوں پر کیتھرین کا قبضہ ہونے کا بھی وہ مخالف تھا مگر اس نے روسی دربار کی تدبیروں کی مخالفت میں کوئی کارروائی نہ کی اور رفتہ رفتہ خود پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہوگیا۔ اس لیے زارینا پرشیا کی طرف متوجہ ہوئی کیونکہ یورپ میں یہی ایک ملک تھا جس سے قابل اطمینان اتحاد ہو سکتا تھا۔ شرق میں روس کے اثر کے پھیلنے سے فریڈرک کا کوئی نقصان نہ تھا پولینڈ میں کیتھرین کی طرح وہ بھی آسٹریا کے اثر کو زائل کرنے پر آمادہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں بھی اسے کوئی عذر نہ تھا۔

پولینڈ میں طوائف الملوکی کا زور تھا اور وہاں کے باشندے ضروری اصلاح کو

پولینڈ

عمل میں لاکر اپنے ملک کو ترقی کے شاہراہ پر نہ لا سکتے تھے۔ ان وجوہ سے کیتھرین اور فریڈرک کو مداخلت کے لیے عذر معقول مل گیا۔ پولینڈ میں بادشاہ کا تقرر انتخاب سے ہوتا تھا۔ مجالس سینیٹ اور ڈائٹ میں امرا کی صرف باقی مجالس کے نائب شریک تھے۔ ان میں ایک رکن بھی اپنے حق امتناعی (Liberum veto) سے کام لیکر یا غیر حاضر ہو کر یا چھ ہفتوں تک کاروبار کو روک کر مجالس مذکور کی کارروائی کو بالکل بند کر سکتا۔ اس انکار رقہ دستور کی وجہ سے پولینڈ یورپ کے وسط میں بدامنی کا ایک مرکز ہو گیا تھا۔

پولینڈ کے نہ تو ممالک غیر میں سفیر تھے، نہ کوئی قلعے تھے، نہ بحریہ، نہ سڑکیں، نہ تجارت، نہ قومی خزانہ، نہ کوئی مقررہ محاصل۔ فوجیں قلیل التعداد تھیں اور ضبط فوجی سے بے بہرہ تھیں۔ تنخواہیں اکثر نہ ملتی تھیں یہاں تک کہ سپاہی مجبور ہو کر ڈائٹ کے اجلاس کے قریب خیمہ زن ہوتے اور اپنے خلاف قانون مطالبات کو زبردستی منوا لیتے تھے[۱]۔

پیٹر اعظم کے زمانے سے روس کے حکام کا یہ طرز عمل تھا کہ پولینڈ کو طوائف الملوکی کی حالت میں رکھیں تاکہ اس ملک میں انھیں مداخلت کا موقع ملتا رہے۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی اور جنگ ہفت سالہ کے واقعات سے روس کو پولینڈ میں تفوق حاصل ہو گیا تھا۔ کیتھرین نے پولینڈ کی سینیٹ کے فیصلہ کا لحاظ نہ کر کے جس نے کورلینڈ آگسٹس سوم کے بیٹے چارلس کو دیدیا تھا، آگسٹس کی خواہش کے خلاف بی رین کو پھر اس صوبے کا حاکم مقرر کر دیا۔ اہل پولینڈ کی تخویف کے لیے روسی فوجوں نے پولینڈ کی طرف پیش قدمی کی اور آگسٹس نے ڈر کر اپنے بیٹے چارلس کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور خود بھی سیکسنی بھاگ گیا جہاں اس نے ۵ اکتوبر ۱۷۶۳ء کو انتقال کیا۔ خاندان اورلوو کے ارکین کیتھرین کے عہد حکومت کے اوائل میں اس کے مشیر تھے مگر معاملات خارجیہ میں زیادہ تر دخل نیکولائی ایوانوچ پانن وزیر اعظم روس کو تھا جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ پرشیا سے اتحاد برقرار رہے اور پولینڈ بالکلیہ روس کے زیر اثر

---

[۱] ۔ پولینڈ کی مختصر تاریخ مصنفۂ فیلڈ مارشل کاؤنٹ فون مولٹ کی۔ ترجمۂ انگریزی صفحہ ۴۷۔

صفحہ ۳۰۹

ہو جائے [1]

آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کے انتقال کے بعد ۱۱ اپریل ۱۷۶۴ء کو روس اور پرشیا کے درمیان معاہدہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ دونوں طاقتیں جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اسٹانس لاس آگسٹس پونیا ٹوسکی پولینڈ کے تخت پر متمکن کیا جائے اور نہ تو رائے امتناعی کو منسوخ کرنے کی اجازت دی جائے اور نہ انتخابی حکومت شاہی کو موروثی بادشاہی میں متبدل کیا جائے۔

پرشیا اور روس دونوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ کسی تیسری دولت کو پولینڈ کے معاملات میں مداخلت نہ کرنے دیں اور زارینا نے اپنے متوسل پونیا ٹوسکی کو اس ملک کا بادشاہ بنا کر دنیا کو جتلا دیا تھا کہ وہ پولینڈ کے باشندوں پر اس کے ذریعہ سے حکومت کرنا چاہتی تھی۔ ۱۷۶۳ء میں کیتھرین کا نظام عمل یہ تھا کہ پولینڈ کو فتح کر کے سویڈن کے حصے بخرے کرا دے یا کم از کم اس ملک میں روس کے اثر کو ترقی دے اور رفتہ رفتہ قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنا اُس کے خیال میں روس کے فرماں رواؤں کا فرض منصبی تھا۔ ۱۷۶۴ء کے معاہدے سے پولینڈ میں روس کے اثر کے قیام کے لیے راستہ صاف ہو گیا اور ۱۷۶۹ء میں روس، ڈین مارک اور پرشیا نے سویڈن کے موجودہ دستور کے قیام کی ضمانت کی۔ پولینڈ، ٹرکی اور سویڈن میں روس کے مقاصد کے حصول کا راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا کیونکہ یہ تینوں ملک اندرونی مناقشات اور ابتریوں کی وجہ سے روبہ زوال تھے۔ سویڈن میں "بڑی ٹوپی والوں" کی حکومت متزلزل حالت میں تھی اور "چھوٹی ٹوپی والے" روس کے اغوا سے اپنے ملک کے ساتھ غداری کرنے پر آمادہ تھے۔ ٹرکی کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق روس کے جو منصوبے تھے وہ عنقریب بار آور ہوں گے۔ پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی دھمکیوں سے پونیا ٹوسکی بادشاہ ہو گیا تھا۔ پولینڈ میں نا اتفاقی کا بازار گرم تھا اور وہاں کی حکومت نہ تو روس اور پرشیا کے عروج سے

---

[1] خاندان اُورلوو کے سربرآوردہ ارکین حسب ذیل تھے۔ گری گوری توپ خانہ کا افسر اعلیٰ الیگ زس امیر البحر تھیوڈور صدر مجلس سینیٹ، ولاڈیمیر ناظم مدرسۃ العلوم۔

صفحہ ۳۱۳

تنبیہ ہوئی تھی نہ اُس نے فن جنگ کی اصلاحوں سے نفع اٹھایا تھا۔ اُس کا دستور مملکت کچھ ایسا تھا کہ طوائف الملوکی کا جاری رہنا اُس میں ضروری تھا اور طبقات ادنی واعلی کے تعلقات اس قدر ناخوشگوار تھے کہ اُس کی حکمت عملی میں یکسانی پیدا نہ ہوسکتی تھی پولینڈ کے امرا نظام جاگیری کے موید تھے اس لیے کسان جو بالکل غلامی کی حالت میں تھے اُن سے سخت دشمنی رکھتے تھے

پولینڈ کی سیاسی حالت

خاندان زار ٹوریسکی کے اراکین کامل اصلاح کے خواہاں تھے جس سے نظام حکومت بالکل بدل جائے اور پولینڈ اس لحاظ سے دوسرے ممالک کے دوش بدوش ہوجائے اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ رائے امتناعی کا طریقہ موقوف ہو بادشاہی موروثی ہو اور بادشاہ کے اقتدارات بڑھ جائیں چونکہ فرانس یا آسٹریا سے کسی امداد کی امید نہ تھی اس لیے خاندان مذکور کے اولوالعزم افراد نے یہ قصد کیا کہ اپنے ملک کے احیاء کیلیے روس کی قوت سے کام لیں اور اپنے ملک کی اصلاح اور تنظیم کے بعد اس نیم وحشی حلیف سے گلوخلاصی حاصل کرلیں۔ مگر یہ کام اُن کے بوتے کا نہ تھا۔ اگر انھوں نے اپنے خانداں کے لیے تخت وتاج کی کوشش نہ کی ہوتی اور اس صورت میں روس سے امداد کے خواہاں ہوتے تو ممکن تھا کہ ان کے اثر سے اُن کے بدنصیب ملک کو کچھ نفع ہوتا۔ اُن کا حریف خاندان پوٹوکی تھا جو امیروں کی ایک مستقل کونسل قائم کرکے بادشاہ کے اقتدارات کو محدود کرنا چاہتا تھا۔ مگر پونیاٹوسکی کے انتخاب کے قبل زار ٹوریسکی خاندان کے افراد روسی امداد سے اپنے دشمنوں پر غالب آگئے تھے اور انھوں نے ایک درمیانی ڈائٹ میں اپنی اصلاحی تجویزوں کو منظور کرادیا تھا۔ بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو زار ٹوریسکیوں کا بھتیجا تھا باضابطہ ڈائٹ کا اجلاس جاری تھا اور اصلاحوں کی توثیق کردی گئی اور امید ہوچلی تھی کہ پولینڈ میں بھی فی الحقیقت اصلاح ہوجائیگی۔ مگر نہ تو کیتھرین کو نہ فریڈرک کو اصلاحوں کی کچھ پروا تھی اور کیتھرین نے قومی جماعت سے نامہ وپیام شروع کردیا جس نے پوٹوکی کی سرکردگی میں نئے بادشاہ کی اطاعت کا حلف لیا تھا۔ رئیپ نن پولینڈ میں روس کا سفیر تھا اُس نے میکائیل زار ٹوریسکی کی مخالفت کی اور فریڈرک کی تائید سے اُسے ڈسی ڈینٹ جماعت کے معاملے میں دخل دینے کا موقع ملگیا۔ یہ لوگ کچھ تو پراٹسٹنٹ تھے اور کچھ کلیسائے یونان سے

صفحہ ۱۱۱

تعلق رکھتے تھے اور ۱۵۶۲ء سے پولینڈ کے ہر ایک بادشاہ نے اُن کے حقوق کی ضمانت کی تھی مگر اٹھارھویں صدی میں ان حقوق میں مختلف طریقوں سے رخنہ اندازی ہونے لگی تھی۔ ریپ نن نے اب یہ تجویز پیش کی کہ ان لوگوں کو ڈائٹ اور سینیٹ کی رکنیت کا استحقاق دیا جائے تاکہ وہ وضع قوانین میں شرکت کر سکیں۔

پولینڈ کے معاملات میں روس کی مداخلت۔

ڈائٹ کے اراکین متعصب کاتھولیک تھے اور ۱۷۶۶ء میں جب ڈسی ڈینٹ جماعت کا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوا تو کراکو کے اسقف کے اغوا سے اور پونیا ٹوسکی اور زار ٹورسکی پر یہ شبہ کر کے کہ وہ رواداری کے حامی ہیں، مجلس مذکور نے اُس جماعت کے دعووں کو رد کر دیا اور روس کے ہم زبان ہو کر اس نے اصلاحوں کو منسوخ کر دئیے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد سے کیتھرین اور فریڈرک مذہبی رواداری کے بہانے سے پولینڈ کے معاملات میں مداخلت کرنے لگے۔ ڈسی ڈینٹوں کو جب ڈائٹ نے مذہبی اور سیاسی آزادی دینے سے انکار کیا تو انھوں نے قوم پرست جماعت کے بعض اراکین کی تائید سے کئی مشارکتیں قائم کیں جو بالآخر جون ۱۷۶۷ء میں راڈوم کی مشارکت میں ضم ہو گئیں اور روسی فوجیں بھی اُن کی تائید پر تھیں۔ اب مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ آیا ایک اصلاح شدہ حکومت کے تحت میں پولینڈ کی آزادی قائم رہے یا وہ بالکل روس کا متوسل ہو جائے ۱۷۶۷ء میں بادشاہ نے ڈائٹ منعقد کیا مگر روسی فوجیں وارسا کو گھیرے ہوئے تھیں۔ کیتھرین نے ایک طرف تو ڈسی ڈینٹوں کے لیے مساوی حقوق اور پولینڈ میں اپنی فوجیں رکھنے کا مطالبہ کیا اور دوسری طرف یہ تحریک پیش کرادی کہ ڈائٹ کے اقتدارات چند کمشنروں کے سپرد کر دئے جائیں۔ اہل پولینڈ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اب وہ ان کمشنروں کے زیر حکومت ہوں گے جو روس کے زیر اثر تھے تو سخت ناراضی پھیل گئی مگر کیتھرین نے مخالفوں کے سرغنوں کو گرفتار کر کے سائبیریا بھیجدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائٹ نے مخوف ہو کر ۱۹ر نومبر ۱۷۶۷ء کو اطاعت قبول کر لی اور ۲۴ر فروری ۱۷۶۸ء کو روس اور پولینڈ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے یہ جمہوریہ بالکلیہ روس کے ماتحت ہو گئی کیتھرین نے جس دستور کو منظور کیا تھا اُس کی رو سے رائے امتناعی کا حق باقی رہا سوائے ان معاملات کے جن کا تعلق اخراجات سے تھا۔ بادشاہت حسب سابق انتخابی رہی ڈسی ڈینٹوں

صفحہ ۲۱۲

کے حقوق کی توثیق ہوگئی اور مذہبی نزاعوں کے تصفیے کے لیے ایک مشترک عدالت قائم ہوئی۔ فروری ۱۷۶۸ئہ میں روس نے ڈائٹ کو اس دستور کی توثیق پر مجبور کیا۔ مگر پولینڈ میں امن و امان عرصہ تک قائم نہ رہ سکا امرآزادی کے شیدا اور راسخ الاعتقاد کا تولیک تھے اس لیے انھیں ۱۷۶۶ئہ کے قوانین اور ۱۷۶۸ئہ کے معاہدے سے سخت نفرت تھی۔ جنوبی پولینڈ کے امیروں نے اپنی آزادی اور مذہب کے بقا کے لیے بار کی مشارکت قائم کی اور اس مشارکت کے قائم ہوتے ہی ہر طرف شورش مچ گئی۔ کسانوں نے بھی بغاوت کردی اور ان سے سخت مظالم سرزد ہوئے۔ کاتولیکوں نے فرانس سے امداد کی درخواست کی ڈسی ڈینٹوں نے روس اور پرشیا سے۔ لطف یہ تھا کہ اہل پولینڈ مذہب کاتولیکی کے نام سے قتل عام کررہے تھے اور روسی مذہبی رواداری کے بہانے سے۔

پولینڈ میں روس کے اثر کے بڑھنے سے شواسیول کو معلوم ہوگیا تھا کہ صورت حال نہایت نازک ہے۔ مشارکت کی امداد کے لیے اس نے افسر اور روپیہ روانہ کیا اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے اس نے کیتھرین کے دشمنوں کو بھی برانگیختہ کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے صرف ٹرکی ہی تھا جس کی مداخلت سے کچھ کام نکل سکتا تھا۔ روسی فوجوں کے پولینڈ میں داخل ہونے پر باب عالی ہمیشہ سے معترض تھا مگر ۱۷۶۸ئہ تک اس نے پولینڈ کے حشر کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی کیونکہ غالباً کیتھرین نے دیوان کے ذی اثر اراکین کی جیبیں گرم کردی تھیں۔ لیکن ۱۷۶۸ئہ کے آغاز میں بعض واقعات ایسے ہوئے جن سے اندیشہ ہوگیا کہ روس اور ٹرکی میں ان بن ہوجائیگی گو عرصۂ دراز سے دونوں ملکوں میں مصالحت تھی۔ سلطان وقت مصطفےٰ ثالث، ذی علم، سرگرم اور اپنے مذہب کا پابند تھا۔ اسکو اور اسکی رعایا میں سے اکثر اشخاص کو روس سے برسرجنگ ہونے کی خواہش تھی اس لیے پولینڈ میں روسی اثر کا بڑھنا اُسے ناگوار ہوا اس کے علاوہ ۱۷۶۵ئہ سے روسی کارپرداز باشندگان یونان، جبل اسود، بوسینیا کو ترکوں کے خلاف اُکسا رہے تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ جولائی ۱۷۶۸ئہ میں روسی فوجیں پولینڈ کی مشارکت کے بعض فرار شدہ افراد کا تعاقب کرتی ہوئی سلطنت ٹرکی کی حدود میں داخل ہوگئیں اور قصبۂ بالتا کو جلا دیا جو خان تاتار کے مقبوضات میں تھا۔

گو قانوناً سلطان کا دعوے صحیح نہ تھا کیونکہ کیتھرین نے اپنے سپاہیوں کی کارروائی کا

صفحہ ۳۱۳

مفصل جواب دیا اور اگر قسطنطنیہ کا فرانسیسی سفیر ورژان مداخلت نہ کرتا تو غالباً جنگ نہ شروع ہوتی جبل اسود میں روسی جو سازشیں کر رہے تھے اُن سے ٹرکی میں سخت

ٹرکی اور روس کی جنگ ۱۷۶۸ء

ناراضی پھیلی ہوئی تھی اس لیے اُس نے ترکوں کو یہ شہ دی کہ روسیوں سے پولینڈ کے تخلیہ کا مطالبہ کریں اور خان قرم کے پاس اُس نے بیرن دی توت کو بھیجا تاکہ وہ خان مذکور کو سلطان کی تائید پر آمادہ کرے۔ ترکی سرحد میں روسیوں کے داخل ہونے اور کراکو پر اُن کے قبضہ کر لینے سے ورژان کے دلائل کو اور بھی تقویت ہوگئی۔ ۶ اکتوبر کو باب عالی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ٹرکی نے صرف پولینڈ کی آزادی کے برقرار رکھنے کے لیے ہتھیار اٹھائے ہیں۔ اگر روس نے پولینڈ کے ساتھ معاملت کرنے میں اپنے آپ کو مذہبی آزادی کا محافظ سمجھ رکھا تھا تو ترک بھی کم از کم سیاسی آزادی کے محافظ ہونے کا دعوے کر سکتے تھے۔

فریڈرک اور کاؤنٹز کی رائیں

ٹرکی کے اعلان جنگ سے اہل یورپ سخت متعجب ہوئے اور قیام امن کے لیے قسطنطنیہ کے آسٹروی سفیر بروگ نار نے ہر طرح کی کوشش کی فریڈرک اور کاؤنٹز دونوں اس جنگ کو ناپسند کرتے تھے۔ دونوں کا یہ قصد مصمم تھا کہ اپنے حلیفوں یعنی روس اور فرانس کی وجہ سے وہ خود اس جنگ میں نہ پھنس جائیں اور ان کا خیال تھا کہ یورپ میں امن و امان کا دار و مدار پرشیا اور آسٹریا کے اتحاد عمل پر تھا۔ فریڈرک کا قول تھا کہ "ہم جرمن ہیں، ہمیں اس سے کیا سروکار کہ انگریز اور فرانسیسی کناڈا اور امریکا کے جزائر کے لیے لڑ رہے ہیں یا پاؤلی کرسیکا میں فرانسیسیوں کو پریشان کر رہا ہے یا ترک اور روسی ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہیں۔ اگر ان قابل قدر خیالات پر فریڈرک اور جوزف ثانی کے عہدہائے حکومت میں برابر عمل ہوتا تو جرمنی کو بہت کچھ نفع ہوتا باوجود روس کے حلیف ہونے کے فریڈرک نے ٹھان لی تھی کہ میں اس جنگ سے دور رہونگا کیونکہ پرشیا کو اُس سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر باوجود ان عذروں کے فریڈرک پروشیائی پولینڈ پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا اور کاؤنٹز کو سائلیشیا یا اُس کے معاوضہ میں کوئی دوسرا علاقہ حاصل کرنے کی فکر دامن گیر تھی۔ پولینڈ کے حصے بخرے

صفحہ ۳۱۴

ہونے کا خواب وہ بھی دیکھ رہا تھا۔ جنوری ۱۷۶۹ء میں وائینا میں یہ طے ہوا کہ اگست میں فریڈرک جوزف سے ملاقی ہو۔ اسی مہینے میں پرشیا نے سویڈن اور ٹرکی کے خلاف میں روس کو مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی بشرطیکہ کیتھرین اُس کے لیے انس پاخ اور بیروتھ کی جانشینی کی ذمہ داری کرے۔ روس کی خطرناک سلطنت کی مسلسل ترقی کا فریڈرک کو بخوبی علم تھا، اسے اس امر کا بھی احساس تھا کہ روس اور ترکی کی جنگ سے ممکن ہے کہ اس کے مقبوضات میں کوئی قابل قدر اضافہ ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس فکر میں بھی تھا کہ جرمنی کی سلطنتیں ورطۂ جنگ میں نہ پھنس جائیں۔ لیکن بغیر آسٹریا کی معاونت کے یورپ میں امن کا قائم رہنا ممکن نہ تھا۔ اگر آسٹریا فرانسیسی اتحاد پر صداقت سے قائم رہتا تو اس پر لازم تھا کہ ترکوں اور پولینڈ کی مدد کرتا اور فریڈرک جو روس کا حلیف تھا اس صورت میں فرانس اور آسٹریا سے برسر جنگ ہو جاتا لیکن اگر آسٹریا ٹرکی کے مقبوضات کو باہم تقسیم کرنے کی غرض سے روس سے مل جاتا تو پھر فریڈرک کے لیے یار و مددگار رہ جاتا۔

آسٹریا روس اور پرشیا کو پولینڈ میں معاوضہ دیکر روس نے جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی تھی اگر اس کی تدبیر پر عمل ہوتا، تو پولش پرشیا اسے بغیر ایک گولی چلانے کے مل جاتا، روس کی شکایت بھی دفع ہو جاتی اور فرانس اور آسٹریا کا اتحاد کمزور ہو جاتا۔ فروری ۱۷۶۹ء میں اس نے کاؤنٹ لائی نرکی پولینڈ کی تقسیم کی تجویز سے کاؤنٹ سولمس (سینٹ پیٹرس برگ میں پرشیا کا سفیر) کو مطلع کیا تاکہ کاؤنٹ پانن کو تحریر مذکور دکھا کر روسی حکومت کے خیالات کو وہ معلوم کر سکے۔ پانن نے اثنائے گفتگو میں پرشیا کے سفیر کو مطلع کیا کہ آسٹریا کو چاہیے کہ شرق میں اپنی حدود کو وسعت دیکر سائی لےشیا کے نقصان کی تلافی کرے، پرشیا پولش پرشیا کو پہلے مگر روس کو اسی وقت اطمینان ہوگا جب کہ سلطنت ٹرکی کا قلع قمع ہو جائے اور بجائے اس کے ایک ترکی جمہوریہ قائم ہو جائے جس کا دار السلطنت قسطنطینہ ہو۔[1]

[1] Sorel, La Question da, Orienuau XV111 me Siecle.

صفحہ ۳۱۵

پرشیا اور روس کے سفیر اضافہ ملک کی تجاویز پر غور کرنے میں مصروف مگر قبل اسکے کہ اُن کے غور وفکر سے کوئی قطعی نتائج بر آمد ہوں کانٹز نے جنگ ٹرکی کے آغاز سے فوری نفع اٹھایا جس سے فریڈرک کے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا۔ فروری ۱۷۶۹ء میں ہنگری کے چند قدیم حقوق کے استقرار کے حیلہ سے ایک آسٹروی فوج نے زپس کے ضلع پر ٹھیک اُس وقت میں قبضہ کرلیا جب کہ فریڈرک معاوضوں کی اُن تدابیر پر غور کررہا تھا جنکی بنا پر پولینڈ کی تقسیم عمل میں آئی۔

جنگ اور سفارتی کارروائیاں ۱۷۶۹ء و ۱۷۷۰ء نیس کی شاہی ملاقات

جولائی میں روسیوں اور ترکوں کے درمیان نیسٹر کے قریب جنگ شروع ہوگئی۔ ستمبر ۱۷۶۹ء میں ترکوں کو شکست ہوئی روسیوں نے صوبجات مولڈے ویا اور والے شیا پر قبضہ کرلیا، خوتن آزوو اور ٹگان روک کے قلعوں اور شہر بخارسٹ پر بھی اُس کا قبضہ ہوگیا۔ اثناء جنگ میں فریڈرک نے نیس میں جوزف سے ملاقات کی۔ پولش ڈام کے دیو (فریڈرک) کے خیالات کو معلوم کرنا نہایت ضروری تھا مگر دونوں بادشاہوں میں سے کسی نے اپنی حکمت عملی کو ظاہر نہیں کیا۔ اس ملاقات کی خبر سے کیتھرین کو وحشت ہوگئی اور اُس نے فریڈرک کے تمام مطالبات کو تسلیم کرلیا۔ اکتوبر میں روس اور پرشیا کے اتحاد میں ۱۷۸۰ء تک توسیع کی گئی۔ کیتھرین نے فریڈرک کے لیے آنس پاخ اور بیروتھ کی جانشینی کی ذمہ داری کی اور اس کے معاوضہ میں فریڈرک نے وعدہ کیا کہ اگر سویڈن کے دستور میں کوئی ترمیم ہوئی تو وہ پومیرانیا پر حملہ کریگا۔ شواسیول کو بھی اس ملاقات کے نتائج کی طرف سے اندیشہ ہوگیا اور اسے خوف ہوگیا کہ کہیں پرشیا اور آسٹریا میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوجائے جس سے فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کو نقصان پہونچے۔ شواسیول کی خواہش تھی کہ روس اور ٹرکی کی جنگ کے دیر تک جاری رہنے سے فرانس کو نفع ہوگا، برخلاف اس کے کانٹز صلح کا خواہاں تھا اور دونوں فریقوں کے درمیان وساطت کرنے پر آمادہ تھا تاکہ آسٹریا کے مقبوضات میں کچھ اضافہ ہوجائے۔ ۱۷۷۰ء کی جنگ سے ترکوں کو نقصان پہونچا۔ ایک روسی بیڑا انگریز افسروں کی زیر نگرانی بحیرۂ بالٹک سے بحیرۂ یونان کو روانہ ہوا اور گوالیگزس اور لوڈ کو یونان میں انقلاب برپا کرنے میں ناکامی ہوئی مگر روسی امیر البحر نے ایل فنسٹن کی مدد سے ۵ جولائی ۱۷۷۰ء کو ترکی

صفحہ ۳۱۶

بیٹرے کو خینسن مے میں شکست دیکر تباہ کردیا اور ریم اگست کو ایک چھوٹی سی روسی فوج نے رومیانٹ زووکی سرکردگی میں ترکوں کو کاگول میں شکست دی۔ ان ہزیمتوں کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ترکی کا آخری وقت آگیا ہے، اُس کے مقبوضات عنقریب اُس کے حریفوں میں منقسم ہو جائینگے اور ڈین یوب کے سواحل پر روسیوں کے قدم جم جائینگے۔ سلطان نے بھی مجبور ہو کر فرانس سے امداد طلب کی مگر شواسیول نے صرف کچھ روپیہ چند افسر اور ۵۰۰ سپاہی بار کی مشارکت کی امداد کیلیے بھیجے۔ ان افسروں میں دوموری اے بھی تھا۔ انگلستان نے روسیوں کی کامیابیوں سے خائف ہو کر اپنے افسروں کو واپس بلالیا اور اس کے سفیر میرے نے جو قسطنطنیہ میں مقیم تھا باب عالی کو یہ سمجھایا کہ انگلستان سے وساطت کی درخواست کرے۔ فریڈرک نے بھی ٹرکی اور روس میں مصالحت کے لیے سرگرمی سے کوشش کی مگر آسٹریا نے بجائے زبس پر قناعت کرنے کے پولینڈ کے ایک اور حصے پر قبضہ کر لیا۔ اگست میں ترکی نے آسٹریا اور پرشیا سے درخواست کی کہ جنگ کو ختم کرادیا جائے۔

فریڈرک اور جوزف کی دوسری ملاقات نیوس ٹاٹ میں ۲ ستمبر ۱۷۷۰ء کو ہوئی۔ اُسوقت حالت نہایت نازک تھی کانٹز بھی جوزف کے ساتھ تھا اور مباحثوں میں وہ بھی شریک تھا۔ فریڈرک نے محسوس کر لیا تھا کہ صلح کی گفتگو کی کامیابی کا دارومدار آسٹریا پر ہے۔ اگر روسی فوجوں نے ڈین یوب کو عبور کر لیا تو آسٹریا روس پر ضرور حملہ کریگا اور تمام یورپ جنگ میں مبتلا ہو جائیگا کانٹز نے صاف کہدیا کہ اگر کیتھرین نے پولینڈ کو ایک روسی صوبہ بنانے یا ٹرکی کے حصہ بخرے کرنے پر اصرار کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہو جائیگا۔

۱۲ اکتوبر کو پرنس ہنری سینٹ پیٹرس برگ میں وارد ہوا اور اس کی سفارت یورپ کے لیے نہایت اہم ثابت ہوئی۔ ختم سال کے قبل روس نے بندر آگرمان اور

پولینڈ کی تقسیم کی تجویزیں۔

بسریلا پر قبضہ کر لیا تھا اور ترکوں کے قبضہ میں صرف گیورگیو ورنگیا تھا جو ڈین یوب کے بائیں کنارے پر تھا۔ کیتھرین نے فتح حاصل کرنے کے بعد مصالحت کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا۔ پرنس ہنری کا بیان ہے کہ جنوری ۱۷۷۱ء میں کیتھرین سے ملاقات کر کے اس نے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی

صفحہ ۳۱۷

اس وقت مشرقی یورپ کی حالت نہایت نازک تھی۔ روسیوں نے والڈے ویا اور والئےشیا کو پوری طور سے فتح کرلیا تھا' زپس سان دیکز پر آسٹریا کا قبضہ ہوگیا تھا' جن میں قریب ۵۰۰ گاؤں تھے اور شاہ پرشیا نے پولش پرشیا میں اپنی فوجیں بھیجدی تھیں۔ برخلاف اس کے پولینڈ کی مشارکت کے پاس نہ تو روپیہ تھا نہ سپاہی اور نہ انھیں کامیابی کی کوئی امید تھی۔ اس مشارکت کا دار و مدار صرف ۷۰۰۰ اسواروں پر تھا جو پانچ یا چھ اسکوڈرنوں میں منقسم تھے۔ ہر ایک اسکوڈرن ایک خود مختار رئیس کے زیر کمان تھا' ۱۷۷۱ئہ میں دوموری اے کولینٹ سکرون میں شکست ہوئی اور گو ویومیس نل ذورا ایلان اور شواسی نے سال مابعد میں کراکو کا قلعہ فتح کرلیا مگر سوورود کی زد سے قلعہ مذکور کو وہ بچا نہ سکے اور پولینڈ اب بالکل تینوں حلیفوں کے پنجۂ ستم میں پھنس گیا تھا۔

۲۴ دسمبر ۱۷۷۰ئہ کو شواسیول اپنی خدمت سے علحدہ ہوگیا اور کم از کم ایک مدت کیلیے یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا اثر مطلق باقی نہ رہا۔ اسی وقت آسٹریا کا سفیر وان سوئٹین برلن میں فریڈرک سے گفت و شنید کر رہا تھا اور پرنس ہنری کیتھرین کو یہ سمجھا رہا تھا کہ پولینڈ کی تقسیم کی تدبیر پر عمل کرنے سے ٹرکی کا مسئلہ پرامن طریقہ سے حل ہوجائے گا۔

پولینڈ کی تقسیم کا خیال کوئی نیا نہ تھا۔ ۱۵۷۳ئہ میں میکسی می لین ثانی نے یہی خیال ظاہر کیا تھا' ایک صدی کے بعد چارلس دہم شاہ سوئیڈن نے اس کی تجدید کی اور اس کے جانشین نے یہ رائے دی کہ شہنشاہ بران ڈین برگ اور سوئیڈن پولینڈ کو باہم تقسیم کرلیں۔ اٹھارھویں صدی میں تقسیم کا یہ مسئلہ اکثر زیر غور رہتا تھا۔ پیٹر اعظم کی بھی اس کی طرف توجہ تھی' آگسٹس دوم کا خیال تھا کہ پولینڈ کے تخت و تاج کو اپنے خاندان کے لیے موروثی کردے۔ پرشیا کو عرصۂ دراز سے پولش پرشیا کو حاصل کرنے کی آرزو تھی فریڈرک اعظم نے دلائل کے ساتھ اپنے باپ کو سمجھایا تھا کہ پرشیا کی ڈچی کو بران ڈین برگ کے ساتھ ملحق کردینا ضروری تھا۔ اس ملک پر جبراً قبضہ کرلینے سے پرشیا کو بہت کچھ نفع تھا اور باوجود زارینا کے انکار کے ۱۷۶۱ئہ میں لوگوں کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ فریڈرک اور کیتھرین نے پولینڈ کی تقسیم کے متعلق کوئی سمجھوتہ کرلیا ہے۔ پرنس ہنری کی سفارت (اکتوبر ۱۷۷۰ئہ تا جنوری ۱۷۷۱ئہ) کے زمانے سے زارینا کو یہ خیال ہوگیا کہ ٹرکی میں جو فتوحات حاصل ہوئی

صفحہ ۳۱۸

تھیں ان کے معاوضے میں پولینڈ کا ایک حصہ لیلے اور اس بدنصیب ملک کے جن حصوں کو آسٹریا اور روس لینا چاہتے تھے اس پر اتفاق ظاہر کرکے انھیں بھی خاموش کردے۔ ٹرکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے اُن کو شکست دینے کے لیے کانٹز اس اثنا میں کوشاں تھے۔ ترکوں کو امید تھی کہ فرانس اگر اُن سے متحد نہ رہیگا تو کم از کم مدد ضرور کریگا مگر یہ تجویز آسٹریا کو ناپسند تھی اگر فرانس اور آسٹریا ملکر ٹرکی کی جانب داری پر آمادہ ہو جاتے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ روس سے بالکل بگاڑ ہو جاتا اور ٹرکی یا پولینڈ سے آسٹریا کو کوئی معاوضہ نہ ملتا۔ آسٹریا کو اپنی سفارتی کارروائیوں میں واقعات سے بھی مدد ملی شیوسیول کے معزول ہونے کی وجہ سے فرانس کی طرف سے مداخلت کا اندیشہ جاتا رہا اور روسیوں کو ڈین یوب کے بائیں ساحل پر اور تاتاران قرم پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے ترک آسٹریا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۶ر جولائی ۱۷۷۱ء کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے ایک رقم خطیر کے صلے میں آسٹریا نے روس کے خلاف ہتھیار اٹھانے اور ٹرکی کو اُس کے گم کردہ مقبوضات کے حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ کانٹز کو اس سے تقویت ہوگئی اور اُس نے سینٹ پیٹرس برگ اور برلن کے درباروں کو مطلع کیا کہ اگر روسیوں نے ڈین یوب کو عبور کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہوگا۔ اور پولینڈ کی تقسیم سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اس کے اس اعلان سے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔ روسی بغیر پرشیا کی امداد کے پولینڈ کی مشارکت کو ہزیمت نہ دیسکتے تھے اور اُس ملک کی تقسیم میں بھی وہ عجلت کرنا پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اس سے اُن کے زبردست ہمسایہ (پرشیا) کی قوت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ فریڈرک کی تدبیریں عنقریب تھا کہ خاک میں ملجائیں کیونکہ اُس نے امن کو قائم رکھنے کی غرض سے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی تھی اور اُسکا خیال تھا کہ اگر اس تقسیم کے بعد جنگ ہوئی تو اُس کو ملتوی کردینا ہی بہتر ہوگا۔ مگر اُن سفارتی پیچیدگیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اُسے بہت جلد ایک موقع ملگیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ میریا تھیریسا جنگ کی خواہاں نہیں ہے بلکہ اس کی خواہش صرف یہ ہے کہ روسی مولڈیویا اور ولاشیا پر قبضہ نہ کرنے پائیں۔ ان باتوں کو معلوم کرکے فریڈرک نے سازش کا جال پھر بچھا دیا۔ میریا تھیریسا غاصبانہ طرز عمل کو پسند نہ کرتی تھی مگر جوزف ثانی

صفحہ ۳۱۹

ثانی اور کانٹز نے فریڈرک کے مشورے پر عمل کیا اور آسٹریا روس اور پرشیا نے تقسیم کے اصول کو علی الترتیب ۱۹ر فروری ۲۸ر فروری اور ۵ر مارچ کو تسلیم کر لیا یہ تقسیم ایک سمجھوتے کی بنا پر ہوئی تھی جس کی رو سے کیتھرین ڈینیوب کے سواحل پر اپنی فتوحات سے دست کش ہوگئی۔ آسٹریا نے اپنے آپ کو ایک سخت خطرے سے بچالیا اور فریڈرک کو وہ ملک ملگیا جس کی عرصہ سے اُس کو آرزو تھی۔ سُووُرُوو نے پولینڈ کی مشارکت کو شکست دی دو موری اے علیحدہ ہو چکا تھا اس کے جانشین ویومیس ہِلؔ نے فرانسیسی رضاکاروں کی مدد سے کراکو کو فتح تو کر لیا مگر کوئی اہم فوجی کارروائی اس سے عمل میں نہ آسکی۔ ۲۵ر جولائی کو قطعی معاہدۂ تقسیم پر بالآخر دستخط ہوگئے اور تمام ملک کو فتح کر لینے کی دھمکی دیکر حلیفوں نے ڈائٹ سے اپنے مطالبات کو منظور کرالیا۔ پولینڈ نے ایک ایسے دستور کو منظور کر لیا جس میں زمانۂ سابق کی اکثر خرابیاں موجود تھیں اور بیس سال تک یہ ملک اسی طوائف الملوکی کی حالت میں رہا جب کہ آخری مرتبہ اُس کے حصے بخرے ہوگئے۔ معاہدۂ تقسیم کی رو سے روس کو "سفید روس" اور پولینڈ کا وہ حصہ ملگیا۔ جو ڈوینا، نیپر اور ڈردش ندیوں کے بیچ میں ہے۔ آسٹریا کو قریب قریب تمام "سرخ روس" اور گالے شیا ملگئے اور اس کے علاوہ پوڈولیا کا ایک حصہ، سان ڈومیر اور کراکو بھی۔ پرشیا کو پولینڈ اعظم کا ایک حصہ اور پولش پرشیا بجز ڈان زک و تھورن ملگئے۔

اس تقسیم سے پولینڈ کا ایک ثلث ملک اس کے قبضہ سے نکل گیا جس میں اُس کی آبادی کا ایک نصف تھا تینوں حلیفوں میں پرشیا کو سب سے زیادہ نفع ہوا۔ اسکا حصہ رقبہ میں سب سے چھوٹا تھا مگر آبادی میں سب سے زیادہ تھا اور اسکی سلطنت کے دور افتادہ حصوں کو باہم ملادینے سے اُس کے لیے نہایت بیش قیمت ثابت ہوا۔

اپنے باشندوں کی باہمی رنجشوں اور بغض و حسد سے پولینڈ بالکل کمزور ہوگیا تھا اور اس لیے وہ نہ تو روس کی اس قومی تحریک[1] کی مخالفت کر سکتا تھا جو سفید سیاہ اور چھوٹے روس کے الحاق کی طالب تھی اور نہ پولش پرشیا کو فریڈرک سے بچا سکتی تھی

پولینڈ کے زوال کے اسباب

فرانس کی مدد سے اس کی قومی آزادی کے بچ جانے کی جو کچھ رہی سہی

[1] Rambaud, Histoire de la Russie, p. 460

صفحہ ۲۲۰ امید تھی وہ بھی جنگ ہفت سالہ میں جاتی رہی جب کہ پولینڈ روسی فوجی کارروائیوں کا مرکز بن گیا۔

پولینڈ کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر اس کے زوال نہ تو اس زمانہ کے سیاسی مصالح پر محمول کر سکتے ہیں نہ اس کے تینوں ہمسایوں کی حرص ملک گیری پر بلکہ یہ زیادہ تر خود اسی کا قصور تھا۔ یہ سچ ہے کہ پولینڈ کے امرا کے لامتناہی مناقشات کی وجہ اس کا وجود اس کے ہمسایوں کے لیے ناقابل برداشت تھا اور اس کے بقا کی اس وقت تک امید نہ ہو سکتی تھی جب تک کہ اس کے امرا کسانوں کے ساتھ بہتر سلوک پر آمادہ ہوں اور اپنے اور ان کے درمیان ان تعلقات کو حسب حال قائم رکھنے پر مصر نہ ہوں جو ازمنۂ وسطیٰ سے چلے آتے تھے۔ پولینڈ کے کسانوں کی حالت بالکل غلاموں کی سی تھی اور اس کی ہر تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسانوں کی ایک مزید تعداد کو حکومت کے بدل جانے سے امن نصیب ہوا۔ حکومت کے تغیر سے کسانوں کا کوئی نقصان نہ تھا اس لیے انھیں اس امر کی بالکل پروا نہ تھی کہ آیا وہ اپنے ملکی رئیسوں کی رعایا ہیں یا کسی غیر ملکی بادشاہ کی۔ پولینڈ[1] کے نام نہاد مصائب اور اس کے غیر ملکی حکومتوں کے تحت میں آجانے کی اصلی وجہ یہی ہے کہ امیروں سے قوم کی تعداد غالب کو انتہائی عداوت تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ پولینڈ کی پہلی تقسیم حقوق قومیت کے خلاف میں ایک زبردست جرم ہے اور اس سے عہد زیر تذکرہ کے سیاسی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ یورپ کی تاریخ میں گویا اس سے ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور تقسیم مذکور ایک بین ثبوت ہے ملک گیری کی ہوس اور مقبوضات کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کی خواہش کا اور قومیت کے حقوق کے پامال کرنے کا جو اٹھارہویں صدی کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اس تقسیم سے اتفاق کرنے میں روس نے عقلمندی سے کام نہیں لیا۔ پولینڈ بھی مثل روس کے ایک سلاو سلطنت تھی۔ جنگ ہفت سالہ میں پولینڈ روس کے زیر اثر تھا اور روس کا متوسل پونیاٹوسکی وہاں کا بادشاہ تھا۔ اس لیے کیتھرین اس بادشاہ کے ذریعہ سے اہل پولینڈ پر حکومت کر سکتی تھی اور رفتہ رفتہ اس کا الحاق بھی کر سکتی تھی۔ اس تقسیم سے روس کے مقابلہ میں پرشیا اور آسٹریا کی قوت میں اضافہ ہوا۔ اہل پولینڈ سلطنت روس

---

[1] پولینڈ کی مختصر تاریخ مصنفۂ فیلڈ مارشل فون مولٹ کی ترجمۂ انگریزی صفحہ ۷۵۔

صفحہ ۳۲۱

کے دشمن جانی ہو گئے۔ مغرب کی طرف روسیوں کی پیش قدمی رک گئی قسطنطنیہ کی طرف بھی روس کے بڑھنے میں رکاوٹیں پڑ گئیں۔ پولینڈ کی تقسیم پر آسٹریا اور پرشیا سے متفق ہونے میں کیتھرین پولینڈ پر اپنے تفوق سے محروم ہو گئی جو الحاق کے مساوی تھا۔ اس معاملہ میں کیتھرین نے اپنے وزیر باتدبیر پانن کے مشورہ کے خلاف عمل کیا جو اس بنا پر تقسیم کا مخالف تھا کہ پولینڈ کو اپنا متوسل بنا رکھنے میں روس کا زیادہ نفع ہے مگر زارینا نے اپنے منظور نظر درباریوں کی تائید سے وزیر کے مشورہ کے خلاف عمل کیا اور تقسیم کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔

فریڈرک اعظم اپنے اس جدید مقبوضہ میں جو اصلاحیں عمل میں لایا اُن کی بنا پر جرمنی کے بعض مورخ پولینڈ کی تقسیم کو حق بجانب خیال کرتے ہیں مثلاً اوڈرا اور روس چولا ندیوں کو اُس نے ایک نہر بنا کر ملا دیا شہروں کی ترقی کا اسے خاص خیال تھا دریا بُرد زمینوں کو اُس نے قابل کاشت بنا کر اس خطہ کو جرمنی کا زرخیز ترین ضلع بنا دیا۔ اس جدید مفتوحہ ملک میں کسانوں کی حالت کی اصلاح کی گئی اور تجارت کو فروغ دیا گیا۔ مگر مورخین کا فیصلہ ان تینوں دولتوں کے خلاف ہے جنھوں نے عملی طور پر یورپ کے سیاسیات میں ایک ایسے اصول کو داخل کیا جس سے زمانہ مابعد میں نیپولین نے کام لیا اور جس کے نتائج پرشیا اور آسٹریا کے لیے اندوہناک ثابت ہوئے یہ حکمت عملی جو پولینڈ کے قطع و برید کا باعث ہوئی رفتہ رفتہ فتوحات کے عام اصول میں متبدل ہو گئی اور پولینڈ کی پہلی تقسیم سے یورپ کے انقلاب کا آغاز ہوتا ہے۔

انگلستان کی عدم مداخلت

فرانس اور انگلستان نے اس بدنصیب ملک کو بچانے کے لیے مطلق کوشش نہ کی۔ انگلستان اس وقت امریکا کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا تھا اور اُس کے مدبر روس سے ایک گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے کیوں کہ خاندان بوربون کی حکومتیں انگلستان کی تجارت کے درپے تھیں اور انکا خیال تھا کہ اگر روس سے سمجھوتا ہو جائے تو اُن کی تجارت کو فروغ ہوگا۔ روس کو ہندوستان یا نوآبادیوں میں انگریزوں کے اثر کے بڑھنے سے کوئی سروکار نہ تھا اور بحیرۂ روم یا بحر اسود میں روسی حکومت کے قائم ہونے کا خطرہ تھا برخلاف اس کے فرانس کا اثر اب تک ہندوستان میں قائم تھا اور روس مثل انگلستان کے فرانس کے بوربون بادشاہوں کا مخالف تھا۔ علاوہ ازیں

صفحہ ۳۲۲

بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل میں فرانس اور انگلستان میں رقابت تھی مگر بحیرۂ بالٹک کی تجارت میں روس کی مدد سے انگلستان کا کوئی حریف نہ تھا۔ انگلستان کے وزرا ممکن ہے کہ تقسیم کے اصول کو پسند نہ کرتے ہوں مگر وہ نہ تو مداخلت کر سکتے تھے اور نہ کرنا چاہتے تھے لارڈ سفوک وزیر خارجہ نے اس تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک "عجیب و غریب معاملہ" قرار دیا اور صرف یہ پیشین گوئی کرنے پر اکتفا کیا کہ یہ تینوں دولتیں بجائے یورپ کے اس حصہ میں امن و امان قائم رکھنے کے آیندہ مناقشات کے تخم بو رہی ہیں براعظم یورپ کے بادشاہ انگلستان کی مداخلت کی طرف سے بے پروا تھے اور نو آبادیوں کے متعلق اُس کی پریشانیوں اور اُس کے پارلیامنٹ کے قضیوں کی وجہ سے اسے رو بزوال خیال کرتے تھے نیس میں فریڈرک اعظم نے نہایت حقارت سے انگلستان کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ انگلستان کے بادشاہ ہونے کے مقابلہ میں میں جرمنی کی ایک چھوٹی سی ریاست کا رئیس ہونا پسند کرونگا۔ کیتھرین کا خیال تھا کہ انگلستان میں اگر اندرونی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے۔ صرف کانٹز ایک مدبر تھا جسکو یہ احساس تھا کہ انگلستان کی حالت براعظم یورپ کی سلطنتوں کی سی نہیں ہے، اسکا قول تھا کہ انگلستان کے ظاہری حالات سے دھوکا نہ کھانا چاہیے بلکہ اس عجیب و غریب حکومت سے معاملت کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

فرانس کی حکمت عملی۔ فرانس نے بھی پولینڈ کو ایسی امداد نہ بھیجی جو اس کے لیے مفید ہو سکتی جب تک کہ شواسیول برسر اقتدار تھا آسٹریا کو روس اور پرشیا کے ساتھ پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں تامل تھا۔ بار کی مشارکت کی کامیابی سے پولینڈ کے دستور کو متغیر کرنے کی تمام کوششیں ملتوی ہو جاتیں مگر اس کے اراکین کی درخواست کے جواب میں شواسیول نے صرف ۱۵۰۰ سپاہی اسلحہ اور روپیہ کے ساتھ شواسیُ دی توپے اور دو موری اے کے تحت میں روانہ کیے اور یہ امید رکھی کہ ترکی مداخلت، اہل پولینڈ کی مقاومت اور آسٹریا کی غیر جانب داری سے روسیوں کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہوگی۔ پرشیا روس اور آسٹریا کے مقاصد میں وہ سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے سدراہ ہونا چاہتا تھا مگر اس کا یہ ارادہ ہرگز نہ تھا کہ پولینڈ کی آزادی کی بقا کے لیے یورپ کو ایک عام جنگ میں پھنسا دے اور روس، پرشیا اور آسٹریا کے اتحاد کے امکان کا اُسے مطلق خیال نہ تھا۔ ۱۷۷۰ء میں ولی عہد

صفحہ ۳۲۳

سے میری آن توآن نیت کی شادی ہو جانے سے اس کی امیدیں اور بھی قوی ہو گئیں۔ مگر دسمبر ۱۷۷۰ء میں اس کے یکایک معزول ہو جانے کی وجہ سے فرانس کی سرگرم مداخلت کا امکان بالکل زائل ہو گیا اور جوزف دوم اور کانٹز کی راہ سے ایک کانٹا نکل گیا۔

روس اور ٹرکی کی جنگ

پولینڈ کو باہم تقسیم کر کے اور سویڈن میں ۱۷۷۲ء[1] میں انقلاب پیدا کرا کے روس پرشیا اور آسٹریا جنگ ٹرکی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ٹرکی اور روس کے مابین مصالحت کرنے کی کوششیں اس کے قبل بھی ہوئی تھیں مگر باب عالی نے یہ معلوم کر کے کہ روسیوں کی نیت قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کی تھی اُن شرائط کو رد کر دیا جو ایک کانگریس میں پیش کی گئی تھیں جو بخارسٹ میں ۱۷۷۳ء میں منعقد ہوئی تھی اور جنگ کو جاری رکھا اس اثنا میں آسٹریا معاہدۂ تقسیم کی شرائط کی ترمیم اور اسبر کز کے خط اور بشرط امکان بکووینا کے حاصل کرنے پر مصر تھا۔ کیتھرین نے اولاً تو آسٹریا کے مقبوضات کی توسیع سے سخت اختلاف ظاہر کیا مگر سال مذکور کے موسم خزاں میں بعض واقعات ایسے ہوئے جس سے وہ اپنی ضد سے باز آئی کیونکہ نہ صرف روسی فوجوں کو ہزیمتیں ہوئی تھیں بلکہ ڈان کی قزاق قوم نے پوگاچیو کی سرکردگی میں بغاوت کر دی تھی۔ یہ تحریک کچھ تو قومی اور کچھ مذہبی تھی سترھویں صدی میں غیر ملکی اثرات کے داخل ہونے سے جن سے عبادت کے طریقے بھی نہ بچ سکے، روس میں سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی اور پیٹر اعظم نے اس ناراضی کو نہایت سختی کے ساتھ دفع کیا۔

کیتھرین دوم کے عہد حکومت تک روس کی قدیم روایات باقی تھیں اور پوگاچیو اس جماعت سے تعلق رکھتا تھا جو ان کی حامی تھی۔ مگر اس کا اثر زیادہ تر کسانوں پر تھا۔ کسان اولاً آزاد تھے مگر رفتہ رفتہ وہ نیم غلامی کی حالت میں (Serf) ہو گئے اور زمین کا ایک جزو بن گئے یعنی جس زمین کو وہ کاشت کرتے تھے اُس کے ساتھ وہ خود فروخت ہونے لگے، سترھویں صدی کے آخر میں اُن کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے علیحدہ بھی فروخت ہونے لگے گو قانوناً اُن (Serfs) میں اور غلاموں میں کچھ فرق تھا۔ پیٹر سوم نے جب ۱۷۶۲ء میں امرا کو جبری ملازمت سے آزاد کر دیا تو کسانوں نے بھی اپنی قدیم آزادی کو یاد کر کے امید کی کہ اصول مذکور کا اطلاق اُن پر بھی ہوگا ان میں یہ خیال پھیل گیا کہ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے فرمان شاہی کو روک لیا ہے

---

[1] دیکھو صفحہ ۳۲۳ کتاب ہذا۔

صفحہ ۳۲۴

اور پیٹر کی موت کو بھی انھوں نے اپنے دشمنوں یعنی امیروں کی طرف منسوب کیا۔ اکثر کسانوں کا یہ خیال تھا کہ پیٹر اب تک زندہ ہے اور ایک قزاق پوگاچیو زار ہے قزاق نسلاً سلاو تھے اور مذہباً کلیسیۂ یونان کے پیرو تھے، ٹرکی کی جنگ سے وہ بیزار تھے کیونکہ اس کی وجہ سے انکے روزمرہ کے کاموں میں ہرج ہوتا تھا۔ انھوں نے جب بغاوت کی تو بہت سے کرغیز اور قلماق تاتاری بھی انکے شریک ہو گئے۔ پوگاچیو کو اولاً کوہ یورال کے نواح میں کچھ کامیابی ہوئی اور جن امرا کو اُس نے گرفتار کیا اُن کی جائداد کو اُس نے کسانوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر بالآخر باغیوں کو ہزیمت ہوئی، پوگاچیو کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قزاقوں کی آزادی ایک حد تک سلب کر لی گئی۔[1]

اس بغاوت سے مجبور ہو کر کیتھرین نہ تو کانٹز کو اشبُرگ کے خط پر فوجیں بھیجنے سے روک سکتی تھی نہ فریڈرک کو پولینڈ کی مزید قطع و برید کر کے اپنے جدید مقبوضات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملحق کرنے سے روک سکتی تھی۔ صرف ترکوں نے روسیوں کی پریشانیوں سے کوئی نفع نہ اٹھایا۔ ۱۷۷۳ء میں سلطان عبدالحمید سلطان مصطفی کے جانشین ہوئے اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر مُصر تھے مگر انھیں اپنے پیش رو سے بھی کم کامیابی ہوئی۔ رومیانٹ زوو نے ترکی فوجوں کو جون میں شکست فاش دی اس لیے وزیر اعظم نے جولائی میں مصالحت کی غرض سے سفیر روانہ کیے۔ ۱۹؍ جولائی ۱۷۷۴ء کو کچک کینارجی کا صلح نامہ ہوا جسکی رو سے روس نے گرجستان بے سارابیا، والیشیا، مولڈیوا و مجمع الجزائر ٹرکی کو واپس کر دیے مگر کن برن جے نی کابی کرچ اور آزوو اور اُن کے ملحقہ اضلاع پر اُس نے اپنا قبضہ بحال رکھا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے تاتاری روس کے زیر اثر ہو گئے، ٹرکی کے عیسائیوں کے لیے بعض مراعات کا مطالبہ کیا گیا والیشیا اور مولڈیویا کی ریاستوں کے بہتر انتظام کرنے پر اصرار کیا گیا اور قسطنطنیہ میں ایک روسی سفارت قائم ہو گئی۔ صلح نامۂ کینارجی ہی سے مسئلہ مشرقی، کا آغاز

کچک کینارجی کا صلحنامہ

---

[1] Sorel, La Question d' Orient au XVIII me Siecle

ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے بحر اسود کے شمالی سواحل پر روسیوں کے قدم جم گئے بوگ ندی ٹرکی کی سرحد قرار دی گئی اور ٹرکی کے سمندروں[1] میں روس نے اپنے جہازرانی کے حقوق کو تسلیم کرا لیا۔ صلح نامہ مذکور کے مرتب ہونے کے قبل ترکوں کو پرشیا اور آسٹریا کی مداخلت کی امید تھی مگر فریڈرک نے احتجاج کو کافی خیال کیا اور جوزف بنات خود روس سے اتحاد پیدا کرنے کی فکر میں تھا کیونکہ پوڈولیا کے آسٹروی حصہ کی توسیع اسبرک تک ہو چکی تھی اور وہ خود بکووینیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ستمبر میں آسٹروی فوجوں نے اُس ضلع پر قبضہ کر لیا اور بے بس ترکوں نے ۸ مئی ۱۷۷۵ء کے صلحنامہ سے اس قبضہ کی توثیق کر دی۔ کنیارجی کا صلح نامہ اور پولینڈ کی پہلی تقسیم روسی حکومت کے طرز عمل کی بین مثالیں ہیں۔ صلح نامۂ مذکور ٹرکی کی مسیحی رعایا کی آزادی کا پہلا زینہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ایک قدیم اور بہادر قوم غلام بنالی گئی۔ یہ تقسیم ایک سخت جرم ہونے کے علاوہ غلطی پر مبنی تھی اور اُس کے عمل میں لانے کے متعلق جس کا موقع اس کی طوائف الملوکی سے ملا تھا صرف یہ عذر پیش کیا جا سکتا تھا کہ اُس کی وجہ سے پرشیا، آسٹریا اور روس کے درمیان امن قائم رہا۔ لیکن گو ان تینوں سلطنتوں کی باہمی رقابت انکے اتحاد کا باعث ہوئی تھی مگر آیندہ سے مسئلہ پولینڈ کی وجہ سے انکی باہمی مخالفت میں مزید اضافہ ہوا اور اس کی وجہ سے نہ تو جرمنی کی سیادت کے لیے آسٹریا اور پرشیا کی باہمی جدوجہد رک سکی اور روس کی طرف سے جرمنی کے اتحاد کو جو خطرہ تھا وہ بھی دفع نہ ہو سکا۔

سال ہائے زیر تذکرہ میں فرانس، پولینڈ اور ٹرکی کو شکست اور قطع و برید سے بچا نہ سکا۔ فرانس جنگ ہفت سالہ سے خستہ حال ہو گیا تھا اور اس وقت اپنے نظام مملکت کی از سر نو تنظیم، جیسوائٹوں کے اخراج اور بادشاہ اور پیرس کے پارلیمان کے جھگڑوں میں منہمک تھا۔ اس لیے اُس کی حکومت مشرق اور جنوب مشرق کے معاملات میں صرف سفارتی

شوا سیول کی داخلی اور خارجی حکمت عملی۔

[1] Treaty Relations between Russia and Turkey By T. E. Holland, D. C. L

صفحہ ۲۲۸

کارروائیوں سے کام لےسکتی تھی ۱۷۶۳ء سے ۱۷۷۰ء تک فرانس کی تاریخ درحقیقت شواسیول کی وزارت کی تاریخ ہے۔

صفحہ ۳۲۶

یہ سرگرم وزیر پانچ سال کے وقفہ کے بعد پھر وزارت خارجی پر فائز ہوگیا تھا۔ پولینڈ کی تقسیم کی تجویز کا وہ ہمیشہ سے مخالف تھا مگر اس وقت وہ فرانس کے بحری تفوق کو بحال کرنے کی تدبیروں میں منہمک تھا، اس لیے مشرقی یورپ کے معاملات کی طرف سے اُس نے غفلت کی اور جب اس نے مداخلت کی تو مداخلت کا وقت گذر چکا تھا۔ اور ۱۷۷۰ء میں فرانس کی حالت ایسی تھی کہ سوائے زبانی دھمکیوں کے وہ کچھ نہ کرسکتا تھا۔ [1]"تاریخ میں متعدد ایسی جماعتوں کا ذکر ہے جن کو پولینڈ میں فرانس نے ورغلایا اور ان سے تائید کا وعدہ کیا مگر عین وقت پر اس نے انکا ساتھ چھوڑ دیا۔"

جنگ[1] ہفت سالہ کے بعد انگلستان سے فرانس کے نقصانوں کا انتقام لینے کی غرض سے اس نے فرانس کی تنظیم جدید کے عظیم الشان کام کو شروع کر دیا بادشاہ سے اُس نے عرض کیا کہ "انگلستان آپ کی سلطنت اور آپ کے اقتدار کا علانیہ دشمن ہے اُس کے حریصانہ تجارتی رجحانوں، اس کے غرور اور اُس کے حسد سے آپ کو متنبہ ہوجانا چاہیے کہ ایسے ملک کے ساتھ دوامی صلح ہونے کے لیے سال ہا سال درکار ہیں" شواسیول کا خیال بالکل صحیح تھا۔ گو اُس کے مزاج میں زیادہ استقلال نہ تھا مگر انگلستان اور فرانس کی رقابت کی اصلیت کو خوب سمجھتا تھا، فرانس کے احیاء کا اسے حد درجہ خیال تھا اور اپنی وسیع تجویزوں کو عمل میں لانے میں اُس نے محنت شاقہ برداشت کی اُس نے مستعمروں کی ہمت افزائی کی، جزائر آن تیل کی طرف اُس کی خاص توجہ تھی، مارتی نیک کو اُس نے نہایت احتیاط سے مستحکم کرایا اور سررشتۂ مالیہ کی حالت پہلی حالت پر لانے کی کوشش کی ۱۷۶۳ء اور ۱۷۶۶ء کے درمیان اُس نے فوج میں متعدد اصلاحیں اور بحریہ کو از سر نو درست کر دیا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ انگلستان کو زیر کرنے کے لیے ایک زبردست بیڑے کی سخت ضرورت ہے اور اس کام کے لیے ہسپانیہ سے اتحاد رکھنا بھی مفید ہوگا

(۱) مختصر تاریخ پولینڈ مصنفہ نیسلڈ آرشل فن مولٹ کی۔ ترجمہ انگریزی صفحہ ۸۸

پرتگال اور ہسپانیہ میں اس نے انگلستان کے اثر کی بیخ کنی کرنی شروع کر دی کیونکہ اسے امید تھی کہ ان ملکوں کی مدد سے انگلستان کا پوری طور سے مقابلہ ہو سکے گا اُس کو ان کوششوں میں بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ گری مالڈی وزیر ہسپانیہ نے اُس کی پیروی کی جو ۱۷۶۱ء کے خاندانی معاہدے کی ترتیب میں شواسیول کا شریک تھا اور ہسپانیہ نے اپنے بحریہ اور نوآبادیوں کے نظام کی از سر نو تنظیم شروع کر دی ۱۷۵۹ء میں فرانس کا بیڑا بالکل تباہ ہو چکا تھا اور صرف چالیس جنگی جہاز باقی رہ گئے تھے ۱۷۷۰ء میں شواسیول کی کوششوں سے ۶۴ بڑے اور ۵۰ چھوٹے جنگی جہاز موجود تھے افسروں اور ملاحوں نے کارکردگی میں بہت کچھ ترقی کی تھی فوجی توپ خانہ بالکل نیا ہو گیا تھا اور مخزن اور اسلحہ خانے جنگی سامان سے معمور تھے۔ شواسیول نے صلح نامہ پیرس کو کبھی قطعی تسلیم نہیں کیا تھا اور معزول ہونے تک اُس کی یہی کوشش تھی کہ ہسپانیہ کے اتحاد کو قایم رکھکر انگلستان کی ناگزیر جنگ کی تیاری کرے ۱۷۶۶ء میں اسٹانس لاس لیشنکی کے انتقال کے بعد لارین اور بار فرانس کے مقبوضات میں ملحق ہو گئے اور ۱۷۶۸ء میں فرانس نے جزیرہ کرسیکا جینووا سے خرید لیا۔ انگلستان اُن اندرونی دقتوں اور نوآبادیوں کے بکھیڑوں میں پھنسا ہوا تھا اس لئے جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ پاؤلی کی سرکردگی میں اہل کرسیکا نے اپنی آزادی کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کاونٹ دی دَو نے انھیں پونتے نُوا وُو میں شکست دی جس سے فرانس کے مقبوضات میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا اور نپولین بوناپارٹ فرانسیسی رعایا میں پیدا ہوا ۱۷۷۰ء میں جزایر فالک لینڈ کے متعلق انگلستان اور ہسپانیہ میں ایک نزاع پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ جائے ۱۷۶۶ء میں ایک انگریزی فوج نے جزائر مذکور پر قبضہ کر لیا

جزایر فالک لینڈ کا معاملہ

مگر جون ۱۷۷۰ء میں ایک ہسپانی مہم پورٹ ایگ منٹ کو بھیجی گئی جس نے وہاں کی چھوٹی سی انگریزی فوج کو خارج کر دیا ہسپانیہ کی یہ کارروائی انگریزوں کو شاق گزری اور جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔

گری مالڈی ہسپانیہ کی طرف سے معاہدہ خاندانی اور صلح نامہ پیرس کی ترتیب میں شریک رہ چکا تھا۔ پیرس کی سفارت سے میڈرڈ واپس آتے پر وہ بجائے وال کے وزیر خارجیہ مقرر ہوا مارکوس جیرو ہُوگری مالڈی نسلاً جنیوا کا باشندہ تھا اور انگلستان کے سفیر کا خیال تھا کہ نہ تو اُس کے خیالات وسیع ہیں اور نہ اُس کی لیاقت غیر معمولی ہے ہیرس نے ۱۷۷۰ء میں لکھا تھا کہ گری مالڈی دلایل کے رد کرنے اور حیلہ بازی میں خاص دخل رکھتا ہے[1] ۱۷۶۶ء میں میڈرڈ کے عوام نے بغاوت کردی اور اس کے بعد اطالوی وزیر مالیہ برطرف کر دیا گیا مگر گری مالڈی نے چارلس سوم کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا تھا اور وہ کسی حد تک ہردل عزیز بھی تھا اس لئے وہ اپنی خدمت پر برقرار رہا۔ اہل ہسپانیہ کو معاہدہ خاندانی پر بہت کچھ بھروسا تھا گر گری مالڈی انگلستان کے خلاف شواسیول کی تائید پر آمادہ نہ تھا، چارلس سوم بھی اُس کا ہم خیال تھا اور دونوں یہ چاہتے تھے کہ مصالحت ہو جائے۔ مگر اُسکو بی لاچی کا جانشین دارانڈا جو شواسیول کا مداح تھا جنگ پر تلا ہوا تھا۔ بالاخر حالت نہایت نازک ہو گئی اور انگریزی سفیر ہیارس میڈرڈ سے چلا گیا۔ مگر شواسیول کے معزول ہو جانے کی وجہ سے فرانس کی جانب سے امداد کی امید جاتی رہی اور چارلس سوم نے جزائر فالک لینڈ پر پھر انگریزی محافظ فوج کو قبضہ دلا دینے پر آمادگی ظاہر کی گر جزائر مذکور پر اپنے حقوق شاہی کے دعووں سے دست کش نہ ہوا۔

شواسیول کی حکمت عملی کی دو نمایاں خصوصیتیں تھیں یعنی بحریہ کی تنظیم جدید اور ہسپانیہ سے اتحاد اور واقعات مابعد نے اس کی دانش مندی کو ثابت کر دیا کیونکہ ۱۸۱۵ء کے قبل فرانس کو کئی مرتبہ معلوم ہوا کہ اسے ایک زبردست بیڑے کی سخت ضرورت ہے چارلس سوم کے تحت میں ہسپانیہ اصلاح کی

(1) Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol. I. p. 56

منزلیں جلد جلد طے کر رہا تھا۔ اپنے حسن انتظام جغرافیائی موقع اور اسکے خاندان شاہی کے فرانس سے خاص تعلقات رکھنے کی وجہ سے ہسپانیہ انگلستان کے خلاف شواسیول کا سب سے بہتر حلیف تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ انگلستان کی بحری قوت سے خائف بھی تھا۔ شواسیول کے یکایک معزول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوئی پانزدہم کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ فرانس اور انگلستان میں عنقریب جنگ ہونے والی ہے اور اس کے علاوہ بادشاہ پارلی ماکون کا قلع قمع کرنا چاہتا تھا مگر اس میں شواسیول کی ذات حائل تھی۔

پیرس اور صوبجات کے پارلی مانوں کا انسداد

جنگ ہفت سالہ سے اس مجلس کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ پیرس کے تباہ کن معاہدے نے شاہی قوت کو ہلا دیا تھا اور فرانس سے جی سواٹوں کے خارج کردئے جانے سے حکام عدالتی کا دماغ اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم خیال کرکے یہ لوگ بادشاہ اور کلیسیا پر متواتر حملے کر رہے تھے۔ جی سواٹون کے اخراج لا ادریت کے زور اور پارلی مان کے اس مطالبے سے کہ حکام ملکی کو کلیسہ کے اقتدار سے بالکل آزاد ہونا چاہئے پادریوں میں ناراضی پھیل گئی اور حکومت کی مداخلت ضروری ہوگئی[1] ۱۷۶۶ء میں کونسل نے ۱۶۸۲ء کے گالیکی اصول[2] کی پابندی کی ہدایت کی اور دونوں حریفوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا مگر پارلی مان کا سلوک بادشاہ کے ساتھ بھی وہی تھا جو پادریوں کے ساتھ تھا پارلی مان نے بادشاہ کے اس حق پر اعتراض کیا کہ وہ بغیر ان کی منظوری کے محصولات عاید کرسکتا ہے، یا مسند معدلت منعقد کرسکتا ہے یا اگر پارلی مان کے اراکین اس کے احکام کی تعمیل نہ کرسکیں تو انھیں

(1) Bocquain, Lesprit revolutionpaire avent la Revolution, pp. 252-255.

(۲) اصول مذکور حسب ذیل تھے (۱) کلیسہ کا اقتدار مذہبی معاملات تک محدود رہے (۲) سلطنت اور کلیسہ کے متعلق فرانس میں جو رسوم اور قواعد زمانہ قدیم سے جاری ہیں وہ برقرار رہیں (۳) پوپ کے فیصلے جب تک کہ کلیسہ انھیں تسلیم نہ کرلے منسوخ ہوسکتے ہیں۔

قید یا جلاوطن کر سکتا ہے ۱۷۶۳ء میں پیرس کے بارلی مان نے چند فرامین شاہی پر اعتراض کیا جنکی توثیق بادشاہ کی منظوری سے ایک مسند معدلت میں ہوئی تھی اور جنکو صوبجات کے بارلی مانوں نے تسلیم کر لیا تھا حکومت کی کمزوری سے ہمت پکڑ کے پیرس کے بارلی مان نے ۱۷۶۶ء میں برٹینی کے بارلی مان کے چند اراکین کے قید کئے جانے پر اعتراض کیا اس جسارت کا بادشاہ نے بذات خود یہ جواب دیا کہ وہ اقتدار وضع قوانین کا منبع واحد ہے۔ مگر حکام عدالتی اپنے دعاوی سے باز نہ آئے اور یہ جھگڑے مدت تک جاری رہے یہانتک کہ اُس کا مؤید شواسیول طول وطویل سازشوں کی وجہ سے معزول ہو گیا اور بادشاہ کے غیظ وغضب سے اب انھیں کوئی بچانے والا نہ تھا۔ ۱۷۷۰ء کے آغاز تک اُن سازشوں نے شواسیول کے خلاف میں ایک بغاوت کی صورت اختیار کر لی تھی اور چبین سیر موپو اور پادری تیرے (افسر اعلیٰ سر رشتہ مالیہ) نے ڈیوک دائی گوی لون کی شرکت سے ایک خفیہ انجمن بنالی تھی جس کی تائید پر میڈیم دوباری بھی تھی۔

دائی گوی لون پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ برٹنی میں حاکم اعلیٰ ہونے کے زمانہ میں وہ سخت بداعمالیوں کا مرتکب ہوا تھا اس لئے اپریل ۱۷۷۰ء میں خود اس کی اور بادشاہ کی خواہش سے اُس کے مقدمہ کی سماعت پیرس کے بارلی مان میں ہوئی۔ دو مہینے کے بعد لوئی نے اُسے ہر الزام سے بری کر دیا مگر بارلی مان نے اپنے فیصلے میں یہ اضافہ کر دیا کہ جب تک اُس کی براءت باضابطہ ثابت نہ ہو جائے وہ اپنے منصب اعلیٰ (Peerage) کی خدمت انجام نہیں دیسکتا۔ لوئی بارلی مان کی اس جدید خود رائی سے سخت ناراض ہوا اور اُس نے بارلی مان کے رجسٹر چھین لئے اس کے جواب میں عدالتی حکام اپنے فرائض کی انجام دہی سے دست کش ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالتی کام بالکل رک گیا۔ ۷ ؍ ڈسمبر کو چبین سیلر موپو نے بارلی مان کی اس کارروائی کو معنویانہ قرار دیا۔ ۲۴ ؍ دسمبر کو شواسیول جس نے کبھی میڈیم دوباری کی دربارداری نہ کی تھی معزول ہو گیا اور اُس کے عہدے پر دائی گوی لون مقرر ہوا جو جیسواٹوں کا دوست اور بارلی مان کا دشمن تھا۔ ۲۰ ؍ جنوری ۱۷۷۱ء کو پیرس کا بارلی مان بند کر دیا گیا اور اُس کے چند روز کے بعد صوبجات کے بارلی مانوں اور عدالتوں (Cour des Aides) کی بھی یہی گت ہوئی۔ شاتی لے (عدالت

بھی اسی طور پر بادشاہ کے تحت میں کردی گئی حکومت کو اس سرگرم کارروائی میں کامیابی ہوئی[1] انقلاب حکومت کے متعلق جو چہ می گوئیاں ہو رہی تھیں وہ بند ہوگئیں اور چونکہ بارلی مان رواداری اور اصلاح کا مخالف تھا اس لئے اس معاملہ میں دولیتر بھی پادریوں کا ہم خیال تھا اور حکومت کی اُس نے بڑے جوش سے تائید کی۔ مگر باوجود اس زوردار کارروائی کی کامیابی کے حکومت شاہی کو نہ تو وقعت حاصل تھی نہ وہ ہر دل عزیز تھی گو لوئی پانزدہم کی زندگی میں اُس کے اقتدار کو تسلیم کرنے میں کسی کو تامل نہ تھا۔ مسٹر لیکی کا قول ہے کہ بارلی مانوں کی طرف لوئی پانزدہم کا طرز عمل ایسا تھا جو حکومتوں کو بدنام اور کمزور کر دیتا ہے۔ اسکو یا تو بارلی مانوں کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا یا مراعات سے کام لینا چاہئے تھا۔ اُن میں سے اگر وہ ایک کو اختیار کر لیتا اور اسی پر مسلسل استقلال اور دانش مندی سے عمل کرتا تو اُسے ضرور کامیابی ہوتی، مگر ایک دفعہ مقابلہ کرنا اور پھر رعایت کرنا، جوش میں آکر بزعم خود احکام دیدینا اور پھر بار بار انھیں منسوخ کرنا، یہ ایسے افعال تھے جن کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ شاہی اعزاز زایل ہو جائے[2]

شواسیول کا معزول ہونا

ڈسمبر میں شواسیول کے زوال کا اثر ممالک غیر کے معاملات پر اتنا ہی اہم ہوا جتنا کہ فرانس کے اندرونی سیاسیات پر معزول ہونے سے ایک سال قبل ہی ترے اور موپواور ریڈیم دوباری اس کی بیخ کنی میں مصروف تھے اور حقیقت یہ تھی کہ نکولاس فوگوے کی طرح وہ اپنی وسیع تدبیروں میں اس قدر منہمک تھا کہ ان سازشوں پر مطلق توجہ نہ کر سکتا تھا۔ شواسیول کی یہ خواہش تھی کہ تالیف قلوب سے کام لیکر اندرون ملک میں امن قائم رکھے اور فرانس کو زبردست خارجی حکمت عملی اختیار کرنے کا موقعہ دے

---

[1] پیرس کے بارلی مان کے بہت سے دشمن تھے جن میں نہ صرف پادری بلکہ دولیتر ایسے لوگ بھی شامل تھے جو بارلی مان کے بیرحمانہ افعال اور اُس کی عدم رواداری اور ۱۷۶۲ء میں کالا کے "عدالتی قتل" سے ناراض تھے۔

[2] History of England in the Eighteenth Century Vol V. Chap. XX.

مگر اس کے مخالف جنھیں فرانس کی عزت کا مطلق خیال نہ تھا پیرس کے بارلی مان کے انسداد کی فکر میں تھے۔ انکی غرض معروض سے لوئی کو ایکایک یہہ احساس ہوا کہ انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جو نزاع جزایر فاک لینڈ کی وجہ سے تھی وہ فرانس کو بھی جنگ میں مبتلا کردیگی کیونکہ معاہدہ خاندانی کی وجہ سے فرانس ہسپانیہ کی امداد پر مجبور تھا دارژان سون کی طرح شواسیول کو بھی سازشوں نے تباہ کیا اور اس کے زوال کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نااہل لوئی پانزدہم اس قابل وزیر کی قدر نہ کرسکا۔

شواسیول کو فرانس کے فلاح و بہبود کا خاص خیال تھا اور اسی پر اسکا طرز عمل مبنی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد کرنا اس کے حسن تدبیر پر دلالت کرتا ہے فرانسیسی سیاسیات میں آسٹریا کے اثر کو کم کرنے کی جو کوششیں کیں ان کے متعلق کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں شرقی یورپ کے معاملات میں فرانس کا سرگرمی کے ساتھ دخل دینا دانشمندی کے خلاف ضرور تھا[1] شواسیول نے فرانس کی حقیقی حکمت عملی کے بارے میں ایک یادداشت فروری ۱۷۶۳ء میں لوئی پانزدہم کے ملاحظہ میں پیش کی تھی جس سے اس کی سیاسی بصیرت اور یورپ کے سیاسیات پر اس کے عبور کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس یادداشت میں اس نے آسٹروی اتحاد کی حقیقی قدروقیمت کو بتایا ہے اور گو اس کا خیال ہے کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے اطالیہ میں امن قایم رہیگا مگر اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہسپانیہ فرانس کا حقیقی حلیف ہے اور اگر فرانس کا اتحاد ہسپانیہ سے قایم نہ رہے تو فرانس یکہ و تنہا رہجائیگا۔

جی سوائوں کے اخراج کرسیکا کے الحاق اور جس شان کے ساتھ جلاوطنی کے بعد وہ شانتی لو کو چلا گیا ان سب امور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے فرانس کی وزارت کی اعلیٰ ترین روایات کو قایم رکھا۔ اس کے زوال سے نہ صرف فرانس کی داخلی اور خارجی حکمت عملی پر اثر پڑا بلکہ آسٹریا اور پرشیا بھی اس واقعے سے ہوشیار ہوگئے۔

---

(1) Sorel La Onestion d,Orient an XV111 me Siecle

اُس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خارجی سیاسیات کے متعلق لوئی پانزدہم کی معلومات بہت وسیع تھیں اور ممکن ہے کہ ایسے وزیر کو معزول کر کے جو فرانس کو انگلستان سے لڑا دینا چاہتا تھا، اُس نے فرانس کو نفع پہونچایا ہو۔ شاہی حکومت اور عامہ قوم کو بارلی مانوں کے انسداد سے ضرور نفع پہونچا جو حقیقی اصلاح کے سدراہ تھے۔ پیرس کے بارلی مان سے شواسیول کے تعلقات دوستانہ تھے اسلئے وکلاء کی اُس باغی اور رجعت پسند جماعت کے انسداد کے لئے اُس کا معزول ہونا بھی ضرور تھا۔

حکومت ثلاثہ

فرانس کی حکومت اب دائی گوئی لون (وزیر خارجیہ) تیرے اور موپو کے ہاتھوں میں تھی جنھوں نے متعدد عدالتی اصلاحیں کیں۔ چھ جدید عدالتیں (Couseils Superieurs) آرّے، بلوآ، شالون، سوربارن، کلیرمون، لیون، اور پواتیر میں قایم کی گئیں اور پیرس میں عدالت العالیہ قایم کیگئی جس میں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے ۷۵ اشخاص شامل تھے یہ عدالت (Parlement Maupecu) کے نام سے موسوم تھی جس میں مقدمات کا فیصلہ بغیر کسی صرف کے ہوتا تھا۔ مگر اس زبردست انقلاب کی کوئی قرار واقعی مخالفت نہ ہوئی۔ (Cour des Aides) کے صدر مال شربی اور صوبجات کے بارلی مانوں کے بعض اراکین نے صدائے احتجاج بلند کی مگر یہ مخالفت صرف چند پھبتیوں اور چند رسالوں کی اشاعت تک محدود تھی اس لئے لوئی پانزدہم نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اُس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اقتدار شاہی کو ایک زبردست فتح ہوئی ہے، چین سیلر کو اپنی کارروائیوں میں کامیابی ہوئی تھی اور دستور مملکت کا وہ عضو نیست و نابود کر دیا گیا جس کے ذریعہ سے قوم اپنے خیالات کو ظاہر کر سکتی تھی۔

سنہ ۱۷۷۱ء سے سنہ ۱۷۷۴ء تک فرانس کی حکومت ان تینوں اشخاص کے ہاتھوں میں تھی۔ موپو اور تیرے اندرونی معاملات کو ابتری کی حالت میں ڈالے ہوئے تھے خصوصاً تیرے نے مالیہ کی ابتر حالت کی اصلاح کی جو کوششیں کیں اُن سے اور بھی ابتری پھیل گئی۔ دائی گوئی لون کو بیرون ملک کے اہم معاملات پر

اپنی قابلیت صرف کرنی پڑی فرانس کے کارپرداز پولینڈ میں اب بھی موجود تھے مگر انھوں نے اس ملک کی تقسیم (۱۷۷۲ء) کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ سویڈن کے متعلق البتہ اسے کامیابی ہوئی۔ شواسیول کا طرز عمل اُس ملک کے متعلق یہ تھا کہ گستاوس سوم کی ہمت افزائی کی جائے، دائی گوئی لون نے بھی اسی طرز عمل کی پابندی کی اور گستاوس نے فرانسیسی حکومت کی رقمی امداد اور ہمت افزائی سے اپنے ملک میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔

گستاوس ثالث اور سویڈن کا انقلاب۔

۱۲ر فروری ۱۷۷۱ء کو آڈالفس فریڈرک شاہ سویڈن نے انتقال کیا اور اسکے بیٹے گستاوس ثالث کی جانشینی سے ظاہر ہے کہ سویڈن کی تاریخ میں ایک نہایت ہی نازک موقع آگیا تھا۔ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سویڈن طوائف الملوکی حالت میں تھا اور زیادہ تر اقتدارات امراکو حاصل تھے، آبو کی تباہ کن معاہدہ کے بعد سے حکمران جماعت میں روس کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ ۱۷۶۶ء میں "بڑی ٹوپی والوں" کی سی سالہ حکومت ختم ہوگئی اور چھوٹی ٹوپی والے برسر اقتدار ہو گئے اور فرانس کے اثر کو روکنے کی غرض سے روس کی طرف متوجہ ہوئے اور ولی عہد گستاوس کی نسبت ڈین مارک کی ایک شہزادی سوفیا میگ ڈالی نا سے کی گئی۔ چھوٹی ٹوپی والوں کی معاشی حکمت عملی ایک حد تک قابل ستائش تھی مگر انکی خارجی حکمت عملی اُن کے ملک کے لئے سخت مضر ثابت ہوئی کیونکہ بجائے غیر جانب دار رہنے کے انھوں نے روسی سفیر اوسٹرمان کے اغوا سے روس کی طرفداری کی حالانکہ زارینا اس فکر میں تھی کہ سویڈن کو آزادی سے محروم کر دے۔

۱۷۶۹ء کے انتخاب میں چھوٹی ٹوپی والوں کو ناکامی ہوئی اور گو ولی عہد نے فرانسیسی سفیر کی تائید سے دستور میں ضرور اصلاحوں کی بے سود کوشش کی مگر بڑی ٹوپی والوں یعنی فرانس کے طرفداروں کی کامیابی کی وجہ سے گستاوس کی ہمت بڑھ گئی اور وہ شواسیول کے ساتھ سویڈن کے معاملات پر بحث کرنے کے لئے پیرس روانہ ہوگیا۔ پیرس میں وہ ۴ر فروری ۱۷۷۱ء کو پہونچا اور اس کے باپ کے انتقال کے بعد لوئی پانزدہم نے سویڈن کو رقوم خطیر بطور امداد دینے کا

وعدہ کیا اور فرانس کے سربرآوردہ سفیر ورژان کو اسٹاک ہولم بھیجا۔ ۶ ر جون ۱۷۷۱ء کو گستاوس اپنے دارالسلطنت میں پہونچا۔ سویڈن کو روس کی دست برد سے بچانے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ اُس کے دستور کی ترمیم کیجائے جو طوائف الملوکی کا باعث تھا۔ گستاوس کو زمانہ سازی کے فن میں بہت دخل تھا، اپنی اعلیٰ قابلیتوں کا اسے احساس تھا اسکو وطن سے محبت تھی اور اپنے ملک کو وہ بچانا چاہتا تھا اسلئے اسے یقین کامل ہوگیا کہ انقلاب کو ملتوی کرنے سے اُس کے ملک کی آزادی معرض خطر میں پڑ جائیگی۔ پیرس سے واپس ہوکے اُس نے فریڈرک اعظم سے بھی ملاقات کی جس سے اسکو معلوم ہوا کہ روس، پرشیا اور ڈین مارک سویڈن کے موجودہ دستور کے قائم رکھنے پر مصر اور متحد ہیں۔

پولینڈ کی تقسیم کے متعلق تصفیہ ہوچکا تھا اور ترکوں کے مقابلہ میں بھی کیتھرین کی کامیابی یقینی تھی۔ اگر سویڈن میں فوری انقلاب نہ ہوجاتا تو اُس کی بھی وہی گت ہوتی جو پولینڈ کی ہوئی تھی اور اُس کے بھی حصے بخرے ہوجاتے۔ مگر گستاوس نے اُسے اس ذلت سے بچالیا۔ عامۂ قوم کی تائید سے وہ مراعات رکھنے والے طبقات کی جدوجہد میں مصروف ہوگیا جس میں اُسے کامیابی ہوئی اور ۱۹ اگست کی قطعی کارروائی سویڈن کے حق میں بے حد مفید ہوئی۔ سویڈن کے لئے ایک جدید دستور بنایا گیا جس میں بادشاہ کو غیر معمولی اقتدارات دیئے گئے۔ سویڈن میں جو خرابیاں موجود تھیں وہ دفع کردی گئیں۔ اور سلطنت میں معدلت گستری اور حسن انتظام کو جگہ دیگئی۔ مگر سویڈن کیلئے غالباً یہ بہتر ہوتا کہ گستاوس ایک مطلق الشان حکومت قائم کرتا کیونکہ اُس کی رعایا دستوری آزادی کی برکتوں سے واقف نہ تھی۔

صفحہ ۲۲۴

سویڈن کے انقلاب کے نتائج۔

سویڈن کے انقلاب کے نتائج قابل لحاظ تھے۔ گستاوس کی قطعی کارروائی کی وجہ سے سویڈن کی گمنامی دور ہوگئی جسمیں وہ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد پڑ گیا تھا۔ روس، پرشیا اور ڈین مارک کی تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں اور ایک عام یورپی جنگ کے چھڑ جانے کا احتمال ہوگیا۔ کیتھرین دوم نے جو روس کی متوسل سلطنتوں کا ایک

"عظیم الشان شمالی اتحاد" قائم کرنا چاہتی تھی سویڈن کے خلاف جنگ کی تیاری کی اور ڈین مارک نے بھی اس کی پیروی کی۔ مگر جنگ نہ ہوئی اور پرشیا اور انگلستان کے اثر اور کیتھرین کے جنگ ٹرکی میں مصروف ہونے کی وجہ سے سویڈن حملہ سے محفوظ رہا۔ اور شمالی یورپ میں امن و امان قائم رہا۔ فریڈرک اعظم نے پولینڈ کو تقسیم کرا کے روس اور آسٹریا کو دست و گریبان ہوئے سے بچا لیا تھا اب اُس نے روس اور سویڈن کے درمیان مصالحت کرا دینے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیا کیونکہ اُسے اندیشہ تھا کہ اگر یورپ میں ایک عام جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پولینڈ کے جن اضلاع کا اُس نے الحاق کر لیا تھا اُس کے قبضہ سے نکل جائیں۔ شمال یورپ میں جنگ کو روکنے کے لئے اُس نے جو کوششیں کیں انکی انگریزی حکومت نے سرگرمی سے تائید کی۔ انگریزوں نے جو بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا چاہتے تھے روس کی اعانت سے انکار کر دیا اور اسی طرز عمل کو اختیار کر کے جس پر زمانۂ مابعد میں کیننگ نے عمل کیا انھوں نے سویڈن کے داخلی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور غیرجانب داری اور عدم مداخلت کے اصول پر قائم رہے۔

صفحہ ۳۳۵

مگر کیتھرین کی مخالفانہ تیاریاں جاری رہیں اور اندیشہ ہو گیا کہ موسم بہار میں روس، پرشیا اور ڈین مارک کی متحد فوجیں سویڈن پر حملہ کر دینگی ۱۷۷۲ء کے موسم خزاں میں گستاوس نے اپنی سپاہیانہ روش سے ڈین مارک کو جنگی تیاریوں سے باز آنے پر مجبور کر دیا مگر ختم سال کے قریب حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ فرانس نے سفارتی کارروائیوں سپاہ اور روپیہ سے سویڈن کی امداد کا ارادہ کر لیا۔ پیرس میں سویڈن کے انقلاب کی خبر سے مسرت ہوئی اور گستاوس کو، جو اپنے چند روزہ قیام سے پیرس میں بہت ہر دل عزیز ہو گیا تھا، یہ معلوم ہوا کہ فرانس کی موجودہ ذلیل حکومت بھی جس کے بعض اراکین کے دلوں میں فرانس کی سابقہ زبردست حکمت علی کی یاد اب تک تازہ تھی اُس کی طرف سے ایک عام یورپی جنگ میں شرکت پر آمادہ تھی۔ لوئی پانزدہم کے انتقال تک فرانس کی خارجی حکمت عملی کا اثر کچھ عود کر آیا تھا۔ اس کی باگ

فرانس کا طرز عمل

داگوبی لون کے ہاتھوں میں تھی جو سویڈن کی حمایت پر آمادہ تھا ہسپانیہ سے متحد ہوکے اور ایک تجربہ کار سفارتی دوران کو سینٹ پیٹرس برگ بھیجکر آسٹریا اور ڈین مارک کو فرانس کی حکومت نے مطلع کردیا کہ وہ سویڈن کی تائید پر آمادہ ہے۔ فرانس نے بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان سے بھی معاونت کی درخواست کی مگر انگریزی حکومت نے نہ تو بالٹک میں فرانسیسی بیڑے کو داخل ہونے دیا نہ بحیرۂ روم میں ٹرکی کی مدد کے لئے فرانسیسی بیڑے کو جانے دیا۔ مگر یورپ میں عام جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ترکوں کی غیر معمولی مقاومت کی وجہ سے جاتا رہا اور انھیں ۱۷۷۳ء میں روسیوں پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی۔

صفحہ ۲۳۶

کیتھرین کو بھی معلوم ہوگیا کہ جب تک ترکوں سے وہ برسرجنگ ہے وہ شمالی یورپ کے پیچیدہ معاملات کی گتھی کو نہیں سلجھا سکتی اس لئے وہ اپنے وزیر پائن کے پرامن مشورے کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہوگئی۔ زارینا نے زارکوسیلو کے سمجھوتے پر اکتفا کیا جس کی رو سے ڈیوک اعظم پال نے شاہ ڈین مارک کو اپنے ہولسٹین کے مقبوضات دیدیے اور اس کے معاوضے میں اولڈین برگ اور ڈیل من ہوسٹ لیلئے اس کے علاوہ کیتھرین نے ڈین مارک کے ساتھ ایک جدید خفیہ معاہدہ ۱۲ اگست ۱۷۷۳ء کو کیا۔ مگر سویڈن کی تخریب کا اسے اب بھی خیال تھا اور اس کے لئے وہ کسی مناسب موقع کی منتظر تھی۔ پولینڈ کے ساتھ فرانسیسی حکومت جس سرد مہری سے پیش آئی تھی اس کی تلافی اس نے گستاوس کی طرفداری سے کردی۔ اسٹاک ہولم میں درژان کا اثر سب سے زیادہ ہوگیا۔ داگوبی لون نے علاوہ رقمی امداد کے سویڈن کو اپنی فوج کی اصلاح اور تنظیم کے لئے قرضہ بھی دلایا اور ممالک شمالی میں اس کارروائی سے فرانس کو جو اثر حاصل ہوا وہ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت کے آخری ابتر زمانہ میں قابل لحاظ ہے۔ ۱۰ مئی ۱۷۷۴ء کو لوئی پانزدہم نے انتقال کیا اور فرانس کو جس مالی اور انتظامی ابتری میں اس نے اپنے طولانی عہد حکومت کے خاتمے پر چھوڑا تھا اس سے نجات دلانے اور ایک ایسی خارجی حکمت عملی کو اختیار کرنے کے کام اس نے اپنے جانشین کے لئے چھوڑدیئے جس سے فرانس کو پھر دول یورپ میں رسوخ حاصل ہوجائے۔

باب دوازدہم

امریکا کی آزادی کی جنگ اور یورپ

۱۷۷۴ء تا ۱۷۸۳ء

پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے واقعات، امریکا کی جنگ کا آغاز۔ ورژان ۱۷۷۴ء میں اُس کا طرزِ عمل۔ امریکا کی جنگ۔ امریکا کی آزادی کا اعلان۔ ورژان کی رائیں آبادکاروں کے لئے فرانسیسی امداد کا مفید ہونا۔ سارا ٹوگا کی اطاعت کا نتیجہ انگلستان اور فرانس برسرِ جنگ ۱۷۷۸ء ۱۷۷۸ء میں یورپ کے سیاسیات بادیریا کی جانشینی کا مسئلہ۔ وٹیلنس باخ کے خاندان کا زوال۔ بادیریا کی جنگ جانشینی۔ فرانس اور روس کی وساطت۔ ٹے شین کا صلحنامہ۔ شمال کی مسلح غیر جانب داری ۱۷۸۰ء میں انگلستان کی حیثیت ۱۷۸۱ء کے واقعات مصالحت کی کوششیں۔ راڈنی کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت۔ ورسالز کا صلحنامہ مغربی یورپ، روس اور آسٹریا پر امریکا کی جنگ کا اثر۔

پولینڈ اور پھر اُس کے بعد کنیارجی کے صلح نامہ کے مرتب ہونے سے یورپ کی سلطنتوں کو سرزمین یورپ میں روس کے روز افزوں اثر کو تسلیم کرنا پڑا ایک طرف تو اُس نوخیز سلطنت کو عروج حاصل ہو رہا تھا، دوسری طرف آسٹریا اور پرشیا ایک دوسرے کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے بوربون خاندان کی سلطنتیں کمزور ہو رہی تھیں اور انگلستان اپنی اندرونی مشکلات اور نوآبادیات کے متعلق نزاعوں

میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے دس برس تک پرشیا اور آسٹریا کی باہمی کشیدگی امریکا کی جنگ کے آغاز اور باویریا پر جوزف ثانی کے قبضہ کرنے کی کوشش کی وجہ سے روس کو یورپ کی ایک زبردست سلطنت بنانے میں کیتھرین کامیاب ہوگئی۔ انگلستان سے فریڈرک کی نفرت، کیتھرین کی اولوالعزمیاں اور جوزف ثانی کی پریشان کن سرگرمیوں کی وجہ سے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اپریل ۱۷۷۵ء میں امریکا کی جنگ کی پہلی لڑائی لیک زنگٹن

صفحہ ۲۲۸

امریکا کی جنگ کا آغاز

میں ہوئی اور دوسرے سال بوکووینا پر آسٹریا کے قبضہ کر لینے سے روس سے جنگ ہوتے ہوتے رک گئی۔ اسی اثناء میں فریڈرک اعظم پولینڈ میں نئی نزاعوں کے پیدا کرنے کی فکر میں تھا تاکہ اس ملک کی تقسیم پھر لازم ہو جائے اور مشرق میں فرانسیسی کارپرداز ترکوں کو روسیوں سے پھر لڑانے کے لئے اکسا رہے تھے۔

امریکا کی آزادی کا اعلان ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو کیا اور اس کے بعد ہی وہاں سے باغی مستعمروں اور فرانس میں اتحاد ہو گیا جس سے وسطی یورپ کے سلسلۂ واقعات پر گہرا اثر پڑا اور اکثر ایسے نتیجے نکلے جنکی امید نہ تھی۔ صلح نامۂ پیرس کے بعد ہی سے شوازیول کی یہ آرزو تھی کہ فرانس کے ان نقصانات کی تلافی کردے جو اسے انگلستان کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تھے اور انگلستان کی بحری قوت اور نوآبادیات کو سخت صدمہ پہونچائے۔ ۱۰ مئی ۱۷۷۴ء کو لوئی پانزدہم نے جب انتقال کیا تو فرانس کی حکومت سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھی اور بیرونی ممالک کو اس کا اثر ایک حد تک زائل ہو چکا تھا۔ مشرقی یورپ کے توازن قوت میں فرانس کا کوئی اثر نہ تھا اور مغرب میں بھی دربار کی سازشوں سے اسکا اثر بہت کم ہو گیا تھا جسکی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ کا خاندانی معاہدہ اب تک تقریباً بے سود ثابت ہوا تھا۔ لوئی شانزدہم کے تخت نشین ہوتے ہی ورژان جو اس وقت سویڈن میں سفیر تھا وزارت خارجہ پر داگوی نون کا جانشین مقرر ہوا۔ شارل گراویر کاونٹ دی ورژان برگنڈی کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور ۲۸ دسمبر ۱۷۱۹ء کو دی ژون میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے ایک مورث فلی بیر گراویر کی شادی

۱۶۵۲ء میں اوزبیرول سے ہوئی تھی جسکو جہیز میں ورژان کا علاقہ ملا تھا جو اوتون کے قریب ہے۔ قانون پڑھنے کے بعد ورژان نے اپنے ماموں شاوشانی کی نگرانی میں پرتگال میں سفارتی خدمات انجام دی تھیں اور جرمنی میں بھی آسٹریا کی جنگ جانشینی کے زمانہ میں اسے لاشاپیل کے بعد یہ نوجوان ٹریر کے الیکٹر کے دربار میں فرانس کی طرف سے سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۰ء، ۱۷۵۱ء اور ۱۷۵۲ء میں انگلستان اور آسٹریا سے الیکٹر پالاٹائن کو معاوضہ دلانے کے لئے سعی بلیغ کرتا رہا ۱۷۵۵ء میں وہ قسطنطنیہ میں سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کے وقوع میں آنے تک وہ روس کے پیچھے پڑا رہا یعنی جہاں روسیوں نے مغرب کی طرف رخ کیا اس نے فوراً ترکوں کو ان پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کر دیا۔ مگر جنگ ہفت سالہ میں فرانس آسٹریا اور روس کے اتحاد نے اسکی تیاریوں کو بالکل کالعدم کر دیا اور پھر اسے ۱۷۶۸ء تک ترکوں کو روسیوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ گستاوس ثالث نے سویڈن میں جو انقلاب کرایا تھا اس کے اثناء میں اور اس کے بعد سلسلہ میں ورژان نے فرانس کی جو معرکۃ الآرا سفارتی خدمات انجام دیں وہ فرانس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئیں اور سویڈن میں روس کا اثر بالکل زائل ہوگیا وزارت خارجیہ پر اس کا تقرر اسکی زبردست قابلیت اور قابل قدر خدمات کا اعتراف تھا۔ ورژان مدبر نہ تھا۔ مگر سفارتی کارروائیوں کا اسے وسیع تجربہ تھا اور یورپ کی سیاسیات کے متعلق اس کی معلومات بھی کافی تھیں۔ جب تک کہ وہ برسر اقتدار تھا اس نے فرانس کی اغراض کے حصول کے لئے ہمیشہ دانشمندی اور فراست سے کام لیا۔ ورژان محب وطن تھا گر اس حب وطن کی وجہ سے اس نے کبھی تحصیل لاحاصل کی کوشش نہیں کی اور اسکی وزارت کے زمانہ میں فرانس کا اثر جو جنگ ہفت سالہ میں زائل ہوگیا تھا پھر بہت کچھ برقرار ہوگیا اس نے شواسیول کی حکمت عملی کو جاری رکھا اور اسے وسعت دی۔ ورژان کی حکمت عملی یہ تھی کہ فرانس نے انگلستان کے ہاتھوں جو نقصان برداشت کئے تھے انکی تلافی کرائے اور آسٹریا سے فرانس کے تعلقات کو کمزور کر دے۔ یہ مقاصد فرانس کے وزیر خارجیہ کے شایان شان

صفحہ ۴۴۹

تھے اور قوم کی عام رائے اسکی ہم آہنگ تھی۔

باوجود شوا سیول کی مسلسل کوششوں کے ورژان جب اپنے عہدہ پر فائز ہوا تو فرانس کی حالت اس وقت ایک دوسرے درجہ کی سلطنت کی تھی۔ صلح نامۂ پیرس اور اسکے بعد پولینڈ کی تقسیم اور کینارجی کے معاہدے سے فرانس کی سفارتی کارروائیوں کی ناکامی اور اسکی کمزوری عیاں ہوگئی تھی۔ پولینڈ میں اس کا اثر بالکل کالعدم ہوگیا تھا اور ٹرکی میں بھی اسکی ساکھ باقی نہ تھی۔ مگر لوئی شانزدہم کو تخت نشین ہوئے ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ ایسے واقعات پیش آئے جنکی وجہ سے ورژان نے فرانس کو پھر یورپ کی سربرآوردہ سلطنتوں کا ہم پلہ کردیا، انگلستان کے بحری تفوق کو سخت صدمہ پہونچایا اور آسٹریا سے فرانس کے تعلق کو اور بھی کمزور کردیا۔ انگلستان اور امریکا کی نوآبادیوں میں جنگ چھڑ جانے سے فرانس کو جنگ ہفت سالہ کے نقصانات کی تلافی کا موقع ملگیا جس کی شوا سیول کو عرصہ سے تمنا تھی۔ جنگ کے ابتدائی زمانے میں اہل امریکا کی سہل انکاری، باہمی نااتفاقی اور خستہ حالی کی وجہ سے انکی قوت مقاومت ضعیف ہو رہی تھی اور یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ بغیر ملکی امداد کے امریکا کے انقلاب پسندوں کو کامیابی نہیں ہوسکتی۔ امریکا کے سربرآوردہ اشخاص کو بھی یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جب تک برطانیۂ عظمے سے وہ بالکل علحدگی اختیار نہ کرلیں فرانس سے وہ اتحاد کی امید نہیں رکھ سکتے۔ انگلستان نے اس اثناء میں اہل امریکا سے لڑنے کے لئے جرمنی کے اجیر سپاہیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرلیا تھا جس سے آبادکاروں میں سخت ناراضی پھیل گئی اور کانگریس نے اس عام ناراضی سے نفع اٹھاکر ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو آزادی کا اعلان کردیا کانگریس کا یہ فعل انتہائی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی قوم کا اتحاد منقطع ہوا اس کے علاوہ اس اعلان سے دنیا میں ایک نئی قوم وجود میں آئی جسے خارجی معاملات میں آزادی تھی کانگریس نے بھی فرانس سے اتحاد کرنے کا تہیہ کرلیا مگر قبل اس کے کہ اس کا سفیر سائی لاس ڈین

حاشیہ: ۱۷۷۴ء میں ورژان کا طرز عمل۔

حاشیہ: امریکا کی جنگ

حاشیہ: امریکا کا اعلان آزادی

صفحہ ۳۴۰

ورژان کی رائے

پیرس میں پہونچے ورژان نے جولائی ۱۷۷۶ء میں غالباً شواسیول کے خیالات سے متاثر ہوکر امریکا کے معاملات پر ایک یادداشت لکھی۔اس یادداشت میں اُس نے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا تھا کہ خاندان بوربون کی تمام شاخوں میں گہرا اتحاد ہونا چاہئے اور انگلستان کی اغراض کی ہر موقع پر مخالفت کی جائے۔اہل امریکا کو آزادی کی جد وجہد میں مدد دینے پر بھی اُس نے زور دیا تھا ورژان نے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر آبادکاروں کو ہزیمت ہوئی اور انھیں اطاعت قبول کرنی پڑی تو اس سے غرب الہند میں فرانسیسی اور ہسپانی مقبوضات معرض خطر میں آجائینگے برخلاف اس کے اگر اہل امریکا کو اپنی ذاتی کوششوں سے فتح نصیب ہوئی تو وہ خود مقبوضات مذکور کو فتح کرنے پر تیار ہو جائینگے تاکہ انکو اپنی پیداوار اور مصنوعات کے لئے نئی منڈیاں مل سکیں۔اس لئے فرانس کے لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ وہ آبادکاروں کو اپنا مرہون منت بنائے اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان سے ان نقصانات کا بدلہ لیلے جو اس نے اٹھارھویں صدی کے آغاز سے اپنے ہمسایوں اور رقیبوں کو پہونچائے تھے۔یادداشت کے آخر میں اُس نے یہ لکھا تھا کہ فرانسیسی حکومت فی الحال اپنے ارادوں کو خفیہ رکھے اور ایک طرف تو اہل امریکا کو موہوم امیدوں اور خفیہ مراعات سے صلح سے باز رکھے اور دوسری طرف انگلستان کے وزرا کو چالاکی سے فرانس اور ہسپانیہ کے اصل ارادوں سے واقف نہ ہونے دے یعنی گو

فرانس کی امداد سے آبادکاروں کو نفع

انگلستان ہسپانیہ اور فرانس سے برسر جنگ نہ تھا مگر باغیوں کو روپیہ اور سامان حرب سے مدد دیجائے اور بوربون حکومتوں کی فوجوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ انگلستان کے مقابلہ کے لئے وہ تیار ہوسکیں۔موریپا ،مالے شیربے اور تورگو مصالحت کی طرف راغب تھے کیونکہ انھیں خوب معلوم تھا کہ امن کا قیام فرانس کے لئے

صفحہ ۴۴۱

ل Lecky, History of Englaud in the eighteenth Century, Vols 1V,V.

نہایت ہی ضروری ہے، اس کے علاوہ ایک مطلق العنان شاہی حکومت کے باغیوں کو انکے بادشاہ کے خلاف امداد دینا خود اس حکومت کے لئے خالی از خطرہ نہ تھا مگر باوجود ان موانع کے ورژان کی رائے پر عمل کیا گیا اہل امریکا کو ایک زبردست رقم خفیہ طور پر بھیجی گئی ہسپانیہ کے وزیر گری مالڈی کو بھی ایک مساوی رقم بھیجنے پر آمادہ کیا اور جنگ کے اختتام تک آبادکاروں کو فوجی ذخائر سے مدد دیگئی اور قرضے دئے گئے۔ ورژان کی ان خفیہ ریشہ دوانیوں سے قطع نظر ۱۷۷۶ء سے ۱۷۷۸ء تک فرانس کی امداد اہل امریکا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی اور نہ صرف ہسپانیہ اور ٹسکنی کے بوربون بادشاہوں نے انکی امداد اور ہمت افزائی کی بلکہ فریڈرک اعظم، جوزف ثانی اور ڈچ نے بھی مختلف طریقوں سے اُن کی مدد کی فرینک لن اور ڈین نے جو پیرس میں امریکا کے سفیر تھے۔ اس اثناء میں یہ لکھا کہ "یورپ کی ہر قوم چاہتی ہے کہ برطانیہ کو ذلت نصیب ہو کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کبھی کبھی اسکے متکبرانہ طرز عمل سے ایذا پہونچی ہے"۔ فرانس کی حقیقی حکمت عملی اور امریکا کے متعلق ورژان کی رائے سے بیشتر اہل فرانس کو اتفاق تھا جنمیں سے بعض کو انگلستان سے اس وجہ سے بغض تھا کہ اُس نے فرانس کو حال میں کئی شکستیں دی تھیں اور دولیتر اور روسو ایسے اشخاص کو اس لئے کہ وہ مذہبی یا سیاسی آزادی کے حامی تھے۔ ایک مطلق العنان حکومت کا مغرب کی ایک ایسی جمہوریہ کی مدد کرنا جو بغاوت سے قائم ہوئی تھی ذرا بے جوڑ معلوم ہوتا تھا مگر فرانسیسیوں کو آبادکاروں سے حقیقی ہمدردی تھی جس کی وجہ سے باغیوں کی فوجوں کو تقویت دینے کے لئے فرانسیسی سپاہی بہ تعداد کثیر بحیرۂ اطلانطک کو عبور کر کے امریکا پہونچ گئے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۷۷۷ء کو ایک انگریزی فوج نے سارا ٹوگا میں ہتھیار ڈالدیئے جس سے فرانس کے وزیروں کو یقین ہوا کہ انگلستان کی عظمت کا خاتمہ ہوگیا اور آبادکاروں کی علانیہ امداد کا انھوں نے تہیہ کرلیا۔ ۶ فروری ۱۷۷۸ء کو امریکا اور فرانس کے مابین پیرس میں ایک معاہدے پر دستخط ہوگئے جس کی رو سے اہل امریکا نے وعدہ کیا کہ جب تک اُن کی آزادی تسلیم نہ کرلی جائے وہ انگلستان سے صلح نہ کرینگے۔ ورژان بھی اُس قطعی کاروائی

سارا ٹوگا کی اطاعت گزینی کا اثر۔

صفحہ ۴۲

انگلستان اور فرانس کی جنگ

پر اُس وقت آمادہ ہوا جب کہ اُسے یقین ہوگیا کہ انگلستان اور اُس کے آبادکاروں میں مصالحت ناممکن ہے کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ فرانس کی مالی حالت نہایت سقیم ہے اس کے علاوہ دوسرے وزیروں میں سے اکثر جنگ سے خائف تھے اور اس پر آمادہ تھے کہ تورگو کے دانشمندانہ مشورے پر عمل کیا جائے لیکن سارا ٹوگا کی شکست فاش ان اندیشوں پر غالب آگئی اور ورژان نے اُس سے نفع اٹھا کر برطانیۂ عظمے کو اور بھی ذلیل کرنے کا قصد کرلیا مارچ ۱۷۷۸ء میں انگلستان اور فرانس میں جنگ شروع ہوگئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ انگلستان اب بالکل بے یار و مددگار رہ جائیگا۔ کیونکہ جرمنی کی سلطنتیں اسکی مخالف تھیں اور فریڈرک تو علانیہ مخالفت کا اعلان کرتا تھا ہسپانیہ بھی فرانس کو مدد دینے کی تیاری کر رہا تھا اور روس اور ہالینڈ کا طرزعمل مشتبہ تھا۔ مگر ۱۷۷۸ء کے آخری مہینوں میں جنگ کا رخ بدل گیا اور انگلستان کی کامیابی کے آثار نظر آنے لگے اور واشنگٹن اور ورژان دونوں کو اندیشہ ہوگیا کہ کہیں انقلاب میں ناکامی نہ ہو سنہ مذکور کے اختتام کے قبل فرانس کو اپنے تمام ہندوستانی مقبوضات سے ہاتھ دھونا پڑا ' ۲۷ر جولائی کو اوشان کی جنگ ہوئی جس سے فیصلہ نہ ہوسکا اور ہند الغربی میں فرانس اور انگلستان کی فتوحات اور نقصانات برابر رہے ۔لیکن ۱۷۷۹ء کے آغاز ہوتے ہی آبادکاروں کی کامیابی کے آثار نمایاں ہوگئے۔ اپریل میں ہسپانیہ نے فرانس سے معاہدہ کرکے انگلستان سے جنگ کا اعلان کردیا اور جبرالٹر کا محاصرہ کرلیا۔

صفحہ ۳۴۳

ورژان آبادکاروں کی مدد تو ضرور کر رہا تھا یورپ میں امن و امان قائم

یورپی سیاسیات ۱۷۸۰ء

رکھنے میں بھی اُس نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ انگلستان اس فکر میں تھا کہ روس سے اتحاد پیدا کرے اور فرانس کو براعظم یورپ کی پیچیدگیوں میں پھنسا دے جیسا کہ جنگ ہفت سالہ میں اُس نے کیا تھا۔ ۱۷۸۰ء میں یورپ میں جنگ کے آثار نمایاں تھے ۔روس اور ترکی میں اس قدر کشیدگی پیدا ہوگئی تھی کہ سر جیمس ہیرس نے جو روس میں انگلستان کی طرف سے سفیر تھا۔ ۲۷ر فروری کو یہ لکھا کہ "روس اور باب عالی میں جنگ ناگزیر ہے ترکوں کی بحری اور فوجی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں اور انگلستان میں یہ خیال تھا

کہ روس کو مغربی یورپ کے سیاسیات سے علحدہ رکھنے کی غرض سے فرانس ترکوں کو معاہدہ کینارجی کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ نیکولائی ایوانووچ کاؤنٹ پانن اب تک روس کا وزیر خارجہ تھا اور وہ کوئی ایسی کارروائی کرنا نہ چاہتا تھا جس سے روس اور پرشیا کے گہرے اتحاد میں فرق آئے۔ وہ اب تک اس فکر میں تھا کہ "اتحاد خاندانی" کو کالعدم کرنے کے لئے اپنے مجوزہ "اتحاد شمالی" کو وجود میں لائے جس میں روس، پرشیا، ڈین مارک اور سویڈن شریک ہوں۔ روس اور ترکوں کے درمیان صلح کے متعلق جو گفت و شنید گزشتہ جنگ کے بعد ہوئی تھی اُس میں آسٹروی حکومت نے رخنہ اندازی کی تھی جس کی وجہ سے کیتھرین اُس سے ناراض ہوگئی تھی اس لئے ۱۷۷۹ء میں انگریزی حکومت نے سر جیمس ہیرس کی وساطت کیتھرین سے مدافعانہ اور معارضانہ اتحاد کرنے کی درخواست کی۔ مگر انگلستان اور روس میں کسی قسم کے گہرے اتحاد کا امکان نہ تھا کیونکہ پانن فریڈرک اعظم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اس کا مخالف تھا اس لئے کیتھرین نے جواب دیدیا کہ جب تک انگریزی حکومت ترکوں کے خلاف اس کی امداد پر آمادگی ظاہر نہ کرے وہ فرانس کے خلاف انگلستان کی حلیف نہیں ہو سکتی۔

صفحہ ۳۴۴

کیتھرین نے جواب میں یہ بھی کہا تھا "کہ ٹرکی اُسکا قومی دشمن ہے جیسا کہ فرانس انگلستان کا ہے۔ روس اور ٹرکی میں جنگ یقینی ہے اس لئے اُس کو ایک ہی وقت دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہوگا اور انگریزی اتحاد سے اُسے کوئی نفع نہ ہوگا کیونکہ شمالی سلطنتوں کے مقابلہ میں کبھی اُسے انگریزوں کی مدد کی ضرورت نہ ہوگی جن سے اور روس سے جنگ ہونیکا مطلق اندیشہ نہ تھا[1]"

اس زمانہ میں جب کہ انگلستان بغیر کسی یار و مددگار کے فرانس سے برسر جنگ تھا اور امریکا کے آباد کاروں کو مطیع کرنے کے لئے زبردست کوششیں کر رہا تھا، روس ٹرکی سے پھر لڑنے کی تیاریاں کر رہا تھا، ہسپانیہ اہل امریکا کی امداد کی غرض سے

[1] Diaries and correspondence of the earl of Malmesbury, Vol 1 P.193, Note

فرانس کا شریک ہونے والا تھا وسطی یورپ میں باویریا کی جانشینی کی نزاع کی وجہ سے ایک جنگ عظیم کے چھڑ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔

باویریا کا مسئلہ جانشینی

۳۰ دسمبر ۱۷۷۷ء کو باویریا کے الیکٹر میکسی ملین جوزف نے انتقال کیا اور وٹیلس باخ کے خاندان کی دوسری شاخ میں کوئی فرد باقی نہ رہا۔ آسٹریا کی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کر لیا مگر فریڈرک اعظم خاندان ہیپس برگ کے ان دعووں کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور جب تک کہ مئی ۱۷۷۹ء میں ٹیشن خین میں صلح نہ ہوئی یورپ جنگ کے اس خطرے سے محفوظ نہ ہوا۔

خاندان وٹیلس باخ کا زوال

الیکٹر کے انتقال اور واقعات مابعد سے یورپ کو خاندان وٹیلس باخ کی سقیم حالت کا علم ہو گیا۔ جنگ سی سالہ میں باویریا کے ڈیوک نے نمایاں حصہ لیا تھا اور ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے اختتام تک یورپ کی درجہ دوم کی زبردست سلطنتوں میں اُس کا شمار تھا۔ مگر صلح نامہ یوٹرینجٹ کے بعد سے باویریا جرمنی میں کاتولیکوں کا سب سے بڑا حامی خیال کیا جانے لگا تھا اور باوجودیکہ فرانس سے گہرا اتحاد رکھتا تھا اور ۱۷۴۲ء میں اس کے الیکٹر چارلس البرٹ کے شہنشاہ ہو جانے سے اُس کے انتقال (۱۷۴۵ء) کے بعد یورپ میں اُس کی وقعت زائل ہونے لگی [1]۔ ۱۷۵۶ء میں فرانس اور آسٹریا میں اتحاد ہو جانے کے بعد فرانسیسی حکومت کو کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ وہ آسٹریا کے خلاف باویریا کی تائید کرے اور الیکٹر میں نہ تو اتنی قابلیت تھی نہ اولوالعزمی کہ اپنے ملک کو ترقی دیکر پھر اسکی یورپ میں وہی وقعت قائم کرے جو سولھویں صدی میں اُسے حاصل تھی۔

باویریا کا انحطاط جرمنی کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ جوزف ثانی کے تحت میں خاندان ہیپس برگ کی شاخ لارین کی حکمت عملی یہ تھی کہ اپنے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور مرکزی حکومت کی تقویت کے لئے کوشش مسلسل جاری رہے۔ مگر اس طرز عمل کی پابندی سے فرانس اور پرشیا کی مخالفت کا خوف تھا کیونکہ فرانس جرمنی کے چھوٹے رئیسوں کے درباروں میں اپنے قدیم

صفحہ ۳۴۵

[1] ضمیمہ (د) Appendix D.

اثر کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا اور شہنشاہیت کے دستور یا اُس کے وزیروں کے ساتھ آسٹریا کی مداخلت پرشیا کو ناگوار تھی۔

باویریا کی جنگ جانشینی

مشرقی اور وسطی یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات کشیدہ ہو رہے تھے اور امریکا کی جنگ عظیم اور انگلستان کے بحری تفوق کو برباد کرنے کے لئے مغربی یورپ کی تمام سلطنتیں مصروف تھیں عین اسیوقت میکسی ملین جوزف الیکٹر باویریا نے ۳۰ دسمبر ۱۷۷۷ء کو انتقال کیا اور اُس کے وارث چارلس تھیوڈور نے جو خاندان کی پہلی شاخ سے تعلق رکھتا تھا ۳ جنوری ۱۷۷۸ء کو ایک معاہدے پر دستخط کر کے آسٹریا کے دعووں کو تسلیم کر لیا فرانس کے امریکا کی جنگ میں مشغول رہنے سے کانٹز نے مستفید ہوا اور آسٹروی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے فریڈرک اعظم سخت مخمصے میں پھنس گیا کیونکہ صورت حال اُس کے لئے سخت مضر تھی۔ اس لئے وہ چارلس آگسٹس ڈیوک زوی بروکین کی طرف متوجہ ہوا جو برکین فیلڈ کی شاخ کا سرغنہ اور لاولد چارلس تھیوڈور کا وارث تھا۔ اس لئے قبل اسکے کہ آسٹروی باویریا پر قانوناً قبضہ کر سکیں یہ ضروری تھا کہ چارلس آگسٹس بھی ۳ جنوری ۱۷۷۸ء کے معاہدہ کو تسلیم کر لے۔ مگر ڈیوک زوی بروکین نے معاہدۂ مذکور کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے خلاف میں مئی ۱۷۷۸ء میں ڈائٹ سے استغاثہ کر کے فرانس اور پرشیا سے امداد کا طالب ہوا۔ فریڈرک ڈیوک کے دعووں کی حمایت پر آمادہ ہو گیا اُس کے اور جوزف ثانی کے درمیان میں ایک طولانی مراسلت شروع ہو گئی جس سے جوزف نے اپنے دعووں کا اظہار کیا مگر اس اثناء میں آسٹریا اور پرشیا کی فوجیں بوہیمیا میں پہونچ گئیں۔

صفحہ ۳۴۶

جنگ اب ناگزیر تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ شمالی یورپ بھی اس لپیٹ میں آجائیگا کیونکہ گستاوس ثالث کو نہ صرف روس اور ٹرکی کی نزاع سے دلچسپی تھی بلکہ باویریا کی جانشینی کی جنگ سے بھی اس لئے کہ روس کے خلاف ٹرکی اُس کا قدرتی حلیف تھا اور پومیرانیا کے ڈیوک ہونے کی حیثیت سے جرمنی کے معاملات میں بھی گستاوس کو دخل تھا۔ اگر مشرقی اور وسطی یورپ میں جنگ چھڑ جاتی تو سویڈن ضرور ڈینمارک پر حملہ کر دیتا۔ مگر جنگ ٹل گئی۔ پولینڈ کی تقسیم حال ہی میں ہوئی تھی

اس لئے کیتھرین کو اندیشہ تھا کہ جنگ کے چھڑ جانے سے پولینڈ کا مسئلہ پھر معرض بحث میں آجائیگا۔ اس لئے اُس نے فرانس کی سفارتی کارروائیوں سے فائدہ اٹھانے پر قناعت کی جس کے ذریعہ سے فریڈرک اعظم کے ایما سے ۱۷۷۴ء فرانس اور ٹرکی کی جنگ کو روک دی گئی تھی کیونکہ فریڈرک کی خواہش تھی کہ روس مشرق کے جھگڑوں سے بچا رہے اسکے بعد کیتھرین نے سازشوں کے ذریعہ سے کریمیا (قرم) میں روس کے اثر کو بڑھانا شروع کیا۔ فریڈرک کی طرح وہ بھی یورپ میں امن کے قیام کو پسند کرتی تھی اور باویریا کو آسٹریا سے ملحق کرنے کی مدبرانہ تدابیر کو جو جوزف ثانی نے اختیار کی تھیں انکو اندیشہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔

۱۷۷۸ء کے موسم گرما میں پرشیا کی دو فوجیں جن میں سے ایک خود فریڈرک کے زیر کمان تھی اور دوسری پرنس ہنری کے، بوہے میا اور مورے ویا کی راہ سے وائینا کی طرف روانہ ہوئیں۔ لیکن آسٹروی بھی اُس کے مقابلے کے لئے تیار تھے۔ پندرہ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج جو خود جوزف ثانی کے زیر کمان تھی گلائز کی طرف فریڈرک کی پیش قدمی کے روکنے کے لئے موجود تھی۔ لیسی اور ہیڈک بھی جوزف کے ہم رکاب تھے۔ دوسری فوج جس میں پچاس ہزار سپاہی تھے لاؤڈن کے تحت میں پرنس ہنری کی نقل و حرکت کی نگرانی کرنے اور فریڈرک کی فوج سے اُس کے ملنے سے روکنے کے لئے مقرر کی گئی۔ لاؤڈن کی استادانہ چالیں کامیاب ثابت ہوئیں اور گو کوئی قابل ذکر جنگ نہ ہوئی مگر رسد کی کمیابی اور موسم خزاں کی بارش سے بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ صفحہ ۴۴۳

مگر پرشیا اور آسٹریا دونوں کی فوجیں مسلسل معرکہ آرائیوں کیلئے کافی نہ تھیں اس لئے ۱۷۷۹ء کے موسم بہار میں ٹیشن خین کا معاہدہ ہوا جس سے یہ جنگ ختم ہوگئی۔ جنگ کے یکایک رک جانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ میریا تھیریسا جنگ کو جاری رکھنا پسند نہ کرتی تھی کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ آسٹریا پرشیا سے لڑنے کے لئے پوری طور سے تیار نہیں ہے اس کے علاوہ اہل ملک پر محاصل کا بار گراں تھا جسکی وجہ سے وہ مفلس نادار ہوگئے تھے اور اہل ہنگری بھی جوزف سے ناراض تھے کیونکہ اُس نے ہنگری کے سواروں سے کام لینا چاہا تھا جو مملکت کے دستور کے خلاف تھا انھیں

وجوہ سے اُس نے نامہ وپیام کے ذریعہ سے فریڈرک کو ہموار کرنے کی کوشش کی اور آسٹریا کے ایک سفارتی ٹھوگٹ کو دو مختلف موقعوں پر پوشیدہ فریڈرک کے پاس بھیجا اور اُسے یقین دلایا کہ اگر وہ آسٹریا کے ساتھ باویریا کے الحاق کو تسلیم کرنے پر تو انس پاخ اور بے روتھ کی جانشینی کے متعلق اُس کے دعوے منظور کرلئے جائینگے۔ فریڈرک اور اُس کے وزیر ہرٹز برگ نے اُن تجویزوں پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور جوزف بھی اپنی ماں کی اس کارروائی سے سخت رنجیدہ ہوا۔ مگر میریا تھیری سا نے جبکہ موئید کا نٹز تھا صلح کی ٹھان لی تھی اور اُس نے فرانس اور روس سے وساطت کی درخواست کی۔ جوزف دوم نے اسی اثناء میں ۱۷۵۶ء کے معاہدے کی بنا پر چوبیس ہزار سپاہیوں کا مطالبہ کیا۔ ورژان نے اُس کا یہ جواب دیا کہ آسٹریا کے مقبوضات معرض خطر میں نہیں ہیں اور یہ کہ شہنشاہ جن مشکلوں میں اس وقت پھنسا ہوا ہے وہ خود اسی کے دعووں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں جن کا کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا اس کے بعد جوزف نے خفیہ طور سے باویریا کو فلینڈرس سے بدل لینے کی تجویز پیش کی مگر ورژان نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب فرانس کو ان غلطیوں سے

روس اور فرانس کی وساطت۔

بچنا چاہئے جو جنگ ہفت سالہ میں اُس سے سرزد ہوئی تھیں' اس لئے کسی جھگڑے میں پھنسنے سے اُس نے گریز کیا اور آسٹریا کو یہ جواب دیا کہ فرانس اگر اس معاملے میں مداخلت کریگا تو صرف امن کے قیام کے لئے روس کے ساتھ نامہ وپیام کرنے میں بھی میریا تھیری سا کو کامیابی نہ ہوئی ۱۷۷۸ء کے موسم بہار میں اُس نے کیتھرین سے تحریراً یہ درخواست کی کہ اپنے اثر سے کام لیکر فریڈرک کو مراجعت پر آمادہ کرے۔ مگر پرشیا سے کیتھرین کے گہرے تعلقات تھے اس لئے میریا تھیری سا کو مدد دینے پر وہ راضی نہ ہوئی اور اس طور پر آسٹریا کی تجویزوں کو پرشیا' فرانس اور روس نے یکے بعد دیگرے رد کر دیا۔ بالآخر روس اور فرانس نے مخاصمین کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادگی ظاہر کی اور کیتھرین نے پرشیا کی تائید کے لئے تیس ہزار روسیوں کو گیالیشیا کی سرحد بھیجکر آسٹریا کو مطلع کیا کہ میں نے پرنس ریپ نن کو وساطت کے لئے بھیجا ہے لیکن اگر آسٹریا نے باویریا کو الحاق کرنے کا قصد کیا تو پرنس مذکور بزور شمشیر

صفحہ ۳۴۸

اس کارروائی کو روک دیگا۔ ورژان نے بھی میری آن توآن نیت اور آسٹریا کے طرفداروں کی مخالفت کا لحاظ نہ کرکے باویریا کو نیدرلینڈ سے بدل لینے سے انکار کردیا اور ویسٹ فالیا کے معاہدے کی پابندی پر زور دیا۔ فرانس کے وزیر کی دانشمندی

ٹیشن خین کا معاہدہ

اور اعتدال پسندی اور کیتھرین کے استقلال سے اس معاملے میں کامیابی ہوئی اور روس اور فرانس کی وساطت سے ٹیشن خین میں پرشیا اور آسٹریا کے مابین ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۱۳ رمئی ۱۷۷۹ء میں صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ جس کی رو سے آسٹریا نے سیکسنی کے دعووں کو تسلیم کرلیا، باویریا کے جن علاقوں پر اُس نے قبضہ کرلیا تھا سب واپس کردیئے چارلس تھیوڈور کی دست برداری کو منسوخ کردیا اور وعدہ کیا کہ انس پاخ اور بیروتھ کے حکمراں خاندان کے بے چراغ ہونے پر اضلاع مذکور کے ریاست برین ڈین برگ میں ضم ہوجانے کی وہ (آسٹریا) مخالفت نہ کریگا اُس کے ساتھ ہی چارلس تھیوڈور نے آسٹریا کو وہ ضلع دیدیا جو ڈین یوب اِن اور سال زانڈیوں کے درمیان واقع ہے اس ضلع کا رقبہ دوسو میل تھا اور ساٹھ ہزار کی آبادی تھی۔

باویریا کی جنگ جانشینی اور صلح نامہ ٹیشن خین کی خاص اہمیت ہے کیونکہ اُن سے یورپ کی سیاسی حالت پر روشنی پڑتی ہے اور آیندہ تغیرات کا پتہ چلتا ہے۔ اگر فرانس اس وقت امریکا کے آبادکاروں کو مدد دینے اور انگلستان سے جنگ میں مصروف نہ ہوتا تو اُس موقع سے نفع اٹھاکر اپنی شمال مشرقی سرحدوں کو مستحکم کرنیکی تحریص اُسے ضرور ہوتی۔ فرانس نے اس وقت جو طرزعمل اختیار کیا وہ نہ صرف ورژان کی پیش بینی و استقلال پر مبنی تھا بلکہ لوئی شانزدہم کی دانشمندی پر بھی جس نے میری آن توآن نیت کے طرفداروں کے خلاف اپنے وزیر (ورژان) کی تائید کی۔ صلح نامہ ٹیشن خین سے روس کو جرمنی کے معاملات میں دست اندازی کرنے کا موقع ملگیا جس سے وہ ۱۷۴۸ء میں محروم رکھا گیا تھا۔ روس ویسٹ فالیا کے عظیم الشان تصفیہ کے ضامنوں میں داخل کرلیا گیا اور یورپ میں اس کے اثر کی وسعت کو تسلیم کرلیا گیا۔ زمانۂ آیندہ میں جو واقعات ہوئے اُن سے اس کا زور اور بھی بڑھ گیا۔ سرجیمس ہیرس نے بھی یہ خیال ظاہر کیا کہ روس اب یورپ کی سرآوردہ

صفحہ ۳۴۹

سلطنتوں میں ہے اور جن معاملات سے یورپ کو سروکار ہے ان میں روس کو بھی دخل ہو گیا ہے۔[۱]

آسٹریا کو ورژان کے طرز عمل سے سخت تعجب ہوا۔ پیرس کی طرح وائنا میں بھی ۱۷۵۶ء کا معاہدہ کسی کو پسند نہ تھا اور خود جوزف ثانی کو اُس سے تنفر تھا پھر بھی وہ اور کاؤنٹز کوئی ایسی کارروائی نہ کرنا چاہتے تھے جس سے اُنکے تعلقات خاندان بوربون سے کمزور ہو جائیں مگر فرانس کے طرز عمل سے صاف ظاہر تھا کہ ملک گیری کے منصوبوں میں وہ آسٹریا کی مطلق مدد نہ کریگا۔ اسکی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات کمزور ہونے لگے اور آسٹریا انگلستان اور روس سے اتحاد کرنے کی طرف اپنا میلان ظاہر کرنے لگا۔[۲]

پرشیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں کی بھی معاہدۂ ٹیشن خین سے تشفی ہو گئی۔ اس جنگ میں جانی نقصان کے علاوہ فریڈرک کو ۴۳۵۰۰۰۰ پونڈ صرف کرنے پڑے تھے مگر اسکی مداخلت کامیاب ثابت ہوئی۔ ملک گیری کی ہوس اُس کے دماغ سے نکل گئی اور فریڈرک شہنشاہیت کی آزادی اور حقوق کا حامی اور محافظ تسلیم کر لیا گیا باویریا اور پیلاٹینیٹ کے باہم ضم ہو جانے سے باویریا کی ریاست بہ نسبت سابق کے طاقتور ہو گئی اور باوجود جوزف ثانی اور اسکے بعض جانشینوں کی مسلسل کوششوں کے آسٹریا کی مطیع نہ ہوئی۔ المختصر جوزف ثانی کی تجویز بارآور نہ ہوئی اور فریڈرک اعظم نے شہنشاہیت کے قوانین اور دستور کو قائم رکھا۔

ورژان نے باویریا کے پیچیدہ معاملات کے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ فی الحقیقت دانشمندی پر مبنی تھا۔ سینٹ پیٹرس برگ میں سر جیمس پیرس نے پانن کے رقیب پوٹیمکن کے ساتھ ذاتی اور سیاسی تعلقات پیدا کر لیے تھے اور ۲۲ جولائی ۱۷۷۹ء کو اسے زارینا کی خدمت میں باریابی حاصل ہوئی اسکی گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا۔ صفحہ ۳۵۰

۱؎ Diories and correspondence of the Carl of Malmesbury, Vol. I, P. 253, Pagauel, Histoir de Joseph II, P. 326. ۲؎

کہ اُس نے حکم دیا کہ کونسل کا ہر رکن انگلستان کے معاملات پر اپنی رائے قلمبند کر کے
علٰحدہ علٰحدہ اُس کی خدمت میں پیش کرے[1]۔ مگر بجائے اتحاد پر آمادگی ظاہر کرنے کے
کیتھرین نے گو وہ انگلستان کی کبھی مخالف نہ تھی "شمال کی مسلح غیر جانبداری" کی
سرکردگی اختیار کی کیونکہ انگلستان ممنوعہ سامان حرب کے لیے غیر جانبدار ممالک کے

شمال کی مسلح غیر جانبداری

جہازوں کی تلاشی لینے پر مصر تھا۔ فروری ۱۷۸۰ء میں زارینا نے
ایک اعلان جاری کیا جس میں ذیل کے اصول پر زور دیا گیا
تھا، کار گزار ناکہ بندی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حقیقی ہو، غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کو
ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جانے اور مخاصمین کے سواحل پر سے گزرنے
کی اجازت دی جائے ہر قسم کا سامان جو غیر جانبدار جہازوں میں ہو گرفتاری سے
محفوظ رہے سوائے ممنوعہ سامان حرب کے جو مخاصمین کی ملک ہو۔ سویڈن اور
ڈین مارک فوراً روس کی تائید پر آمادہ ہو گئے انگلستان نے تلاشی کے حق کو نہایت
سختی کے ساتھ برتا تھا اس لیے شاہ ڈین مارک نے اُس کے قبل ہی دسمبر ۱۷۷۸ء میں
اس پر اعتراض کیا تھا۔ جولائی اور اگست ۱۷۸۰ء میں سویڈن اور ڈین مارک بھی
روس کے شریک ہو گئے۔ پرشیا اور آسٹریا مئی اور اکتوبر ۱۷۸۱ء میں شریک ہوئے
پرتگال جولائی ۱۷۸۲ء میں اور سسلی فروری ۱۷۸۳ء میں۔ اس مسلح غیر جانبداری سے
کوئی جنگ نہ ہوئی مگر موجودہ جنگ کی وسعت کا بہت کچھ احتمال ہو گیا۔ یہ مسلح غیر جانبداری
روس میں پرشیا کی طرفدار جماعت کا آخری کارنامہ تھا جس کا سرغنہ پانن تھا۔
اسکی وجہ سے یورپ کے معاملات میں روس کو بہت کچھ دخل ہو گیا اور انگلستان

۱۷۸۰ء میں انگلستان کی حالت۔

کو معلوم ہو گیا کہ شمالی یورپ اسکی مخالفت پر آمادہ ہے۔
۲۰ دسمبر ۱۷۸۰ء کو صلحناموں کی شرائط کی مسلسل خلاف ورزیوں سے
مجبور ہو کر انگلستان نے ہالینڈ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ہالینڈ
بھی جنوری ۱۷۸۱ء میں شمال کی مسلح غیر جانبداری میں شریک ہو گیا اور اب گویا
تمام یورپ انگلستان کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مسٹر لیکی نے اپنی تاریخ میں

---

[1] Dieories and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol.I. P. 253.

صفحہ ۳۵۱

لکھا ہے کہ ۱۷۸۰ء کے اواخر میں صورت حال کچھ اس قسم کی تھی کہ انگلستان کے مدبر ہراساں ہو جاتے۔ دنیا میں اسکا کوئی یار و مددگار نہ تھا فرانس ہالینڈ ہسپانیہ اور امریکا کی متحد فوجیں اسکے مقابلے پر صف بستہ تھیں اور اتحاد شمالی نے گو کہ اس کو جنگ کی دھمکی نہ دی تھی مگر کم از کم اسکے سب سے زبردست آلۂ جنگ کو تباہ کرنے پر تیار تھا' اسی اثناء میں ہندوستان میں حیدر علی کرناٹک کو تباہ کر رہے تھے اور مدراس پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہے تھے' آئرلینڈ میں بھی بغاوت کے آثار نمایاں تھے"۔[1]

۱۷۸۱ء کے واقعات

۱۷۸۱ء میں فرانسیسیوں نے جرسی پر حملہ کیا جس میں انھیں ہزیمت ہوئی اور اپریل میں جبرالٹر کی محافظ فوج کی امداد کے لیے فوج بھیجی گئی جسکا مخالفوں نے جولائی ۱۷۸۰ء سے محاصرہ کر لیا تھا۔ راڈنی اور واہان نے ۳ر فروری کو سینٹ یوس ٹے ٹیس پر قبضہ کر لیا جس سے ڈچ کو سخت نقصان پہونچا' اس کے بعد انگریزوں نے انکی ان بستیوں پر بھی قبضہ کر لیا جو کرناٹک یا سماترا میں تھیں جن میں نیگاپٹم بھی شامل تھا۔ انگریزوں اور ڈچ کے درمیان ایک جنگ ڈاگر بنک میں ہوئی گر فیصلہ کن نہ تھی مگر فرانس اور ہسپانیہ کے بیڑوں کو سمندروں میں کامیابی ہوئی دی گراس نے ہند الغربی میں فرانسیسی بحری تفوق کو قائم کر کے ٹوباگو پر قبضہ کر لیا اور سپاہیوں کی ایک زبردست جماعت امریکا میں اتار دی۔ ہسپانیوں کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ انھوں نے مغربی فلوریڈا پر مئی میں قبضہ کر لیا اور فرانسیسی امدادی فوج کی تائید سے منورکا میں اپنی فوج اتار دی اور چند ہفتوں کے لیے بحیرۂ انگلستان میں فرانسیسی اور ہسپانی بیڑوں کا زور تھا۔ کرناٹک میں بھی انگریزی حکومت کا چراغ گل ہونے کو تھا مگر وارین ہیسٹنگز کے حسن تدبیر اور سر ایر کوٹ کی ہنرمندی اور شجاعت سے یہ خطرہ دفع ہو گیا اور کوٹ نے حیدر علی کو یکم جولائی ۱۷۸۱ء کو پورٹو نووو کی جنگ میں شکست دی۔

جنگ کے جاری رہنے سے روسی اتحاد کی خاص اہمیت ہو گئی۔ اس لیے

---

[1] Lecky. Hislory of England in the 18th. Century Vol IV, P. 163.

ایک طرف تو ڈچ نے کیتھرین سے اس بنا پر امداد کی درخواست کی کہ انگلستان نے اسکے خلاف اعلان صرف "غیر مسلح جانبداری" میں شرکت کی وجہ سے کیا تھا اور دوسری طرف انگریزی حکومت نے معاہدہ کرنے کے صلے میں منورکا حوالے کر دینے پر آمادگی ظاہر کی کیتھرین نے دونوں کی درخواستوں کو رد کر دیا مگر جیمس ہیرس سے اُس نے کہا[له] کہ انگلستان سے زیادہ میرا کوئی دوست نہیں اس لیے مجھے حد درجہ خوشی ہوگی اگر میں ایسی شرائط پر مصالحت کرادوں جو انصاف پر مبنی ہوں اور جس سے برطانیہ عظمے کے اعزاز میں فرق نہ آئے۔ روس اور آسٹریا نے مخاصمین میں صلح کرانے کی کوشش کی تھی مگر صلح کی تجاویز پر قطعی طور پر غور اس وقت تک نہ ہوا جب کہ کارن والس نے یارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈالدیے۔ ڈی گراس نے ۱۹ ر اکتوبر ۱۷۸۱ء کو چی سا پیک میں فرانسیسی فوج اتار دی تھی جو زیادہ تر اس ہزیمت کا باعث ہوئی۔ مگر ۱۷۸۱ء کے بیشتر حصے میں جنگ جاری رہی۔ راڈنی کو فرانسیسی بیڑے پر ڈومی نیکا کے قریب ۱۲ ر اپریل ۱۷۸۲ء کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اور اسکے بعد ستمبر میں سر جارج ایلیٹ نے جبرالٹر کی محافظت کی۔ محاصرے کا سلسلہ فروری ۱۷۸۳ء تک جاری رہا مگر اب فرانسیسیوں یا ہسپانیوں کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ تھا۔ ہسپانیہ عرصۂ دراز سے جنگ سے دست کش ہونے کی فکر میں تھا کیونکہ وہ جبرالٹر پر دوبارہ قبضہ کرنے کی غرض سے اُس جنگ میں شریک ہوا تھا۔ جب اسکی رہی سہی امید بھی جاتی رہی اور قریب تھا کہ اسکا دیوالہ نکل جائے تو ہسپانی حکومت جو امریکا کی آزادی کو پسند نہ کرتی تھی صلح کے متعلق نامہ و پیام کرنے پر آمادہ ہوگئی۔

راڈنی کی فتح ۱۲ ر اپریل ۱۷۸۲ء جبرالٹر کی محافظت

صفحہ ۲۵۲

فرانس کو امید تھی کہ جمی کا فتح ہو جائیگا مگر راڈنی کی فتح کی وجہ سے یہ امید جاتی رہی فرانس بھی ہسپانیہ کی طرح دیوالیہ ہو رہا تھا مورے پا اور نیکر صلح کے درپے تھے اور ورژان بھی جنگ سے گھبرا گیا تھا گو وہ فرانس اور اسکے امریکائی حلیفوں کیلیے

[له] Diories and Correspondence of the Earl of Malmesbury, Vol I H. P. P. 401, 402.

قابل اطمینان شرائط سے صلح حاصل کرنے پر مصر تھا، اس کے علاوہ اہل امریکا کی طرف سے اسے مایوسی ہوگئی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ امریکا کے موجودہ جھگڑوں سے چھٹکارا حاصل کرکے مسئلہ مشرقی کی طرف متوجہ ہو جسے زارینا اور اس کے وزرا پھر چھیڑ رہے تھے۔ امریکا کے آباد کاروں کی خواہش تھی کہ کناڈا کو فتح کریں مگر اس نے قصد کرلیا تھا کہ اس مہم میں انکی مدد نہ کرے اور وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان سے بالکلیہ ناچاقی نہ ہونے کے متعلق کارروائی کرے بشرطیکہ امریکا کی آزادی تسلیم کرلی جائے۔ جارج سوم نے اس کے ان خیالات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ امریکا کی

صفحہ ۲۵۳

آزادی کا سخت مخالف تھا مگر انگلستان کی عام قومی رائے مصالحت کے موافق تھی اور یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ باغی ریاستوں سے ہاتھ اٹھالیا جائے۔ نارتھ کے وزارت سے معزول ہوجانے کی وجہ سے صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لئے راستہ کھل گیا اور اس کے جانشین راکنگ ہیم نے اپنے معتمدین فاکس اور شیل بورن کی وساطت سے صلح کی کارروائی شروع کردی۔ راکنگ ہیم نے یکم جولائی کو انتقال کیا اور شیل بورن اسکا جانشین ہوا مگر راڈنی کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت صلح کی گفت وشنید میں اب کوئی دقت باقی نہ تھی۔ ۳۰؍ نومبر ۱۷۸۲ء کو انگلستان اور ممالک متحدہ کے درمیان ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہوگئے۔ ۲۰؍ جنوری ۱۷۸۳ء کو انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان صلح ہوگئی اور انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان بھی عارضی

صلح نامۂ ورسالز ستمبر ۱۷۸۳ء

طور پر صلح ہوگئی ورسالز کے صلح نامے پر جس میں انگلستان اور ممالک متحدۂ فرانس اور ہسپانیہ کے مابین معاہدے شامل تھے ستمبر ۱۷۸۳ء میں دستخط ہوئے۔ اس صلح نامے کی رو سے ابتدائی صلح کی توثیق ہوگئی انگلستان نے سینٹ لوسیا، ٹوباگو، سینی گال اور گوری فرانس کے سپرد کردیے اور انکی وہ بستیاں بھی بحال کردیں جو سورت اڑیسہ اور بنگال میں تھیں اور انکے علاوہ پانڈی چیری کیالی کٹ اور ماہی گرڈوی نیکا، گری ناڈا، سینٹ ون سینٹ، سینٹ کرسٹافر، نے وس اور مون سیر انگلستان کو واپس ملگئے۔ مغربی فلوریڈا پر ہسپانیہ کا قبضہ بحال رہا اور مشرقی فلوریڈا اور منورکا بھی اسے ل گئے انگلستان کو جزائر پراوی ڈنس اور بہاما ملگئے اور خلیج ہانڈورس میں اسے

لکڑی کاٹنے کا حق بھی ملا۔ انگلستان اور امریکا میں جو نامہ و پیام ہوئے اُن سے
معلوم ہوگیا کہ ورژان اور اسکے حلیفوں میں بہت کچھ اختلاف رائے تھا کیونکہ نہ تو وہ
فلوریڈا بلاسکا چاہتے تھے کہ ممالک متحدہ کو پورا تفوق حاصل ہو اور بلاسکا تو بالخصوص
امریکا کے آزاد ہونے کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ اس جنگ کو یورپ سے تعلق نہ تھا

مغربی یورپ پر امریکا کی جنگ کا اثر

مگر اس کا اثر تمام متمدن عالم پر پڑا۔ مغربی یورپ کو امریکا کی جنگ
سے نقصان ہی ہوا۔ انگلستان کا اثر اسکی وجہ سے ایک حد تک
زائل ہوگیا اور اسکے مقبوضات میں کمی ہوگئی۔ اسکے علاوہ شمالی

صفحہ ۳۵۴

سلطنتوں سے اسکے بحری تفوق کو توڑنے کی غرض سے "مسلح غیر جانبداری" کا مسئلہ
چھیڑ دیا تھا اور بحیرۂ انگلستان میں اس جنگ میں دو دفعہ مخالفوں کے بیڑوں کو
تفوق نصیب ہوا تھا۔ یورپ میں عموماً یہ خیال ہوگیا تھا کہ انگلستان کا زوال اب
شروع ہوگیا۔

ہالینڈ کی روبہ انحطاط قوت کو بھی اس جنگ سے کاری زخم لگ گیا۔
اثنائے جنگ میں ولیم پنجم کی عدم سرگرمی اور ان ہزیمتوں کی وجہ سے جو ڈچ کو برداشت
کرنی پڑیں ہالینڈ کی نام نہاد محب وطن جماعت کو ولیم پنجم کی مخالفت کا موقع
ملگیا اور اندرونی تنازعوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس سے ہالینڈ کی حکومت کی
کمزوری اور بھی عیاں ہوگئی۔ ہسپانیہ اس جنگ میں جبرالٹر پر قبضہ کرنے کی
غرض سے شریک ہوا تھا اور برعکس ازیں اُسے منورکا اور فلوریڈا مل گئے تھے مگر جیسا کہ
فلوریڈا بلاسکا نے پیشین گوئی کی تھی ہسپانیہ کی نوآبادیوں نے امریکا کی متابعت کی۔
فرانس کے لیے اس جنگ کے نتائج اور بھی اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ گو وہ فخر
کرسکتا تھا کہ اُس نے اپنے قدیم رقیب سے انتقام لے لیا ہے اور ۱۷۸۳ء میں
اُس کا اثر یورپ میں غالب تھا مگر حقیقت میں بمقابلۂ انگلستان کے اسکا نقصان
زیادہ ہوا تھا۔ قریب تھا کہ اس کا دیوالہ نکل جائے اور انقلاب حکومت بھی قریب
نظر آتا تھا۔ امریکا کی جنگ فرانس میں عموماً پسند کی گئی تھی اور قوم میں جمہوریت
پسندی اور انقلاب پسندی کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ تورگو اور گستاوس ثالث کی
پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہو رہی تھیں۔ تورگو نے لوئی شانزدہم کو متنبہ کر دیا تھا کہ

اس جنگ سے فرانس کا دیوالہ نکل جائیگا۔ گستاوس نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ ایک مطلق العنان بادشاہ کا باغیوں کی تائید کرنا بے جوڑ سا کام ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ امریکا کی نوآبادیوں کی مثال کی تقلید پر بہت سے لوگ آمادہ ہوجائینگے خصوصاً اس زمانے میں جیسا کہ ہر قسم کے اقتدار کو زیر و زبر کردینا ایک رسم ہوگیا ہے [1]

امریکا کی آزادی کی جنگ سے مغربی یورپ کی قوموں کو تو نقصان پہونچا مگر روس اور آسٹریا فائدے میں رہے۔ میریا تھیریسا نے ۲۹ ستمبر ۱۷۸۰ء کو انتقال کیا اور جوزف ثانی اب اُسکی فرماں برداری سے آزاد ہوگیا۔ کیتھرین ثانی بھی پرشیا کے اتحاد سے تھک گئی تھی اور چونکہ فرانس یا انگلستان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا اس لیے اس نے کری میا کے الحاق کا قصد کرلیا۔ مئی ۱۷۸۰ء میں زارنیا اور جوزیف نے مُوہی لیو میں ملاقات کی جس سے ورژان کو روس کی روز افزوں قوت اور اُسکے منصوبے کی طرف سے اندیشہ ہوگیا جو بالکل واقعی تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے صلحنامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور انگلستان سے کوئی سخت مطالبہ نہیں کیا تاکہ مشرقی یورپ میں روس کی حکمت عملی کے دفیعے کے لیے انگلستان کی معاونت حاصل کرے۔

صفحہ ۲۵۵

---

[1] Nisbet Bain, Gustavos III and Hiscon temporaries, Vol 1, P. 209.

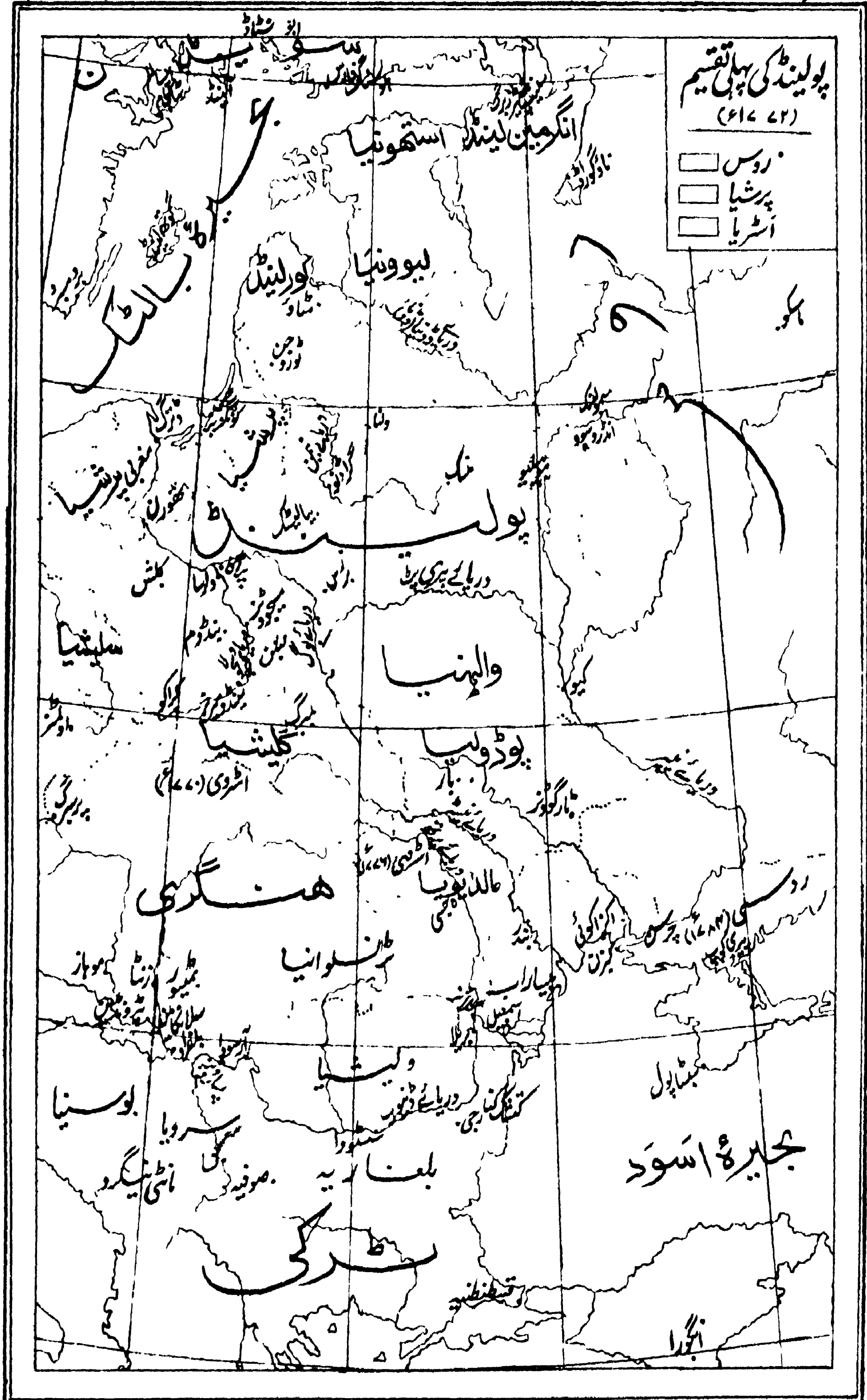
صفحہ ۳۵۶

باب سیزدہم

کیتھرین ثانی و جوزیف ثانی

۱۷۸۳ء تا ۱۷۸۹ء

روس اور آسٹریا کا اتحاد۔ جوزیف ثانی کی اصلاحیں ۔ میریا تھریسا کی اصلاحیں ۔ جوزیف کی انتظامی اصلاحیں۔ تجارتی اصلاحیں ۔ عدالتی اصلاحیں ۔ مذہبی اصلاحیں۔ اصلاحوں پر تبصرہ ۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں اصلاحوں کے عمل میں آنے کے بعد بغاوت ۱۷۸۳ء جوزیف ثانی کی خارجی حکمت عملی کے مقاصد۔ آسٹریا کا اثر اطالیہ میں۔ جوزیف ثانی اور کیتھرین ثانی کے مابین معاہدہ ۱۷۸۱ء ۔ پانن کا زوال اور روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ ٹرکی کی تقسیم کی تجویزیں۔ کری میا کا الحاق۔ انگلستان اور فرانس کا طرز عمل۔ صلح نامہ قسطنطنیہ ۱۷۸۴ء۔ ہالینڈ کی حالت' جوزف ثانی کی نیدرلینڈ میں زیادتیاں۔ صلح نامہ فون تین بلو ۱۷۸۵ء ۔ فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ۱۷۸۵ء ۔ جوزف ثانی کی تدبیریں باویریا کے متعلق ۱۷۸۵ء۔ فریڈرک اعظم اور "اتحاد حکمرانان"۔ فریڈرک اعظم کا انتقال ۱۷۸۶ء ۔ فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ۔ ورژران کا انتقال ۱۷۸۶ء ۔ انگلستان اور فرانس کے مابین تجارتی معاہدہ ۱۷۸۶ء۔ مون موربن ورژران کا جانشین ہوتا ہے۔ ۱۷۸۸ء کا اتحاد ثلثہ کیتھرین ثانی اور جوزف ثانی کا سفر کری میا کو ۱۷۸۷ء ۔ روس اور ٹرکی کی جنگ۔ جوزف ثانی کا ٹرکی کے خلاف میں اعلان جنگ ۔ اوچاکو پر قبضہ سویڈن روس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اہل ڈین مارک کا حملہ سویڈن پر۔ اتحاد ثلثہ کی مداخلت سویڈن میں انقلاب۔ روس اور ٹرکی کی جنگ کا جاری رہنا۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں انقلابی تحریکیں


پولینڈ کی پہلی تقسیم
(۱۷۷۲ء)
روس
پرشیا
آسٹریا
سویڈن
بحیرۂ بالٹک
انگرمین لینڈ
استھونیا
لیوونیا
کورلینڈ
ماسکو
مغربی پرشیا
پولینڈ
منسک
سلیشیا
والہنیا
گلیشیا
پوڈولیا
ہنگری
مالڈیویا
ٹرانسلوانیا
ولیشیا
روسی
بوسنیا
سرویا
بلغاریہ
صوفیہ
مانٹی نیگرو
بحیرۂ اسود
ترکی
قسطنطنیہ
انگورا
کیو
دریائے ڈنیوب

تحریکیں ۱۷۸۹ء میں پرشیا کی خارجی حکمت عملی۔ جوزف ثانی کا انتقال۔ اسکا عہد حکومت کس حد تک ناکام ثابت ہوا۔ پرشیا کا مخالفانہ طرز عمل۔ ہرٹزبرگ کی تجویزیں۔ ری خین باخ کا معاہدہ۔ لیوپولڈ دوم اور اقتدار شہنشاہی کا دوبارہ قائم ہونا۔ سسٹووا کی مصالحت۔ وی ری لا اور جاسی کے معاہدے۔ انقلاب فرانسیسی کے قبل یورپ کی حالت۔

موہی لیو میں شہنشاہ اور زارینا کی ملاقات کے بعد شہنشاہ نے سینٹ پیٹرس برگ کا سفر کیا اور روس اور آسٹریا کے درباروں میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ فریڈرک اعظم نے اپنے بھتیجے پرنس ہنری کو کیتھرین کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے بھیجا مگر اس کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور شہنشاہ کی خیر خواہ ہونے کے ثبوت میں اُس نے اپنے اثر سے ڈیوک اعظم میک سی ملین کو منسٹر کا (Coadjutor.) جوزف کے وائنا آنے کے چند روز بعد میریا تھری سانے ۲۹ نومبر ۱۷۸۰ء کو انتقال کیا جس سے جوزف کو اپنی اصلاحی تجویزوں کو عمل میں لانے کی آزادی حاصل ہوگئی[1]۔

صفحہ ۳۵۰

آسٹریا اور روس کا اتحاد

یہ بادشاہ جو آسٹریا کے ممالک محروسہ میں وسیع اصلاحات کے عمل میں لانے کیلیے کوشاں تھا عجیب و غریب خصائل رکھتا تھا۔ یورپ کے عام حکمرانوں سے قابلیت میں وہ کہیں زیادہ تھا اور انصاف کا شیدا تھا اس لیے اس صدی کے روشن خیال مصلحوں میں اُس کے حالات سب سے زیادہ دلچسپ ہیں اپنی ماں کے انتقال کے بعد سے اُسے زیادہ تر شہنشاہی معاملات میں انہماک تھا اور وہ ویٹزلر کی مجلس شہنشاہی اور وائنا کی آلک کونسل (Aulic Council) کی اصلاح کے لیے کوشاں تھا۔ مگر ان کوششوں اور باویریا کے الحاق میں ناکام رہنے کی وجہ سے وہ ادارات شہنشاہی سے متنفر ہوگیا اور ۱۷۸۰ء سے وہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کی اصلاح میں مشغول ہوگیا۔ خارجی اور داخلی معاملات میں اسکی حکمت عملی بلحاظ تخیل اکثر مدبرانہ ہوتی تھی مگر ناسمجھی اور بے صبری کی وجہ سے اکثر اس میں خرابی پڑ جاتی تھی اور یہ حالت اس کی تادم مرگ تھی وہ اپنے

جوزف ثانی کی اصلاحیں

---

[1] Paganel, Histoire de Joseph II, P. 332.

کن دھوں پر ایسے بارِ گراں لیتا تھا جن کا بوجھ قوت انسانی برداشت نہ کر سکتی تھی اسلیے اسکا عہد حکومت ایک ایسے بادشاہ کا طویل اور دردناک قصہ ہے جس کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں مگر جو اپنی اکثر کوششوں میں ناکام رہا۔" اٹھارھویں صدی کے تخیلات اس کی رگ و پے میں سرایت کر گئے تھے اور اپنی رعایا کی بہتری کے لیے وہ وسیع اور مخیرانہ اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ تھا۔ داخلی معاملات کے متعلق اس کا خیال یہ تھا کہ "وہ اپنے مختلف مقبوضات کو باہم دیگر ضم کر کے ایک زبردست سلطنت بنادے جملہ مراعات اور خاص حقوق کو موقوف کر دے، قومی حدود کو کالعدم کر کے اپنی تمام شہنشاہیت کو انتظامی حلقوں میں تقسیم کر دے، تمام قوموں کا باہم دیگر امتزاج کرادے قوانین کا ایک دستور العمل بنائے جس کے سب خاص و عام پابند ہوں، عامۂ قوم کو قانوناً اپنے سابق آقاؤں (امرا) کے مساوی کر دے اور اپنی مطلق العنان حکومت کے تحت میں جمہوری مساوات اور سادگی کو قائم کرے"[1] صفحہ ۲۵۸

یہ انتہائی تغیرات انقلابی حیثیت رکھتے تھے مگر جوزف نے انکو عمل میں لانے میں حد درجہ عجلت کی اور بلا لحاظ اپنی رعایا کے احساسات اور روایات کے جن کے نفع کی غرض سے یہ تغیرات ہونے والے تھے اس نے اپنے مقبوضات کے نظام حکومت ضابطۂ قانونی، وضع قوانین اور تعلیمی اور مذہبی معاملات کو متبدل کرنے کا قصد کر لیا" فریڈرک اعظم کو عملی تدبیر کا ہمیشہ خیال رہتا تھا مگر برخلاف اس کے جوزف اٹھارھویں صدی کے جدید تخیلات پر عمل کرنے میں سیاسی مصالح تک کا خیال نہ رکھتا تھا۔ شہنشاہ جوزف نیک نیت مخیر اور پاکباز تھا مگر اس کے خصائل میں تعمق مطلق نہ تھا۔ اس کی اولالعزمیاں قابل ستائش تھیں مگر وہ اپنی قوت کا کافی اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ اسکی تادم مرگ یہ آرزو تھی کہ فریڈرک اعظم کے قدم بہ قدم چلے بلکہ اس سے بڑھ جائے اور اس خیال کا اثر اس کے تمام افعال پر تھا۔ اس کی تعلیم باضابطہ ہوئی تھی اس لیے اس کے دماغ میں فرانسیسی فلسفیوں کے تخیلات کا گہرا اثر ہو گیا تھا۔ ۱۷۸۱ء میں اس نے خود لکھا تھا کہ "جب سے میں تخت نشین ہوا ہوں فلسفہ میری

---

[1] Herman Merivale, Histore Cal Studies P. 12.

سلطنت کا واضع قوانین ہوگیا ہے۔ اٹھارھویں صدی کے تخیلات سے متاثر ہونے اور فریڈرک اعظم کی متابعت میں ایک منتظم مرکزی سلطنت کے قیام کی خواہش رکھنے کی وجہ سے جوزف نے کوشش کی کہ پانچ سال کے عرصے میں آسٹریا کے اندرونی معاملات سے تمام بیرونی قوتوں کے اثر کو زائل کرا دے جن میں کلیسۂ روما بھی شامل تھا اور اپنی سلطنت کے مختلف حصوں میں تمام قدیم ادارات اور رسوم کو موقوف کرا دے اس نے انتظامی، عدالتی، مذہبی اور معاشی اصلاحیں وقت واحد میں شروع کر دیں اور تاریخ، روایات اور قومیت کا مطلق خیال نہ کیا۔ اُس کی اصلاحات اسی نوعیت کی تھیں جن پر چند برسوں کے بعد فرانس کی مجلس قومی نے عمل کیا اور اُس نے وحدت پیدا کرنے کی غرض سے ان تمام موانع اور رکاوٹوں کا صفایا کر دینے کی کوشش کی جو اُس کے اغراض کے حصول میں حائل تھیں مگر انقلاب پسندان فرانس کے برخلاف اسکی سلطنت میں مختلف النسل اقوام آباد تھیں اور مختلف مقبوضات میں ذرائع اتحاد صرف دو تھے ایک تو حکومت شاہی اور دوسرا کلیسیہ کا اثر فان سائبل نے لکھا ہے کہ "جوزف کا قصد تھا کہ آسٹریا کی سرحدوں کو ہموار کر دے اور اگر ممکن ہو تو انھیں وسعت دے تاکہ آسٹریا یورپ کی سلطنتوں میں سر برآوردہ ہو جائے اس لیے وہ ہمیشہ اپنے ہمسایوں اپنی رعایا اور اپنے ملک کے ذی اقتدار طبقات پر دست درازیاں کرتا رہتا تھا[1]"

صفحہ ۳۵۹

گیلےشیا اور لوم بارڈی میں جوزف کی حیثیت ایک فاتح کی تھی جو اپنا اقتدار ایک ایسی قوم پر جمانا چاہتا تھا جو اُس سے بیزار تھی ہنگری میں امرا کی ذی اقتدار جماعت اس کی مخالف تھی نیدرلینڈ میں متعدد حکومت خود اختیاری رکھنے والی جماعتوں کے وجود کی وجہ سے اس کا اثر قائم نہ ہو سکتا تھا، بوہے میا اور موروے ویا کے لوگ اسے غیر ملکی سمجھتے تھے اور ٹائرول میں بھی کسانوں کی ایک آزادی پسند گو وفادار جماعت کا وجود اُس کے اقتدار کے قیام میں مانع تھا۔

جوزف کی سرگرم کوشش کرنیوالی اصلاح کا کام پہلے ہی سے شروع کر دیا تھا اور

[1] ہنرغ فان سائبل انقلاب فرانس کی تاریخ جلد اول صفحہ ۸۶ ترجمۂ انگریزی۔

اُس نے متعدد قدیم رسوم کو موقوف کر دیا تھا اور صوبجات کی مجالس (Diet) کے خاص حقوق کو کالعدم کر دیا تھا۔ بالواسطہ محاصل عائد کرنیکا حق ان سے لے لیا گیا اور صوبجات کی انتظامی نگرانی خاص حکام کے سپرد کر دی گئی جو وائنا سے بھیجے جاتے تھے۔ اس لیے اُن کا فریضہ اب صرف یہ رہگیا تھا کہ حکومت جن محاصل کا مطالبہ کرے اُن کی منظوری دیدیں اور یہ محاصل وائنا کے خزانۂ شاہی میں جمع کیے جاتے تھے قدیم مقامی عدالتوں کے بجائے عدالتی حکام مقرر کیے گئے جن کا مستقر وائنا میں تھا۔ جوزف بھی اس طرز عمل کا مؤید تھا جو چاہتا تھا کہ شہروں کی مراعات کو بھی کالعدم کر دے اور انھیں شہنشاہی حکام (Bailiffs) کے تحت میں کر دے [1]

میریا تھیریسا کی اصلاحیں

جوزف کی انتظامی اصلاحیں

باوجود ان مشکلوں کے جوزف نے اُن مختلف عناصر سے ایک متحد سلطنت بنانے کی مردانہ کوشش کی۔ بوہے میا، مورے دیا، گیالے شیا اور ہنگری میں اُس نے غلامی کی رسم موقوف کرا دی اور کسانوں کو اراضی پر قبضہ دلا کر زمینوں پر معقول لگان لگا دیا اُس نے مجالس صوبجات (Diets) کے باقی ماندہ حقوق کو بھی نیست و نابود کر دیا اور بندوبست اراضی کے قوانین میں بھی اُس نے مزید اصلاحیں کیں آسٹریا کے مقبوضات کو اُس نے ایک سلطنت واحد میں متحد کر کے تیرہ ضلعوں میں تقسیم کر دیا جو حسب ذیل تھے (۱) گیالے شیا (۲) بوہے میا (۳) مورے دیا (۴) نشیبی آسٹریا (۵) آسٹریا خاص (اسٹائی ریا، کارن تھیا، کارنیولا) (۶) ٹائی رول (۷) ٹرین سل وے نیا (۸) سوائے بیا کے آسٹروی مقبوضات (۹) ہنگری (۱۰) کروشیا (۱۱) لومباردی (۱۲) آسٹروی نیدرلینڈ (۱۳) اضلاع گورز و گراڈس کا بشمول ٹری ایسٹ یہ اضلاع حلقوں میں منقسم تھے جن میں سے ہر ایک کا حاکم ایک (Kreishauptmann) تھا۔

جوزف کا مقصود یہ تھا کہ ہم اپنی سلطنت کی مختلف اقوام کو ایک دوسرے

[1] دیکھو ضمیمہ (الف)

ملا کر ایک قوم بنادیں اور صرف جرمنی زبان[1] تمام ملک میں تسلیم کی جائے۔ مجالس (Diets) کے جلسوں کا انعقاد بند کر دیا گیا اور شاہی شہروں کی مراعات مسدود کر دی گئیں۔ اپنی سلطنت کو دولت مند بنانے کے لیے جوزف نے تجارت کو ترقی دینے کی بھی کوشش کی۔ محاصل میں ترمیم کرنے کی غرض سے دو کمیشن مقرر کیے گئے اور امیروں اور پادریوں کو جو استثنارات حاصل تھے وہ موقوف کر دیے گئے شیلٹ ندی کو آسٹریا کی تجارت کے لیے کھولنے کے واسطے جو تدبیریں اس نے کیں وہ مشہور ہیں۔ نئی سڑکیں بنوائی گئیں اور پرانی سڑکوں کی مرمت کی گئی اور ٹری ایسٹ کے سابق گورنر زن زین ڈورف کی امداد سے آسٹریا کی تجارت کو بہت کچھ ترقی دیگئی۔ بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل کی بندرگاہوں خصوصاً فیوم کو ترقی دیگئی، شہنشاہ مراکش، ترکی اور روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے معاہدے کیے گئے۔ بحیرۂ روم میں آسٹریا کی تجارت کو وسعت دیگئی، چین اور ہندوستان میں تجارتی کوٹھیاں قائم کی گئیں اور وائنا میں مصنوعات کے کارخانے کھولے گئے۔ اگست ۱۷۸۴ء میں ملکی مصنوعات کو بیرونی مسابقت سے محفوظ رکھنے کے لیے قوانین نافذ کیے گئے مگر ان پر نپولین کی سی سختی کے ساتھ عمل کیا گیا جس سے آسٹریا کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا۔

صفحہ ۳۶۱

جوزف نے عدالتوں اور وضع قوانین کے متعلق میریا تھیریسا کی اصلاحوں کو جاری رکھا اور دونوں سررشتوں کو ترقی دی۔ اس کے دیوانی و فوجداری دستور العمل

عدالتی اصلاحیں۔	اس زمانے کے خیالات کے ہم آہنگ تھے اور ان سے آسٹریا کو بہت نفع پہونچا۔ سزائے موت بغاوت کے لیے مخصوص کر دیگئی

اور ملزموں کی ایذا دہی کا طریقہ مسدود کر دیا گیا۔ عدالت العالیہ کے تحت میں وائنا، پریگ، کلاگین فرتھ، فرائی برگ (بریس گو) برن اور لیم برگ میں چھ عدالتیں مرافعہ کی قائم کی گئیں۔ مذہبی معاملات میں بھی اس نے کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی جیسوائٹ میریا تھیریسا کے زمانے میں مردود ہو چکے تھے اور جوزف اور اس کے

[1] Wolfe und Zwiedeneck-Sudonhorst, Oesterreich unter Marie Theresia, Joseph II, und Leopold II (Oncken Sories) P. 293.

بھائی لیوپولڈ دونوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کلیسائی خدمات جان سینی عقائد رکھنے والے اشخاص کو دیا کرتے تھے۔ ۱۳ راکتوبر ۱۷۸۱ئہ کو اُس نے فرمان رواداری صادر کیا جو آسٹریا کی مذہبی آزادی کا منشور اعظم"

مذہبی اصلاحیں

خیال کیا جاتا ہے۔ اس فرمان سے کاتولیک پادریوں کی تبلیغی کوششیں رک گئیں جن کی انھیں میریا تھیریسا کے عہد حکومت میں پوری آزادی تھی، پراٹس ٹینٹ فرقے کو مدرسے اور گرجے بنانے اور بعض دوسرے فرقوں کو جائداد پیدا کرنے کی اجازت ہوگئی اور یہودیوں کی حالت بھی کچھ بہتر ہوگئی۔ اس کے علاوہ غالب مذہبی جماعت (کاتولیکی) کی قوت زائل ہوگئی، پوپ کے مذہبی تفوق کے مقابلے میں اسقفوں کی آزادی کے تخیل کو فروغ دیا گیا اور ڈی سی ڈنٹ فرقے کی آزادی قانوناً تسلیم کرلی گئی۔

اس اصلاح کے نتائج قابل قدر تھے مگر جوزف کے ہر فعل میں مطلق العنانی کی ایک خفیف سی جھلک ہوتی تھی جس سے اُن میں کچھ خرابی پیدا ہو جایا کرتی تھی بوہیمیا میں موحدوں کا ایک فرقہ پیدا ہوگیا تھا، ان کے خلاف میں جوزف نے ایک قانون جاری کر کے انھیں فرمان رواداری سے مستثنےٰ کر دیا اور حکم دیا جو لوگ توحید کے عقائد کا علانیہ اظہار کریں انھیں فوراً سزا دی جائے۔ اُس کی حکومت نے یہودیوں کی بعض رسوم میں بھی دست اندازی کی جس سے شہنشاہ کی انکی حالت کو بہتر کرنے اور انکی آرزوؤں کو پوری کرنے کی کوشش میں بٹہ لگ گیا۔

اُن اصلاحات سے کلیسیۂ کاتولیکی کی بیخ کنی ہو رہی تھی اور اس کے علاوہ جو پادری جوزف کی تائید پر تھے وہ تبلیغ کر رہے تھے کہ "سینٹ پیٹر کے جانشین کو دنیاوی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ ان باتوں سے خائف ہوکر پوپ پائس ششم بہ نفس نفیس وائنا میں آیا تاکہ شہنشاہ کو ہموار کرے، اُس کے ورود سے کاتولیکوں کی ہمت افزائی ہوا اور آسٹریا میں کلیسیۂ کاتولیکی جن خطروں میں پھنسا ہوا تھا وہ دفع ہو جائیں۔ آسٹریا کے پادریوں پر پوپ کی نگرانی جس حد تک تھی وہ سختی کے ساتھ محدود کر دی گئی تھی اور آسٹریا کی مذہبی جماعتوں اور روما میں ان کے افسران اعلیٰ کے درمیان جو تعلقات تھے وہ منقطع کر دیے گئے۔ جوزف نے علانیہ یہ خیال کر دیا تھا کہ وہ اپنی رعایا پر پوپ کے اثر کو کالعدم کرتا، کلیسیہ کو سلطنت کا تابع فرمان بناتا اور

صفحہ ۳۶۲

عوام کو پادریوں کے پنجے سے نکالنا چاہتا ہے۔

پوپ پائس ششم کے ورود سے عوام میں بہت جوش پھیل گیا۔ مگر جوزف ثانی نے اُس کے ساتھ گفت وشنید کرنے سے انکار کر دیا اور کانٹز کا برتاؤ اُس کے ساتھ حقارت آمیز تھا۔ گو پوپ کو آسٹریا آنے سے کوئی فوری کامیابی نہوئی مگر اسکے ورود کی وجہ سے جنوبی جرمنی میں ایک احیائے مذہبی وجود میں آیا جس کا زور روز بروز بڑھتا گیا اور جسے جوزف روک نہ سکا۔

۱۷۸۱ء ۱۷۸۴ء اور ۱۷۸۵ء میں فرامین نافذ کیے گئے جن کی رو سے اسقفوں کو پوپ کے پاس مرافعہ کرنے اور فرامین پاپائی کو بغیر شہنشاہ کی اجازت کے شائع کرنے سے روک دیا گیا اور راہبوں کی تمام جماعتوں کو غیر ملکی اثر سے آزاد کرا دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ احکام بھی نافذ کیے گئے کہ دو فرامین پاپائی (Incaena Domini) اور Unigenitus کی تعلیم نہ دی جائے جن میں پوپ کے اقتدارات میں تشریح کی گئی تھی، پوپ کے دربار کو روپیہ نہ بھیجا جائے، کوئی شخص روما کے جرمنی کالج میں تعلیم نہ پائے اور پوپ کے دیے ہوئے خطاب تسلیم نہ کیے جائیں۔ جوزف نے اس کے بعد خانقاہوں کی خبر لی۔ اولاً اُس نے راہبوں کی چھ سو جماعتوں کو منتشر کر دیا اُس کا خیال تھا کہ چونکہ یہ لوگ صرف عبادت اور مراقبے میں مصروف رہتے ہیں اس لیے ان کے وجود سے ملک کو کوئی عملی نفع نہیں۔ بہت سی مردانہ اور زنانہ خانقاہیں بند کر دی گئیں اور راہبوں کی تعداد گھٹا کر دو ہزار کر دی گئی۔ ضبط شدہ خانقاہوں کی آمدنی کار خیر میں لگا دی گئی۔ راہبوں کی جو جماعتیں اس دست برد سے بچ گئیں، اُن کی سخت نگرانی ہونے لگی اور انھیں مجبور کیا کہ جزوی مذہبی معاملات میں بھی شہنشاہ کے احکام کی پابندی کریں۔ ان کارروائیوں سے جوزف نے نہ صرف جماعات اور پادریوں کو اپنا مخالف بنا لیا بلکہ تمام قوم کو بھی جو مذہبی جلوسوں اور زیارتوں میں اُس کی دخل دہائی کی وجہ سے ناراض ہو گئی تھی۔

صفحہ ۳۶۳

اصلاحات پر تبصرہ

ان اصلاحوں میں اکثر ایسی تھیں جن سے مفید نتائج مترتب ہوئے اور شہنشاہ کے انتقال کے بعد بھی انکا اثر باقی رہا۔ شہنشاہ کے تمام مقبوضات میں بہ استثنائے آسٹریا خاص، نیدرلینڈ و ٹائرول کسانوں کی

حالت نیم غلامی کی تھی، اس طریقے کے مسدود ہو جانے سے بہت نفع ہوا، ناقابل انتقال اراضی قابل انتقال کر دی گئی، عدالتی انتظامات شاہی عہدہ داروں کے سپرد ہو جانے اور دائنا میں عدالت العالیہ کے قیام سے مرافعہ کی سہولت ہو جانے سے امرا کے اقتدار میں بہت کچھ فرق آگیا تھا۔ مگر جوزف اپنی رعایا کے قومی جذبات کا مطلق پاس نہ کرتا تھا جس سے اس کی بہترین اصلاحی تجویزیں بے کار ہو جایا کرتی تھیں۔ بوہیمیا اور کروشیا کی عدالتوں میں جرمن زبان کی ترویج کو وہاں کے باشندوں نے سخت ناپسند کیا۔ ہنگری میں اپنی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے سے اس نے انکار کر دیا اور ہنگری کے شاہی جواہرات اور تاج کو اس نے پریس برگ سے منتقل کر دیا جس سے اسکی ہنگری کی رعایا بدظن ہو گئی۔ مجالس صوبجات کو بند کر دینا بھی ایک سخت غلطی تھی اور قوم مذہب اور زبان کے اختلافات کے مٹانے میں بھی کبھی کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ عدالتوں میں تمام رعایا کے حقوق کو مساوی کر دینے سے ان لوگوں کی اشک شوئی نہ ہو سکتی تھی جن کی قومی زبان کے بجائے جرمنی زبان کی ترویج ہو رہی تھی اور جو اپنی مذہبی رسوم اور طریقہائے عبادت کے مسدود کر دیے جانے سے ناخوش تھے۔

کلیسیہ کے متعلق اس کا طرز عمل دانشمندی کے خلاف تھا۔ آسٹریا کی سلطنت مختلف عناصر کے اجزا پر مشتمل تھی جن میں ذریعۂ اتحاد صرف کلیسیہ کا اثر تھا۔ کلیسیہ کی امداد کے سوا جوزف ثانی کے پاس ان مختلف اقوام کو ہموار رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا جن پر وہ حکمراں تھا اور رفتہ رفتہ احکام شہنشاہی کی تعمیل کرانا ناممکن ہو گیا۔ پوپ کے طرفداروں کی جماعت کا سرغنہ کارڈنل مگ رازی اسقف اعظم دائنا تھا اس کے خیالات کی آواز بازگشت دور دراز نیدرلینڈ سے بھی نکلی جہاں لوؤین کی جامعہ نے اعلان کر دیا کہ "رواداری اختلافات کی مورث ہے۔"

صفحہ ۴۰۳

۱۷۸۶ء میں جوزف نے احکام نافذ کیے جن کی رو سے نیدرلینڈ حکومت آسٹریا کا ایک صوبہ قرار دیا گیا اور اسکو نو حلقوں میں تقسیم کیا گیا جو ایک ایک (Intendant) کے تحت میں تھے۔ یہ حلقے اضلاع میں تقسیم کیے گئے تھے

آسٹریائی نیدرلینڈ میں اصلاحیں اور انکے بعد بغاوت ۱۷۸۷ء۔

جن میں سے ہر ایک حکام مذکورۂ بالا کے مقرر کئے ہوئے کمشنروں کے تحت میں تھے، قدیم عدالتیں بھی بند کردی گئیں اور جدید عدالتیں قایم کی گئیں جنکی کارروائیاں نئے عنوان پر ہوتی تھیں۔

منشوروں کی اس صریح خلاف ورزی سے عام ناراضی پھیل گئی اور باراباں کے ضلع میں ایک وکیل وین ڈر نوٹ کی سرکردگی میں مخالفت شروع ہوگئی۔ آسٹروی نیدرلینڈ کے باشندے مسلح ہوگئے اور ان سے بعض نے امریکا کی متابعت میں ایک جمہوریہ قایم کرکے فرانس سے امداد کی درخواست کرنے کا قصد کیا۔ جوزیف کو معلوم تھا کہ یہ مخالفت قومی جذبات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فرانس کی سازش سے پیدا ہوئی ہے مگر وہ درگذر کرنے پر مجبور ہوا اور ۱۷۸۷ء کے موسم سرما کے فرامین کو اس نے منسوخ کردیا مگر جب اسے ورژان کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ فرانس مالی مشکلات کی وجہ سے غیر جانب داری پر مجبور ہے تو اس نے حماقت سے کلیسہ کے متعلق فرامین کو پھر جاری کردیا اور تمام ملک میں فوجیں ڈالدیں۔ ۱۷۸۸ء میں باراباں اور ہینوں کی مجالس نے امدادی رقوم کے دینے سے انکار کردیا۔ جنوری ۱۷۸۹ء میں باراباں کی مجلس (Estates) مسدود کردی گئی اور جون میں باراباں کا دستور بھی منسوخ کردیا گیا نومبر میں اس ملک کے بہت سے لوگ ترک وطن کرکے ہالینڈ چلے گئے۔ اس کے بعد انقلاب جس کی وجہ سے آسٹریا کی فوجوں نے سوائے لگ زیم برگ اور یم برگ کے تمام ملک کو خالی کردیا۔ باغی صوبجات نے اپنی آزادی کا اعلان کردیا اور ۱۰ر جنوری ۱۷۹۰ء کو ایک جمہوریہ (Federal Republic) قایم کرلی۔

پائس ششم کے وائینا میں آنے کے بعد سے جوزیف کی ہر ایک کارروائی کی مخالفت ہونے لگی جسکی وجہ سے وہ بے صبر اور درشت مزاج ہوگیا اور ہر شخص پر شبہہ کرنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۷۸۸ء کی جنگ ٹرکی میں اس نے روس کی معاونت اس وجہ سے کی کہ وہ اپنی سلطنت میں مرکزی حکومت قایم کرنے اور اصلاحات کے عمل میں لانے سے مایوس ہوگیا تھا۔

جوزیف ثانی کی اکثر اصلاحی تجویزوں کی ناکامی کی اصلی وجہ یہ تھی کہ اندرونی

اصلاحات کے ساتھ ساتھ وہ خارجی حکمت عملی کی دور رس تجویزوں کو عمل میں لانے میں مصروف رہتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کی غایت یہ تھی کہ خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات کو مستحکم کردے اور جرمنی میں اس کے تفوق کو بحال کرادے۔ اس حکمت عملی کی کامیابی کے لئے سائلیشیا کو واپس لینا اور خاندان ہوہین زولرن کو ذلیل کرنا ضروری تھا۔ یہ بھی ضرور تھا کہ یورپ کے جنوب اور مشرق میں آسٹریا کے مقبوضات مستحکم ہو جائیں اور اس غرض سے وہ چاہتا تھا کہ وینس اور اس کے اطالوی مقبوضات اسٹریا، ڈلماشیا، والیشیا (الوتا تک) وڈن اورسوا بلغراد، بوسنیا ہرزگووینا، جبل اسود اور سرویا کے ایک حصے پر قبضہ کرے۔ نیدرلینڈ کے دور دراز صوبہ کی حفاظت اس سے ممکن نہ تھی اس لئے وہ اس کو باویریا سے بدل لینے کی تدبیروں میں برابر مشغول تھا کیونکہ جرمنی میں آسٹریا کا اثر صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا تھا کہ باویریا اس کے قبضے میں رہے۔

ان وسیع تدبیروں کی نوعیت ایسی تھی کہ فرانس اور پرشیا ضرور ان کی مخالفت کرتے مگر بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فرانس غیر جانب داری پر مجبور رہتا تھا اور جوزف کو اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی۔ میریا تھریسیا فرانسیسی اتحاد کی دلدادہ تھی مگر جوزف ثانی کو اس سے نفرت تھی اور ۱۷۸۱ء میں پرنس کاونٹز کے خیالات اس بارے میں اور بھی قوی ہو گئے[1]۔

میریا تھریسیا کے انتقال کے بعد اس کا رجحان زیادہ تر یہ تھا کہ روس سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرے اور جب ۱۷۸۴ء میں اسے نیدرلینڈ میں ناکامی ہوئی اور ۱۷۸۵ء میں باویریا کے متعلق جوزف نے دیدہ و دانستہ ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جو جنوبی و مشرقی یورپ میں آسٹریائی اغراض کے لئے صد درجہ خطرناک تھا یعنی اس نے ٹرکی کی قطع و برید میں روس کی معاونت کرنے کا قصد کر لیا۔ جوزف کو اس امر کا احساس نہ تھا کہ آسٹریا کی حقیقی حکمت عملی یہ ہونی چاہئے کہ روس کو ٹرکی سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے روکے اور سائلیشیا کے نقصان پر صبر کرکے اور پرشیا سے

---

(1) Arneth Maria Theresia and Joseph II vol 11 P. 132.

متحد ہو کر مغرب کی طرف روس کی زبردست سلاو سلطنت کی پیش قدمی کو روکے
مگر جوزیف کے انتقال سے آسٹریا کے مدبّروں پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ مشرق
میں روس اور آسٹریا کی اغراض متضاد ہیں اور اس لئے انھوں نے زاران
روس کے روز افزوں اثر کو روکنے کے لئے تدبیریں شروع کر دیں۔ جوزیف
ثانی نے ٹیشن خین کے معاہدے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کر لیا تھا لیکن امریکا کی جنگ کے
جاری رہنے، انگلستان اور ہالینڈ سے جنگ چھڑ جانے، فریڈرک اعظم کی پیرانہ سالی
کیتھرین اعظم کے کریمیا کے معاملات میں مشغول ہونے اور اطالیہ میں خاندان،
ہیپس برگ کے اثر کے غالب ہونے کی وجہ سے جوزیف کو اپنی ان تجویزوں کو عمل میں
لانے کا اچھا موقع ملگیا جو اس کے دل سے لگی ہوئی تھیں جزیرہ نمائے اطالیہ پر آسٹروی
بالکل چھائے ہوئے تھے۔ ڈیوک اعظم لیوپولڈ ٹسکنی میں حکمران تھا جوزیف کے ایک
دوسرے بھائی لیوپولڈ کی شادی موڈینا کی رئیسہ سے ہوئی تھی جوزیف کی ایک بہن کی
اطالیہ میں آسٹریا کا اثر
شادی پارما کے ڈیوک سے ہوئی تھی اور ایک (کیرولین) کی فرڈی نند
شاہ نیپلز سے لیکن ۱۸۱۵ء میں جا کے جوزیف کی تدبیریں بارآور
ہوئیں جب کہ میٹرنخ نے وینس کو آسٹریا سے ملحق کرا دیا۔

ٹیشن خین کی گفت و شنید میں کیتھرین ثانی نے جو نمایاں شرکت کی تھی۔ اسکو
جوزیف نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا اور ورژان کا طرز عمل اسے سخت ناگوار
ہوا تھا اس لئے اس نے قصد کر لیا کہ فرانس سے علیحدگی اختیار کر کے آسٹریا کی خارجی
حکمت عملی کی روایات میں ترمیم کر دے جون ۱۷۸۱ء میں کیتھرین اور شہنشاہ کی
دوستی نے پختہ ہو کر ایک گہرے اتحاد کی صورت اختیار کر لی یہ اتحاد جو ایک مراسلے
صلحنامہ مابین کیتھرین ثانی
و جوزیف ثانی ۱۷۸۱ء
کی شکل میں تھا بظاہر مدافعانہ تھا اور اسکی رو سے دونوں دولتوں(1) نے
ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی اور یہ طے ہوا کہ جب
دونوں میں سے کسی کو امداد کی ضرورت ہو تو ایک دوسرے کی تائید کریں(2)۔ اسکے علاوہ اگر

(1) Arneth Joseph II and Catherine von Russlana
Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury
H. 426 Papanel, Histoire de Joseph II P. 401

باب عالی جنگ کا اعلان کرکے روس کے ملک پر حملہ آور ہو تو جوزیف کیتھرین کی مدد کی غرض سے روانہ ہوگا۔ آسٹریا کی اس امداد اور ٹرکی کے متعلق روس کی کارروائیوں سے چشم پوشی کرنے کے صلہ میں جوزیف کو امید تھی کہ باویریا کے الحاق میں روس اس کی امداد پر مجبور ہوگا۔ کیتھرین اس وقت مسئلہ ٹرکی میں ہمہ تن مشغول تھی اور ایک یونانی شہنشاہت کے قیام کی تدبیریں کر رہی تھی جو روس کی دست نگر ہو۔ گو عالم مسیحی میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ ترک یورپ سے خارج کر دئے جائیں اور پیٹر اعظم کے زمانے سے روس کی خارجی حکمت عملی کا مقصد یہ تھا کہ اس کی سلطنت بحیرۂ روم کے سواحل تک پہونچ جائے مگر کیتھرین ہی کا یہ کارنامہ ہے کہ اس نے مشرقی مسئلہ کی طرف قطعی توجہ کی اور ٹرکی کے خلاف میں سلاو قوم کی اس مسلسل جنگ صلیبی کا آغاز نہ کیا جس سے مشرقی یورپ میں توازن قوت حد درجہ متاثر ہوا خاندان ہائے رورک بجائے رومانوو کے خفیہ مقاصد کے کیتھرین کے زمانہ سے روس کی حکمت عملی یہ ہوگئی کہ سلطنت ٹرکی کو تباہ کر دیا جائے۔ دور از قیاس خیالات اور موہوم امیدوں کے قطع نظر کیتھرین کی حکمت عملی کے مقاصد صرف یہ تھے کہ سلطنت ٹرکی نیست و نابود کر دی جائے اور روس کی حقیقی اغراض کے حصول کے لئے سعی بلیغ کی جائے یہ مقاصد ایسے تھے جن سے انگلستان اور فرانس چوکنے ہوگئے اور بحیرۂ روم کے توازن قوت میں بھی ایک انقلابی تغیر پیدا ہوگیا۔ مگر وزراء مغربی معاملات میں منہمک تھا اور انگریزوں نے روس کے ہاتھوں ٹرکی کی تخریب کی مطلق پروانہ کی اس لئے کیتھرین کو کریمیا کے الحاق کا موقع ملگیا۔

مشرقی مسئلہ کے اس جدید تغیر سے نہ صرف روس اور آسٹریا کا اتحاد وجود میں آیا بلکہ سینٹ پیٹرس برگ میں ایک سفارتی انقلاب بھی ہوگیا۔ ۱۷۶۲ء سے پانن روس کے دارالسلطنت میں پرشیا کے طرفداروں کی جماعت کا سرغنہ تھا اور کیتھرین کی حکمت عملی کا دارومدار پرشیا کے اتحاد پر تھا۔ پولینڈ کی پہلی تقسیم کے بعد جو اس اتحاد کی وجہ سے وقوع میں آئی تھی فریڈرک اعظم نے پانن کو رقم خطیر بطور رشوت دیکر کیتھرین کو موجودہ اتحاد پر قائم رکھا اور امریکا کی جنگ میں

پانن کا زوال اور روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ۔

روس کو انگلستان کی امداد سے باز رکھا۔ فریڈرک اعظم نے ۱۷۶۹ء ہی میں تہیہ کر لیا تھا کہ ٹرکی کی تقسیم میں وہ کبھی حصہ نہ لیگا۔ کیونکہ اُس نے یہ محسوس کر لیا کہ اگر اُس سے اور آسٹریا یا روس سے جنگ ہوئی تو ٹرکی کی امداد اُس کے لئے نہایت مفید ہوگی۔ اس لئے کیتھرین کو ٹرکی کے متعلق اپنی تجویزوں کو کارگر بنانے میں پرشیا سے کسی امداد کی امید ہو سکتی تھی۔ پانن نے بھی اس بارے میں اُس کی ہمت افزائی نہ کی اسلئے وہ ۱۷۷۹ء ہی سے وزیر مذکور سے متنفر ہو گئی تھی اور پرنس پوٹیم کن جو بجائے الیگزس اور لُوو کے کیتھرین کا منظور نظر ہو گیا تھا پانن کے اثر کی بیخ کنی کر رہا تھا پوٹیم کن نے برسر اقتدار ہونے کے بعد ٹرکی کی مخالفت کا علانیہ اظہار کر دیا موہی لیو کی ملاقات کے بعد روس اور پرشیا کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا' ۱۸ر مئی ۱۷۸۱ء کے اتحاد سے قدیم نظام سیاسی کالعدم ہو گیا' ۲ر ستمبر کو پانن وزارت خارجہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور ۲۰ر ستمبر کو وہ باضابطہ طور پر برطرف کر دیا گیا اور ۱۷۸۳ء میں اس نے اور الیگزس اور لُودے نے انتقال کیا۔

پرشیا کے اتحاد سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے بعد اور کریمیا کے الحاق کی نیت سے زارینا نے اس معاہدے کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں عجلت کی جو اُس نے شہنشاہ سے کیا تھا۔ شہنشاہ بھی اس امر کا خواہشمند تھا کہ ٹرکی کی بیخ کنی میں زارینا کو مدد دینے کے صلہ میں زارینا کو جرمنی کے متعلق اپنی تدبیروں میں پھنسا دے اور روس آسٹریا اور فرانس کے درمیان ایک اتحاد قایم کر کے نیدرلینڈ کے بعض اضلاع کے معاوضے میں باویریا کے بعض حصوں کو اپنی سلطنت سے ملحق کرے اور اس غرض سے فرانس کو بطور رشوت کے اپنی شمالی مشرقی سرحد کی توسیع کا موقع دے۔ کیتھرین نے عین اسوقت کہ جب اُس کی فوجیں کریمیا کو فتح کر رہی تھیں ایک خط مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۷۸۲ء میں جوزیف ثانی کو اپنی تدبیروں سے واقف کیا۔ اُس کی تجویز یہ تھی کہ ہولڈے ویا' والے شیا اور بے سارابیا کو ملا کر ڈیسیا کی آزاد سلطنت ایک موروثی حکمراں کے تحت میں قایم کی جائے جو کلیسۂ یونان کا پیرو ہو۔ روس اُرچاکوو بوگ اور نیسٹر ندیوں کے درمیان کے ضلع اور مجمع الجزایر کے ایک دو جزیروں کے الحاق پر

قانع ہوگا۔ اگر کریمیا میں روسی فوجی کارروائیوں کو امید سے زیادہ کامیابی ہوئی تو جوزیف ثانی سے زارنیا کو امید تھی کہ وہ یورپ کو ترکوں کی حکومت سے آزاد کرانے اور قسطنطنیہ سے انھیں خارج کرنے میں مدد دیگی۔ ترکوں کے خارج کردئے جانیکے بعد قدیم بی زن ثانی شہنشاہیت دوبارہ قایم کی جائے اور زارنیا کا پوتا کانس ٹن ٹائن شہنشاہ مقرر ہو۔ اُس کا غالباً قصد تھا کہ پوٹیم کن کو ڈیسیا کا بادشاہ مقرر کرا دے جوزیف کو مطمئن کرنے کے لئے اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا کی سرحدوں میں کچھ ترمیم کی جاے اور بحیرۂ روم میں بعض کوٹھیاں قایم کی جائیں جوزیف نے تقسیم کی اس تجویز کو پسند نہ کیا اور اُس نے اپنے جواب میں مولڈے ویا' والے شیا (الوتانک) چوچم' نکوپوس' اور سروواؤڈن اور بلغراد کا مطالبہ کیا۔ اُس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ وینیس کو قبضہ موریا کریٹ قبرس اور یونان کے دوسرے جزیروں پر بحال کردیا جاے مگر بحر اعظم پر دنیس کے دوسرے مقبوضات ڈل ماشیا وآسٹریا اُس کے سپرد کردے جائیں۔ فرانس اور ٹرکی میں قدیم اتحاد تھا اور جوزیف کو اندیشہ تھا کہ فرانس اپنے قدیم حلیف کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریگا اس لئے اُس نے یہ تجویز پیش کی فرانس کو مشرقی یورپ میں اُس کی اغراض کے صلہ میں مصروف کردیا جائے۔ پوٹیم کن آسٹریا کے اتحاد کا مداح نہ تھا۔ کیتھرین کو بھی توسیع سلطنت کے متعلق جوزیف کے منصوبوں سے ہمدردی نہ تھی۔ مولڈے ویا اور والے شیا پر آسٹریا کے قبضہ کی وہ مخالف تھی اور اُس کا قصد مصمم تھا کہ موریا اور مجمع الجزائر اُس کی مجوزہ یونانی سلطنت میں شامل ہوں۔ سی گور کا بیان ہے کہ جوزیف قسطنطنیہ پر روسیوں کے قبضے[1] کا مخالف تھا اور اُسکا اور کانٹز دونوں کا یہ خیال تھا کہ ٹرکی کو فتح کرلینا کوئی آسان کام نہیں اس لئے بالآخر جوزیف نے کیتھرین کو یہ جواب دیدیا کہ اُس نے امداد کا وعدہ صرف اس صورت میں کیا تھا کہ ٹرکی روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرے جس کے اب تک کوئی آثار نہ تھے۔

جوزیف نے جب کیتھرین کی تجویزوں میں مدد دینے سے انکار کردیا تو

(1) Paganel, Histoire de Joseph II P. 329, note

اسے سخت مایوسی ہوئی اس لئے بجائے ان ناممکن العمل تجویزوں کو عمل میں لانے کے ۸ راپریل ۱۷۸۳ء کو ایک یادداشت شائع کی جس میں اُس نے کری میا کے الحاق کا اعلان کیا اور اس کے متعلق اپنے عذروں کو بیان کیا۔ کری میا کا الحاق ۱۷۸۳ء

کاؤنٹز نے ۱۷۷۱ء ہی میں اعلان کردیا تھا کہ کیتھرین کا قصد مصمم ہے کہ آزوو اور چاکوُوا اور بحیرۂ اسود کے متصل بعض اضلاع کو اپنے قبضے میں رکھے اور کری میا کو آزاد کرادے۔ کینارجی کے عہدنامے سے کیتھرین کی ان اغراض میں سے بعض حاصل ہوگئی تھیں۔ اس معاہدے کے ایک دفعہ کی رو سے تاتاری ٹرکی کی حلقہ بگوشی سے آزاد کرادئے گئے اور کری میا کو ایک آزاد سلطنت قرار دیا گیا۔ کری میا میں تاتاریوں میں دو جماعتیں ہوگئی تھیں، ایک اپنی آزادی کے بقا کی خواہاں تھی اور دوسری روس کی مداخلت کی۔ روس کو اس اختلاف سے رخنہ اندازی کا کافی موقع ملگیا۔ شاہین جو روس کا طرفدار تھا خان بنادیا گیا اور روسی فوج نے جو اس کی کمک پر آئی تھی ہزاروں تاتاریوں کا قتل عام کردیا۔ ڈان اور لوگ ندیوں کے درمیان کے خطۂ ملک میں ہزاروں یونانی اور ارمنی لاکر آباد کئے گئے مگر ان میں سے اکثر موت کے شکار ہوگئے۔ ورژان اور فریڈرک اعظم کے مشورے سے ترکوں نے ایک معاہدہ تشریحی (Convention Explicative) کرنے پر اکتفا کیا اور اعلان کردیا کہ تاتاریوں سے سلطان ترکی کا تعلق صرف روحانی ہے[1]۔ باب عالی نے باضابطہ طور پر شاہین کو خان کری میا تسلیم کرلیا مگر شاہین کو بحال کرنے کے بعد روسیوں نے پھر اسے سلطنت سے دستکش ہونے پر مجبور کیا اور کری میا کا روس کی سلطنت کے ساتھ الحاق کرلیا گیا۔ اس الحاق کو عمل میں لانے میں تاتاری قیدیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا، قصبے اور گاؤں تباہ کردئے گئے اور پوٹیمکن نے "ٹاریئن" (فاتح کری میا) کا لقب چند روز کے بعد اختیار کیا[1]۔

(1) Holland the treaty Relations of Turkey and Russia, P. 11

روس نے کریمیا کو اپنے ملک میں ملحق کر لیا مگر جوزیف ثانی نے اس کی مطلق مخالفت
نہ کی بلکہ باب عالی کی تخویف کے لئے اس نے ایک فوج اپنی سرحد پر بھیج دی۔ اس کے
یہ دونوں فعل آسٹریا کے حقیقی مفاد کے خلاف تھے۔ آسٹریا اور ہنگری کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے
اس کا فرض عین تھا کہ مشرقی یورپ میں روس کے تفوق کو روکے۔ مشرق میں روس اور
آسٹریا کی اغراض اسی وقت سے متضاد تھیں جب کہ چارلس ششم نے ایک ایسی ساعت میں
جو اس کے خاندان کے لئے نہایت نحس تھی یوجین کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور مولڈیویا والیشیا
اور ڈینیوب اور ساوی ندیوں کے داہنے کنارے کے ترکی اضلاع پر قبضہ کیا پاسارووڈز
کے صلح نامے کو منظور کر لیا۔ ۱۷۶۸ء تا ۱۷۷۴ء کی جنگ ترکی و روس میں اور پھر ۱۷۷۵ء میں
ترکی کی تقسیم کے متعلق آسٹریا اور روس میں نامہ و پیام ہوئے تھے لیکن میریا تھیریسا ایک
زبردست مدبر تھی اور ڈینیوب کی ریاستوں پر روس کے دوامی قبضہ کی اس نے ہمیشہ
مخالفت کی۔ اس کے انتقال کے بعد جوزیف ثانی کو بھی اسی طرز عمل کے اختیار کرنے میں فائدہ
تھا کہ ترکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے ان میں کبھی معاون نہ ہو۔

روس اور آسٹریا کے علاوہ دو دولتیں انگلستان اور فرانس اور بھی تھیں جنھیں ان معاملات
سے سروکار تھا۔ مگر انگلستان میں اس وقت "اتحادی وزارت" برسر اقتدار تھی جس نے روس
کی قدیم دوستی سے انحراف کرنا مناسب نہ خیال کیا جو اس صدی کے شروع سے قایم تھی۔
فاکس وزیر خارجہ تھا اور چیاتھم کی طرح اس کا بھی یہی خیال تھا کہ انگلستان، پرشیا، ڈینمارک
اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد قائم کیا جائے اور اگر فریڈرک اعظم شرکت سے انکار
کر دے تو آسٹریا کو شریک کر لیا جائے۔ باوجودیکہ روس نے گزشتہ جنگ میں انگلستان
کو مدد دینے سے انکار کر دیا تھا اور گو وہ مسلح غیر جانب داری کے معاملے میں روس کی روش
معاندانہ تھی مگر فرانس سے بغض رکھنے کی وجہ سے انگلستان کے مدبروں کی آنکھوں پر پردہ
پڑ گیا تھا اور ترکی کی تخریب کی طرف سے بھی وہ اسی طرح چشم پوشی کرنے والے تھے جیسا کہ
پولینڈ کی پہلی تقسیم کی طرف سے انھوں نے کیا تھا۔ روس نے صلح کے زمانے میں بلا کسی
معقول عذر کے [illegible] سے کریمیا اور بحیرۂ اسود کے شمالی سواحل پر قبضہ کر لیا تھا
انگلستان اور آسٹریا نے اس پر سکوت اختیار کر کے گویا خود بھی اس غاصبانہ کارروائی میں

(1) Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury,

شریک ہوگئے۔ مشرقی یورپ جن خطروں میں مبتلا ہونے والا تھا اُنکا ورژان کو بخوبی علم تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سلطنت ٹرکی کا بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے یورپ کے موجودہ نظام سیاسی و توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی معاونت حاصل کرنے کے لئے سعی بلیغ کی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ سلطنت ٹرکی کی تباہی سے توازن قوت میں یقیناً فرق آجائے گا اور آسٹریا کو اطالیہ میں تفوق حاصل کرنے کا موقع ملجائیگا، اسی وجہ سے اُس نے عہدنامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور یہ کوشش کی کہ انگلستان اور فرانس میں دوامًا ناچاقی نہ ہو جائے۔ ان کوششوں سے اُس کا مقصود یہ تھا کہ اسے مشرق کے معاملات کی اُس نئی گتھی کو سلجھانے کا موقع ملجائے اور اگر ممکن ہو تو انگلستان کو بھی اس معاملے میں اپنا معاون بنالے۔ لیکن ورژان کو انگریزوں کی معاونت حاصل کرنے میں بالآخر ناکامی ہوئی اس لئے اُسے مجبوراً اپنی ذاتی کوششوں پر بھروسہ کرنا پڑا اکتوبر ۱۷۸۳ء میں اُس نے مارکوس دی نوایل کو وائنا اس غرض سے بھیجا کہ جوزیف کو متنبہ کردے کہ اگر وہ اپنے مشرقی منصوبوں سے باز نہ آیا تو اسے فرانسیسی اتحاد سے کسی قسم کی امید نہ رکھنی چاہئے، اُس کے ساتھ ہی قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر سائین پریس نے سلطان المعظم کو یہ مشورہ دیا کہ سکوت اختیار کرلیں۔ ۶ جنوری ۱۷۸۴ء کو معاہدہ قسطنطنیہ کی رو سے باب عالی نے کریمیا اور کوبان سے باضابطہ طور پر دست کشی کرلی یہ ۱۷۹۰ء میں رونما جانے سے قبل گستاوس سوم کیتھرین سے کچھ نامہ و پیام کر رہا تھا اس لئے روس کی قوت کو گھٹانے کی غرض سے ورژان نے اُسے ورسالز میں بلوایا اور ۱۹ جولائی ۱۷۸۴ء میں فرانس اور سویڈن میں اتحاد ہوگیا جس کی رو سے فرانس نے جزیرہ سینٹ بارتھولومیو سویڈن کو دیدیا اور گستاوس کو ایک رقم سالانہ بطور امداد دینے اور جنگ کی صورت میں معاونت کرنے کا وعدہ کیا۔ ورژان کی ان پیش بندیوں کی وجہ سے جنوبی یورپ سے متعلق کیتھرین کی عظیم الشان تدبیروں کا عمل میں آنا ۱۷۸۷ء میں بھی ملتوی ہوگیا جب کہ ٹرکی نے ناگزیر جنگ کی تجدید کا موقع پاکر روس کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ چونکہ

صلح نامۂ قسطنطنیہ
۱۷۸۴ء

بقیہ حاشیہ نمبر ۳۹۲۔

(1) Diories and Correspondence of the Earl of malmesbury, vol II, P. 48.

جوزیف کے منصوبے مغربی ممالک کے متعلق

مشرقی مسئلہ کی طرف اس وقت یورپ کو توجہ نہ تھی اس لئے جوزیف نے نیدرلینڈ اور جرمنی کے متعلق اپنے عظیم الشان منصوبوں کو عمل میں لانے کی کوشش شروع کی جس میں اگر اسے کامیابی ہوتی تو یورپ کی آیندہ تاریخ بدل جاتی ۱۷۸۱ء ہی میں اس نے روسی اتحاد سے تقویت پاکر اور انگلستان اور ہالینڈ کی جنگ سے نفع اٹھا کر چارلس ششم اور میریا تھیری سا کے مقاصد کے حصول اور صلح نامہ سرحدی کو کالعدم کر دینے کی کوشش کی تھی۔ ۱۷۸۴ء میں اس نے اصرار کیا کہ شیلٹ ندی جہاز رانی کے لئے کھولدیجائے اور مس ٹرخٹ[1] کے متعلق بھی اس نے اپنے قدیم دعووں کی تجدید کی۔

اندرونی نااتفاقیوں اور انگلستان کی جنگ سے ہالینڈ کی حالت نہایت سقیم ہوگئی تھی اور جوزیف کی دست درازیوں کو روکنے سے وہ بالکل مجبور تھا۔ اٹھارھویں صدی کے بیشتر حصے میں ڈچ اور انگریزوں کا تعلق اس قدر گہرا تھا کہ ہالینڈ کو انگلستان کا محض ایک متوسل خیال کیا جاتا تھا مگر ایک فرانسیسی سفیر موسیو دی لا وگیون کی شاطرانہ چالوں سے جو ہالینڈ میں ۱۷۶۶ء میں آیا یہ حالت متغیر ہوگئی۔ ہالینڈ کی تاریخ میں ایک عجیب تسلسل تھا یعنی اس کے باشندے صدیوں سے دو جماعتوں میں منقسم تھے جن میں سے ایک دولت مند شہریوں کی عددیہ جماعت تھی۔ یہ لوگ "محبان وطن" کے نام سے ملقب تھے، خاندان آرینج سے انکو بغض تھا اور فرانس کی تائید انھیں حاصل تھی۔ دوسری عوام پسند جماعت تھی جس میں امرا اور اد نے طبقہ کے لوگ زیادہ تر شامل تھے، ہالینڈ سے حسد رکھنے کی وجہ سے چھ صوبجات کے باشندے اور عوام بھی اکثر انکی تائید کرتے تھے، یہ جماعت خاندان آرنیج پر اپنی آزادی کے بانی اور شہریوں کے خلاف اپنا محافظ خیال کر کے اس پر شیدا تھی اور انگلستان کی دوستی کی خواہاں تھی۔ ۱۷۴۷ء میں اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت اناث و ذکور دونوں کے لئے موروثی قرار دی گئی تھی اور ۱۷۶۶ء میں اس انتظام کی توثیق ہوگئی۔ موجودہ اسٹاٹ ہولڈر ولیم پنجم کی شادی اکتوبر ۱۷۶۷ء میں فریڈرک اعظم کی بھتیجی سوفیا دِل ہی می نا[1] اور جب وہ پرشیا سے روانہ ہوئی تو فریڈرک نے اسے یقین دلایا کہ

Paganel, Histoire de Joseph 11, P. 391

(1) De Witte, llne Invasien Prussienne en Hollande P 1

وہ ایک ایسے ملک میں آباد ہونے والی تھی جس میں بادشاہت کے تمام منافع موجود تھے اور زحمتیں مطلق نہ تھیں۔ ہالینڈ میں وہ گویوں نے عدو یہ جماعت میں جان ڈال دی جو اپنی تجارتی اغراض کی وجہ سے فرانس سے دوستی رکھنے پر مصر تھی ۱۷۸۰ء میں ڈچ اور انگریزوں میں جنگ چھڑ گئی۔ ولیم پنجم کے انگریزوں سے ہمدردی رکھنے اور جنگ میں ڈچ کی ہزیمتوں سے فایدہ اٹھاکر "محبان وطن" کی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ یا تو اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت موقوف کر دی جائے یا اُسے اپنے اقتدارات سے محروم کر دیا جائے تاکہ ولیم پنجم بالکل بے بس ہو جائے ورژان نے جو ہالینڈ میں فرانسیسی اثر کو مستقل طور پر قایم کرنا چاہتا تھا ان تجویزوں کی تائید کی اور جوزیف دوم کی نیدرلینڈ میں جوزیف دوم کی دست درازیوں سے اسے اپنی تجویزوں کو عمل میں لانیکا اچھا موقع مل گیا۔ ڈچ محافظ فوجیں چونکہ اب نہ تو انگلستان سے امداد کی درخواست کر سکتی تھیں اور نہ شہنشاہی احکام کی مخالفت کر سکتی تھیں اس لئے انھوں نے سرحدی قلعوں کا تخلیہ کر دیا۔ اس کامیابی سے جوزیف دوم کی ہمت بڑھ گئی اور ۱۷۸۳ء کے اواخر اور ۱۷۸۴ء کے آغاز میں اُس نے کئی ڈچ قلعوں کا محاصرہ شروع کر دیا جن میں سے قلعہ لیلو شیلٹ ندی کے دہانے پر واقع تھا اور ایک آسٹروی فوج کو نیدرلینڈ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ڈچ اور انگریزوں میں اُس وقت تک جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے انھوں نے شہنشاہ کی ان جدید درازدستیوں کا مقابلہ کیا اور شیلٹ ندی میں ایک شہنشاہی جہاز کو گرفتار کر کے اور قلعہ لیلو کے اردگرد کے ڈایک (بند) توڑ دئے۔

(حاشیہ: نیدرلینڈ میں جوزیف دوم کی دست درازیاں۔)

اپریل ۱۷۸۴ء میں صلح کی کانفرنس برسلز میں منعقد ہوئی لیکن جوزیف کے دعوے بالکل ناقابل تسلیم تھے اس لئے ڈچ نے فرانس سے وساطت کی درخواست کرنے کے علاوہ میس ٹرخت کو سپاہی بھیجے اور ایک کافی فوج بھرتی کرنے کا ارادہ کیا مگر اگست میں جوزیف نے اپنے دعووں میں ترمیم کر دی اور صرف یہ مطالبہ کیا کہ شیلٹ میں جہازرانی کی عام اجازت ہو جائے تاکہ اُس کی رعایا ہندوستان سے براہ راست تجارت کر سکے۔ اُس کے علاوہ اس نے ڈچ کی کمزوری کے لحاظ سے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر شیلٹ کو تجارت کے لئے کھولنے کی مخالفت

(1) De Witt, llne Invasion Pruss ien ne en Hollande P 17

(2) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 392

کیگئی تواس فعل کو وہ اعلان جنگ کے مساوی خیال کریگا۔لیکن ڈچ نے جنگ کی اس دھمکی کی پروانہ کرکے صلح نامہ ویسٹ فالیا کے دفعہ ۱۴ کا حوالہ دیکر شیلٹ کے بند کرنے کا حکم دیدیا اور ۵ ر اکتوبر کو ایک شہنشاہی جہاز گرفتار کرلیا۔ڈچ کی اس کارروائی سے جوزیف کو جو اسوقت ہنگری میں تھا سخت تعجب اور رنج ہوا، بردسیلز کی کانفرنس ختم ہوگئی اور آسٹروی فوجیں نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوگئیں کیتھرین نے شہنشاہ کی امداد پر آمادگی ظاہر کی اور ۲۰ ر ستمبر کو اُس نے ہالینڈ کے اسٹیٹس جنرل کو دھمکی دینے کی غرض سے ایک یادداشت روانہ کی مگر فرانس ڈچ کی تائید کے لئے تیار تھا اس لئے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہوتی تھی۔

لیکن کانٹز فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ٹوٹنے کا سخت مخالف تھا اور اس نے جوزیف کو فرانس کی وساطت منظور کرنے پر راضی کرلیا۔انگلستان بھی شہنشاہ کے طرز عمل کو ناپسند کرتا تھا اور روسی دربار کا رخ بھی بدل گیا تھا کیتھرین نے باوجود اپنے سابقہ اقرار کے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ مصالحت پر آمادگی ظاہر کرے اور فرانسیسی سفیر کاونٹ دی سی گور کے مشورہ سے اُس نے اسٹیٹس جنرل کو ۲ ر دسمبر ۱۷۸۴ء کو ایک دوسری یادداشت بھیجکر اعتدال پسندی اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ورژان آگاہ تھا کہ صلح کی بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے مگر فرانسیسی حکومت نے ڈچ کی پوری تائید کی جس سے جوزیف کو صلح نامہ فونتین بلو منظور کرنا پڑا جس پر ۸ ر نومبر ۱۷۸۵ء کو دستخط ہوگئے۔اس صلح نامہ کی رو سے شہنشاہ نے دریائے شیلٹ میں اپنی حدود کے باہر آزاد جہاز رانی کے دعوے سے دست کشی کی اور ہالینڈ نے شیلٹ دریا کے اس حصے پر اُس کے حقوق شاہی کو تسلیم کرلیا جو اینٹ ورپ اور سافٹی گین کے درمیان واقع تھا میس ٹرخت اور ملحقہ اضلاع کے متعلق جوزیف کے جو دعوے تھے ان سے بھی وہ دست کش ہوگیا لیکن لیلو اور لیف کین شو ایک کے قلعے اُس کے حوالہ کئے گئے۔المختصر اہل فلینڈرس کو ہندوستان کی تجارت سے مستفید ہونے کا موقع ملگیا، بعض اضلاع کا الحاق عمل میں آیا اور بعض چھوٹے چھوٹے قلعے مسمار کردئے گئے۔شہنشاہ نے ایک کرور سکہ گلڈر کا ڈچ سے مطالبہ کیا تھا انھوں نے اُس کی ادائی سے انکار کردیا مگر ورژان نے اس رقم کے ایک جزو کے ادا کرنے کا وعدہ کرلیا فریڈرک اعظم کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔مارکوس دی بُوای ایل کو اُس نے لکھا تھا وہ تم دیکھو گے کہ ورژان جمہوریہ (ہالینڈ) کو بالآخر مجبور کریگا کہ میرے بھائی

جوزیف کو کچھ دیدے اور اس طور پر اس سے مصالحت کرے[1]

صلح نامہ فون تین بلو کو ہسپانیہ نے بھی ۱۷۸۶ء میں تسلیم کر لیا۔ فرانسیسی سفیروں کی یہ ایک زبردست کامیابی تھی اور باوجود سر جیمس ہیرس کی کوششوں کے جو ۱۷۸۰ء میں سینٹ پیٹرس برگ سے ہالینڈ کو منتقل کر دیا گیا تھا، اس صلح نامے کے بعد ہی ۱۰ ر نومبر کو فرانس اور ہالینڈ کے درمیان ایک گہرا تجارتی اور فوجی اتحاد قایم ہو گیا جسکی وجہ سے ہالینڈ میں فرانس کا اثر غالب ہو گیا اور انگلستان کی سطوت کو سخت صدمہ پہنچا۔

فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ۱۷۸۵ء

انگلستان اور یورپ کے لئے نیدر لینڈ اور ہالینڈ کے ان واقعات کی جو اہمیت تھی اس کا کافی طور سے اندازہ کرنا سخت دشوار ہے۔ صلح نامہ سرحدی بالتخصیص اس لئے ہوا تھا کہ دول بحری سے آسٹریا کے تعلقات مستحکم ہو جائیں اور ڈچ صوبجات سے ملکر وہ فرانس کی دست درازیوں کو روک سکے۔ سرحدی قلعوں میں سے اکثر یا تو مسمار کر دئے گئے تھے یا انکی محافظ فوجیں ناکافی تھیں، شہنشاہ کو فرانس کی پیش قدمی کے روکنے میں کوئی دلچسپی باقی نہ تھی اور دول بحری میں سے خود ایک (ہالینڈ) فرانس سے متحد ہو چکا تھا صلح نامہ یوٹ ریخٹ کے ذریعہ سے جو نظام سیاسی حد درجہ احتیاط سے قایم کیا گیا تھا وہ ہمیشہ انگلستان اور آسٹریا اور ہالینڈ کے درمیان باعث اختلاف ثابت ہوا تھا اور اب وہ کالعدم ہو چکا تھا۔ فرانسیسی حملوں سے آسٹروی نیدر لینڈ کو اب کوئی بچا نہیں سکتا تھا اور مثل پرشیا کے انگلستان بھی یورپ میں بے یار و مددگار ہو گیا بقول مسٹر لیکی "انگلستان کے ایک قدیم حلیف (ہالینڈ) نے جسکا شمار یورپ کی بڑی بحری سلطنتوں میں تھا، انگلستان سے اپنے آپ کو علٰحدہ کر کے فرانس کا شریک ہو کر قریب قریب خاندان بوربون کے اتحاد خاندانی میں شریک ہو گیا تھا۔"[2] ایک صدی سے ادھر سے توازن قوت کے قیام کے لئے انگلستان اور فرانس متحد تھے اور ولیم پنجم اب تک انگلستان کا

---

(1) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 400

(2) Lecky, History of England in the Eighteenth Century, vol Vot, P 78

ہوا خواہ تھا گروہ اورائس کے طرفدار 'محبان وطن' کی جماعت غالب کے مقابلے میں محض بے بس تھے اس جماعت کی ہمتیں کامیابی کی وجہ سے بڑھ گئی تھیں اور رائس نے ستمبر ۱۷۸۶ء کو ہیگ کی محافظ فوج کی کمان اور کپتان جنرل کے عہدے سے اسٹاٹ ہولڈوں کو محروم کر دیا۔ انکی اس کارروائی سے حالت نہایت نازک ہوگئی جو ۱۷۸۸ء کے اتحاد ثلثہ کے قیام کی باعث ہوئی۔

لیکن اس واقعے کے پیش آنے کے قبل جوزیف ثانی نے قابل تعریف استقلال کے ساتھ ۱۷۸۴ء کی حکمت عملی کی طرف عود کیا اور جنوبی جرمنی میں آسٹریا کے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور آسٹروی نیدرلینڈ کے بیشتر حصے میں ایک سلطنت 'برگنڈی' قایم کرنے کی مدبرانہ اور دانشمندانہ گو قبل از وقت تجویز کو عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اگر یہ تجویز عمل میں آجاتی تو جنوبی جرمنی ایک مستحکم سلطنت کی صورت میں متحد ہوجاتا اور زمانۂ حال کی سلطنت بیل جیم پچاس سال قبل قایم ہوجاتی۔ حقیقت یہ تھی کہ "مسئلۂ بادیریا" جوزیف کے لئے وہی اہمیت رکھتا تھا جو مسئلۂ مشرقی کیتھرین ثانی کے لئے تھی۔ جوزیف کی یہ آرزو تھی کہ جرمنی میں آسٹریا کا تفوق قایم ہوجائے اور مثل پرشیا کے آسٹریا بھی ایک ایسی سلطنت ہوجائے جسکی مرکزی قوت زبردست ہو۔ لیوہین زولرن خاندان کی قوت کے بڑھنے سے آسٹریا رفتہ رفتہ جرمنی سے خارج ہو رہا تھا، اس خطرے سے بھی جوزف بخوبی آگاہ تھا۔ واقعات مابعد سے ظاہر ہے کہ آسٹریا کے مفاد کو ترقی دینے کی اغراض سے اُس نے کسقدر دور اندیشی اور دانشمندی سے کام لیا۔

بادیریا کے متعلق جوزیف ثانی کے منصوبے ۱۷۸۵ء

جنوری ۱۷۸۵ء میں چارلس تھیوڈور کے وارث ڈیوک آف زوی بروکین نے فریڈرک اعظم کو مطلع کیا کہ ایک روسی سفیر کاونٹ رومی انینٹ زوو نے اسکے سامنے بادیریا کے الحاق کے متعلق جوزیف ثانی کی نئی تجویزیں پیش کی تھیں جوزیف کی تجویز یہ تھی کہ بادیریا، بالائی پلاٹینیٹ اور نیوبرگ سلزباخ اور لیوخ ٹین برگ کی ریاستوں کے معاوضے میں الیکٹر پالاٹائن کو آسٹروی نیدرلینڈ کا بیشتر حصہ خطاب شاہی کے ساتھ دیدیا جائے اور فرانس کو بطور رشوت لگزیمبرگ اور نامور بطور رشوت دئے جائیں یہی تجویز ایک شہنشاہی سفیر نے میونخ میں الیکٹر

(1) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 406

چارلس تھیوڈور کے ملاحظے میں پیش کی فریڈرک اعظم اب یورپ میں بالکل تنہا تھا اور اتحاد فرماں روایان جرمنی" کے قیام میں مصروف اس نے جوزف کی اس تجویز کی مخالفت میں سینٹ پیٹرس برگ وائنا اور ورسالز کے درباروں کو اعتراضی یادداشتیں بھیجیں اور فرانسیسی دربار کو لگزیم برگ اور نامور پر قبضہ کرنے کے درپے ہوتے اور شہنشاہ کو دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی کرنے کا الزام دیا۔ ڈیوک زوی بروکین بھی فرانس روس اور پرشیا سے فریادی ہوا جو صلح نامہ ٹیشن ضین کے کفیل تھے۔ چارلس تھیوڈور نے بادیریا کی مجلس قومی کی روش سے خائف ہو کے اعلان کر دیا کہ مجھے جوزف کی تجویزوں کا مطلق علم نہیں اور شہنشاہ نے بھی اس سخت مخالفت سے عاجز ہو کر اعلان کیا کہ میرے مدنظر صرف ایک ایسا انتظام تھا جو سب کے لئے مفید ہو گر چونکہ ڈیوک زوی بروکین کو اس پر اعتراض ہے اس لئے میں آیندہ اس کے متعلق کوئی کارروائی نہ کروں گا کیتھرین نے بھی اسے قسم کے عذر پیش کئے اور جرمنی کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیا۔ خاندان ہیپس برگ سے اس آخری چھیڑ چھاڑ میں کامیابی

فریڈرک اعظم و اتحاد فرماں روایان جرمنی

حاصل کر کے فریڈرک اعظم نے قصد کیا کہ جرمنی کے دستور مملکت کو شہنشاہ کی دست درازیوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے۔ مارچ ۱۷۸۵ء میں اس نے سیکسنی اور برنس وک لون برگ کے فرمان رواؤں کو اپنے "اتحاد فرماں روایاں" کی تجویز سے مطلع کیا اور تینوں ریاستوں کے نائبوں نے ملکر اتحاد مذکور کی شرایط کا مسودہ تیار کیا فریڈرک کی طرف سے بیرن قون اسٹائن اس کارروائی میں شریک تھا۔ اس اتحاد میں فرماں روایان ذیل بھی بہت جلد شریک ہو گئے سیکس ویمر و گوٹا زوی پروکین اور میکلین برگ کے ڈیوک آن ہالسٹ کے پرنس باڈین کا مارگریو، مینز کا آرچ بشپ الیکٹر (الیکٹروں کی مجلس کا صدر اور جرمنی کا نائب چینسلر) اوس نابرک کا اسقف ٹریر کا آرچ بشپ الیکٹر اور ہیس کیاسل کا لینڈ گریو۔ اس مشہور اتحاد (Fursten bund) کے قایم کرنے میں فریڈرک کو کامیابی یوں ہوئی کہ اس نے جرمنی کے فرمان رواؤں کو ڈرا دیا تھا کہ جوزف شہنشاہیت کے حقوق کو کالعدم کرنا چاہتا ہے اور لگزیم برگ فرانس کو سپرد کر کے جرمنی کے ساتھ غداری کرنا چاہتا ہے۔ اتحاد فرماں روایاں سے بظاہر مقصود یہ تھا کہ حسب تصفیہ صلح نامہ ویسٹ فالیا شہنشاہیت کے دستور کو برقرار رکھا جائے اور جرمنی کے فرماں رواؤں کو دوسروں کی دست درازیوں سے محفوظ رکھا جائے

باویریا کو آسٹریا میں ضم ہونے اور تقسیمی تجویزوں کو روکنے کے لئے خفیہ دفعات بھی رکھے گئے تھے۔ دول عظمےٰ میں سے کسی نے اس اتحاد کے قیام کو پسند نہیں کیا جو فریڈرک اعظم کا آخری کارنامہ تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اور فرانسیسی انقلاب کے وقوع میں آنے سے اُس کی اہمیت جاتی رہی۔ مگر باویریا کے الحاق کا خیال جوزیف اور اس کے جانشینوں کے دماغ سے اس وقت تک نہ گیا جب کہ ۱۸۱۳ء میں میٹرنخ کی تجویزوں پر عمل کرنے سے جرمنی کے متعلق آسٹریا کی حکمت عملی بالکل بدل گئی۔

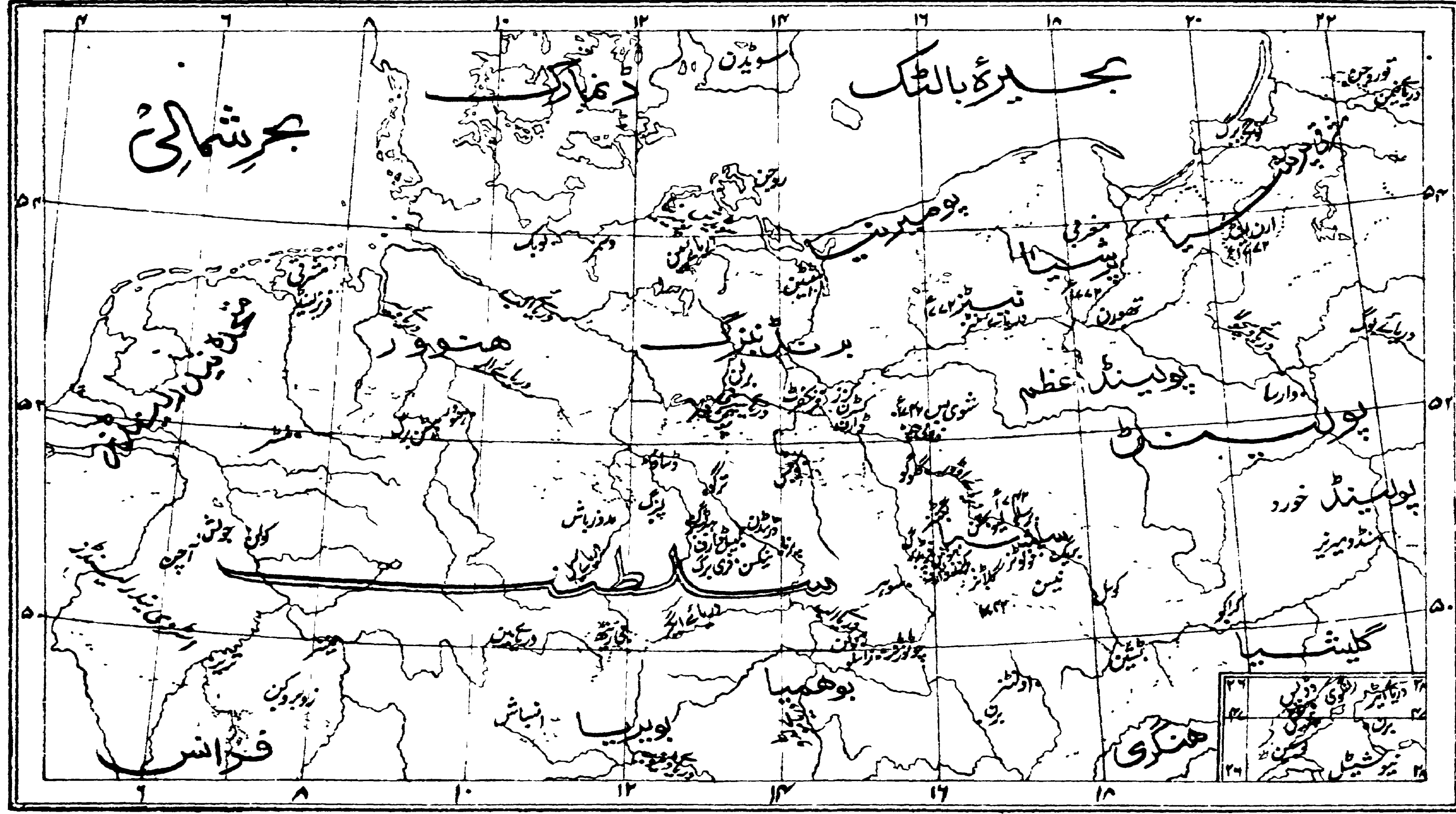
فریڈرک اعظم کا انتقال ۱۷ اگست ۱۷۸۶ء

۱۷ اگست ۱۷۸۶ء کو فریڈرک اعظم نے ۴۶ سال سلطنت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ اپنے عہد حکومت میں اس نے پرشیا کو خالص جرمنی سلطنتوں میں سب سے سر برآوردہ بنادیا تھا اور اُس کا شمار یورپ کی دول عظمےٰ میں ہونے لگا تھا۔ مثل جوزیف ثانی کے اُس کا بھی یہ مقصد تھا کہ[1] اپنی سلطنت کے منتشر علاقوں کی حدود کو ایک دوسرے سے ملادے، خاندان ہائے ہیپس برگ بوربون کی زیادتیوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے جرمنی کے قومی مفاد کی محافظت کرے اور شہنشاہیت جرمنی کا سربرآوردہ رکن ہوجائے۔

فریڈرک اعظم کے عہد حکومت میں پرشیا نے عجیب وغریب ترقی کی۔ پولینڈ کے جن حصوں کو پرشیا نے ۱۷۷۲ء میں فتح کیا تھا اُن کا اور رسائی نے شیا کا انتظام اُس نے اس خوبی سے کیا کہ ان کے باشندے سلطنت کے دوسرے باشندوں سے شیر وشکر ہوکر ملگئے جنگ ہفت سالہ کے تباہ کن نتایج کے باوجود اُس نے جب انتقال کیا تو اس کے ملک کے ذرائع میں بہت کچھ ترقی ہوگئی تھی آبادی بیس لاکھ سے بڑھکر ساٹھ لاکھ تک پہونچ گئی تھی، محاصل ۱۲ ملین کے بجائے ۲۴ ملین ہوگئے تھے، فوج میں سپاہیوں کی تعداد دو لاکھ تھی اور خزانے میں ستر ہزار سکہ تھالر جمع تھے۔

اس غیر معمولی ترقی کا بانی خود فریڈرک تھا اور اس کا جاری رہنا بھی اُس کی موجودگی پر مبنی تھا۔ فریڈرک نے اپنے طویل عہد حکومت میں ایک عجیب وغریب نظام انتظامی قایم کیا تھا مگر مرکزیت کا وہ اس قدر دلدادہ تھا کہ تمام اقتدارات اس نے اپنے ہاتھوں میں رکھے تھے اور اسکا یہ کہنا بالکل بجا تھا کہ میں سلطنت ہوں[1] اس کی سرگرمی

(1) Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise vol 1, P. 471


بحر شمالی
دانمارک
سوێدن
بحیرهٔ بالتک
پومرین
پروشیا
برندنبرگ
هنوور
پولیند عظم
پولیند
پولیند خورد
سلطنت
بوهمیا
باویریا
فرانسه
هنگری
گلیشیا
برلین
وارسا

جفاکشی استقلال اور پیش بینی کی کماحقہ تعریف کرنا ناممکن ہے۔ اپنی صدی کے بہترین بادشاہوں پر بھی اُسے فوقیت حاصل تھی۔ مگر وہ انتہا درجہ کا خود غرض تھا اور اصول معدلت و قانون بین الاقوامی کی اسے مطلق پروا نہ تھی۔ اُس کے یہ عیب اس زمانہ میں بھی نمایاں تھے حالانکہ دوسرے بادشاہوں کو بھی معاہدوں کی پابندی اور شاہی خاندانوں کے حقوق کا بہت کم لحاظ تھا۔ خارجی و داخلی ہر قسم کے معاملات میں وہ صرف مصلحت وقت کا لحاظ کرتا تھا اور اُس کے سائی لے شیا پر قبضہ کر لینے اور پولینڈ کی تقسیم کرا دینے سے یورپ کے قدیم نظام سیاسی کو زخم کاری لگ گیا۔

اس کے نظام فوجی و ملکی کی کمزوری اُس کے مرتے ہی عیاں ہوگئی۔ فوج جس میں قریب ایک ثلث غیر ملکی تھے عامۂ قوم سے بالکل الگ تھی اور یہی حال اس وقت تک رہا جب کہ جینا کی جنگ میں اس کے شکست یاب ہونے کے بعد شارن ہورسٹ نے اس کی پوری اصلاح کی جس کی وجہ سے بجائے ایک مختلف عناصر کی فوج ہونے کے جو قوم سے بالکل علٰحدہ تھی وہ ایک قومی فوج بن گئی۔ نظام ملکی کی بھی یہی حالت ہوئی یعنی اُس کی رہنمائی سے محروم ہو جانے کے بعد نظام مذکور کا ضعف بھی عیاں ہوگیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جملہ اقتدارات کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کی وجہ سے اُس کے وزیروں کی حیثیت محض منشیوں کی تھی اور اُس کے عہدہ داروں کی حالت کٹھ پتلیوں کی تھی اپنی رعایا کے متعلق اُس کا یہ خیال تھا کہ "وہ صرف اس غرض سے پیدا کئے گئے ہیں کہ اُس کے احکام کی تعمیل کریں اور ان چیزوں کو عمل میں لائیں جن سے اس کی سلطنت کی توسیع ہو اور اس کی قوت میں اضافہ ہو"[1]

اس عجیب و غریب نظام انتظامی کی مدد سے اور ان تدبیروں سے جو جنگ ہفت سالہ کے بعد اس نے زراعت و مصنوعات کو فروغ دینے شہروں کی از سر نو تعمیر اور آباد کرنے اور مالی حالت کو بہتر کرنے کے متعلق اختیار کیں پرشیا کی عظمت یورپ میں قایم ہوگئی تھی لیکن قابل عہدہ داروں کے عدم وجود کی وجہ سے اور اُن خرابیوں کی وجہ سے جو نظام ملکی میں شروع سے موجود تھیں پرشیا کا زوال شروع ہوگیا گو یہ زوال عارضی تھا۔ یہ بادشاہ

---

[1] Dairies and Correspondence of the Earl of malmesbury vol II. P. 142

کے انتقال کے بعد ہی مرابو نے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ جب تک معاملات خارجیہ میں کوئی پیچیدگی واقع ہنو ہر چیز علیٰ حالہ رہیگی لیکن جہاں انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے یا جنگ چھڑی تو موجودہ نااہل[1] حکمرانوں کی حکمت کا خاتمہ ہو جائیگا۔

مگر باوجود اس قول فیصل کی صحت کے جرمنی کی ارتقاء میں جنگ ہفت سالہ ایک اہم منزل تھی۔ فریڈرک نے مستقل طور پر وہ طرز عمل اختیار کیا تھا جو خاندان ہوہین زولرن کا اصل فریضہ تھا گو اسے اس امر کا غالباً احساس نہ تھا۔ بقول کارلائل "وہ آسٹریا نے سائی لے شیا کھو دیا مگر جرمنی کو پرشیا مل گیا، یہ ایک ترقی کرنے والا ملک تھا جس کی بنیادیں مستحکم تھیں اور اسی کا دامن پکڑ کر جرمن قومیں متحد ہو سکتی تھیں[2]"۔

پرشیا کی فوجی قوت جس کی بنیاد فریڈرک نے ڈالی تھی نپولین کے حملوں کو برداشت نہ کر سکی مگر تاہم پرشیا کی حکومت ہر طرح سے اُس کی فرض شناسی کی مرہون منت ہے جس پر وہ تادم مرگ پابند رہا۔ (سٹائن کی طرح اُسے بھی سلطنت کی طرف اپنی ذمہ داری کا نہایت گہرا احساس تھا منصب شاہی کے اس اعلیٰ تخیل میں فریڈرک کے علاوہ اس صدی کے دوسرے روشن خیال مطلق العنان حکام بھی شریک تھے مگر جس جانفشانی اور جانکاہی سے اُس نے ہمیشہ سلطنت کی خدمت کی جس کا وہ اپنے آپ کو اول سب سے پہلا خادم تصور کرتا تھا اس میں کوئی دوسرا بادشاہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۱۷۸۰ء سے پرشیا یورپ میں بالکل تنہا تھا۔ فریڈرک آسٹریا اور روس کے اتحاد کو بدظنی کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور گو نارتھ کی وزارت کے بعد سے وہ انگلستان کی دشمنی سے باز آنے پر آمادہ نظر آتا تھا مگر اس کا اصل رجحان زیادہ تر لوئی شانزدہم کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قایم کرنے کی طرف تھا اپنے انتقال کے قبل وہ اتحاد فرمانروایان" جرمنی کے قیام میں مصروف تھا اور فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے اسٹاٹ ہولڈر کو پس پشت ڈال دینے پر تیار تھا۔ ہالینڈ کی محب وطن جماعت اور اُس کے فرانسیسی

---

[1] Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise, vol. I. P, 478

[2] Carlyle, History of Frederick the Great, Book XX. C. 13

فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ

ہوا خواہوں کے خلاف اسٹاٹ ہولڈر کو مدد دینے کے بجائے فریڈرک نے اسے مشورہ دیا کہ فرانس کی مخالفت نہ کرے مگر اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی کے بھائی فریڈرک ولیم دوم کے شاہ پرشیا ہوتے ہی صورت حال متغیر ہو کر نہایت نازک ہوگئی۔ ستمبر میں نااہل اسٹاٹ ہولڈر فوج کی کمان سے محروم کر دیا گیا اور اس کے بعد فرانس کی طرف سے پھر سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور صوبجات میں سے اکثر کی وفاداری ولیم پنجم (اسٹاٹ ہولڈر) کی طرف سے متزلزل ہوگئی۔ مگر فریڈرک اعظم اور ورژان کے انتقال سے مگر موروثی اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت کی موقوفی اور ۱۷۴۷ء کی تجویزوں کی منسوخی کی تحریکیں ملتوی ہو گئیں۔

سر جیمس ہیرس نے اس کے قبل ہی فرانس کی طرف دار جماعت کی مخالفت پر ایک دوسری جماعت کو آمادہ کر دیا تھا اور باوجود سخت دقتوں کے ہالینڈ میں اس نے انگلستان کی اغراض کی حمایت کی تھی۔ پٹ اور اس کی وزارت نے اسٹاٹ ہولڈر کی طرفدار جماعت کی سرگرم کارروائیوں کی تائید کا حتمی وعدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ ہالینڈ میں فرانس کا اثر ہمیشہ کے لئے قایم ہو جائے اور یورپ میں انگلستان کا کوئی ہوا خواہ باقی نہ رہے لیکن فریڈرک ولیم دوم کے تخت نشین ہونے اور اس کے پانچ مہینے کے بعد ورژان کے انتقال کر جانے سے سیاسی حالت بالکل بدل گئی۔ باوجودیکہ برلن میں فرانس کے طرفداروں کی ایک زبردست جماعت موجود تھی مگر نئے بادشاہ کا رجحان انگریزی اتحاد کی طرف تھا اور وہ اپنی بہن (اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی) کی حمایت پر آمادہ نظر آتا تھا۔ مگر کچھ روز تک وہ انتظار کرتا رہا اور اس فکر میں تھا کہ ہالینڈ کی مختلف جماعتوں میں مصالحت ہو جائے ۱۳ فروری کو

ورژان کا انتقال ۱۳ فروری ۱۷۸۷ء

ورژان نے انتقال کیا اور معاملات خارجہ کی عناں لوئی شانزدہم اور مون مورن کے کمزور ہاتھوں میں آگئی۔

ورژان کو امور خارجیہ کے انتظام میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس کی مساعی سے فرانس کی یورپ میں وہی قدر و منزلت ہوگئی تھی جو اسے جنگ ہفت سالہ سے قبل حاصل تھی اور گو وہ انگلستان کو پامال نہ کر سکا مگر امریکا کے باغی آبادکاروں کی حمایت کر کے اس نے انگلستان سے کافی بدلہ لے لیا تھا گو اس میں فرانس کو بہت کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ فرانس اور آسٹریا کا اتحاد اب تک قایم تھا اگرچہ وسطی مشرقی اور شمالی مغربی یورپ میں وہ جوزیف دوم کی اولوالعزمیوں میں سد راہ

ہوگیا تھا، جرمنی کی چھوٹی سلطنتوں کی تائید کرنا مدت سے فرانس کی حکمت عمل کا جزو تھا، ورژان نے اس کی پابندی کی اور پروشیا سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی۔ اپنے انتقال سے کچھ روز قبل ہالینڈ میں فرانس کی طرفدار جماعت کی تائید اور اسٹیٹس جنرل سے معاہدہ کرکے اس نے یورپ میں انگلستان کی سطوت کو سخت صدمہ پہونچایا۔ مگر روس اور آسٹریا کے اتحاد کو وہ شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ محسوس کرکے کہ سلطنت ٹرکی کے تہ و بالا ہوجانے سے بحیرۂ روم کے مشرقی حصے میں انگلستان اور فرانس کے مفاد خطرے میں پڑ جائینگے، صلح نامہ ورسائلز کے مرتب ہونیکے بعد ہی اس نے دونوں ملکوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی ۱۷۸۳ء سے ۱۷۸۶ء تک انگلستان کی خارجی حکمت عمل واضح نہ تھی اور کارمارتھین (وزیر خارجیہ) اور کابینہ کے دوسرے اراکین اکثر کے ہم زبان ہوکر فرانس کو انگلستان کا اصل دشمن خیال کرتے تھے مگر ورژان کی طرح پٹ بھی امن کے قیام اور اخراجات کی تخفیف کا حامی تھا اور اس نے فرانس کے ساتھ ستمبر ۱۷۸۶ء میں ایک تجارتی معاہدہ کرلیا جو اس کی فرزانگی پر دلالت کرتا ہے۔ شیل بورن اور ورژان کی طرح پٹ کا بھی خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ فرانس اور انگلستان میں "قدرتی اور ناگزیر" دشمنی ہو دونوں کے حالات ایسے تھے کہ ان کے تعلقات دوستانہ ہوں۔ پٹ کی طرح ورژان بھی تجارت کی آزادی کا حامی تھا اور اس تجارتی معاہدہ کی ترتیب کی وجہ سے دونوں قابل ستائش ہیں[1]۔

انگلستان اور فرانس کا تجارتی معاہدہ ۱۷۸۶ء

گو ورژان کا رشی لیو سے مقابلہ نہیں ہوسکتا مگر اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی وزرائے خارجہ میں اس کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے۔ اہل امریکا کی تائید میں گو کامیابی ہوئی مگر فرانس کی موجودہ حالت کے دیکھتے یہ طرز عمل صحیح نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے فرانس کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوا اور ملک میں ایک انقلابی تحریک پھیل گئی جو بادشاہت کے لئے سم قاتل ثابت ہوئی لیکن امریکا کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد تورگو کی طرح ورژان نے بھی محسوس کرلیا کہ فرانس کی حالت ایسی تھی کہ وہ قیام امن پر مصر رہے۔ اس نے تمام ایسی تجویزوں کی طرف سے منھ موڑ لیا جن میں ناکامی کا امکان تھا اور جو اسکی خاص خوبی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو

---

[1] اس معاہدے کے موافق و مخالف دلائل کے لئے دیکھو۔ I. Lecky History of England in the XVIII Century, vol, V. pp. 37 46

یورپ میں فرانس کا طوطی بول رہا تھا۔ ہالینڈ، ہسپانیہ اور آسٹریا اُس کے حلیف تھے کیتھرین اُس کو اپنا دوست بنانے کے لئے کوشاں تھی اور ۱۷۸۷ء کے اوائل میں اُس نے فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ کر لیا تھا۔ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ "مجلس مشاہیر" پر اپنا اثر ڈالکر کافی اصلاحیں عمل میں لاتے پر اُسے آمادہ کرتا۔ اصلاحوں کے عمل میں آنے اور ایک زبردست خارجی حکمت عملی کے جاری رہنے سے ممکن تھا کہ حکومت شاہی زوال سے بچ جاتی۔ ایک فرانسیسی مورخ نے اُس کے متعلق لکھا ہے کہ "فرانس[۱] کی خارجی حکمت عملی پر اس کے انتقال کا فوری اثر ہوا اور اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ میں اس کا اثر کس قدر ہمہ گیر تھا۔

اس کا جانشین مون مورین ایک ایماندار اور وفادار شاہی عہدہ دار تھا مگر بادشاہ کی قوت فیصلہ پر دارومدار رکھنے اور خود قوت فیصلہ نہ رکھنے اور کم ہمت ہونے کی وجہ سے وہ اس عہدے کا اہل نہ تھا۔ لوئی شانزدہم کی تخت نشینی کے زمانہ میں اسے رسوخ ہوا تھا اور ۱۷۷۷ء میں میڈرڈ میں سفیر مقرر ہوا۔ وہاں سے ۱۷۸۴ء میں فرانس واپس ہونے پر وہ برٹینی میں ایک فوجی خدمت پر مقرر ہوا اور وہاں کے شورہ پشت باشندوں میں اس نے اپنے حسن تدبیر سے امن و امان قایم رکھا۔

مون مورین ورژان کا جانشین ہوتا ہے

وزیر خارجہ مقرر ہونے کے بعد مون مورین کو سب سے پہلے صوبجات متحدہ کے معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ ورژان نے رے نے ویل کو اور شاہ پرشیا نے گوارٹز کو ہالینڈ کی باہم مخالف جماعتوں میں مصالحت کرانے کے لئے بھیجا تھا مگر دونوں ناکام رہے۔ سر جیمس ہیرس فرانس کے اثر کو روکنے میں برابر کوشاں تھا اور شاہ پرشیا بھی فرانس کا مخالف ہو رہا تھا۔ بجائے اس کے کہ اسٹاٹ ہولڈر کو بجبر معزول کر دینے اور فرانس کے زیر حفاظت ایک جدید حکومت قایم کرنے مون مورین صوبجات متحدہ میں انقلابی تحریک کے زور پکڑنے سے خائف ہو گئے اور کوئی مداخلت نہ کی اپریل میں اسٹاٹ ہولڈر اور اس کی مخالف جماعت میں گو آپس میں مصالحت کی گفتگو نہ ہوئی مگر کوئی اطمینان بخش تصفیہ نہ ہوا

---

[۱] De Witt, Une invasion Prussienne en Hollande en 1787

جس سے سرجیمس ہیرس کو معلوم ہوگیا کہ اب انگلستان کی مداخلت نہایت ضروری ہے
مئی میں وہ لندن میں واپس آیا اور کابینہ نے اس سے مشورہ کرنے کے بعد بیس ہزار پونڈ
اسٹاٹ ہولڈر کو قرض دئیے۔ انگلستان کی اس قطعی کارروائی سے شاہ پرشیا کی بھی ہمت (افزائی)
ہوئی اور وہ مزید لیت ولعل سے باز آیا۔ ۲۸ جون کو اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی ولی ہی نا
کو جب کہ وہ ہیگ کو جارہی تھی چند باغیوں نے گوڈا کے قریب گرفتار کرلیا اور ایک
روز تک قید رکھا۔ ملکہ اپنے بھائی فریڈرک ولیم سے فریادی ہوئی
اُس نے انگلستان کے ایما سے ہالینڈ کی طرف اپنی فوج کو کوچ کا

۱۷۸۸ء کا اتحاد ثلثہ

حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی سفیر ایڈن نے فرانسیسی حکومت کے پاس اُس کے
طرز عمل کے متعلق سخت شکایت کی۔ پٹ اب تیار تھا کہ بزور شمشیر اسٹاٹ ہولڈر کی مدد کرے
اور اس نے جنگ کی تیاری شروع کردی ۱۹ ستمبر کو پرشیا کی فوجیں ہالینڈ میں داخل
ہوگئیں۔ لیکن انگلستان اور پرشیا کی اس سرگرم کارروائی اور مون مورین کی کمزوری اور
فرانس کی اندرونی حالت کی وجہ سے جنگ رک گئی۔ مون مورین نے ۲۷ اکتوبر کو اعلان پر
دستخط کردیے جس میں اس نے مخاصمین کے جنگ سے باز آنے سے اتفاق ظاہر کیا اور
اعلان کیا کہ شاہ فرانس جمہوریۂ ہالینڈ کے معاملات میں کبھی دخل دینا نہیں چاہتا تھا[1] اس خبر کے
سنتے ہی شہنشاہ جوزیف نے کہا "فرانس کا زوال اب ہوا ہے اور اس کے بعد پھر وہ کبھی
سنبھل نہ سکیگا۔"

ہیرس کو اپنی مساعی میں پوری کامیابی ہوئی۔ انگلستان اب یورپ میں بے یار و مددگار
نہ تھا ملکہ پرشیا اور ہالینڈ سے متحد ہوکر امن کے قیام کے لئے اپنے اثر سے کام لے سکتا تھا
ہالینڈ میں ڈچ محبان وطن کی جماعت زیر و زبر ہوچکی تھی اور اسٹاٹ ہولڈر کی حالت
حسب سابق ہوگئی تھی گو اس کی قوت کا دارومدار انگلستان پر تھا بجائے فرانس اور
ہالینڈ کے اتحاد کے پرشیا اور اسٹاٹ ہولڈر کے درمیان باہمی امداد کے لئے ایک معاہدہ

(1) Marquis de Barral montferrat, Dix An de Pain Armee entre la France et 1' Angloterre, 1783-1793, vol. I. P. 54

۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء[۵۱] کو ہوا۔ جولائی میں انگلستان اور پرشیا کے مابین ایک معاہدہ ہوگیا جس سے
فرانس کی حکمت عملی کی ناکامی پر مہر ہوگئی اور برطانیۂ عظمےٰ پرشیا اور نیدرلینڈ کے درمیان
۱۷۸۸ء کے اتحاد ثلثہ کی توثیق ہوگئی۔ اس اتحاد کی اغراض یہ تھیں کہ "امن وسکون کو برقرار
رکھا جائے، متحدین کے مشترک مفاد کی حفاظت کی جائے مخالفین کے ہر ایک حملے کو دفع کیا جائے
اور ایک دوسرے کی امداد کی جائے۔ آئندہ پانچ سالوں میں اس مدافعانہ اتحاد کا، یورپ کے
سیاسیات پر بے حد اثر پڑا اور اس کی وجہ سے موجودہ توازن قوت قایم رہا۔ اتحاد ثلثہ سے
پٹ کو یورپ میں امن وامان قایم رکھنے اور جنگ کو روکنے میں مدد ملی اور توازن قوت بھی
قایم رہا مگر اس کی وجہ سے فریڈرک ولیم دوم اور ہیر ٹزبرگ کو اپنی سلطنت کی قوت کا بہت
زعم ہوگیا اور فرانس اور روس میں دوستانہ تعلقات قایم ہوگئے جن سے بحیرۂ روم میں انگریزی
اغراض کو نقصان پہونچنے کا احتمال تھا۔ ۱۷۸۸ء میں روس اور آسٹریا میں اتحاد ہو جانے کی
وجہ سے مشرقی یورپ میں نقض امن ہونے کا سخت اندیشہ ہوگیا۔ کیتھرین اب تک اس فکر میں
تھی کہ ٹرکی کی قطع و برید کرکے روس کے مقبوضات میں اضافہ کرے اور ۱۷۸۶ء ہی کے اوائل سے

کیتھرین اور جوزیف کا سفر کریمیا ۱۷۸۷ء۔

اس نے سلطان المعظم کے تمام مقبوضات میں سازشوں کا جال بچھا دیا
مصر، یونان اور مولڈیویا میں اسکے کارپردازوں کو خاص طور پر کامیابی
ہوئی اور ۱۷۸۶ء میں باب عالی نے قطعی طور پر روس کی درازدستیوں
کا مقابلہ کرنے کا قصد کر لیا۔ کیتھرین کے مقاصد اب یہ تھے کہ جوزیف سے اپنے تعلقات کو
زیادہ مستحکم کرے اور فرانس کو اپنا حلیف بنا کر ترکوں کو مخالفت پر آمادہ کرنے پر مجبور کرے
جنوری ۱۷۸۷ء میں اس نے کریمیا کا سفر کیا جو قابل یادگار ہے۔ اثناء سفر میں اس نے
شاہ پولینڈ سے ملاقات کی اور جوزیف ثانی بھی اس سے جا ملا جو کاونٹ فالکین سٹائن کے
نام سے بھیس بدل کر سفر کر رہا تھا۔ اس پرلطف سفر کی اہمیت دوگونہ تھی یعنی اس سے
آسٹریا اور روس کے اتحاد کی پختگی کا امتحان ہو جاتا اور ثانیاً اس سے کیتھرین کے اس منصوبے کا
بھی اظہار ہوتا تھا کہ قسطنطنیہ میں ایک یونانی شہنشاہیت قایم ہو۔ اس منصوبے کو عمل میں لانے

---

۵۱ De Witt, Une Invasion Prussienne Hollande en 1787, p. 299

وہ مصر تھی۔ سر جیمس ہیرس کا بیان ہے کہ اس خیال کا محرک پوٹیم کن تھا۔ کیتھرین کے پوتے قسطنطین کے لئے مجمع الجزائر یونان سے دائیاں بلوائی گئی تھیں اور اس کا اصطباغ خاص یونانی رسوم کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ یونانی حروف کا ایک قاعدہ چھپوا کر روس کے فوجی مدرسوں میں تقسیم کیا گیا اور تمغے مسکوک کئے گئے جن پر "کیتھرین مبلغ دین" منقوش تھا اور ایک تصویر تھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ قسطنطنیہ کی بڑی مسجد پر بجلی گری ہے جس سے وہ شہید ہو گئی ہے۔ فریڈرک اعظم نے اس طرز عمل کے متعلق طنزاً کہا تھا کہ "یونانی شہنشاہیت کے قیام کی امیدیں محض خواب و خیال ہیں اور تمغوں کے مسکوک کرنے سے ان کا بار آور ہونا دشوار ہے"۔ مگر ۱۷۸۷ء میں بھی کیتھرین اسی طرز عمل پر قایم رہی۔ خرسون میں جو جدید یونانی سلطنت کا مستقر تھا ایک دروازہ کا نام "باب قسطنطنیہ" رکھا گیا اور جدید مفتوحہ ملک میں مقامات کے ترکی ناموں کے بجائے یونانی نام رکھے گئے۔ خرسون سے کیتھرین نے کریمیا کا رخ کیا اور سواستوپول پہونچکر اس نے "فخر و مباہات کے ساتھ ایک زبردست بیڑے کو دیکھا جو خود اس کا بنایا ہوا تھا اور جو بحیرۂ اسود کے بہترین بندرگاہ میں لنگر انداز تھا"۔ زار نیا اور شہنشاہ نے آئندہ تدبیروں کے متعلق بحثیں کیں مگر ان میں سے کوئی اس وقت جنگ کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ آسٹروی نیدرلینڈ کی حالت قریب قریب بغاوت کے تھی اور کیتھرین اور باب عالی کے مابین جنگ کے چھڑ جانے سے اندیشہ تھا کہ پرشیا اور سویڈن روس پر حملہ آور ہو جائینگے مسلمانوں میں روس کی زیادتیوں سے سخت ناراضی پھیل گئی کیتھرین

ترکی اور روس کی جنگ ۱۷۸۷ء

کے جدید مطالبات کو منظور کرنے سے فوراً انکار کر دیا گیا۔ ۱۰ اگست کو روسی سفیر "سات مینارون" میں قید کر دیا گیا اور سلطان نے انگلستان اور پرشیا کی تائید کی امید سے روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مشرقی مسئلہ کے دوبارہ معرض بحث میں آجانے سے نصف یورپ جنگ کی لپیٹ میں آگیا۔ اس جنگ کے ابتدائی حالات ۱۷۳۶ء کی جنگ سے مشابہ ہیں جیسا کہ روس اور آسٹریا نے بوقت واحد ترکی پر نرغہ کر دیا تھا۔ مگر ۱۷۳۶ء کے بعد سے مسئلۂ مشرقی نے کئی کروٹیں بدلی تھیں اور فرانس اور انگلستان کو روس اور آسٹریا کے طرز عمل کے اہم نتایج کا احساس ہو گیا تھا کیتھرین کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ انگلستان کی بحری قوت بحیرۂ روم میں روسی پیش قدمی کی

(1) Coxe, House of Austria, vol. II. P. 612

سدراہ تھی اور اسی کی وجہ سے روسی مفاد معرض خطر میں تھے۔ جنگ امریکا میں مغربی یورپ کی سلطنتوں کے منہمک ہونے سے اُس نے نفع اٹھایا تھا اور اب اُس نے انگلستان اور فرانس کی باہمی کشیدگی سے نفع اٹھانے کی کوشش کی ۱۷۸۱ء میں اُس نے اپنے بیٹے اور ولی عہد پال کو میری آن توانیت سے ملاقات کرنے کے لئے فرانس بھیجا تھا ۱۷۸۷ء میں فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا اور ۱۷۸۸ء میں زارینا نے انگریزوں کی اغراض کی مخالفت کے لئے فرانس ہسپانیہ، آسٹریا اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد اربعہ قایم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ورژان کے بعد فرانس کی خارجی حکمت عملی میں وضاحت اور تسلسل کا نام تک نہ رہا۔ فرانس کی حکومت روس کی دوستی کی خواہاں تھی مگر سلطنت ٹرکی کے بقا کی اہمیت سے متعلق ورژان کے خیالات کا اب تک لحاظ کیا جاتا تھا اور بالآخر فرانس نے غیر جانب دار رہنے کا قصد کر لیا ۱۷۸۷ء کے باقی ماندہ مہینوں میں سُوؤرُوف نے کن برن کو ترکی بیڑے کے حملوں سے محفوظ رکھا اور شہنشاہ آسٹریا نے بغیر اعلان جنگ بلغراد پر یکایک حملہ کر دیا موسم سرما میں فرانسیسیوں نے صلح کرا دینے کی کوشش کی اور ترکوں نے جوزیف کو یاد دلایا کہ انھوں نے کس ایمانداری کے ساتھ بلغراد کے معاہدے کی پابندی کی تھی اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد آسٹریا کی کمزوری سے نفع اٹھانے کی مطلق کوشش نہ کی۔ مگر یہ سب بے سود ثابت ہوا۔

جوزیف ثانی کو اب فرانس کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اس لئے اُس نے ۹ر فروری ۱۷۸۸ء کو مولڈےویا والے شیا، سرویا اور بوسنیا فتح کرنے اور ۱۷۳۹ء کے نقصان دہ معاہدہ بلغراد کا انتقام لینے کی غرض سے باب عالی کے خلاف میں اعلان جنگ کر دیا جس سے ترکوں کو وقت واحد میں روس اور آسٹریا دونوں کی فوجوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ گولاٹوڈن نے ۲۶ر اگست کو ڈوبٹزا لیلیا اور ۲ر نومبر کو نودی پر قبضہ کر لیا اور کوبرگ نے سال تی کوڈو کی معاونت سے مولڈےویا کے بیشتر حصہ پر قبضہ کر لیا اور ۲۰ر ستمبر کو چوچیم کو بھی فتح کر لیا مگر اس معرکہ آرائی میں آسٹریوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شہنشاہ کو بلغراد کے فتح کرنے میں ناکامی ہوئی اور وزیر اعظم یوسف کے تحت میں ایک ترکی فوج نے تیمتس ورتک تمام ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ستمبر میں ترکوں نے آسٹریا کے لشکرگاہ پر حملہ کر دیا جو سلاٹینہ

جوزیف کا اعلان جنگ ترکی کے خلاف میں
فروری ۱۷۸۸ء

کے قریب واقع تھا اور اس کے بعد جوزف بحالت مایوسی و مرض وائنا کو واپس ہو گیا۔ اس معرکہ آرائی کی ناکامی کے متعدد اسباب تھے۔ انگلستان اور ہالینڈ کی حکومتوں نے اپنے ملاحوں کو روس کی ملازمت میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا، وینس نے اپنی غیر جانب داری سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا تھا اور اس کوتاری کے پاشا نے بھی سلطان المعظم کے خلاف میں بغاوت نہ کی اس کے علاوہ روسیوں کو سویڈن کی حملہ آوری کا اندیشہ تھا اسلئے وہ سالٹی کوف کے زیر کمان صرف دس ہزار سپاہی کوبرگ کی امداد کے لئے بھیج سکے۔

۱۷۸۸ء میں روسیوں کو ترکوں کے خلاف میں اپنی فوجی کارروائیوں میں کامیابی ہوئی۔ ۲۶ جون کو لائی من میں ترکی بیڑہ کو شکست دیکر تباہ کر دیا گیا اور ۱۷ دسمبر کو ایک طویل محاصرے کے بعد جو جون میں شروع ہوا تھا پوٹیم کن نے باوجود ترکوں کی شدید مقاومت کے اوچاکوو کو فتح کر لیا۔ پوٹیم کن کو یہ فتح زیادہ تر سووروو اور ریپ نن کی شجاعت اور ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی۔ مگر یہ کامیابیاں ایک حد تک یورپ کی ہر ایک سلطنت کی مخالفت سے کالعدم ہوگئیں گستاوس کو روس کے مقابلے میں ترکوں کے بالکل مغلوب ہو جانے سے سخت اندیشہ تھا۔ خود اس کے ملک میں اس کی حالت قابل اطمینان نہ تھی اور اسے معلوم تھا کہ کیتھرین کو جب موقع ملیگا تو اس نے اگر سویڈن کے بیشتر حصے کا الحاق نہ کر لیا تو کم از کم اس کی آزادی کا تو ضرور خون کر دیگی۔ ڈین مارک اور روس نے ۱۷۷۲ء کے دستور کی منسوخی پر آمادگی ظاہر کی تھی اور گستاوس نے قصد کر لیا کہ کیتھرین پر بلا کسی تاخیر کے حملہ کر دے اور میدان جنگ میں فتح یاب ہو کر اپنے ملک میں مطلق العنانی حاصل کرے۔ ۱۷۸۷ء میں فرانس سے معاہدہ کرنے کے بعد جب گستاوس واپس آیا اسی وقت سے سویڈن کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ خراب فصلوں اور محاصل کی زیادتی کی وجہ سے

اوچاکوو کا سقوط ۱۷ دسمبر ۱۷۸۸ء

روس سے سویڈن کا اعلان جنگ ۱۷۸۸ء

a Wolfund Zwiedineck-Sudenhorst, Oesterreich unter Maria Theresia, Joseph II und Leopold II (Oncken Series), Book III Chapter IV.

طبقۂ ادنیٰ کے لوگ مفلس اور قلاش ہو گئے اور خطرناک بلوے ہونے لگے تھے۔ محاصل
کی زیادتی بادشاہ اور اس کے دربار کی فضول خرچی کی وجہ سے تھی۔ طبقات سلطنت
اور ڈائٹ کے اکثر حقوق پامال کر دیے گئے تھے اور ۱۷۸۶ء میں بادشاہ اور ڈائٹ میں
سخت ناچاقی ہو جانے کی وجہ سے حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اس نام نہاد دستوری
حکومت کی دقتوں سے بچنے اور سویڈن کی گم گشتہ صدیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی
صرف یہی تدبیر ہو سکتی تھی کہ روس سے جنگ ہو جائے۔ اس غرض سے ٹرکی سے
ایک خفیہ معاہدہ کیا گیا اور کیتھرین سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کاریلیا اور لوونیا سویڈن
کے حوالہ کرے اور کریمیا ٹرکی کو واپس کر دے۔ ۲ر جولائی ۱۷۸۸ء کو گستاوس
فن لینڈ میں پہونچ گیا اور روس اور سویڈن میں بحری اور بری جنگ فوراً شروع
ہو گئی۔ سینٹ پیٹرس برگ بالکل غیر محفوظ تھا اور اگر شاہ سویڈن کو ایک قطعی فتح بھی
حاصل ہوتی تو روس کا دار السلطنت بالکل اس کے قبضے میں آ جاتا۔ مگر روسی بیڑے
کے اسکاچ امیر البحر گریگ نے ہاگ لینڈ کی بحری جنگ (۱۷ر جولائی) میں روس کی آبرو
رکھ لی اور کیتھرین دوم کی سازشوں سے فن لینڈ میں سویڈن کے افسروں نے بغاوت
کر کے زارینا سے ایک عارضی صلح کر لی اور جنگ میں اس بنا پر شرکت سے انکار کر دیا
تھا کہ ڈائٹ نے اس کی منظوری نہیں دی تھی۔ بغاوت سے صورت حال بالکل متغیر
ہو گئی مگر اسی اثناء میں ڈین مارک نے سویڈن پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے گستاوس کو
ان مشکلوں سے نجات مل گئی۔ ڈین مارک سویڈن کا قدیم دشمن تھا اور معاہدوں کے
ذریعہ سے روس سے اس کے گہرے تعلقات تھے اس لئے جیسے ہی اس نے دیکھا

سویڈن پر ڈین مارک کا حملہ

کہ گستاوس نے روس پر حملہ کر دیا ہے ستمبر ۱۷۸۸ء میں اس نے بھی
ایک فوج پرنس چارلس آف ہیس کیسیل کے تحت میں سویڈن پر
چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کر دی۔ اڈولفس فریڈرک کے عہد حکومت کے آخری زمانے
میں بھی سویڈن کی آزادی اس قدر معرض خطر میں نہ تھی۔ سویڈن کی فوج نے علانیہ
بغاوت کر دی تھی، اس کا بیڑا سوی برگ میں گھرا ہوا تھا، ایک روسی بیڑہ خلیج بوتھنیا
میں لنگر انداز تھا، روس اور ڈین مارک کا ایک متحد بیڑا آبنائے کیٹی گیاٹ کی ناکہ بندی
کئے ہوئے تھا، ڈین مارک کی ایک فوج گوٹن برگ کی طرف پیش قدمی کر رہی تھی

....دارالسلطنت میں ابتری تھی ۔ صوبجات میں سخت پریشانی ...... سینیٹ کے حواس باختہ تھے امرا غداری پر آمادہ اور عوام شش و پنج کی حالت میں تھے اور اپنے بے بس بادشاہ کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھ رہے تھے[1] جس نے اپنی ذاتی کوششوں اور اتحاد ثلثہ کی تائید سے اپنے ملک کو ان مصائب سے نجات دی ۔ ستمبر کے اوائل میں وہ ڈیل کارلیا میں پہونچا اور اس ضلع کے جنگجو کسانوں کو ہمت دلا کر گوٹین برگ کی امداد کے لئے روانہ ہونے پر آمادہ کیا جس کا اہل ڈین مارک محاصرہ کرنے والے تھے ۔

اتحاد ثلثہ کی مداخلت

ڈیل کارلیا کے کسانوں کی وفاداری اور گستاوس کی سرگرمی سے گوٹین برگ فی الوقت اس خطرے سے بچ گیا اور اتحاد ثلثہ کے اراکین نے جو شمال میں توازن قوت کو قایم رکھنا چاہتے تھے اور بحیرۂ بالٹک کا ایک روسی جھیل بن جانا ناپسند کرتے تھے سویڈن کی امداد پر پوری طور سے آمادہ ہو گئے ۔

سویڈن میں انقلاب ۱۷۸۹ء

ڈین مارک نے پرشیا کی فوج اور انگلستان کے بیڑے کے ورود سے خائف ہو کر سر تسلیم خم کیا اور اکتوبر ۱۷۸۸ء میں سویڈن اور ڈین مارک میں ایک عارضی صلح ہو گئی ۔ نومبر کے ختم ہونے کے قبل ہی ڈین مارک کی تمام فوج سویڈن سے چلی گئی اور گستاوس نے اپنی ہردلعزیزی سے نفع اٹھا کر فروری ۱۷۸۹ء میں ڈائٹ کا ایک جلسہ منعقد کیا اور عموماً طبقۂ ادنےٰ کی تائید سے اس نے ایک "قانون اتحاد و تحفظ" منضبط کیا جس کی رو سے بادشاہ کے اقتدارات میں سب کچھ اضافہ ہوا اور اسے اعلان جنگ و صلح اتحادوں کے عمل میں لانے اور ڈائٹ کو منعقد کرنے کے اقتدارات مل گئے ۔ گو اسٹیٹس (مجلس) کی مالی معاملات پر نگرانی تھی مگر ڈائٹ کسی ایسے معاملے پر بحث نہ کر سکتا تھا جو بادشاہ کی منظوری کے بغیر معرض بحث میں آیا ہو اور سینیٹ کے اقتدارات تو بالکل سلب کر لئے گئے ۔ ۱۷۸۹ء کی قطعی کارروائی گویا ۱۷۷۲ء کی کارروائی کا ضمیمہ تھی اور اس کی وجہ سے سویڈن کی حکومت بجائے محدود حکومت شاہی ہونے کے ایک مطلق العنان حکومت ہو گئی ۔ یہ دونوں انقلاب اس بنا پر حق بجانب

1. R Nisbet Bain, Gustavus III, and his Contemporaries, vol. II. pp. 31. 32

قرار دیے جا سکتے ہیں کہ ان کی وجہ سے سویڈن روس کا ایک صوبہ بن جانے سے بچ گیا۔
گستاوس نے اپنے اندرونی دشمنوں پر غالب آکر روس کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا مگر سویڈن کے روس میں ضم ہو جانے کا خطرہ اب بالکل زائل ہو گیا تھا۔ بحیرۂ بالٹک میں توازن قوت کے قیام اور شمالی جنگ کو تا حد امکان محدود کرنے کے متعلق اتحاد ثلثہ نے اپنے ارادوں کو وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا تھا۔ انھیں اب صرف یہ کام کرنا باقی تھا کہ وہ نیو وکی ۱۷۳۹ء کی کامیاب سفارتی کارروائیوں کی متابعت میں آسٹریا اور ٹرکی میں علیحدہ طور پر صلح کرا دیں۔

۱۷۸۹ء میں روس اور ٹرکی کی جنگ کا جاری رہنا

۱۷۸۹ء ترکوں کے لئے نہایت نحس ثابت ہوا۔ ۷ / اپریل کو سلطان عبدالحمید نے انتقال کیا اور گو ان کے جانشین سلطان سلیم ثالث نے سرگرمی اور استقلال سے کام لیا مگر روسیوں اور آسٹریوں کو متعدد فتوحات حاصل ہوئیں۔ روسی فوجیں مولڈےویا میں داخل ہوئیں پرنس ریپ نن نے ترکوں کو ۲۰ / ستمبر کو اسمٰعیل میں شکست دی اور پوٹیم کن نے توباک واقع بے سارابیا کی جنگ میں فتح حاصل کر کے ۱۴ / نومبر کو بندر پر قبضہ کر لیا۔ آسٹریوں کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ کوبرگ اور سُووُرُوْد کی متحد فوجوں نے ترکوں کو فوک سانی میں شکست دی (۳۱ / جولائی) اور پھر رم نک میں ایک اور شکست فاش دی (۲۲ / ستمبر) کلیر فائٹ نے انھیں بنات سے خارج کر دیا اور نبرد آزما لاوڈن نے جو حال ہی میں سپہ سالار مقرر ہوا تھا، آسٹریا کی اصل فوج کو اپنے زیر کمان لیکر ۹ / اکتوبر کو بلغراد پر دھاوا کر دیا اور سرویا کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ان فتوحات کے بعد لاؤڈن نے ادرسوا کا محاصرہ کر لیا، کوبرگ نے بخارسٹ فتح کر لیا اور پرنس ہوہین لوہی درّوں میں گھس کر والےشیا میں داخل ہو گیا۔ ٹرکی کی سرحد کی حفاظت کے لئے قلعوں کا ایک طویل سلسلہ تھا مگر اب وہ سب حلیفوں کے قبضے میں آ گئے اور یہ خیال ہو گیا تھا کہ صرف ایک ہی معرکہ آرائی کے بعد یورپ میں ترکوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائیگا مگر اتحاد ثلثہ کی مداخلت اور جوزیف کے طرز عمل سے اس کی سلطنت میں جو ابتری پیدا ہو گئی تھی ان دونوں کی وجہ سے ترکی اس خطرہ سے بچ گیا۔

آسٹریا کے مقبوضات میں جن نزاعوں نے سر اٹھایا تھا ان میں نیدرلینڈ کی نزاعیں سب سے اہم تھیں۔ اس ملک میں قدیم حقوق اور آزادیوں کو پامال کر کے جوزیف ایک

آسٹروی نیدرلینڈ میں انقلابی تحریکیں

انقلابی تحریک کے آغاز کا باعث ہوا تھا جیسے امریکا کی آزادی کی جنگ کے واقعات سے فروغ نصیب ہوا اور فرانس کے انقلاب پسندوں کی کامیابیوں سے ان کی ہمت افزائی ہوئی۔ ۱۷۸۹ء کے آخر تک فلینڈرس آسٹریا کی حکومت سے آزاد ہوگیا تھا اور جنوری ۱۷۹۰ء میں بیلجیم کے متحد صوبوں کے اتحاد کے قانون" کا مسودہ تیار ہو گیا۔ ہنگری میں بھی انقلابی تحریک نمودار ہوگئی تھی اور بوہیمیا اور گیلی شیا بھی بغاوت کے لئے تیار نظر آتے تھے اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ آسٹریا کی سلطنت عنقریب پاش پاش ہو جائے گی۔ فرانس کی قومی بغاوت کے برخلاف ان ملکوں کی انقلابی تحریکیں قدامت پسندی اور مذہبی اغراض پر مبنی تھیں اور ان کے وجود میں آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ شہنشاہ نے ہمیشہ امرا اور پادریوں کے حقوق و مراعات کی طرف سے بے پروائی ظاہر کی تھی اور مقامی منشوروں کی وہ خلاف ورزی کرتا تھا۔ آسٹروی نیدرلینڈ کی بادشاہت سے جوزیف کے ہٹا دیے جانے کی وجہ صرف یہی تھی کہ اُس نے اہل بیلجیم کے قدیم حقوق کو پامال کر دیا تھا اور اس کے مٹتے ہی جن رسوم کو اس نے ناعاقبت اندیشی سے مسدود کر دیا تھا سب بحال کر دی گئیں۔ نیدرلینڈ میں صورت حال حد درجہ مخدوش تھی جس سے ترکی کے مقابلے میں آسٹریا کی فتوحات کالعدم ہوا چاہتی تھیں اور خاندان ہیپس برگ کے دشمنوں کو موقع ملگیا کہ پریشان حال شہنشاہ پر نرغہ کر دیں۔

۱۷۸۹ء میں پرشیا کی خارجی حکمت عملی

۱۷۸۹ء میں جوزف دوم کی موجودہ پریشانیوں سے نفع اٹھانے کے لئے شاہ پرشیا اور اس کے مشیروں نے اپنی تدبیروں کو پختہ کر لیا تھا فریڈرک ولیم دوم نے ڈین زگ اور تھورن کو لیلینے کا قصد مصمم کر لیا تھا اور اسے امید تھی کہ اگر وہ آسٹریا کو گیلی شیا پولینڈ کو واپس کرنے پر مجبور کرے تو اس صوبہ کے پھر ملجانے کے صلہ میں اہل پولینڈ ان دونوں شہروں کو اس کے حوالہ کر دینگے اس کا یہ بھی خیال تھا کہ ترکوں کو آسٹریا کے خلاف مدد دینے اور باغی اہل نیدرلینڈ کی تائید کرنے سے اسے موقع ملجائیگا کہ جوزیف دوم کو اپنے اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ مگر بغیر اپنے حلیفوں (انگلستان و ہالینڈ) سے مشورہ کرنیکے اس نے سلطان المعظم سے نامہ و پیام شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا اور آسٹروی فلینڈرس کو باہم ضم کر کے ایک جمہوریہ

بنا دیا جائے۔ انگریزی حکومت اتحادِ ثلثہ کو یورپ میں قیام امن کا ذریعہ خیال کرتی تھی اسلئے اس نے شاہ پرشیا کی مجوزہ حکمت عملی کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اگر وہ عمل میں لائی جاتی تو آسٹریا اور فرانس دونوں سے جنگ چھڑ جاتی۔ انگلستان نے یہ بھی کوشش کی کہ پرشیا نیدرلینڈ اور گیالی شیا میں اپنی کارروائیوں سے باز آئے[1]

مگر شاہ پرشیا نے آسٹریا کو نیدرلینڈ اور گیالی شیا دونوں سے بیدخل کرنے کی ٹھان لی تھی اس لئے وہ اپنی کوششوں سے باز نہ آیا اور ۱۷۸۹ء کے اواخر اور ۱۷۹۰ء کے آغاز میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کا خدشہ تھا۔ انگریزی حکومت نے اسے نیدرلینڈ کی آزادی کے تسلیم کرنے اور ٹرکی کی طرف سے جنگ میں مداخلت کرنے سے فریڈرک ولیم کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی تیاریوں سے باز نہ آیا۔ اتحادِ ثلثہ بھی جو یورپ میں امن کے قایم رکھنے کی غرض سے وجود میں آیا تھا کالعدم ہونے والا تھا مگر پٹ کی سرگرمی اور جوزف دوم کے انتقال سے باقی رہگیا۔ پٹ کو شاہ پرشیا سے اس امر میں اتفاق تھا کہ نیدرلینڈ میں فرانس کا اثر قایم ہونے نہ پائے مگر باغی صوبجات بیلجیم کی آزادی کو فوراً تسلیم کرنے سے اسے اتفاق نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے اتحادِ ثلثہ اور شہنشاہ کے درمیان مخالفت پیدا ہو جاتی۔ پٹ نے روس اور آسٹریا کے خلاف جارحانہ کارروائیوں میں شریک ہوتے۔ ۲۰ر فروری ۱۷۹۰ء کو جوزف دوم نے انچاسویں سال میں انتقال کیا

جوزف دوم کا انتقال فروری ۱۷۹۰ء

اس وقت اس کا ملک ٹرکی سے برسرِ جنگ تھا، پرشیا اور پولینڈ سے بھی عنقریب جنگ چھڑنے والی تھی اور اندرونِ ملک میں بےچینی اور انقلاب کے آثار نمایاں تھے اس نے اپنی زندگی کے آخری مہینوں میں اپنی ناعاقبت اندیشی کی کارروائیوں کی تلافی کی کوشش کی مگر تلافی کا وقت گزر گیا تھا اور اس کی کوششوں سے ملک میں سکون پیدا نہ ہو سکا۔ ۸ر دسمبر ۱۷۸۹ء کو اس نے ہنگری کے قدیم دستور کو بحال کر دیا، پالیس شششم سے اس نے درخواست کی اہل بیلجیم کو وفاداری کی طرف راغب کرنے میں اس کی مدد کرے، ٹرکی سے مصالحت کرنے پر آمادگی ظاہر کی، اہل ٹائی رول وگیالی شیا

1. Lecky History of England in the XVIII Century, vol. V. P. 241.

کے حقوق کو اس نے بحال کر دیا اس کی ان کارروائیوں سے ظاہر تھا کہ وہ اپنے عہد حکومت کو خود ناکام خیال کرنے لگا تھا۔ اس نے اپنی موت سے کچھ قبل بادل ناخواستہ اپنی اصلاحوں کو منسوخ کر دیا اور مراعات کو بحال کر دیا مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو کام اس نے کئے سب میں اسے ناکامی ہوئی۔ اس کا فرمان رواداری اور اس کا قایم کیا ہوا قومی تعلیم کا نظام دونوں برقرار رہے۔ غربا کو غلامی اور نظام جاگیری کے باروں سے آزاد کرا کے اس نے اہل آسٹریا کو دوامی نفع پہونچایا اور اس کی انتظامی اصلاحوں کی قدر و قیمت کا اب کلیتہً اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس کی عہد حکومت کی ناکامی ایک خاص حد تک تھی۔ آسٹریا نید رلینڈ اور ہنگری میں اسے ناکامی اس وجہ سے ہوئی کہ اس کی مخالفت پر ایسے لوگ تلے ہوئے تھے "جنھوں نے سیاسی مقاومت کے مدرسے میں تعلیم پائی تھی" آسٹریا کے شاہی مقبوضات میں اس کی اصلاحوں سے مستقل نتایج مترتب ہوئے۔ ہنگری میں بہ حیثیت مجموعی قدیم طریقۂ حکومت قایم رہا اور اصلاحات انیسویں صدی کے وسط تک ملتوی رہے مگر جن اضلاع میں جرمن آباد تھے ان کی مادی اور تمدنی حالت میں بہت اصلاح ہوئی گو انکی سیاسی حالت زائل ہوگئی۔ جوزیف کی اصلاحوں میں سے بعض قبل از وقت تھیں اور بعض پر عمل کرنے میں بے جا عجلت کی گئی، حسن تدبیر سے کام نہ لیا گیا اور رعایا کے جذبات کا مطلق پاس نہ کیا گیا۔

جوزیف کا عہد حکومت کس حد تک ناکام تھا

شہنشاہ جوزیف کے عہد حکومت میں غلامی کے موقوف ہو جانے سے رعایا کے فلاح و بہبود میں بہت کچھ ترقی ہوئی زراعت تجارت اور مصنوعات کو فروغ ہوا اور سلطنت کی قوت بہت کچھ بڑھ گئی۔ جوزیف اپنی رعایا کی بہتری کا خواہاں اور انسانیت کا حامی تھا۔ اپنے ملک کی ضروریات اور ترقی کے آیندہ مواقع کے متعلق اس کی راے صائب تھی اتحاد کی ضرورت کا اسے احساس تھا جس کی زمانہ مابعد کی نسلیں مداح ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وقت واحد میں ایک

(1) Hausser, Dentsche Geschichte, vol I.

P. 153. Quoted by Herman Merivale,

Historical Studies, P. 46

صفحہ ۳۹۶

اولوالعزم خارجی حکمت عملی کو عمل میں لانے اور معاملات داخلی میں زبردست اصلاحوں کے جاری کرنے سے اُس نے نہ صرف اپنی سلطنت میں انقلاب پیدا کرا دیا بلکہ یورپ بھی ایک ہمہ گیر جنگ میں مبتلا ہونے سے بال بال بچ گیا۔

فروری ۱۷۹۰ء میں پرشیا نے ٹرکی سے اتحاد کیا اتحاد ثلثہ کے دوسرے اراکین کے علاوہ سویڈن اور پولینڈ کو بھی ٹرکی کے حلیف بنانے کا وعدہ کیا۔ ۲۹ مارچ کو پرشیا نے پولینڈ سے معاہدہ کیا جس کی رو سے دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی ان معاہدوں سے جنگ کے وسعت اختیار کرنے کا سخت اندیشہ تھا مگر متعدد واقعات ایسے ہوئے

پرشیا کی مخالفت ۱۷۹۰ء

جن سے یورپ اس ہمہ گیر جنگ سے بچ گیا۔ نیدرلینڈ میں ایک جمہوریت پسند جماعت پیدا ہو گئی جو فرانسس رونک کی سرکردگی میں انقلاب فرانس کے اصول کی پابند ہو گئی جس کی وجہ سے صوبجات بیل جیم کی آیندہ طرز حکومت کے متعلق انگلستان اور پرشیا کی تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ پولینڈ میں بھی ڈین زگ اور تھورن سے دست برداری کی مخالفت ہونے لگی اور شہنشاہ لیوپولڈ بھی گو وہ اپنی سلطنتوں میں امن کے قیام کا خواہاں تھا مگر اس نے قصد کر لیا کہ سلطنت پرشیا میں ان دونوں شہروں کے الحاق کو منظور کرنے سے انکار کر دے۔ لیوپولڈ کے استقلال اور مصالحت پسندی سے مسرور ہو کر انگلستان اور ہالینڈ نے قصد کر لیا کہ اسے بیل جیم کے صوبجات کو دوبارہ حاصل کرنے میں مدد دیں بشرطیکہ وہ قدیم دستور مملکت کو بحال کر دے اور گزشتہ جرائم کی معافی کا اعلان کر دے مگر باوجود اس کے کہ یورپ کی سیاسی حالت جوزف دوم کے انتقال سے متغیر ہو گئی تھی پرشیا اب تک جنگ پر تلا ہوا تھا اور اُس کے بادشاہ کی حکمت عملی سے یورپ میں نقض امن کا اندیشہ تھا۔

پرشیا کی راہ میں رکاوٹیں

فریڈرک ولیم کے وزیر ہرٹزبرگ نے ایک یادداشت لیوپولڈ کے پاس بھیجی جس میں اس نے اپنے خیالات کو شرح و بسط کے ساتھ ظاہر کیا تھا۔ اُس کی رائے تھی کہ گیلیشیا پولینڈ کو واپس کر دیا جائے اور ڈین زگ اور تھورن پرشیا کو دیدیئے جائیں۔ گیلیشیا کے معاوضے میں باب عالی سے آسٹریا کو وہ علاقے دلا دیئے جائیں جو پاساروونز کے صلح نامے کی رو سے اس کو ملے تھے، روس فن لینڈ سویڈن کو واپس کر دے مگر صرف

۱۷۹۰

اس سرحد تک جو صلح نائمنس ٹاڈ کی رو سے قائم ہوئی تھی اور اس کے صلے میں روس کو ضلع و شہر اوچاکو دیدیا جائے" فریڈرک ولیم شاہ پرشیا نے دھمکی دی تھی کہ وہ معاہدۂ ٹرکی کی توثیق کردیگا اور آسٹروی نیدرلینڈ کی آزادی کو تسلیم کرلیگا مگر لیوپولڈ نے ان دھمکیوں کی مطلق پروانہ کی اور گیلیشیا کو پرشیا کے حوالہ کرنے سے انکار کرکے ٹرکی کے خلاف جنگ اس نے سرگرمی سے جاری رکھی۔ مئی میں اس نے وائنا کے انگریزی سفیر کو مطلع کیا کہ اگر اس کے مقبوضات میں ایک خفیف سی توسیع کردی جائے تو وہ ٹرکی سے صلح کرنے پر تیار ہے، اس نے نیدرلینڈ کے قدیم دستور کے بحال کرنے اور صلح نائمہ سرحدی کی پابندی پر بھی آمادگی ظاہر کی اسکے ساتھ ہی اس نے یہ بھی جتادیا کہ اگر جنگ میں اسے ناکامی ہوئی تو اسے مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنا ہوگا اور اس اتحاد کے صلے میں بیلجیم کے صوبجات کا ایک حصہ فرانس کے سپرد کردینا ہوگا[له] شاہ پرشیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ دول بحری اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہیں اور پولینڈ میں بھی ڈینزگ اور تھورن کے حوالے کرنے کی مخالفت ہورہی ہے تو اس نے لیوپولڈ سے سلسلہ جنبانی شروع کی ہرٹزبرگ کی پرپیچ تدبیریں خاک میں مل چکی تھیں اور شہنشاہ لیوپولڈ نے اپنی دانشمندانہ سفارتی چالوں سے پرشیا کو یکہ و تنہا کرکے ریخین باخ میں نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک ولیم کو یقین دلایا گیا کہ ہرٹزبرگ نے اسے خطرناک پیچیدگیوں میں پھنسانا چاہا تھا اور اس نے آسٹریا کی مخالفت کی قدیم حکمت عملی کو بالائے طاق رکھکر، ۲۷ جولائی کو ریخین باخ کے معاہدے کو منظور کرلیا اس معاہدے کی رو سے آسٹریا اپنی تمام فتوحات سے دست کش ہونے ٹرکی سے اتحاد ثلثہ کی وساطت سے مصالحت کرنے، نیدرلینڈ کے قدیم دستور کو بحال کرنے اور ملزموں کو معافی دینے پر آمادہ ہوگیا۔ پرشیا نے بھی نیدرلینڈ میں آسٹروی حکومت کی کفالت کی اور ڈینزگ اور تھورن کے متعلق اپنی کوششوں سے باز آنے کا وعدہ کیا۔ ہرٹزبرگ نے جو شل کا نٹز کے صلح میں رکاوٹیں ڈال رہا تھا معاہدے میں ایک دفعہ داخل کرادی جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر ٹرکی کی طرف آسٹریا اپنی سرحدوں کو وسعت دے تو پرشیا کو بھی اس کے معاوضے میں اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کا موقع دیا جائے۔ اس طور پر لیوپولڈ اور اس کے

معاہدۂ ریخین باخ
۲۷ جولائی ۱۷۹۰ء

له Cox, House of Austria, vol II, P. 671

نائب چینسیلر کونیزل کو کافر اور پرشیا کی جنگ پسند جماعت پر ایک زبردست سفارتی فتح حاصل ہوئی اور انگلستان اور ہالینڈ کو قیام امن میں کامیابی ہوئی۔

صفحہ ۲۹۸ — ۴؍ اکتوبر کو لیوپولڈ نے تاج شہنشاہی زیب سر کیا اور ۱۵؍ نومبر کو بہ حیثیت شاہ ہنگری

لیوپولڈ کا اقتدار شہنشاہی کو دوبارہ قائم کرنا ۱۷۹۰ء

اس کی تاج پوشی عمل میں آئی تخت نشین ہوتے ہی اُس نے شہنشاہیت کا صدر ہونے کا دعوے کرکے الساس لارین اور فرانش کوم[1] کے جرمنی رئیسوں کے متعلق فرانس کی مجلس اساسی کی کارروائی کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کی جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کرلیا اور ہیگ کی کانگریس (اکتوبر) میں انگلستان پرشیا اور ہالینڈ کے سفیروں کو مطمئن کرکے اُس نے بیل جیم کو بہت جلد دوبارہ فتح کرلیا اور برسیلز نے بھی ۲؍ دسمبر کو اطاعت قبول کرلی[2]

۱۹؍ ستمبر ۱۷۹۰ء کو جیوگیو میں ترکوں کے ساتھ ایک عارضی صلح ہوگئی اور سسٹووا

صلحنامۂ سسٹووا ۴؍ اگست ۱۷۹۱ء

کے معاہدے پر بھی بہت کچھ لیت و لعل کے بعد ۴؍ اگست ۱۷۹۱ء میں دستخط ہوگئے۔ فریڈرک اعظم کے رقیب لاکوڈن نے بھی ۷۴ سال کے سن میں اس کے قبل میں انتقال کیا اور اس کے مرنے اور جنگ ترکی کے اختتام سے جدوجہد کا وہ عہد ختم کو پہونچ گیا جو جوزف دوم کی مشرقی اولوالعزمیوں اور آسٹریا اور پرشیا کی رقابت سے وجود میں آیا تھا۔ مگر آسٹریا نے پھر غداری اور عہدنامۂ سسٹووا اور ری خین باخ کی خلاف ورزی کرکے اُس نے ایک دوسرا معاہدہ کرکے اور شووا کا ضلع حاصل کرلیا اور یہ وعدہ لے لیا کہ اور سووا قدیم کی قلعہ بندی نہ کی جائے[3] روس نے اس کے قبل ہی ۱۵؍ اگست ۱۷۹۰ء کو سویڈن سے وی رے لا کا معاہدہ

---

[1] Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise vol, II. P.1411, Note.

[2] Wolf und Zwiedineck—Sudenhorst Olsterreick unter Maria Theresia, Joseph II und Leopold II (Oncken Series) Book IV

[3] سائیبل تاریخ انقلاب فرانس ترجمہ انگریزی جلد اول صفحہ ۳۵۲۔

کرلیا تھا کیونکہ انقلاب فرانس کے نتائج کو کالعدم کرنے کی غرض سے گستاوس روس سے مصالحت کا خواہاں تھا تاکہ بادشاہوں کے مفاد کو نقصان نہ پہونچے۔ ٹرکی کے ساتھ روس نے ابتدائی صلح نامے پر گلائز میں ۱۱؍ اگست ۱۷۹۱ء کو دستخط کر دیئے تھے ۱۷۹۱ء میں کیتھرین ظفریاب تھی گو آسٹریا نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا ۲۲؍ دسمبر کو سوؤورودنے اسمعیل فتح کرلیا اور کوبان اور کوہ قاف میں بھی روسیوں کو کامیابی ہوئی۔ روسیوں کی مسلسل کامیابیوں سے توازن قوت میں جو فرق آنے والا تھا اس سے پٹ بخوبی آگاہ تھا مگر روسیوں کی مخالفت پر اہل ملک (انگریز) آمادہ نہ تھے اس لیے وہ زارنیا کو اوچاکوو کی بازگشت پر مجبور کرنے سے باز رہنا پڑا۔ جولائی ۱۷۹۱ء میں کیتھرین کو دو اور شاندار فتحیابیاں حاصل ہوئیں اور اتحاد ثلثہ بھی اپنے ضعف کی وجہ سے اس کی کارروائیوں میں مخل نہ ہوسکتا تھا مگر باوجود اس کے وہ مصالحت پر آمادہ تھی کیونکہ مثل گستاوس سوم کے اس کی نگاہ بھی فرانس کے اہم واقعات پر لگی ہوئی تھی اور چونکہ آسٹریا اور پرشیا نے فرانس کے انقلاب پسندوں پر حملہ کر دیا تھا اس لیے اُن کی اس مشغولیت سے نفع اٹھاکر پولینڈ میں اپنا کام نکالنا چاہتی تھی پوٹیم کن کے انتقال کے دو ماہ بعد ترکوں سے جاسی میں معاہدہ ہوا جس کی رُو سے کیناوجی کے معاہدے کی توثیق کی گئی اور ترکوں نے کری میا کے الحاق کو تسلیم کرلیا اور اوچاکوو اور اس کے ملحقہ اضلاع نیس ٹرندی تک روسیوں کے حوالے کر دیے۔ کیتھرین کی کامیابی میں اب کوئی شک نہیں تھا کیونکہ اس نے انگلستان کو نیچا دکھایا تھا سویڈن اب اُس کا مخالف نہ تھا ۱۷۹۸ء میں روس اور ٹرکی کے مابین آٹھ سال کے لیے اتحاد ہوگیا اور پرشیا کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا صلح نامۂ ری خین باخ سے یورپ میں خاندان ہوہین زولرن کے اثر کو سخت صدمہ پہونچا بقول کسی کے "معاہدۂ ری خین باخ کی شرائط خود پرشیا کی پیش کی ہوئی تھیں مگر اسے سخت دھوکا ہوا"[1] اس معاہدے کو تسلیم کرکے فریڈرک ولیم نے فریڈرک اعظم کے واضح طرز عمل کو خیرباد کہدیا، پولینڈ اور سویڈن کے ساتھ جو اسکے عہد نامے تھے سب کالعدم ہوگئے سویڈن کو بھی معلوم ہوگیا کہ اب وہ اتحاد ثلثہ پر اعتماد نہیں کرسکتا اور سکسنی نے بھی پرشیا کی متابعت سے انکار کر دیا[2] برخلاف اسکے لیوپولڈ

یورپ انقلاب فرانسیسی کی لڑائیوں سے قبل

صفحہ ۳۹۹

[1] Seely, Life and Times of Stein, vol 1.

نے جرمنی میں آسٹریا کے تفوق کو پھر قائم کرا دیا ہنگری پر اس کا قبضہ مستحکم ہو گیا اور ذیل جیم بھی ازسرنو آسٹریا کے تحت میں آگیا۔ آسٹریا پر فریڈرک ولیم کا اعتماد بالکل بے جا تھا اور آیندہ آٹھ برس تک پرشیا کی خارجی حکمت عملی آزاد نہ تھی۔ اس کی حالت بھی ابتر ہو گئی تھی نہ مدبر تھے، نہ سفارتی نہ سپہ سالار نہ کوئی ایسا بادشاہ جو عہد انقلاب کے پرآشوب زمانے میں ہمت و استقلال کے ساتھ اس کی رہنمائی کر سکتا اسی حالت میں پرشیا میں وہ نیا عہد شروع ہوا جس کے اختتام پر جی نا میں اسے شکست ہوئی اور برلن پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔

صفحہ ۴۰

۱۷۸۹ء اور ۱۷۹۲ء کے درمیان جو سال ہیں ان پر یورپ کی تاریخ کا ایک عہد ختم ہوتا ہے اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ ۱۷۸۹ء میں فرانس کا انقلاب شروع ہوتا ہے جس سے یورپ کی سیاسی حالت بالکل متغیر ہو جاتی ہے اور اس کے ممالک کے طرز عمل بدل جاتے ہیں ۱۷۹۱ء میں آسٹریا نے روس کے اتحاد کو چھوڑ دیا اور پرشیا سے معاہدہ کر لیا ۱۷۹۲ء میں پرشیا اور آسٹریا نے فرانس سے جنگ شروع کر دی جس میں بہت جلد یورپ پھنس گیا۔

۱۷۹۲ء میں ٹرکی اور روس میں صلح ہو گئی جس سے روس کو پولینڈ کی آخری تقسیم کو عمل میں لانے کا موقع ملگیا۔ اس کے ایک سال قبل ہی انگلستان فرانس سے اس زبردست جدوجہد کے لیے تیاری کر رہا تھا جس سے نہ صرف اس کی بلکہ تمام تمدن عالم کی تاریخ متاثر ہو گئی۔ اس جدوجہد میں روس نے بھی نمایاں شرکت کی اور اس طور پر کیتھرین کی یہ کوشش بارآور ہوئی کہ اس کا ملک مغرب کے دول عظمے کا ہم پلہ ہو جائے اور ان کے دوش بدوش رہے۔ انقلاب فرانس کے آغاز پر اٹھارھویں صدی کا اختتام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی روشن خیال مصلحوں اور محب انسان مطلق العنان بادشاہوں کی حکومت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یورپ کے نظام سیاسی کے زیر و زبر ہو جانے اور توازن قوت میں عارضی طور پر فرق آجانے کا باعث زیادہ تر اہل فرانس کی بادشاہ وقت سے بغاوت تھی۔

صفحہ ۴۱۴

باب چہاردہم

فرانس قبل انقلاب

۱۷۷۴ء تا ۱۷۸۹ء

لوئی شانزدہم۔ میری آن توآن نیت۔ فرانس کی حالت لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے ابتدائی سال۔ تورگو۔ تورگو کی اصلاحیں۔ مالے شیربے کا استعفا۔ تورگو کا زوال۔ سائین ژرمین کی فوجی اصلاحیں نیکر کی پہلی وزارت نیکر کا زوال۔ ۱۷۸۱ء میں فرانس کی تمدنی عقلی اور مادی حالت۔ مون تیس کیو اور وُول تیر۔ ٹولفان این سائیکلو پیڈیا۔ روسو۔ Contrat Social ۱۷۸۱ء کے بعد ملکہ کا اثر جیت ژولی دی فلیوری۔ دورمے سون۔ کالون۔ لومے نی دی بری آن۔ اراکین بارلی مان کا جلاوطن کیا جانا۔ مئی ۱۷۸۸ء کے فرامین۔ دُوفنی اور دوسرے مقامات میں انقلابی تحریکیں۔ نیکر کی دوسری وزارت۔ Result at du Conseil ۱۷۸۹ء کے انتخابات۔ سٹیٹس جنرل کا اجلاس ورسائز میں یکم مئی ۱۷۸۹ء۔

لوئی شانزدہم ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر میں فرانس کا بادشاہ ہوا۔ اس کے باپ نے جو لوئی پانزدہم کا بڑا بیٹا تھا، ۱۷۶۵ء میں انتقال کیا، اس کی ماں سیکسنی کی شہزادی میریا جوزیفا تھی ۱۷۷۰ء میں اس نے میری آن توآن نیت سے شادی کی جس سے دو بیٹے

لوئی شانزدہم

اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بڑے بیٹے نے دس سال کے سن میں ۱۷۸۹ء میں
انتقال کیا اور چھوٹے بیٹے یعنی بدقسمت لوئی ہفدہم نے ۱۷۹۵ء میں۔
لوئی کی بیٹی جو میڈیم رایل کے نام سے مشہور تھی انقلاب کے مصائب برداشت کرنے کے بعد
ڈیوک دی آنگولیم سے منسوب ہوئی جو چارلس دہم کا بیٹا تھا لوئی شانزدہم پاک باز ایماندار،
راسخ الاعتقاد اور نیک نیت تھا اور اس میں اکثر ایسے خواص موجود تھے جن کی وجہ سے
امن وسکون کے زمانے میں وہ ہر دل عزیز ہو سکتا تھا لیکن اس میں وہ خاص قابلیتیں
موجود نہ تھیں جن کی وجہ سے سیاسی شورش اور مالی ابتری کے زمانے میں وہ فرانس کی
رہنمائی کر سکتا۔ سیاسیات کا اسے مطلق علم نہ تھا اور اس کے علاوہ کاہل متلون مزاج اور کمزور بھی
تھا۔ اسے خود بھی اس امر کا احساس تھا کہ اس میں اس پرآشوب زمانے میں ایک بڑی قوم
پر حکومت کرنے کی اہلیت نہ تھی، اسے اپنی ذات پر اعتماد نہ تھا اور قوت تصفیہ اس میں مطلق
نہ تھی جس کی وجہ سے اس کی کوششیں ناکام رہتی تھیں۔ اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کا
اسے ہر وقت خیال رہتا تھا اور نیک نیت بھی تھا، اکثر وہ بارہ گھنٹے کام کرتا اور بذات خود
اپنے وزیروں کی مراسلت کی نگرانی کرتا۔ برگ نے اس کے متعلق لکھا ہے "وہ ایک
ایسا فرمانروا تھا جس نے اپنے عہد حکومت میں شروع سے آخر تک اپنی رعایا کے
ساتھ مراعات کو ملحوظ رکھا، اپنے اقتدارات اور حقوق سے دست کش ہوتا رہا اور اپنی
رعایا کو اس قدر آزادی بخشی جس کا ان کے مورثوں کو وہم وگمان تک نہ تھا اور نہ خواہش
تھی" اس میں تحریک کا مادہ نہ تھا مگر اہل فرانس کی فلاح وبہبود کے لئے اپنے وزیروں کی
تدابیر کی تائید کرتا۔ اس کی تخت نشینی اور انقلاب کے آغاز کے درمیان کے پندرہ برس
کی مدت میں اس کے اتفاق رائے سے کئی قابل قدر اصلاحیں عمل میں آئیں[1] اسٹیٹس جنرل
کے منعقد کرنے کی ضرورت کو جب اس نے محسوس کر لیا تو اپنی اس کارروائی کی ذمہ داری
کو اپنے سر لینے پر وہ پورے طور سے تیار ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے اس میں استقلال نہ تھا

صفحہ ۲۰۴

[1] لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے لیے کتب ذیل کا مطالعہ کیا جائے۔

Droz, Histoire de louis XVI, Roquain; L, Esprit Revolutionnaire auant la Revolution.

ا ور کاہل اور کمزور بھی تھا، دوسروں کا اثر اس پر آسانی سے ہو جاتا تھا اور اپنے مشیروں کی رائے پر اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے سے اُس کے بہترین ارادے بے سود ثابت ہوتے تھے۔ اُس نے شواسیول کو اپنے وزیروں میں شامل نہیں کیا اور اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ شواسیول نے جیسوا ٹوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ تورگو کو وزارت سے ہٹانے کی وجوہ یہ تھیں کہ اس کے مذہبی خیالات لوئی کو پسند نہ تھے اور وہ امرا کے حقوق جاگیری اور جائداد کے ساتھ مداخلت ناپسند کرتا تھا۔ اپنے مطلق العنان فرماں روا ہونے کا اسے بخوبی احساس تھا اس لیے اسے معلوم تھا کہ امریکا کی جنگ میں دخل دینا غلطی پر مبنی تھا مگر دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی اس نے بجائے اپنی رائے پر عمل کرنے کے اپنے مشیروں کی رائے پر عمل کیا۔ فرانس میں حکومت شاہی کو تباہی سے بچانے کے لیے نہایت زبردست حکومت کی ضرورت تھی اور نیک نیتی، ایمانداری، اعتدال پسندی اور مخیر ہونے سے کام نہ نکل سکتا تھا معاملۂ خارجی میں البتہ اسے دخل تھا اور لوئی پانزدہم کی طرح فرانس کے معاملات سے کہیں زیادہ اسے یورپ کے معاملات کا علم تھا۔ میری آن توآن نیت کو بھی اُس نے معاملۂ خارجہ میں دخل نہ دینے دیا اور گو کہ فرانس کا دیوالہ قریب تھا مگر ورژان کے انتقال (۱۷۸۷ء) تک یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا زور تھا۔

صفحہ ۴۰۳

اس کی بیوی مشہور و معروف میری آن توآن نیت تھی اس کے چال چلن پر جو الزامات انقلاب سے قبل اور اس کے دوران میں لگائے گئے تھے اب غلط ثابت ہو چکے ہیں عہد زیر تذکرہ کے سیاسیات میں اسے بہت کچھ دخل تھا۔ خوش اخلاق ہونے کی وجہ سے پیرس کے شاندار دربار اور سوسائٹی کی صدارت کی اس میں خاص اہلیت تھی قابلیت کے لحاظ سے وہ اپنے شوہر سے بہتر تھی وزیروں کے تقرر میں بھی دخل دیا کرتی تھی اور اس کی سازش پسندی سے پیریا تھیری سا اور جوزف ثانی کو بھی اندیشہ ہو گیا تھا مگر اپنے شوہر میں وہ نہ تو قوت فیصلہ پیدا کر سکی نہ استقلال جس سے فرانس متعدد ہزیمتوں سے بچ جاتا اور اُس نے اپنے اثر سے زیادہ تر نااہل وزیروں اور غلط تجویزوں کی تائید کا کام لیا اسے سیاسی معاملات کا نہ تو تجربہ تھا نہ ان کے متعلق

Jurandes Corvee Corvee Revolution Francaise, Vol I.P. 299

کسی قسم کی معلومات رکھتی تھی۔ فرانس کے غیر ذمہ دار اور متعصب انقلاب پسندوں کے ہاتھوں جنھوں نے اپنی خونخواری اور وحشیانہ افعال سے یورپ کے تمدن کو بدنام کر دیا اُسکی جو بری گت بنی اس کی وجہ سے ہمیں اس امر کو نظر انداز کرنا نہ چاہیے کہ معاملات سلطنت میں اس کی مسلسل مداخلت سے خصوصاً ۱۷۸۱ء کے بعد فرانس کے مفاد کو سخت نقصان پہونچا، اس کے علاوہ اُس کے ذاتی اسراف اور دربار کی عیش پسندی اور فضول خرچی سے حکومت کی مشکلیں بہت کچھ بڑھ گئیں۔

۱۷۷۴ء میں فرانس دو حصوں میں یعنی Pays اور Pays d Election d, Etat میں منقسم تھا۔ اول میں پانچ دور افتادہ صوبے شامل تھے جن میں مقامی مجالس بھی موجود تھیں مگر ان میں سے صرف لانگوی ڈوک اور برٹنی کی مجالس میں کچھ جان تھی۔ باقی ماندہ صوبے Intendants اور ان کے ماتحت Subdeleques کے تحت میں تھے۔ امیروں کے اب تک خاص حقوق

۱۷۷۴ء میں ایک زبردست حکمران کی ضرورت	تھے مگر انکے عاملانہ اقتدارات زائل ہو چکے تھے اور ان میں سے اکثر یا تو پیرس میں مقیم تھے یا فوج میں ملازم تھے۔ تمام ملک میں ایسے کسانوں کی تعداد کثیر تھی جو اراضیات کے مالک تھے مگر علاقہ دار امرا کے استحصال بالجبر سرکاری بیگار (Carvce)

صفحہ ۴۰۴

اور ملے شیا (قومی فوج) میں جبری ملازمت کی وجہ سے ان کی جان ضیق میں تھی۔ امرا کے اپنی املاک سے غائب رہنے اور انکی درازدستیوں اور مراعات رکھنے والے طبقات کے محاصل کی ادائی سے بالکل مستثنےٰ ہونے کی وجہ سے امرا اور غربا کے درمیان سخت مغائرت تھی جو لوئی شانزدہم کے تخت نشین ہونے کے زمانے میں اندیشناک ہو گئی تھی۔ انقلاب سے پناہ ملنے کی صرف یہ صورت ہو سکتی تھی کہ سررشتۂ مالیہ میں کامل اصلاح ہو اور ملک کے انتظام میں ایمانداری کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنے کے لیے ایک قابل اور سرگرم فرمان روا کی ضرورت تھی جو قابل وزیروں کا تقرر کرتا اور دانشمندانہ تدابیر کی تائید کرتا۔

تخت نشین ہوتے ہی لوئی نے عوام کی امیدوں کو پورا کرنے اور فرانس کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کرانے کی کوشش کی۔ ختم سال کے قبل ہی وزارت ثلثہ کے بجائے ایک نئی وزارت قائم ہوئی۔ شوا سیول کے معزول کر دینے کا تلق

لوئی پانزدہم کو تادم مرگ تھا مگر لوئی شانزدہم نے اس کے حقوق کا مطلق لحاظ نہ کیا اور ماشول برنس اور مورے پا کے حقوق پر غور کر کے بالآخر اپنی پھوپی میڈیم ایڈی لیڈ کے مشورے سے جو اس کے باپ کی بھی مشیر تھی اس نے مورے پا کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ ژین فریڈرک فلی پو کاؤنٹ دی مورے پا جسکا سن اسوقت ستر سال کا تھا جوانی سے سرکاری ملازمت میں داخل تھا ۱۷۲۳ء سے ۱۷۴۹ء تک وہ وزیر بحریہ تھا اور اس کے معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ میڈیم دی پوم پادور کی نظر اس کی طرف سے پھر گئی تھی۔ اس میں نہ تو انتظامی قابلیت تھی اور نہ اس نے کبھی موجودہ مشکلات کی گتھی سلجھانے کی کوئی کوشش کی لوئی پر اس کا بہت کچھ اثر تھا مگر اس اثر سے اس نے مفاد قومی کو ترقی دینے کی فکر نہ کی بلکہ بادشاہ کی قوت فیصلہ کو اور بھی معطل کر دیا۔

وزارت کے دوسرے اراکین حسب ذیل تھے۔ ہیو دی میرومی نیل جو نومبر ۱۷۷۴ء میں بجائے موپو مین چینسلر مقرر ہوا ماری شال دی مائی وزیر جنگ مگر اس کے بجائے کاؤنٹ دی سائین ژرمین کچھ روز کے بعد مقرر ہو گیا۔

کاونٹ دی ورژان جو جون میں بجائے داگوی لون کے وزیر خارجہ ہوا، ڈیوک لاوریلی ایر افسر اعلیٰ محلات شاہی مگر جولائی ۱۷۷۵ء میں مالی شیر بے اسکا جانشین ہوا، تورگو جو ۲۰ جولائی کو وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ۲۴ اگست کو بجائے تیرے افسر اعلیٰ سررشتہ مالیہ ہو گیا۔

تورگو کی وزارت ۱۷۷۴ء تا ۱۷۷۶ء

تورگو کی وزارت ۱۲ مئی ۱۷۷۶ء تک قائم رہی جسکی وجہ سے فرانس کی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب کا اضافہ ہوا[۵] فرانس میں کامل اصلاح کی اس سے قبل کبھی ضرورت داعی نہ ہوئی تھی۔ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت میں تجارتی اولوالعزمیوں میں پھر کچھ جان آگئی تھی مگر کامیابی کا وقت نکل چکا تھا، جنگ ہفت سالہ میں پھنس کر فرانس کو ہندوستان میں اپنے تفوق کے دعووں سے باز آنا پڑا تھا، کناڈا اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور سمندر کے تجارتی راستوں پر اس کا کوئی زور نہ تھا ۳ار جنوری ۱۷۷۱ء کی قطعی کارروائی سے

صفحہ ۴۰۵

[۵] Do Toequeville, L' Ancien Regivne

کسی قسم کے مفید نتائج مترتب نہیں ہوئے تیرے نے ۲۵ مئی ۱۷۶۳ء کے اعلان شاہی کو منسوخ کر دیا تھا جس کی رو سے تمام ملک فرانس میں غلے کی تجارت کی آزادی کو جائز قرار دیا گیا تھا برخلاف اس کے دربار شاہی کے خرچ پر کوئی روک نہ تھی اور اس کی ناعاقبت اندیش کارروائیوں سے فرانس کا عنقریب دیوالہ ہونے کو تھا۔ تورگو کو امید تھی کہ لوئی اپنی ذاتی کوششوں سے ان خرابیوں کی اصلاح کردیگا۔ ۳ مئی ۱۷۷۴ء کو میریا تھیری سا نے میری آن توآن نیت کو یہ لکھا کہ[1] فرانس کے ذرائع نہایت وسیع ہیں خرابیاں بھی بہت ہیں مگر ان سے نفع بھی اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے رفع کرنے سے بادشاہ اپنی رعایا کو مرہون منت کرسکتا ہے۔ فرانس کا مستقبل ہمت افزا ہے اصلاحوں کے لیے اب بھی موقع تھا اہل فرانس حسب سابق اپنی وفاداری پر قائم تھے لوئی شانزدہم کو چاہیے تھا کہ مناسب طرز عمل اختیار کرکے اور استقلال سے کام لیکر موجودہ موقعوں سے نفع اٹھائے اور اپنے آپ کو لوئی چہاردہم کی طرح طاقتور بنائے۔ مگر میریا تھیری سا کی طرح لوئی موقع ومحل کو نہیں پہچانتا تھا اور اپنے ملک کی موجودہ حالت کو بھی اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا۔ مگر اسکے وزیروں میں تورگو ایک ایسا شخص تھا جسے موجودہ اسقام کا بخوبی علم تھا اور جو دل وجان سے فرانس کو نفع پہونچانا چاہتا تھا۔

تورگو ۱۰ مئی ۱۷۲۷ء کو پیدا ہوا اور ۱۷۶۱ء سے ۱۷۷۴ء تک لموژ سے کا Intendant تھا۔ فرقۂ Physiocrat کے بانی کوسین نے کا وہ شاگرد تھا جس کی تعلیم یہ تھی کہ زمین دولت کی اصل بنا ہے۔ صوبۂ مذکور کا انتظام تورگو نے نہایت خوبی سے کیا تھا اور اسکے اس انتظامی تجربے سے اب بادشاہ کام لے سکتا تھا۔ تورگو اس زمانے کے فلسفیانہ خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور اپنے اکثر ہم عصروں کی طرح وہ بھی چاہتا تھا کہ اقتدار شاہی کے ذریعے سے مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے تورگو کو وجع مفاصل کی شکایت تھی۔ اس کے تحکمانہ طرز عمل سے اکثر ایسے لوگ اس سے کشیدہ خاطر ہوگئے جن سے اسے مدد ملتی۔ رائے عامہ کی بھی اسے پروا نہ تھی جس کی وجہ سے ایک حد تک وہ قوم کو نفع پہونچانے اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کرنے میں ناکام رہا

[1] مراسلت جسے موسیو دارنیتھ و موسیو ژیافرائے نے شائع کیا ہے جلد دوم صفحہ ۱۵۵۔

متعدد اصلاحیں اس کے پیش نظر تھیں اور وہ حد درجے کی کفایت شعاری پر تلا ہوا تھا۔ اگر اسے اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے کا موقع دیا جاتا تو بلاشک و شبہ انقلابی تحریکیں دب جاتیں اور ضروری اصلاحیں رفتہ رفتہ عمل میں آجاتیں۔ آزادی کی امنگیں ہر طبقے میں موجود تھیں انجمن معاشیین ۱۷۶۷ء میں قائم ہو چکی تھی اور سررشتہ مالیہ کی ابتری کی وجہ سے تمام سمجھدار لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جن طبقات ملک کے خاص حقوق تھے ان پر بھی محاصل عائد ہونا چاہیے اور یہ طبقات خود بھی موجودہ خرابیوں کے شاکی تھے۔

لوئی شانزدہم کی ابتدائی کارروائیوں سے ترقی کے حامیوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ اس نے اپنے اور ملکہ کے حقوق مسرت تشینی و "شاہی بیٹی" سے دست کشی اختیار کر لی تھی اور موپو کو معزول کر کے بجائے اس کے تورگو کو مقرر کر دیا جس سے قوم خوش ہوئی۔ مگر ان دانشمندانہ تدابیر کے ساتھ ہی ساتھ اگست ۱۷۷۴ء میں اس نے تورگو اور دومائی کی رائے کے خلاف باری مان کو واپس بلا لیا۔ باری مان کی یہ بحالی سخت غلطی تھی اور اس کی وجہ سے تورگو کے محاصل کے جدید انتظامات اور حقوق جاگیری کی منسوخی کی تجاویز کے عمل میں آنے میں سخت پیچیدگیاں پڑ گئیں۔

تورگو جو اصلاحیں سب سے پہلے عمل میں لایا وہ حسب ذیل تھیں۔ ۱۳ ستمبر ۱۷۷۴ء کو اس نے غلے کی تجارت کی آزادی دوبارہ قائم کر دی محاصل کے جمع کرنے والے ٹھیکہ دار جو رقمیں بطور نذرانہ اہل دربار کو دیا کرتے تھے وہ موقوف کر دی گئیں شہروں کے محاصل کی تشخیص میں جو خرابیاں تھیں وہ رفع کر دی گئیں اور غیر ملکیوں پر جو قیود عائد کیے گئے تھے ان سے وہ بری کر دیے گئے ۱۷۷۵ء میں اس نے چھوٹے درجے کے کسانوں اور کاریگروں کی دقتوں کو رفع کر دیا اور غربا کے بلووں کا سختی کے ساتھ انسداد کیا جس کے بانی غالباً امرا تھے۔ ٹھیکوں کو بھی اس نے بند کر دیا۔

تورگو کی ابتدائی اصلاحیں

صفحہ ۱۲

مالی شیربے کی تائید سے جو لوئی پانزدہم کے پیرانہ سال وزیر لا دری لی ایر کا ۱۹ جولائی ۱۷۷۵ء کو جانشین ہوا تھا، تورگو نے اپنی اصلاحوں کو جاری رکھا۔ دونوں وزیروں کو فرانس کے احیاء کے امکان کے متعلق اتفاق تھا مگر بادشاہ کے طرز عمل کے متعلق دونوں میں اختلاف تھا۔ مالی شیربے اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا حامی تھا مگر تورگو جو اٹھارھویں صدی کی اصلاحات کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا اور حکومت میں عامۂ قوم کے

عنصر کو داخل کرنا نہ چاہتا تھا اس لیے اس کی رائے تھی کہ کوئی ایک محب وطن بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنے ذاتی افعال سے قوم کی اصلاح کرے۔ اپنی وزارت کے باقی ماندہ زمانے میں اس نے متعدد اصلاحیں اس سرگرمی سے کیں کہ جوزف ثانی کو بھی حسد ہوتا۔ ۱۷۷۵ء کے آخر مہینوں اور ۱۷۷۶ء کے اوائل میں جن اصلاحوں کو وہ عمل میں لایا ان میں سرکاری ٹھیکوں کی اصلاح، غیر ضروری اور بیکار عہدوں کی تخفیف، شراب کی تجارت کی آزادی (اپریل ۱۷۷۶ء) اور Corvee اور Jurandes کا انسداد قابل ذکر ہیں۔

اور Jurandes
کا انسداد Corvee

Corvee سے مراد یہ تھی کہ کسانوں سے بلا کسی اجرت کے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام جبراً لیا جاتا تھا۔ یہ ظالمانہ طریقہ جسے آری نے ۱۷۳۰ء میں جاری کیا تھا سخت ناانصافی پر مبنی تھا کیونکہ اس کی وجہ سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام بالکلیہ کسانوں کو کرنا پڑتا تھا۔ تورگو نے اس طریقے کو مسدود کر کے بجائے اس کے تمام مالکان اراضی پر ایک محصول عائد کیا۔ بادشاہ نے باوجود مراعات رکھنے والے طبقوں کے اس معاملے میں تورگو کی تائید کی اور فرمان پر ۱۰ جنوری ۱۷۷۶ء کو دستخط ہو گئے۔ Jurandes یعنی خاص حقوق رکھنے والی جماعتوں کی نگرانی پر تورگو نے جو حملہ کیا اس میں بھی اسے کامیابی ہوئی۔ فرانس میں ازمنۂ وسطے کے قدیم تجارتی قوانین اور رسوم اب تک باقی تھے ان کی منسوخی کے لیے ایک فرمان ۵ فروری کو صادر ہوا اور اس کے بعد چار چھ فرامین اور جاری ہوئے جن کی رو سے پیرس میں غلہ کے پہونچنے میں جو روکاوٹیں تھیں سب دور کر دی گئیں۔ ان چھ فرمانوں کی پیرس کے پارلی مان نے سخت مخالفت کی اور نفاذ ۱۲ مارچ کو ایک سند عدالت (Litde Justice) منعقد کرنے کے بعد ہوا جس سے پارلی مانوں کی بحالی کے نامساعد نتائج فوراً عیاں ہو گئے۔ پیرس کے پارلی مان کی تائید پر اصلاح کے تمام مخالف آمادہ ہو گئے جن میں ملکہ، بادشاہ کا بھائی (کاونٹ دی پرووانس) ساہوکار، خواتین دربار، ساہوکار، پادری اور تاجر سب شریک تھے۔ موری پا بھی مخالفوں کے اس

صفحہ ۴۰۸

۱؎ W. Walker Stephens, Life and writings of Tar got, P. 41

جتھے میں شریک ہوگیا۔ ملکہ کا آوردہ کاؤنٹ دی گنی جو لندن میں فرانسیسی سفیر تھا واپس بلا لیا گیا تھا جس کی وجہ سے ملکہ سخت ناراض ہوگئی اور جب اسے ورژان کو معزول کرانے میں ناکامی ہوئی تو تورگو کی برطرفی کے درپے ہوئی کیونکہ اس نے بھی ملکہ کے آوردے کی مخالفت کی تھی اور اس کی عادات اور کفایت شعاری سے بھی بیزار تھی[1]۔ اس کے علاوہ وہ تمام جماعتیں اس کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ ہوگئیں جنھیں اس کے مجوزہ قوانین رواداری ماژوران دی کی انسداد یا مراعات کے چھن جانے سے نقصان پہونچا تھا غربا کو بھی اس کی اصلاحات کی قدر و قیمت کے اندازہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اور فصلوں کی خرابی کی وجہ سے عارضی طور پر اس کی ہردل عزیزی جاتی رہی تھی۔ تورگو نے ۱۷۷۶ء کے لئے جو موازنہ تیار کیا تھا اس کا ایک تبصرہ لوئی کے ملاحظے میں پیش کیا گیا جو اس کے مذہبی خیالات کو ناپسند کرتا تھا اور اس کے تحکمانہ طرز عمل سے بیزار ہوگیا تھا عام اصول کی پابندی کی وجہ سے مثل جوزف ثانی کے تورگو کو بھی اس امر کا احساس نہ تھا کہ ایک قلیل مدت میں بہت سی اصلاحیں عمل میں نہیں آسکتیں۔ لوگوں پر قابو رکھنے کی قابلیت اس میں مطلق نہ تھی اور اگر اس نے کچھ زیادہ حسن تدبیر سے کام لیا ہوتا تو اسے اپنی اصلاحی تجویزوں کو جاری رکھنے کا موقع مل جاتا۔ تورگو کے خلاف میں سازشوں کا سلسلہ برابر جاری تھا اور مالے شیربے کی علحدگی (۱۰ مئی) سے اور بجائے اس کے مورے پا کے ایک طرفدار آمی تو کے مقرر ہونے سے اس کی حالت اور بھی سقیم ہوگئی۔ مالی شیربے کے مستعفی ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مجوزہ اصلاحوں کے مخالفوں پر غالب آنے کی طرف سے اسے مایوسی ہوگئی تھی۔ اس نے بھی متعدد خرابیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی تھی فلسفیوں کے ساتھ اسے ہمدردی تھی اور ان کے خیالات کو وہ روا رکھتا تھا۔ مجلسوں اور شفاخانوں کی اس نے اصلاح کی اور

صفحہ ۴۰۹

مالی شیربے کی علحدگی ۱۰ مئی ۱۷۷۶ء

---

[1] Maxime de la Racheterie, Histoire de Marie Au toinette, P 285.

[2] Nouriss on, Trais Revolutionnaires Turgot, Necker, Bailly, P. 120.

بیس تیل سے اُس نے بہت سے قیدیوں کو رہا کرادیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسٹیٹس جنرل کو منعقد کیا جائے اور اس نے کوشش کی Lettres de Cachet (قید کے سربمہر احکام) کا طریقہ مسدود کر دیا جائے، سرسری اور غیر واجبی سزائیں نہ دی جائیں اور اہل دربار اور ان کے دوستوں سے قرضوں کی ادائی کو ملتوی کرنے کا اختیار لے لیا جائے، مگر ان کوششوں میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اس نے چاہا تھا کہ نان تے کا فرمان دوبارہ جاری کیا جائے یا کم از کم پراٹس ٹنٹ لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک ہو ملزموں کی ایذا دہی کے طریقے کو بھی اس نے مسدود کرانا چاہا مگر اس کی یہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

مالی شیربے کو فرانس کو نفع پہونچانے کا دل سے خیال تھا مگر عدم استقلال اور ملکہ اور مورے پا کی مخالفت کی وجہ سے حکومت کو وہ اپنی تجویزوں کے منظور کرنے پر مجبور نہ کرسکتا تھا اور بالآخر اس نے استعفا دیدیا۔[1]

تورگو کا زوال ۱۲ ار مئی ۱۷۷۶ء

۱۲ ار مئی ۱۷۷۶ء کو تورگو معزول ہوا اس کے سوائے فرانس کی حکومت شاہی کو اب کوئی بچانے والا نہ تھا۔ اس کے زوال کے متعلق مرسی نے میریا تھیری سا کو ایک خط میں لکھا کہ "وہ کنٹرولر جنرل (تورگو) ایمانداری کی وجہ سے مشہور تھا اور قوم اس پر شیدا تھی اس لیے افسوس ہے کہ ملکہ ایک حد تک اس کے زوال کا باعث ہوئی ہے۔[2] ..... عامۂ قوم کو بادشاہ کی طرف سے بھی شبہہ ہو گیا ہے

صفحہ ۱۸۱

کیونکہ وہ تورگو کے زوال کے حقیقی اسباب سے ناواقف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملکہ ہی اُس کے زوال کا باعث ہوئی ہے تورگو صرف چند روز برسر اقتدار رہا اس لیے مقامی حکومت خود اختیاری کے متعلق اپنی تجویز کو وہ بادشاہ اور کونسل کے ملاحظے میں پیش نہ کرسکا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حسن انتظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ مجلسوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے جن کی بنا قصبوں اور قریوں پر ہو۔ قصبات کے نائب ضلع (Arraud isement) کے بلدیہ کو بھیجے جائیں اضلاع کی بلدیات کے نائب صوبے کی

---

[1] Nourisson, Trois Revolutiounaire, P. 130

[2] مرسی کا خط موسومہ میریا تھیری سا مورخہ ۱۶ مئی ۱۷۷۶ء۔ آریتھ جلد دوم صفحہ ۴۴۶۔

مجلس عامہ کو، اور مجالس صوبہ سے کے نائب پیرس کی بلدیۂ عظمے کو جس میں صوبوں کے نائبین کے علاوہ وزیر بھی شریک تھے۔ وضع قوانین کے متعلق جملہ اقتدارات بادشاہ اور کونسل کے ہاتھوں میں تھے مگر مجلس عامہ کو انتظامی معاملات کا قطعی تصفیہ کرنے، حکومت کو مشورہ دینے اور قومی تعلیم کے نظام قائم کرنیکے اختیارات دیے گئے تھے۔

لیوپولڈ ٹسکنی، جوزف دوم، چارلس سوم (ہسپانیہ) اور گستاووس کی طرح تورگو بھی مصلحین کے اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو بادشاہ اور رعایا کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے کے ساتھ ہی ساتھ یہ چاہتے تھے کہ اصلاحوں کا بانی مبانی خود بادشاہ ہو تورگو کو سررشتہ مالیہ کے انتظامات میں بہت کامیابی ہوئی۔ اس نے نہ تو کوئی جدید محاصل عائد کیے نہ قرضہ لیا، قوم میں اس نے حکومت کی ساکھ دوبارہ قائم کردی اور انتہائی کفایت شعاری سے کام لیکر خزانے میں وہ گیارہ ملین چھوڑ گیا۔ مالی نیشربے اور تورگو کے زوال کے متعلق وول تیر نے اصلاح پسندوں کی مایوسی الفاظ ذیل میں بیان کی ہے۔

"یہ دونوں وزیر ہمارے لیے ایک زرین عہد تیار کر رہے تھے۔ میری آنکھوں نے اس کی ابتدا اور انتہا دیکھی جس کا مجھے ہمیشہ قلق رہیگا[1]"

اصلاح پسند وزیروں میں سے اب صرف کاؤنٹ دی سائین ژرمین برسرعہدہ تھا۔ ۱۷۷۵ء سے ۱۷۷۷ء تک اس نے کچھ کامیابی کے ساتھ کوشش کی کہ لووا کی روایات کو زندہ کرے اور خرابیوں کو رفع کر کے ضبط فوجی کی اصلاح کرے کی اخراجات تعلیم قواعد فوجی اور امرا کی مراعات کی تخفیف کے متعلق وہ کئی قابل قدر اصلاحوں کو عمل میں لایا۔ مگر گو وہ بہت کچھ قابلیت رکھتا تھا اور خوب سمجھتا تھا کہ فرانس کی فوج اس قدر زبردست ہونی چاہیئے کہ آسٹریا اور پرشیا کی فوجوں سے برابری کا مقابلہ کر سکے مگر اس نے فریڈرک اعظم کے ضبط فوجی اور قواعد کے طریقے کو جاری کر کے سپاہیوں کو ناراض کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے Mosquetaires اور زیادہ تنخواہ والی

سائین ژرمین کی فوجی اصلاحیں ۱۷۷۵ء تا ۱۷۷۷ء

صفحہ ۱۷۱

---

[1] Lecky, History of England in the XVIII Century Vol. V. 389.

دوسری شاہی فوجوں کو تخفیف میں لا کر اور نوجوان افسروں کو کچھ روز تک بطور غیر کمیشن والے افسروں کے خدمات انجام دینے پر مجبور کر کے امرا کو بھی ناراض کر دیا اس کے جانشینوں خصوصاً کاونٹ دی بری آن (وزیر فوج از ستمبر ۱۷۸۷ء تا اگست ۱۷۸۸ء) نے اس کے طرز عمل کو جاری رکھا اور اس میں ترقی دی جس کی وجہ سے باوجود بعض غلطیوں کے فرانسیسی فوج کے سطوت کے دوبارہ قایم ہو جانے کی امید ہو گئی۔

مگر تورگو کی اصلاحیں سب کالعدم ہو گئیں اس کے زوال سے اصلاح پسندوں کو سخت مایوسی ہو گئی اور اس کے بعد رجعت کا سلسلہ شروع ہو گیا بورڈو کا ایک Intendent مسمی کلونی کنٹرولر جنرل مقرر ہوا اور فرانس کی حکومت کی ساکھ جاتی رہی ۱۱ اگست کو Corvee دوبارہ قایم کی گئی اور ۱۹ اگست کو Jurandes ماہ مابعد میں غلہ کی تجارت کی آزادی بھی مسدود کر دی گئی۔ تورگو کے ان اہم اصلاحوں کی منسوخی سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ کلونی نے اکتوبر ۱۷۷۶ء میں انتقال کیا اور تابورودی ری اور اسکا جانشین ہوا۔ مگر مالیات کا انتظام جینوا کے ایک ساہوکار نیکر کے سپرد ہوا جو پہلی مرتبہ اس خدمت پر اکتوبر ۱۷۷۶ء سے مئی ۱۷۸۱ء تک فائز تھا۔ نیکر درد دل سے خالی اور تنگ خیال تھا اور اہل فرانس کی حقیقی ضرورتوں کا بھی اسے احساس نہ تھا۔ تورگو کی طرح اس کا بھی یہ خیال تھا کہ انتظامی اور مالی اصلاحوں سے شورشیں دفع ہو سکتی ہیں۔ نیکر نہ تو انتہائی اصلاحیں چاہنے والی جماعت سے تعلق رکھتا تھا اور نہ اہل دربار کا ہم خیال تھا۔ اس کی پہلی وزارت کے زمانے میں تورگو کی اصلاحات کے خلاف میں رجعت کا سلسلہ رک گیا اور اصلاحات ایک حد تک جاری رہیں۔ ناظم مالیہ کا لقب اختیار کر کے نیکر نے کوشش کی کہ اہل دربار کی فضول خرچیوں کو روکے، حکومت کی ساکھ کو دوبارہ قایم کر دے، حکومت کے سررشتوں کے اخراجات میں تخفیف کرے اور دوسری مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے۔ چونکہ بجائے مدبر ہونے کے وہ ساہوکار تھا اس لئے اس کے تقرر سے تجارت پیشہ لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ دستوری تغیرات کا وہ مخالف تھا اور Contrat Social کے اصول سے اسے ہمدردی نہ تھی۔ تورگو کی طرح وہ بھی مجالس صوبجات کو زندہ کر کے ان سے کام لینا چاہتا تھا اور اس کی رائے تھی کہ مجالس مذکور کو انتظامات اور محاصل

نیکر کی پہلی وزارت اکتوبر ۱۷۷۶ء تا مئی ۱۷۸۱ء

عائد کرنے کے متعلق وسیع اختیارات دیئے جائیں اور صرف عدالتی کام پارلی مانوں سے متعلق ہو۔

اس کی ابتدائی کارروائیوں سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ وہ حکومت شاہی کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ جنگی اخراجات کی تکمیل کے لئے اس نے فوج اور بحریہ کے خزانہ داروں اور بخشیوں کی تعداد کو کم کر دیا اور دربار شاہی کے اخراجات میں بھی بہت کچھ کمی کر دی سڑکوں اور ندیوں پر جو محاصل لئے جاتے تھے ان کو موقوف کرنے اور ٹھیکہ داروں کے ذریعہ سے محاصل کو وصول کرنے کے طریقہ کو مسدود کرنے کے لئے اس نے کئی فرمان نافذ کرائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ کوشش کی کہ Taille (محصول نمک) اور دوسرے بلا واسطہ محاصل میں اضافہ نہ ہونے پائے اور صوبجات میں مجالس قایم کی جائیں جن کے سپرد رفتہ رفتہ Intendants اور ان کے ماتحتوں کے فرائض کر دئے جائیں۔ وہ عامہ قوم کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اپنی مشہور کتاب Comte Rendu de ('Etatdes finances شائع کی جس سے قوم کو معلوم ہوگیا کہ سلطنت کی مالی حالت کس قدر سقیم ہے۔ اس کتاب کو حکومت شاہی کے مخالفوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ملازمت شاہی سے تعلق رکھنے والے لوگ اور وہ لوگ جو خاص حقوق رکھتے تھے نیکر کی اصلاح پسندی سے سخت ناراض ہوئے اور اس کی معزولی کے طالب ہوئے پیرس کا پارلی مان بھی اس مخالفت میں شریک ہوگیا جس میں موری پا اور ورژان پہلے ہی سے شامل تھے۔ مئی ۱۷۸۱ء میں نیکر نے بہ اصرار استعفا دیدیا گو ملکہ اس کی حمایت پر تھی۔ اس کے زوال کے ساتھ انتقاموں کا عہد بھی ختم ہوگیا۔

۱۷۸۱ء سے رجعت پسندی اور اصلاح پسندی کے رجحانوں کا مقابلہ شروع ہوگیا۔ امریکا کی جنگ کی ہر دل عزیزی سے حکومت کو تقویت ہوگئی اور جن خرابیوں کا اندیشہ تھا بظاہر ملتوی ہوگئیں سیگور نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ "انقلاب کا کسی کو احتمال نہیں گو لوگوں کے خیالات میں ضرور انقلاب ہوگیا ہے" بادشاہ اور ملکہ کی ہر دل عزیزی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور ولی عہد کی پیدائش کی اس کی وفادار رعایا نے خوشیاں منائی تھیں۔ فرانس کے دربار اور سوسائٹی کی شان و شوکت کبھی اتنی نہ تھی اور انقلاب کے

قبل کے چند سال علمی مشاغل کو جو فروغ حاصل ہوا اس سے قبل کبھی نصیب نہ ہوا تھا سیگور نے امریکا سے واپس آنے کے بعد میں نے پیرس کے دربار اور سوسائٹی کی جو شاندار حالت دیکھی وہ اس کے قبل کبھی نہ تھی اور زراعت صنعت و حرفت، تجارت، ادبیات اور سائنس میں بے حد ترقی ہو رہی تھی[1] عہد نامہ ورسائلز کے بعد فرانس کی دولت میں بھی بہت کچھ اضافہ ہوا تھا اور تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی ہو رہی تھی ۱۷۸۹ء میں آرتھر ینگ نے لکھا ہے کہ بمقابلہ ۱۷۶۳ء کے فرانس کی تجارت دو چند ہوگئی ہے۔ سائنس اور فنون لطیفہ میں بھی غیر معمولی ترقی ہو رہی تھی " جدت پسندی تخیل کی بلندی آزادی اور رواداری پر فریفتگی بلند حوصلگی اور خطرات کی طرف سے بے پروائی اس زمانہ کی فرانسیسی سوسائٹی کی نمایاں خصوصیات تھیں[1]"

فرانس کی ترقی یافتہ سوسائٹی میں روشن خیالی کی یہ نئی روح حلول کر گئی۔ اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں گو مون تیس کیو کی تحریروں سے فرانس میں علوم عقلیہ کو غیر معمولی فروغ ہوا مگر اپنے معاصروں کے عادات و خیالات پر وول تیر کی تصانیف کا اثر زیادہ تھا دونوں انگریزی فلسفیوں اور انگریزی اداروں سے متاثر ہوئے تھے، مون تیس کیو خاندان بوربون کی مطلق العنانی کو محدود کرنے کے لئے کوشاں تھا اور وول تیر اوہام پرستی اور تعصب کو اپنے ملک سے دفع کرنا چاہتا تھا۔ مون تیس کیو نے ۱۷۵۵ء میں انتقال کیا مگر وول تیر نے لوئی پانزدہم کا پورا عہد حکومت دیکھ کر ۱۷۷۸ء میں انتقال کیا۔

مون تیس کیو اور وول تیر

اقتدارات، روایات اور رسوم کے مخالفین کا وول تیر سرخیل تھا۔ فرانس کے پارلی مان اور کلیسہ دونوں کا وہ مخالف تھا اور ۱۷۷۱ء میں پارلی مان کی مسدودی سے اسے بہت خوشی ہوئی۔ سیاسیات میں وہ شاہ پرست تھا مگر انتظامی اصلاحوں اور خصوصاً

---

(1) Vide Aubertin, L' Esprit Public an XVIII me Siecle, p-485

[1] لیکی: اٹھارھویں صدی کی تاریخ انگلستان پنجم ص ۳۰۵۔ تالی ران کا قول ہے کہ جس نے ۱۷۸۹ء کے قبل کا زمانہ نہیں دیکھا وہ زندگی کے لطف سے محروم ہے۔

اخباروں کی آزادی کا حامی تھا۔ فریڈرک اعظم اور کیتھرین دوم سے اس کے گہرے تعلقات تھے مگر یہ تعلقات اسکی سیاسی مساوات کی تجویزوں کے ہم آہنگ نہ تھے۔ جمہوری خیالات سے اسے ہمدردی نہ تھی اور گو وہ ان خیالات کا موید تھا جن کے عمل میں لانے کے لئے تورگو کوشاں تھا مگر وہ روشن خیال مطلق العنان حکام سے یہ امید رکھتا تھا کہ وہ کلیسیہ کی زیادتیوں کو روکیں، وحشیانہ قوانین اور نظام جاگیری کی باقی ماندہ رسوم کو منسوخ کردیں اور رعایا کی بہتری کے لئے کوشاں رہیں۔ مذہبی اور عقلی آزادی کا حامی ہونے اور یورپ کے ہر ملک میں اثر رکھنے کی وجہ سے اس کا شمار اٹھارھویں صدی کے ان مشاہیر میں تھا جن میں اُس کے خصوصیتیں نمایاں شان رکھتی تھیں۔

اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں مون تیس کیو نے اپنی کتابیں Lettres Persanes اور Esprit de ho is شائع کرکے فرانس کے قدیم اداروں پر نکتہ چینی شروع کردی، دول تیر نے اپنی ہمہ دانی اور جامعیت سے فلسفی اور ادبی تحریک کو ہر دل عزیز کردیا اور اس تحریک کو لامذہبی کے رنگ میں رنگ دیا جو عرصہ تک قایم رہا۔ نصف آخر میں دیدے رو، روسو اور اُن کے پیروؤں کا اثر غالب ہوگیا۔ ۱۷۵۱ء میں مشہور و معرف Eucyclopedic شائع ہوا جس کے لکھنے والوں میں دی دے رو، روسو، دال لیم بیر، تورگو، ہلفوس اور مارمون تیل شامل تھے۔ لوئی پانزدہم اور پیرس کے پارلی مان کے جھگڑوں کے زمانہ میں اُس کی اشاعت کچھ روز کے لئے مسدود ہوگئی تھی مگر ۱۷۵۵ء میں پھر اشاعت کی اجازت ہوگئی اور موجودہ اداروں اور عقائد محاصل کی عدم مساوات، لڑائیوں عدالتی بدنظمیوں اور سب سے زیادہ نظام عقلی کے احکام الٰہی یا کلیسیہ کی تشریحوں پر منحصر ہونے پر اُس کے مصنفوں نے اپنے حملوں کو جاری رکھا۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی قیود سے آزاد کرائیں بجائے نقل کے عقل کے اثر کو بڑھائیں اور سیاسی اور مذہبی اغلاط کو رفع کریں، انھوں نے نہایت سرگرمی اور لیاقت سے سیاسی، معاشی اور تمدنی اصلاحوں کے جاری کرانے کی کوشش کی۔

این سائیکلوپیڈیا کے مصنفوں سے دی دے رو اور دالیم بیر بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے سرگرم کوشش کرکے عقلی انقلاب کے سرخیل تسلیم کرلیے گئے۔ انکا

مطمح نظر یہ تھا کہ حکومت شاہی اور کلیسیہ کو نیست و نابود کر کے تعلیم کا ایک مکمل نظام قائم کریں ۔ معاشین کے فرقہ Physioerat کے عقائد سے بھی انھیں ہمدردی تھی۔ اس فرقہ کے پیشوا کوئیس نے اور تورگو تھے جو تجارت زراعت اور صنعت و حرفت کی آزادی کے حامی تھے اور ان کا خیال تھا کہ صرف Laissez faire et laissez passer (عدم مداخلت) کے اصول پر عمل کرنے سے وہ معاشی خرابیاں رفع ہو سکتی ہیں جن میں فرانس مبتلا تھا۔ زمین کو وہ دولت کی بنا خیال کرتے تھے مساوات کے حامی تھے اور قومی تعلیم کی ضرورت پر مصر تھے۔

اصلاحات کے لئے کوشاں ہونے کے باوجود نہ تو بانیان این سائیکلو پیڈیا نہ خزیو کراٹوں نہ توموں تیس کیو اور نہ روال نیر کے اثر عوام پر تھا جو طبقہ اعلیٰ و متوسط سے بالکل علیحدہ ہونے کی وجہ سے جہالت اور مایوسی میں مبتلا تھے۔

روسو نے اہل فرانس کو خواب غفلت سے جگایا اور اس کی تحریروں سے نہ صرف اس کے ہم قوم متاثر ہوئے مگر یورپ کے دوسرے ممالک بھی۔ سنہ ۱۷۶۲ء میں Contral Social شائع کر کے اس نے دنیا میں عامہ قوم کی سیادت کا اعلان کیا۔ روسو کا دعوےٰ تھا کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر ملک میں زنجیروں میں کسا ہوا ہے اس اصول کی بنا پر اس نے ثابت کیا کہ سوسائٹی کی بنیاد ہر قوم کے افراد کے ایک باہمی تمدنی معاہدے پر ہے جن کو مجموعاً ایسا شاہی اقتدار حاصل ہے جو منتقل نہیں ہو سکتا اور جن کی قوت ارادی قوانین کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ نیابتی مجالس وضع قوانین کا وہ مخالف تھا اور اس کی سیاسی تجویزیں صرف ایک چھوٹی سی ریاست میں عمل میں آسکتی تھیں جس میں ہر شہری بذات خود وضع قوانین میں شریک ہو سکتا تھا کیونکہ حقیقی آزادی کو صرف اس قسم کی ریاست میں فروغ ہو سکتا تھا۔

فرانس اور یورپ کی سوسائٹی میں روسو کی تصانیف کو خاص مقبولیت نصیب ہوئی حالانکہ ان لوگوں کو اپنی روشن خیالی، عقل سلیم، حب انسانی اور سیاسی تخیلات پر ناز تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ فرانس کے ہر طبقہ کے لوگ روسو کے دلدادہ تھے جس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ غربا کے ساتھ اسے ہمدردی تھی۔

روسو کی کتاب Contrat Social کو فروغ زیادہ تر پارلی منٹوں کے انسداد (۱۷۷۱ء) کے بعد حاصل ہوا اور ۱۷۸۷ء کے بعد سے فرانس میں اس کا فلسفہ عموماً رائج ہوگیا۔ باوجود اس کے کہ وہ نیابتی طریقہ حکومت کا مخالف تھا اور مصر تھا کہ قوم کا ہر فرد حکومت کی کارروائی سے اتفاق ظاہر کرے مگر جاکوبن جماعت نے اس کے مسائل سے جمہوریات کی مساوات کے اصول کو مستخرج کیا اور انکا نظام حکومت اس کی تعلیم کے بالکل خلاف تھا انقلاب فرانس کے وجوہ زیادہ تر معاشی اور سیاسی تھے مگر بلاشک وشبہ روسو کی تصانیف کا بھی بے حد اثر ہوا تھا۔

میریا تھیری سا نے ۱۷۸۰ء میں انتقال کیا اور مورے پا نے ۱۷۸۱ء میں جس کی وجہ سے لوئی پانزدہم اور میری آن توان نیت کے کوئی تجربہ کار مشیر باقی نہ رہے لوئی کی عہد حکومت کے نصف اول میں موری پا کا دور دورہ تھا اور اب دوسرے دور میں میری آن توآن نیت اہم خارجی اور داخلی معاملات تک کا تصفیہ کرنے کے لئے کوشاں تھی[1] ۱۷۷۸ء میں میریا تھیری سا کے ایما سے اس نے فرانس کو باویریا کے متعلق جوزف دوم کے منصوبوں میں مداخلت کرنے پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور اس کا رجحان یہ تھا کہ فرانس کے مفاد کو طاق پر رکھکے آسٹریا سے گہرا اتحاد کرادے جس کی وجہ سے اہل فرانس اس کو شبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسے (Autrichenne) (آسٹرویہ) کے نام سے یاد کرتے تھے ان کا یہ شبہ حق بہ جانب تھا کیونکہ وہ وزراء کی خارجی حکمت عملی کی مخالف تھی اور ۱۷۸۴ء میں جوزف دوم نے فلینڈرس کو مغلوب کرنے کے لئے جو کارروائی کی تھی ملکہ نے فرانس کو اس کی تائید پر مجبور کرنا چاہا تھا[2] خاندان ہیپس کی حرص ملک گیری کی تدبیروں کی تائید کرنے کی وجہ سے اہل فرانس اس کے اور بھی مخالف ہوگئے اس کے علاوہ داخلی معاملات میں دخل دینے اور اس کی عدم استقلال و فراست کی وجہ سے ۱۷۸۱ء کے بعد حکومت کی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں۔

ملکہ کا اثر ۱۷۸۱ء کے بعد

---

[1] (1) Aubertin L Esprit Public an XVIII me Siecle N 444, 445, 475

[2] ایضاً

۱۷۸۱ء میں نیکر کے زوال کے بعد رجعت کا جو دور شروع ہوا وہ بہت جلد ۱۷۸۹ء کے مصائب کا باعث ہوا گو بظاہر انقلاب کا بہت کم احتمال تھا، ملک کی حالت قابل اطمینان تھی اور ۱۷۸۷ء تک حکومت شاہی کی حالت مستحکم نظر آتی تھی۔

امریکا کی جنگ میں شرکت پر آمادگی ظاہر کرنے میں بادشاہ نے سخت غلطی کی تھی۔ فرانس کی مالی حالت جیسا کہ تورگو کو اندیشہ تھا، ناقابل علاج ہو گئی اور جیسا کہ دی دے رونے محسوس کر لیا تھا، امریکا کی متابعت میں اہل فرانس بھی نیابتی حکومت خود اختیاری حاصل کرنے پر مصر ہو گئے۔ مگر فرانس نے بدقسمتی سے ان تخیلات پر عمل کیا جو زمانہ جنگ سے متعلق تھے اور جنگ کے بعد کے دستوری عہد کے تخیلات کو نظرانداز کر دیا۔ اس کے علاوہ لافایت اور دوسرے فرانسیسی عہدہ دار جو امریکا سے آئے مساوات کے دلداہ اور فرانس کی آزادی کے لئے لڑنے مرنے کو تیار تھے۔ نیکر کا جانشین ژردلی دی فلیوری ہوا جس کے زیر انتظام مالی مشکلات اور بھی بڑھ گئیں اس لئے بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ اب وہ بغیر وزیر اعظم کے حکومت کریگا۔ بادشاہ مجبوراً ورژان سے مشورہ کرتا رہا جسے معاملات داخلی سے مس نہ تھا اس لئے ملکہ کا اثر فرانس کے داخلی معاملات میں بھی غالب ہو گیا۔

نیکر کے زوال کے بعد رجعت کا دور

عہد رجعت جو مراعات رکھنے والے طبقوں کی حرص اور اولوالعزمیوں کی وجہ سے وجود میں آیا تھا اور مورے پا اور ژرولی دی فلیوری کے زمانے میں قطعی طور پر شروع ہو گیا تھا ۱۷۸۱ء میں ایک احمقانہ قاعدے کے جاری ہونے سے خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہو گیا جس کی رو سے مارشل دی سیگور نے ان لوگوں کو جو طبقہ امرا سے تعلق نہ رکھتے تھے نائب لفٹنٹ کے عہدے سے بھی محروم کرا دیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص فوج میں کپتان ہونا چاہیے اُسے چاہئے کہ علاوہ اس کی ذات کے چار پشتوں تک اس کے آبا و اجداد کا شمار طبقہ امرا میں ہو اس قانون سے طبقہ ثالث اور زمانہ حال کے امرا کو بہت ناگوار ہوا اور فوج میں اور بھی ابتری پھیل گئی۔

جاگیریت کی طرف یہ رجعت فوجی معاملات تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسیا اور صوبجات بھی اس سے متاثر ہوئے۔ تورگو کی وزارت سے جو امیدیں پیدا ہو گئیں تھیں ان کے خاک میں ملجانے اور بادشاہ کے اپنے وعدوں سے منحرف ہو جانے سے سخت مایوسی

ہوگئی خصوصاً اس وجہ سے کہ سابق کی ابتریوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا "لوئی پانزدہم کی عہد حکومت کے ابتدائی برسوں کی سرسبزی خود انقلابی تحریک کے جلد تر وجود میں آنے کی باعث ہوئی، کیونکہ اہل ملک باقی ماندہ ابتریوں سے اور بھی بیزار ہوگئے اور ان کے دفع کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مشغول ہوگئے۔ فرانس ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں اصلاح کی سب سے زیادہ خواہش تھی دماغوں کی تربیت سب سے زیادہ تھی، اہل ملک میں زیادہ فرق نہ تھا، حکومت بالکل مرکزی تھی، امرا کی سیاسی اہمیت مطلق نہ تھی، مشارکتوں پر سختی کے ساتھ نگرانی تھی اور قوم بالکل یک جنس تھی[1]

حکومت شاہی کی تباہی کا باعث یہ تھا کہ طبقات ملک میں باہم ایک حد فاصل حائل تھی، سیاسی آزادی کا جوش بڑھا ہوا تھا اور حکومت ضعیف ہوگئی تھی۔ ایک قلیل جماعت کا خاص مراعات رکھنا لوگوں کو سخت ناگوار گزرنے لگا تھا "انقلاب کی تباہ کن سرگرمی نظام جاگیری کے خلاف میں نہ تھی بلکہ اس نظام کے مردہ اعضاء کے خلاف میں تھی"[2] مختلف طبقات ملک میں عملی مساوات ایک بڑی حد تک قائم تھی اور طبقہ وسطےٰ تعلیم، مقاصد، عادات و خیالات کے لحاظ سے طبقہ امرا کے مساوی ہوگیا تھا۔ جس طرح کہ کسانوں کو امرا کے حقوق اور اقتدارات کا باقی رہنا ناگوار تھا اسی طرح طبقہ وسطےٰ کو ذات پات کی قیدیں شاق تھیں۔ اس زمانے میں جب کہ آزادی اور مساوات کا جوش پھیلا ہوا تھا، ایک غیر مرئی مگر عام شورش جاری تھی اور لوگ تغیرات کے منتظر تھے، ضرورت اس امر کی تھی کہ حکام دولت دانشمند ہوں اور بغیر کسی زبردست بادشاہ کے طوائف الملوکی ناگزیر تھی کارڈنل رشیلیو کا قول تھا "کہ فرانسیسی ہر کام کو کرسکتے ہوں بشرطیکہ ان کے حکام ان کی حقیقی رہنمائی کرسکیں۔

رجعت پسندی کا زور تھا اور حکومت کی مالی مشکلیں روز بروز بڑھتی جاتی تھیں اس لئے تُرد لی دی فلیوری جدید محاصل عاید کرنے پر مجبور ہوا، پیرس کا

---

(1) Sorel, L Europe etla Revolution Fran caise, vot 1, L 145

(2) Lodge, History of Modern Europe. P. 474 419 420,

پارلی مان نیکر کی برطرفی سے خوش ہو گیا تھا اس لئے اس نے اس فرمان کو منظور کر لیا مگر صوبجات کی بعض عدالتوں نے جدید مجالس کی مخالفت شروع کر دی اور پیسان سیوں کی مجلس نے ۱۷ فروری ۱۷۸۳ء کو اسٹیٹس جنرل کے منعقد کرنے اور مجالس صوبجات کی بحالی کا مطالبہ کیا۔

سلطنت کے مختلف پارلی مانوں کو ایک مشارکت میں ضم کرنے کی تجویز پیش ہو چکی تھی اور اس تحریک کی غایت یہ تھی کہ حکام عدالتی کے اثر کو بحال کر دیا جائے انگلستان سے ابتدائی صلح پر دستخط ہو جانے کی وجہ سے یہ شورش کچھ رک گئی اور ۲۶ فروری کو حکومت نے ایک اعلان شائع کر کے بعض محصولوں کو موقوف کر دینے کا وعدہ کیا۔ ۲۹ مارچ کو ژولی دی فلیوری برطرف کر دیا گیا اور بجائے اسکے

دورمے سون کی وزارت ۱۷۸۳ء

دورمےسون مقرر ہوا جو ایک نادار اور جفاکش خیال کیا جاتا تھا کنٹرولر جنرل رشتہ مالیہ کے خطاب سے ملقب ہو کر اس نے دربار شاہی کے اسراف کو روکنا چاہا اور جب اخراجات کی تخفیف میں اسے ناکامی ہوئی تو اس نے سرکاری قرضوں کی ادائی کو ملتوی کر کے قومی دیوالے کا اعتراف کر لیا۔

سات ماہ کی وزارت کے بعد دورمے سون بھی نومبر میں معزول ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے خزانہ شاہی پر امرا کے مطالبات کی تخفیف کی کوشش کی تھی جس سے اکثر امرا اس سے سخت ناراض ہو گئے جن میں دو دریول پولگ ناک، گوئیش اور پےری گور خاندانوں کے اراکین شامل تھے جن کا دربار شاہی میں نفاص رسوخ تھا۔ اس کے زوال کے بعد بادشاہ کا ونٹ دار توا اور دربار کی خواتین کے زیر اثر ہو گیا اور ۱۷۸۳ء کے اواخر میں کالون وزیر مقرر ہوا۔ موسیو آلبیر سوریل نے ذیل کے الفاظ میں اس کے خصایل کا خاکہ کھینچا ہے۔ کالون ایک قسم کا سیاسی بہروپیا تھا جس نے اپنی دولت اور فہم و فراست کو بے دردی کے ساتھ ضائع کیا اہل دربار کی نازبرداری اس کا شیوہ تھا ملک کے اعلیٰ طبقات کو اس نے اپنی لفاظی سے

صفحہ ۴۲۰

لہ۔ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت میں دورمیسوں کے قبل وزارت مالیہ پر حسب ذیل اشخاص مقرر ہوئے تھے۔ تیرے تورگو کلونی تابورو نیکر ژولی دی فلیوری۔

اپنا معتقد کرلیا تھا، خود پسندی کی وجہ سے اُس کی عقل پر پردہ پڑگیا تھا ملک کے مالی ذرائع کو بالکلیہ تباہ کردیئے یا سیاسی لحاظ سے اُسے نقصان پہونچانے میں کالون کو مطلق دریغ نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت شاہی کا ہولناک انجام ہوا[1] کالون کی قابلیت اور خصائل کا مورے پا بھی مداح نہ تھا اور لوئی بھی اس کے تقرر پر طوعاً وکرہاً آمادہ ہوا تھا۔ ہیروں کے مالے کا پراسرار معاملہ بھی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ کارڈنل دی روہاں نے اسے خرید کر میری آن توان نیت کو پیش کیا تھا، اسی زمانہ (۱۷۸۵ئہ) کا ہے اور اس کی وجہ سے ملک کی سخت بدنامی ہوئی۔ سال ہائے زیر تذکرہ میں کالون کے بیہودہ اسراف سے مالی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں گو اپنی شاطرانہ چالوں سے لوگوں کو اس دھوکے میں رکھا کہ مالی حالت قابل اطمینان ہے۔ سائین کلو کا محل ملکہ کے لیئے خرید اگیا، بادشاہ کے بھائیوں کے قرضے ادا کیئے گئے اور نہایت کڑی شرح سود پر بڑے بڑے قرضے لئے گئے۔ ملک میں امن وسکون کے آثار نمایاں تھے امریکا کے آزاد ہونے سے فرانس کی تجارت کے لئے نئی منڈیاں کھل گئی تھیں اور ۱۷۸۴ئہ اور ۱۷۹۶ئہ کی فصلیں اچھی تھیں۔ مگر ۱۷۸۶ئہ کے آخری مہینوں میں اس ظاہر بہبودی کا خاتمہ ہوگیا اور وزیر نے پیرس اور اضلاع کے پارلی مانوں کی نکتہ چینی سے مجبور ہوکر اقرار کرلیا کہ سرکاری قرضوں کا سود ادا نہیں ہوسکتا۔ امریکا کی جنگ کے آغاز سے قرضہ ۴۰ ملین تک پہونچ چکا تھا۔ ورژان نے بھی جو مجلس مالیہ کا صدر اور وزیر خارجہ تھا کالون سے اتفاق کیا کہ ورسالز میں "مجلس مشاہیر" کو منعقد کیا جائے جس میں سلطنت کے مشاہیر شریک تھے اور اس سے اصلاحی کمیٹی کا کام لیا جائے۔ ۱۳؍ فروری کو ورژان نے بھی انتقال کیا اور اس کا کوئی لائق جانشین نہ ملسکا[2] کالون نے نیکر کی متابعت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ دربار شاہی میں کفایت شعاری عمل میں آئے امرا اور پادریوں پر محاصل عائد کئے جائیں مستثنیات اور مراعات مسدود کردی جائیں صوبہ کی مجلسیں

صفحہ ۴۲۱

---

[1] Sorel L. Europe et la Revolution Francaise, Voi 1. L. 213

[2] Frederic Masson ha Department bes. Affairs. Etrangeres pen d ant ea Revolution, 1787-1804, P. 2

قائم کی جائیں اور Corvee اور دوسرے محاصل معاف کئے جائیں جن کی وجہ سے رعایا ناراض تھی۔ مجلس مشاہیر کا اجلاس جس میں زیادہ تر مراعات رکھنے والے طبقات کے افراد شامل تھے ۲۲ فروری کو ہوا مگر انھوں نے کالون کی مذکورۂ بالا تجویزوں کو رد کر دیا اور اس کی مالی کارروائیوں کے متعلق تفتیش پر اصرار کر کے حکومت کی کارروائیوں پر رد و قدح کی اور بتاریخ ۱۷ اپریل کالون کو برطرف کرا دیا۔

بری آن کی وزارت ۱۷۸۷ء تا ۱۷۸۸ء

۳ مئی کو لو ٹی نی دی بری آن، تولوز کا اولوالعزم اور ملحد اسقف اعظم معزول وزیر کا جانشین ہوا جو لارین کو جلا وطن کر دیا۔ نئے وزیر کو بھی بہت جلد معلوم ہو گیا کہ بغیر کالون کی تجاویز کو عمل میں لانے کے کوئی چارہ نہیں۔ مجلس مشاہیر نے کالون کی تمام تجویزوں کو سوائے عام محصول اراضی کے منظور کر لیا اور ۲۵ مئی کو مجلس مذکور کے اراکین رخصت کر دیئے گئے کیوں اس کی ایک کمیٹی میں لافایت نے اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا مطالبہ کیا تھا۔ بری آن کا دوسرا کام یہ تھا کہ اپنے فرامین کی پیرس کے پارلی مان سے توثیق کرائے۔ پارلی مان نے اندرونی تجارت کی آزادی اور Corvee کی موقوفی کو منظور کر لیا مگر عام محصول اراضی اور جدید محصول اسٹامپ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا اور اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا سختی سے مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے ان کی اس کارروائی کے جواب میں ۶ اگست کو ایک مسند معدلت منعقد کر کے فرامین کی توثیق کرا دی۔ ۷ اگست کو پارلی مان نے اعلان کر دیا کہ مسند معدلت میں جن فرامین کی توثیق ہوئی ہے وہ سب کالعدم ہیں۔ اس لئے ۱۴ اگست کو بادشاہ نے حکام عدالتی کو جلا وطن کر کے ترو یے کو بھیج دیا گو پیرس کے پارلی مان کو خاص حقوق رکھنے والے طبقات کے اقتدار کو قایم رکھنے اور بڑھانے سے زیادہ تر سروکار تھا مگر حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو جانے سے پیرس اور صوبجات میں جوش پھیل گیا جس کی وجہ سے اس کی ہر دل عزیزی بہت بڑھ گئی اٹھارھویں صدی کے کسی گزشتہ دور میں فرانس میں ایک زبردست بادشاہ کے ہونے کی کبھی اس وقت سے زیادہ ضرورت نہ تھی۔

صفحہ ۴۲۲

پارلی مان کی واپسی اور ۸ مئی ۱۷۸۸ء کی قطعی کارروائی

۴ ۲ ستمبر کو مصالحت ہو گئی اور پارلی مان واپس بلایا گیا جس کی خوب خوشیاں کی گئیں۔ ۴ ۲ ستمبر کو پارلی مان نے ایک فرمان کی

توثیق سے انکار کر دیا جس کے ذریعہ سے ۴۲۰ ملین فرانک کا ایک قرض جاری ہونیوالا تھا۔ بادشاہ کو پھر مسند معدلت سے کام لینا پڑا اور اس نے اعلان کیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جولائی ۱۷۹۲ء میں ہوگا۔ پارلی مانوں کی مخالفت کو ہمیشہ کے لئے دفع کرنیکی غرض سے ۸ مئی ۱۷۸۸ء کو بری آن نے ایک مسند معدلت میں چھ فرمانوں کی توثیق کرائی جن کی رو سے فرانس کے تمام پارلی مان مسدود کر دیے گئے اور ایک عدالت العالیہ قائم ہوئے جس کے رکن امرائے عظام تھے جو حین حیات Coor pleu cère کے لئے نامزد کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ وعدہ کیا گیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جنوری ۱۷۹۱ء میں ہوگا اور بعض اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جو تورگو کی تجویزوں پر مبنی تھیں۔

اس قطعی کارروائی کے ذریعہ سے متعدد فرامین جاری ہوئے جن کی سخت مخالفت ہوئی۔ فرانس کے مختلف اضلاع میں بلوے ہو گئے۔ صوبجات کے

دوفنی اور دوسرے مقامات میں انقلابی تحریکیں۔

پارلی مانوں نے رائے عامہ کی تائید سے اپنی انسداد پر اعتراض کیا اور برنٹنی، دوفنی، بیارن فرانش کوم تے، لانگوے دوک اور پروواںس میں انقلابی تحریکیں نمودار ہو گئیں۔ وزیل واقع دوفنی میں ایک بے قاعدہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ۳۶۷ نائبین موجود تھے اور گری نوبل کے ایک لائق وکیل، مونیر کی سرکردگی میں انھوں نے اسٹیٹس جنرل کے فوری انعقاد کا مطالبہ کیا فوج میں بھی ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ وزیر فوج کاونٹ دی بری آن نے ۱۷۸۷ء اور ۱۷۸۸ء میں فوج میں پرشیا کی فوجی قواعد جاری کرنیکی کوشش کی تھی جس سے افسر اور سپاہی دونوں ناراض ہو گئے۔ نوجوان افسروں نے شارل دی لامیتھ کی سرکردگی میں اعلان کیا کہ بری آن پرشیا کے ضبط فوجی کو نافذ کر کے فرانس کی آزادی کو سلب کرنا چاہتا ہے یہ افسر فرانسیسی فوج کے ساتھ امریکا ہو آیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی وفاداری سے منحرف ہو گیا۔ المختصر جدید نظام فوجی کے جاری ہونے سے فوج میں بے چینی پھیل گئی تھی اور جب انقلاب شروع ہوا تو افسروں اور سپاہیوں کی غالب تعداد بادشاہ کی مخالف تھی۔ وزیل کی مجلس کی باغیانہ حرکات سے خائف ہو کر جن سے خانہ جنگی کا اندیشہ تھا،

صفحہ ۲۲۴

بادشاہ نے گزشتہ مئی کے فرامین کو ملتوی کر دیا اور ۸ اگست کو حکم دیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس یکم مئی ۱۷۸۹ء کو ہو۔ اس اثناء میں بری آن کو قرضوں کے جاری کرنے میں کامل ناکامی ہوئی اور چھ ہفتوں کے لئے رقمی مطالبات کی ادائی کو ملتوی کر کے اس نے حکومت کے دیوالہ کا اعلان کر دیا۔ ۲۵ اگست کو وہ علٰحدہ کر دیا گیا اور دو روز کے بعد نیکر اس کا جانشین ہوا۔ لوئی شانزدہم اور نیکر دونوں نیک نیت اور

نیکر کی دوسری وزارت ۱۷۸۸ء تا ۱۷۸۹ء

ایماندار تھے مگر ایسے حسن تدبیر سے عاری تھے جو اس نازک موقع کے لئے ضروری تھی۔ اقتدار کی بنیاد بالکل خالی ہو گئی تھی رعایتوں سے مزید اصلاحات کی آرزو ہوئی تھی حالانکہ چند روز قبل انھیں رعایتوں سے کام بہ اطمینان ہو جاتا۔ سیاسی جوش کے زمانوں میں ایک زبردست قحط کے پڑ جانے کی وجہ سے ابتری کے عناصر کو اور بھی تقویت ہو گئی۔ حکومت کی عمارت لڑکھڑا کر گر گئی اور اس کے گرنے کی آواز سے تمام یورپ گونج اٹھا۔ کالون کا اسراف مالی معاملات میں بری آن کی نااہلی جس کی وجہ سے پرانے طریقہ پر فرانس کی مشکلوں کی گتھی کے سلجھنے کی آخری امید بھی جاتی رہی اور ۱۷۸۸ء و ۱۷۸۹ء کا قحط، یہ تینوں امور ایسے تھے جن سے انقلابی تحریک کو گویا ایک فوج مل گئی جنھوں نے اس میں جوش کی روح پھونک دی اور اس کی وحشیانہ اور پرخطر سرگرمی کے باعث ہوئے[1]

نیکر نے خدمت وزارت پر فائز ہو کر اس فرمان کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے قومی دیوالہ کا اعلان کیا گیا تھا، پارلیمان کو اس نے بحال کر دیا اور اس کو امید تھی کہ وہ مدت تک برسرعہدہ رہ کر انتظامی اصلاحوں کو عمل میں لا سکیگا۔ اس کی بحالی سے حکومت کی ساکھ کو پھر ترقی ہوئی اور سرکاری زرکفالتی کی قیمت بڑھ گئی۔ مگر نیکر میں یہ اہلیت نہ تھی کہ اس نازک موقع پر اہل فرانس کی رہنمائی کر سکے۔ عامۂ قوم کو اسٹیٹس جنرل کے اجلاس کا انتظار تھا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ نے ایک فرمان نافذ کر کے تمام انجمنوں کو حکم دیا کہ اسٹیٹس جنرل کے گزشتہ اجلاسوں کے متعلق معلومات فراہم کریں جس کی وجہ سے متعدد تاریخی کتابیں اس کے متعلق لکھی گئیں۔ مجلس مشاہیر اس امید

صفحہ ۴۲۴

[1] Lecky, History of England in the X54 century Vol 4, P. 442 4

میں تھی کہ اسٹیٹس کے منعقد ہونے کے بعد اپنی مراعات کی توثیق کرالے۔ نومبر ۱۷۸۸ء کو اس مجلس کا ایک اجلاس اس غرض سے منعقد کیا گیا کہ بادشاہ کو دو اہم معاملوں کے متعلق مشورہ دے یعنی آیا تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دی جائے اور آیا ووٹ بہ لحاظ تعداد اراکین یا بہ لحاظ طبقات لی جائیں

اسٹیٹس جنرل کیلئے تیاریاں

اس نازک موقع پر نیکر کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ حسن تدبیر اور طباعی سے بالکل عاری تھا۔ اس کی بزدلی، عدم استقلال اور انتہائی احتیاط سے انقلاب کی رفتار کو محدود کرنے اور اس کو اپنے قابو میں رکھنے کا بہترین موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اس نے ایک رپورٹ پیش کی جس پر Result at de couscie مبنی تھا جس کی رو سے باوجود امرا کی مخالفت کے تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دیگئی مگر شمار آرا کے اہم مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہ ہوا Result at کی اشاعت کے بعد بہت سے سیاسی اور انقلابی رسالے شائع ہوئے جن میں امرا اور پادریوں پر تیسرے اسٹیٹ کے تفوق کو ثابت کیا گیا تھا۔ ۲۴ جنوری ۱۷۸۹ء کو دوفنی میں انتخابات مکمل ہوگئے مگر اضلاع Pays d میں طریقہ انتخاب کے متعلق قواعد ۲۴ جنوری تک ۱۷۸۹ء تک جاری نہ ہوئے اور Payss. d' etat کے متعلق قواعد اس کے بعد جاری ہوئے ۱۶۱۴ء کے بعد اسٹیٹس جنرل کا اجلاس پہلی مرتبہ ۵ مئی کو ہوا اور اسکے ساتھ ہی عہد انقلاب کا آغاز ہوا۔

اٹھارھویں صدی کا اختتام

اٹھارھویں صدی جو خیر مطلق العنان حکام کا زمانہ تھا اب ختم ہو چکا تھا اور فرانس کے انقلاب کے شروع ہو جانے سے وہ نئے سیاسی اور تمدنی خیالات جاری ہو گئے جنھیں ۱۸۱۵ء کے بعد سے تمام ممالک متمدنہ نے رفتہ رفتہ تسلیم کر لیا ہے۔

ئلہ Morse Stephen A history of the French Revolution vol (1), H. 51

صفحہ ۴۳۵

ضمیمہ (الف)

خاندان ہیپس برگ کے مقبوضات اوران کا طرز حکومت

(پانچ صوبوں میں منقسم تھے اور ہر ایک کی حکومت علحدہ تھی)

(۱) آسٹریا

(الف) نشیبی آسٹریا: بالائے انس (دار السلطنت وائینا)، زیر انس

(ب) اندرونی آسٹریا: اس ٹائی ریا، کارن تھیا، کارنیولا، گورز

(ج) آسٹریا بعید و بالائی: ٹائی رول، بریس گو، سوائے بیا کے بعض اضلاع

(۲) بوہے میا اور اس کے ملحقات: سائی لے شیا، مورے ویا

(۳) ہنگری اور اس کے ملحقات: کروشیا، ٹرین سل وے نیا

(۴) اطالیہ

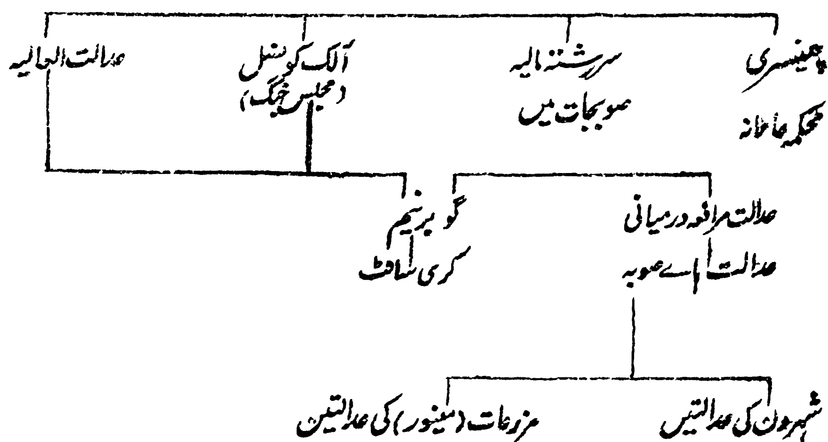
(۵) آسٹروی نیدرلینڈ

خاندان ہیپس برگ کا طرز حکومت

(میریا تھیری سا کی اصلاحوں کے قبل)

عام نگرانی کیلئے صرف تین مرکزی جماعتیں تھیں

(الف) وزرا کی مجلس راز
(ب) مجلس جنگ
(ج) مجلس مالیہ (ہوف کامر)
صوبجات (۱)(۲)(۳) کی وزارت (چینسری) علٰحدہ تھی جسے انتظامی اور عدالتی اقتدارات حاصل تھے
وزارتوں کے تحت میں حسب ذیل تھے۔
(۱) اسٹاٹ ہولڈر یا لاٹانٹ یا بان کی حکومت
(۲) مجالس صوبہ
(۳) شہر
(۴) مزرعات (Manor) کی عدالتیں
ہنگری کا سررشتہ مالیہ علٰحدہ تھا جو ہوف کامر کے تحت میں تھا۔
آسٹریا کی حکومت میریا تھیری کی اصلاحوں کے بعد
کونسل آف اسٹیٹ جس کے تحت میں مجالس ذیل تھیں



ماخذ

Krones, Handbuch der Geschichte Oesterreichs.
Von Arneth, Maria Theresia
Paganel, Histoire de Joseph II

ضمیمہ (ب)

شاہان پرشیا کے مقبوضات ۱۴۱۷ء

(۱) کور مارک جس میں شامل تھے
- آلٹ مارک
- مٹیل مارک
- اوکر مارک
- پریگ نٹز

(۲) نیو مارک جو ۱۴۵۵ء میں کور مارک میں ضم ہو گیا۔

(۳) کلیوز، مارک، ریونیس برگ۔

(۴) مشرقی پرشیا جو الیکٹوریٹ میں ۱۶۱۸ء میں ضم ہوا۔

(۵) پومرانیا بعیدہ ۱۶۴۸ء

(۶) ہالبرسٹاٹ و منڈین ۱۶۴۸ء
میگ ڈی برگ ۱۶۸۰ء

(۷) گیلڈرس ۱۷۱۳ء

زمانۂ مابعد کے اضافہ جات

(۱) عہد فریڈرک اول ۱۷۲۰ء۔ پومرن (قریبہ) پین ندی تک مع یومی رائین ہاف

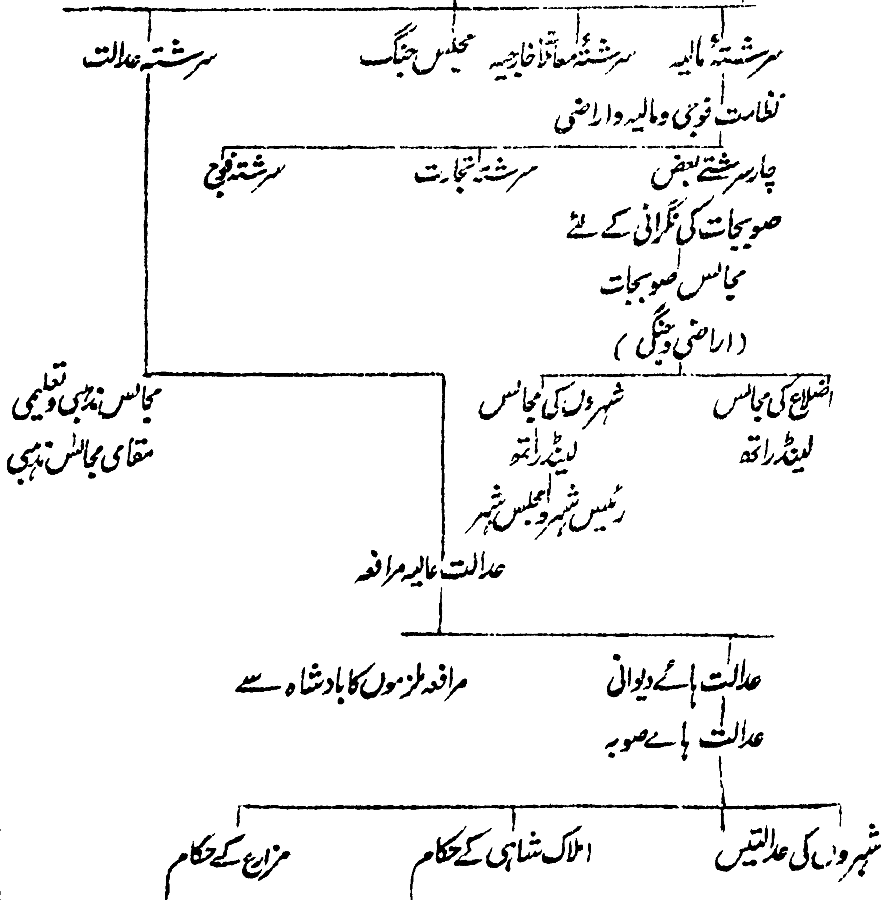
(۲) عہد فریڈرک دوم ۱۷۴۲ء سائلے شیا
۱۷۴۴ء مشرقی فریس لینڈ
۱۷۷۲ء مغربی پرشیا بہ استثنائے ڈینزگ و تھورن

عہد فریڈرک ولیم دوم ۱۷۹۱ء بیروتھ و آنس پاخ
۱۷۹۳ء جنوبی پرشیا مع ڈینزگ و تھورن
۱۷۹۵ء جدید مشرقی پرشیا

عہد فریڈرک ولیم سوم ۱۸۱۵ء نقصانات (۱) جدید مشرقی پرشیا
اور نصف جنوبی پرشیا
(۲) انس پاخ اور بیروتھ
اضافہ جات (۱) علاقہ جات کولن، منسٹر، ٹریر
(۲) سیکسنی کا شمالی حصہ
(۳) پومرن قریبہ کا باقی ماندہ
علاقہ مع جزیرہ روگین

ضمیمہ (ب) جزو دوم

پرشیا کی حکومت کی ہیئت ترکیبی فریڈرک ولیم اول کی اصلاحوں کے بعد



ماخذ

Issaesohn, Geschichte des Preussischen Beamtenthums.
Bornhall. „ „ „ Verwaltungs Recht.
Droysen „ „ „ Politik.

ضمیمہ (ج)

اٹھارھویں صدی میں دستور شہنشاہی

(۱) وضع قوانین

شہنشاہی ڈائٹ (Reichstag) جس میں تین جماعتیں شامل تھیں اور جس کا انعقاد ۱۶۶۳ء سے راٹس بون میں ہوتا تھا۔

(الف) الیکٹران (Kurfursten)

کلیسائی:
- مینز (مانیس) کا اسقف اعظم (نائب چینسلر)
- کولن (کالون) کا اسقف اعظم
- ٹریر (ٹریوز) کا اسقف اعظم

غیر کلیسائی:
- سیکسنی کا ڈیوک (جو کبھی پولینڈ کا انتخابی بادشاہ تھا)
- بران ڈین برگ کا مارگریو (شاہ پرشیا ۱۷۰۱ء)
- شاہ بوہیمیا (یہ ریاست آسٹریا کے آرچ ڈیوک کے قبضہ میں تھی)
- باویریا کا ڈیوک
- الیکٹر پالاٹائن۔ ہینوور کا الیکٹر۔ (شاہ انگلستان)

(ب) [1] پرنس (رئیس) کلیسائی و غیر کلیسائی
(جن میں سے ۹۴ انفرادی ووٹ رکھتے تھے
اور باقی بہ حیثیت مجموعی ووٹ دیتے تھے
(۲) (Reichsfursten) جن میں ڈیوک
مارگریو، پاس گریو، گریو، بیرن
اور بشپ شامل تھے۔
(ج) شہنشاہی شہر (Reichsstadt)
(نوٹ) شہنشاہی نائٹ (Reichsritterschaft)
کو ڈائٹ میں نیابت حاصل نہ تھی بلکہ ان کی ایک
علٰحدہ مجلس (Correspondentzag) تھی
۲) انتظام ملکی
دس حلقے (Kreise) تھے جن میں ڈائٹ
(Kreistage) موجود تھے۔
(۳) انتظام عدالتی
(الف) مجلس شہنشاہی (Reichskammer) جس کا اجلاس
۱۷۸۹ء سے ویٹزلر میں ہوتا تھا۔
۴۔ میر مجلس (۲ پرانس ٹینٹ)
۵۔ آسیسر (۲۴ پرانس ٹینٹ)
(ب) وائینائی آلک کونسل (Reichshofrath) جس میں ایک
میر مجلس اور اٹھارہ اراکین تھے۔

ماخذ Paganel, Histoire de Joseph II.,
Hausser, Gesch. Deutschlands von Tode Fxed II.
Biedermann, Deutschlands politische materielle.

ضمیمہ (د)

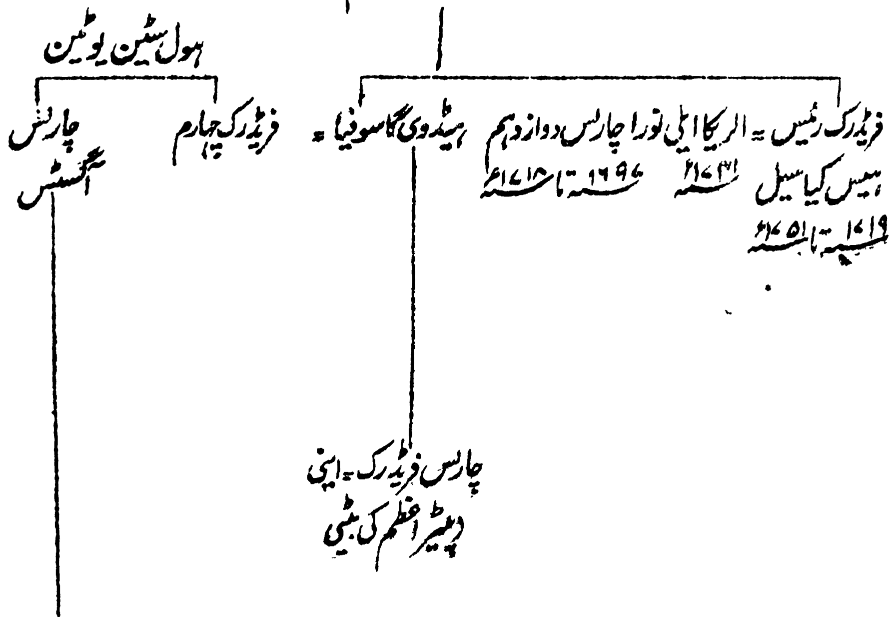
نسب نامۂ خاندان رومانوف (اٹھارھویں صدی)

الیگزس ۱۶۴۵ء تا ۱۶۷۶ء

- پیٹر اعظم (۱۶۸۹ء تا ۱۷۲۵ء)
  پہلی بیوی یوڈوسیا
  (دوسری بیوی کیتھرین اول ۱۷۲۵ء تا ۱۷۲۷ء)
  - الزبتھ ۱۷۴۱-۱۷۶۲
  - اینی = چارلس فریڈرک رئیس ہولسٹین گوٹورپ
    - پیٹر سوم جنوری تا جولائی ۱۷۶۲ء = کیتھرین دوم (سوفیہ رئیسہ آف انہالٹ زاربسٹ) ۱۷۶۲ء تا ۱۷۹۶ء
      - پال
  - الیگزس (۱۷۱۸ء)
    - پیٹر دوم ۱۷۲۷ء تا ۱۷۳۰ء
- ایوان پنجم ۱۶۸۲ء تا ۱۶۸۷ء
  - اینی = ڈیوک کورلینڈ ۱۷۳۰ء تا ۱۷۴۰ء
  - کیتھرین = چارلس لیوپولڈ رئیس میک لین برگ شوی رین
    - اینی = این ٹن ولڈ فریڈرک البرٹ رئیس برنس وک بے ورن
      - ایوان ششم ۱۷۴۰ء تا ۱۷۴۱ء

نسب نامہ شاہان سویڈن

چارلس یازدہم



اڈالفس فریڈرک = لوئی سا الریکا
شاہ سویڈن (فریڈرک اعظم کی بہن)
۱۷۵۱ء تا ۱۷۷۱ء

گستاوس ثالث = سوفیا
(۱۷۷۱ء تا ۱۷۹۲ء) (فریڈرک پنجم شاہ
ڈین مارک کی بیٹی)

باویریا کا مسئلہ جانشینی
خاندان وٹیلس باخ

(۱) پالاٹی نیٹ میں

شاخ سلز باخ

چارلس تھیوڈور

۱۷۳۲ء تا ۱۷۹۹ء

الیکٹر ۱۷۴۲ء

باویریا میں جانشین ہوا (۱۷۷۷ء)

شاخ برکین فیلڈ

چارلس آگسٹس
ڈیوک زوی ویروکین
۱۷۴۶ء تا ۱۷۹۵ء

میکسی مے لین اول
۱۷۹۵ء تا ۱۸۲۵ء
باویریا کا الیکٹر ۱۷۹۹ء
بادشاہ ۱۸۰۵ء

(۲) باویریا میں

چارلس البرٹ = میریا ایمی لیا
شہنشاہ
(۱۷۴۲ء تا ۱۷۴۵ء)

میکسی مے لین جوزیف ۱۷۴۵ء تا ۱۷۷۷ء)

میکسی مے لین کے انتقال کے بعد باویریا کی حکومت نے پھر پالاٹی نیٹ کے خاندان وٹیلس باخ کی طرف عود کیا۔

ماخذ
Instructions aux ambassadeurs de France,

Baviere, Patatinate, Deux Ponts, p. 528

ضمیمہ (ل)

معاصر سلاطین کی فہرست

(سنین ختم عہد حکومت کے ہیں)

شہنشاہیت

چارلس ششم ۱۷۴۰ء
چارلس ہفتم ۱۷۴۵ء (خاندان ہیپس برگ) (باویریا کا الیکٹر)

فرانسس اول ۱۷۶۵ء
جوزیف دوم ۱۷۹۰ء
لیوپولڈ دوم ۱۷۹۲ء
(خاندان ہیپس برگ لارین)

انگلستان

جارج اول ۱۷۲۷ء
جارج دوم ۱۷۶۰ء
جارج سوم ۱۸۲۰ء

فرانس

لوئی پانزدہم ۱۷۷۴ء
لوئی شانزدہم ۱۷۹۳ء

ہسپانیہ

فلپ پنجم ۱۷۴۶ء
فرڈیننڈ ششم ۱۷۵۹ء
چارلس سوم ۱۷۸۸ء
چارلس چہارم ۱۸۰۸ء

پرتگال

جان پنجم ۱۷۵۰ء
جوزیف اول ۱۷۷۷ء
میریا فرانسس کا ۱۸۱۶ء

سارڈی نیا

وکٹر اماڈیس دوم ۱۷۳۰ء (مستعفی)
چارلس ایمانوئل سوم ۱۷۷۳ء
وکٹر اماڈیس سوم ۱۷۹۶ء

روس

پیٹر اعظم سنہ ۱۷۲۵ء
کیتھرین اول سنہ ۱۷۲۷ء
پیٹر دوم سنہ ۱۷۳۰ء
اینی سنہ ۱۷۴۰ء
ایوان پنجم سنہ ۱۷۴۱ء
ایلی زابیتھ سنہ ۱۷۶۲ء
پیٹر سوم سنہ ۱۷۶۲ء
کیتھرین دوم سنہ ۱۷۹۶ء

ڈین مارک

فریڈرک چہارم سنہ ۱۷۳۰ء
کرسچین ششم سنہ ۱۷۴۶ء
فریڈرک پنجم سنہ ۱۷۶۶ء
کرسچین ہفتم سنہ ۱۸۰۸ء

ٹرکی

احمد سوم سنہ ۱۷۳۰ء
محمود اول سنہ ۱۷۵۴ء
عثمان سوم سنہ ۱۷۵۶ء
مصطفیٰ سوم سنہ ۱۷۷۳ء
عبدالحمید اول سنہ ۱۷۸۹ء
سلیم سوم سنہ ۱۸۰۷ء

پرشیا

فریڈرک ولیم اول سنہ ۱۷۴۰ء
فریڈرک [illegible] سنہ ۱۷۸۶ء
فریڈرک ولیم دوم سنہ ۱۷۹۷ء

سویڈن

چارلس دوازدہم سنہ ۱۷۱۸ء
الریکا ایلی نورا سنہ ۱۷۲۰ء (مستعفی)
فریڈرک اول سنہ ۱۷۵۱ء
اڈالفس فریڈرک سنہ ۱۷۷۱ء
گستاووس سوم سنہ ۱۷۹۲ء

پاپایان روما

کلی منٹ یازدہم سنہ ۱۷۲۱ء
انوسینٹ سیزدہم سنہ ۱۷۲۴ء
بی نی ڈکٹ سیزدہم سنہ ۱۷۳۰ء
کلی منٹ دوازدہم سنہ ۱۷۴۰ء
بی نی ڈکٹ چہاردہم سنہ ۱۷۵۸ء
کلی منٹ سیزدہم سنہ ۱۷۶۹ء
کلی منٹ چہاردہم سنہ ۱۷۷۴ء
پائس ششم سنہ ۱۸۰۰ء

پولینڈ

آگسٹس دوم (سیکسنی) سنہ ۱۷۳۳ء
آگسٹس سوم (سیکسنی) سنہ ۱۷۶۳ء
اسٹانس لاس پونیاٹوسکی سنہ ۱۷۹۵ء (معزول)

اشاریہ

(حوالہ اصل انگریزی کتاب کے صفحات کا دیا گیا ہے جو حاشیہ پر درج ہیں)

(الف)

(ب)

(ت)

(ٹ)

(ج)

(ح)

(خ)

(د)

(ر)

(ز)

(ژ)

(س)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(ن)

(و)

(ھ)

غلطنامہ توازن قوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴	۱۸	ان کی	اُن کے	۶۷	۸	اُس	روس
۵	۲	ہولیا	ہوگیا	۷۰	۱۰	بعض	بغض
۸	۱۰	شہنشاہت غلطی کتابت ہے		۷۳	۲	Progniatie	Pragmatic
		جہاں جہاں یہ لفظ آئے اسے		〃	〃	Lanction	Sanction
		شہنشاہیت پڑھنا چاہئے		۷۵	۳	راپرڈوا	ریپرڈوا
۸	۱۱	۱۶ اماریچ	۶ مارچ	〃	۲۴	کی	کیں
۱۶	۲۲	شہنشاہی	شہنشاہ	۷۷	۸	کردی گی	کردے گی
۲۳	۱۴	کارلووٹر	کارلووٹز	۸۹	حاشیہ له سطر ۱	Iobesz	Jobez
〃	۱۶	اس وجہ	اس کی وجہ	۹۰	۲۲	بلکہ مگر	مگر
۳۰	حاشیہ له سطر ۱	Publicsu	Public au	۹۱	۳	مرتب	مترتب
〃	〃 〃	Siec le	Siecle	۱۰۲	حاشیہ له سطر ۳	Voliii,	Vol III.
〃	له 〃 ۲	Anantla	Avant la	۱۰۵	۱۹	جانشین	جانشینی
۳۶	۲۳	Livre	Livres	〃	حاشیہ سه سطر ۱	Orient	en Orient
〃	۲۵	Mouopoly	Monopoly	〃	〃 〃	Small	Sous
۳۸	حاشیہ له سطر ۱	Dela	De la	۱۴۰	۲	Cabiuet	Cabinet
۴۸	۱۱	ہوئی	ہوکہ	۱۴۱	〃	ہو	سے
۴۹	۶	اپلیکٹری	ایلیکٹری	۱۷۰	۶	وجہ سے رہی تھی	کی صلح محض عارضی تھی
〃	۲۲	عین وحیات	عین حیات	۱۷۲	۱۲	Corve'e	Corvee

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۷۷	۲۵	دشاہ کی	بادشاہ کی	۲۳۲	۲۱	کے	کی
۱۸۷	۵	Bienaime	Bien aime	۲۳۳	۲۵	اپنے	اپنی
۱۸۹	۲۰	(میرنشی)	(میرمنشی)	۲۴۱	۱۸	یہ تھی	یہ تھی کہ
۱۹۴	۱۱	سیکسن	سیکس	״	۲۱	اصلاعوں کی	اصلاحوں کا
۱۹۵	۹	مطلق	متعلق	۲۴۲	۷	دس سال	دس سال تک
۲۰۰	۱۰	حکم	علم	״	۱۳	کے	کی
״	۱۲	اس کے بعد تین	اس کے تین	۲۴۵	۲	لاشتاردی	شتاردی
۲۰۱	۱۵	فون ین بکو	فون تین بلو	۲۵۱	۱۱	کھڑے ہوجائے	کھڑی ہوجائے
۲۰۱	۱۶	پوائے طور پر	پورے طور پر	۲۵۸	۱۷	گو	حالانکہ
۲۰۲	״	اور معرکہ	اور یہ معرکہ	۲۶۰	۲۰	دوسر	دوسری
۲۰۷	۹	کچھ یہ	کچھ تو یہ	״	۲۴	فلپ میس	فلپ ائیس
۲۰۸	۳۰	مذکور مسقوط	مذکور کے سقوط	۲۶۵	۲۳	پرشیا	روس
۲۱۰	۲۴	چاہے	چاہیئے	۲۶۷	۲۱	تھا	تھی
۲۱۱	۱۴	سفارتوں	سفارتی	״	۲۵	پرنس	برنس
۲۱۲	حاشیہ سطر ۲	Vol ii	Vol. II.	۲۶۹	۳	این سے	انیس
۲۱۴	۱۲	اے لاشابل	اے لاشاپل	״	۵	״	״
۲۱۶	حاشیہ سطر ۱	d' Aix-	d Aix·	״	۱۴	دوبے یتر	دوبے تیر کو
۲۱۷	۱۵	دست لش	دست کش	״	۱۵	اُسے	اس سے
۲۲۰	۱۹	پروڈس ٹنٹ	پراٹس ٹنٹ	۲۷۰	۱۴	کے	کی
״	״	کاتولیک	کاتھولیک	۲۷۱	۹	مارا کیا	مارا گیا
۲۲۲	۱۹	فرانسیسنی	فرانسیسی	״	۱۷	کی	کے
۲۲۳	۱۱	ماری شیئش	ماری شیئس	۲۷۲	۹	مشورہ کے	مشورے کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۷۳	۱۳	کے	کی	۲۰۵	۶	کوشش تو	کوشش کی تو
″	۲۱	تھی	تھیں	″	۲۱	سال ٹی کو کو	سال ٹی کو د
۲۷۴	۲۲	ول مین بوٹیل	ول فین بوئیل	۲۰۶	۱۲	گھیری ہوئی	گھیرے ہوئے
۲۷۵	۱۹	ایل نبک	ایل ینگ	″	۱۳	زگ وین برگ	زگ، وٹین برگ
۲۷۶	۱	کے	کی	″	۱۷	دوز	ورز
″	۹	موقوں	موقعوں	″	۱۸	کے	کی
۲۷۷	۶	فرڈیرک نے	فرڈیرک	۲۰۷	۲۰	ہوجاتی	ہوجائے
″	″	کاونٹ	کاؤنٹ	″	″	فنک	فنک نے
″	۱۶	آدی	آدمی	۲۰۸	۱۶	بتول	تیول
″	۲۱	دوسرے	دوسری	۲۰۹	۲۲	کرلنے	کرلینے
۲۷۸	۵	کے	کی	۲۹۲	۲۴	سکارلوس	کارلوس
″	۶	اپنی	اپنے	۲۹۷	۱۴	سپانی	ہسپانی
″	۹	فرڈنینڈف	فرڈنینڈ آف	۲۹۸	۱۷	کی	کے
″	۲۰	لیوسے	لیو کے	۲۹۹	″	″	″
″	۲۱	رورے	اُورے	۳۰۲	۱	کاروائیوں	کارروائیوں
۲۷۹	۶	کیسل	کیسیل	″	۱۴	مبدار	مبدء
۲۸۰	۲۲	تدبریں	تدبیریں	۳۰۴	حاشیہ سطر ۳	cohalmesb	Malmesb
۲۸۲	۲	حصے	حصے سے	۳۰۵	″ ″ ۲	Britanica	Brittanica
″	۶	برلسٹ	بریسٹ	″	″	Arl	Art
۲۸۳	۲۰	راوئی	راؤنی	۳۰۶	۶	کیا گیا	کیا
۲۸۴	۱	کلکتہ	کلکتہ میں	″	۷	کرلے	کرسکے
″	۷	کورٹ	فورٹ	۳۰۷	۱۳	ہوے	ہوسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۰۷	۱۳	کے	کی	۳۱۶	۱۲	Aut no	Aut, non
″	۲۴	گستاخی	گستاغ	″	۱۵	بالاخر	بالآخر
۳۰۸	۱۲	دیاگیا	دیدی گئی	۳۱۷	۷	بھیج دے	بھیج دیئے
″	۱۵	کی	کے	۳۱۸	۱۲	تھے	تھی
″	۲۳	کے	کی	۳۲۱	۲۱	موقعے	موقع
۳۰۹	۵	تھری سا	تھیری سا	۳۲۲	۸	کے	کی
″	۱۳	ین بلکہ	میں بہت	″	۹	کارلونس	کارلوس
″	۲۰	جزیزوں	جزیروں	″	حاشیہ سطر ۱	+	Von
۳۱۰	۲	لزبن	لزبن	۳۲۶	۱	کے	کی
″	۵	جائیگے	جائینگے	″	۳	ڈانٹ	ڈاٹ
″	۱۹	زنانی	زنانہ	۳۲۷	۱	ہوجاتے	ہوجائے
″	۲۱	کے	کی	″	حاشیہ سطر ۲	تھیوڈور	تھیوڈور
″	۲۵	فرانیس	فرانیسی	۳۲۹	۱۲	گیا	کی
۳۱۱	حاشیہ سطر ۱	Madam	Madame	۳۳۰	۳	کاتولیک	کاتھولیک
۳۱۲	۱۲	فرانس میں	فرانس نے	۳۳۲	۱۳	روس	اوس
″	۲۲	ہی	ہے	″	۲۱	قاتم	قائم
۳۱۴	۱	کے	کی	″	″	Sorel	See Sorel
″	۱۹	کلیساؤلیا	کلیساؤں	″	حاشیہ سطر ۱	Da, Orien tau	d' Orient au
۳۱۵	۷	کی	کے	۳۳۵	۱۱	کے	کی
″	۹	تمتبر	ستمبر	۳۳۷	۱	ثانی	+
۳۱۶	۸	کے	کی	۳۳۸	۳	زوال نہ	زوال سے نہ
″	۱۱	Sun	Sunt	″	۵	وجہ اس	وجہ سے اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۴۲	۳	کلیسیٔہ	کلیسائے	۳۵۱	۱۴	ہوناتھا	ہوتاتھا
۳۴۳	حاشیہ سطر ۲	Bv	By	؍؍	۱۶	صدالے	صدائے
۳۴۵	۱۳	چلنگی	چلنکی	۳۵۲	۱۱	کی	کے
؍؍	؍؍	بار	باز	؍؍	۱۴	ہونے	ہوئے
۳۴۶	۵	ہیرس	ہیرس	؍؍	۱۹	سوئیڈن	سوئڈن
؍؍	۱۳	بالاخر	بالآخر	۳۵۴	۱۴	رہیے	رہے
؍؍	۱۴	ہیارس	ہیرس	۳۵۶	۷	کے	کی
؍؍	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries	۳۵۷	۱۸	ممالک کو	ممالک میں
۳۴۷	۱۲	کلیسیا	کلیسا	۳۵۸	۱۳	معرکتہ الآرا	معرکتہ الآرا
؍؍	حاشیہ سطر ۱	Bocquain	Rocquain	۳۶۳	۹	وساطت	وساطت سے
؍؍	؍؍			؍؍	حاشیہ سطر ۱	+	سلہ
؍؍	؍؍	Lesprit	L'esprit	۳۶۴	؍؍	+	See
؍؍	؍؍	revolution	Revolution	۳۶۵	۹	کانٹز نے	کانٹز
		paire	naire	؍؍	۱۳	باویریا	باویریٔا
۳۴۸	۲۵	شاتی بے	شاتی لے	؍؍	۱۹	بوہی میا	بوہیمیا
۳۴۹	۷	بارلی انول	بارلی مانزن	؍؍	۲۱	دلچپسی	دلچسپی
؍؍	۱۴	اندرون	اندرونی	؍؍	۲۳	پوی رانیا	پومی رانیا
۳۵۰	حاشیہ سطر ۱	an	au	۳۶۶	۴	جنگ کو	جنگ
۳۵۱	۱۰	آسئے؍	آرا	۳۶۷	؍؍	کرنے پر تو	کرلے تو
۳۵۱	۱۱	پیون	لیون	۳۶۷	۲۴	سرحد بھیجکر	سرحد پر بھیج کر
؍؍	؍؍	پواتر	پواتیر	۳۶۸	۱۶	مددینے	مدد دینے
؍؍	۱۳	Maupecu	Maupeou	؍؍	۲۵	ہیرس	ہیرس میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۶۹	۱	ان روس	ان میں روس	۳۷۹	۴	کلیسئہ	کلیسائے
//	۱۹	پیرس	ہیرس	//	۱۲	کلیسیہ	کلیسا
//	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries	//	۲۳	کرنے والی اصلاح	کرنے والی ماں نے اصلاح
//	// //	Carl	Earl				
//	// //	Paguel	Paganel	۳۸۱	حاشیہ سطر	Sudonhorst	Sudenhorst
۳۷۰	حاشیہ سطر ۱	Histoir	Histoire	//	// //	Ocsterreich	Oesterreich,
//	// //	Dieories 253	Diaries 255	//	// // ۳	Sories	Series
۳۷۱	۹	محاظ	محافظ	۳۸۲	۱۷	کلیسیئہ	کلیسائے
//	حاشیہ سطر ۱	Hislory	History	//	۲۱	//	//
۳۷۲	۸	جب کہ	جب تک کہ	//	//	کاتولیکی	کاثولیکی
//	۹	ہتھیار ڈالدیے	ہتھیار نہ ڈالدیئے	//	۲۵	کلیسیہ	کلیسا
//	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries	۳۸۳	۱۰	Incaena	In caena
۳۷۳	۱۲	واکنگ	راکنگ	۳۸۶	حاشیہ سطر ۱	and	und
//	۲۰	ٹویاگو	ٹوباگو	//	// //	11	II,
۳۷۵	۹	جوزیف غلطی کتابت ہے اسکی بجائے جوزف پڑھنا چاہیئے		//	// //	and	und
				//	// //	H. 426.	pp. 426
۳۷۵	حاشیہ سطر ۱	Gustavos	Gustavus	//	// //	H	II
۳۷۶	۱۴	سوربن	سورین	۳۸۸	۶	پیٹر	پیئٹر
۳۷۷	۱	تحریکیں	+	//	۱۶	چوکے	چوکنے
//	۱۱	تھری سا	تھیری سا	۳۸۹	۶	امید ہو	امید نہ ہو
//	حاشیہ سطر ۱	Joseph	Joseph	//	۲۰	شمالی شرقی	شمالی مشرقی
۳۷۸	// //	Histore cal	Historical				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۸۹	۲	ہولڈے دیا	مولڈے دیا
۳۹۰	۱۲	کردے	کردیئے
〃	۱۵	پوئیم	پوٹیم
۳۹۱	〃	licative	
〃	〃	Exp	Explicative
۳۹۲	۶	مولڈیا	مولڈے دیا
〃	۷	ڈین یوپ	ڈین یوب
〃	〃	پاسارووڈز	پاسارووٹز
〃	۹	کی	کے
〃	۱۰	ڈین یوپ	ڈین یوب
〃	۲۱	ٹرکی	ٹرکی کی
〃	حاشیہ سطر ۱ له	+	Vol,II,P. 48
۳۹۳	〃 〃	بقیہ حاشیہ له ۳۹۲	له
		Diories and	Rambaud
۳۹۳	حاشیہ سطر ۱ له	Corres	Histoire
		pondence	
〃	〃 〃	of the	de la
		Earl of	
〃	〃	Malmesbury	Russie
〃	〃 〃	Vol	P. 491
		II, P. 48	
۳۹۴	۱۸	محاقط	محافظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۹۴	۲۱	ول ہی می ناؤ	ول ہی می ناسے
			ہوئی اور
〃	حاشیہ سطر ۱ له	+	(1)
〃	〃 〃	II	II
〃	〃 〃 ٹے	(1)	(2)
〃	〃 〃	llne	Une
۳۹۵	حاشیہ سطر ۱ له	Invasien	Invasion
〃	〃 〃	llne	Une
		Pruss ienne	Prussienne
〃	〃 〃 ۱ له	11 P	II, P.
۳۹۶	۳	پیرس	امیرس
〃	۱۳	بجری	بحری
〃	۲۰	ادھر	اوپر
〃	حاشیہ سطر ۱ له	11 P	II, P.
۳۹۷	۲ 〃 〃	Vot vot P	Vol, V P,
۳۹۸	۳	ہولڈوں	ہولڈروں
〃	حاشیہ سطر ۱ له	11 P	II, P.
۳۹۹	۱۱	اسے	اسی
〃	۱۶	قوت	فون
〃	۱۸	پروکین	بروکین
۴۰۰	۵	جب کہ	جب تک کہ
〃	۸	سلطنوں	سلطنتوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۰۰	۹	کی	کے
"	"	Vot 1,	Vol, I
۴۰۱	حاشیہ لہ ۲	Dairies	Diaries
"	" لہ ۲	Vol II	Vol, I
۴۰۲	" لہ "	۲ لہ	+
"	" لہ ۱	+	لہ
۴۰۳	۱۸	مضالحت	مصالحت
	۲۵	شمالی مغربی	شمال مغربی
	۱۹	کردینے	کردیتے
"	۲۰	کرنے	کرتے
"	۲۲	نہ ہوئی	ہوئی
۴۰۶	حاشیہ سطر ۱ لہ	An	Ans
"	" " ۲	Pain	Paix
"	" لہ ۳	I	L'
۴۰۷	" لہ ۱		en
۴۰۸	۱	پوئیم	پوٹیم
"	"	قسطنطنین	قسطنطین
۴۰۹	۳	اٹھانی	اٹھانے
"	۴	آن توانیت	آن توآن نیست
"	۲ سہ	یمتیس	تمیس
"	حاشیہ سطر ۱ سلہ	Wolfund	Wolf und
۴۱۱	۳	کروے	کردیئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۱۱	۲۳	بوٹھ	بوتھ
۴۱۲	۳	سکنات	سکنات
۴۱۶	۷	کی	کے
"	۱۷	کے	کی
"	۱۹	خواہان	خواہاں
۴۱۷	۲۳	گیاپے شیا	گیاے شیا
"	۲۴ لہ	پاساروٹز	پاسارووٹز
۴۱۸	حاشیہ سطر ۱	Cox,	Coxe
۴۱۹	۱	کافر	کانٹز
"	۱۱	لینت ولعل	لیت ولعل
"	۱۶	سش	سس
"	"	اوری	اورری
"	حاشیہ سطر ۲ لہ	1411	194,
۴۱۹	حاشیہ سطر لہ	Olstorreich	Oesterrich
۴۲۰	۱۴ لہ	گیناڈجی	گینارجی
"	حاشیہ سطر ۱	Vol. 1.	Vol. I.
۴۲۲	۱۲	سٹیٹس	اسٹیٹس
"	۱۶	جوزیفا	جوزفا
۴۲۳	حاشیہ سطر ۳ لہ	auant	Avant
۴۲۴	" " "	299	299 لہ
"	" " "	Jurandes	Sorel
"	" " "	Corvee	L, Europe

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۲۴	حاشیہ سطر ۱	Corvee	Et la
۴۳۵	۷	Pays	Pays
״		Pays d Election	d' Etat
״	״	״	اور
		Pays d' election d' Etat	
״	۱۱	Subdeleques	Subdelegues
״	۱۴	Carvee	Corvee
۴۳۶	۱۹	۱۷۰۶ء	۱۷۷۶ء
״	حاشیہ سطر ۱	De Toequeville	De Tocqueville
۴۳۷	۲	مین	میں
״	۱۵	۱۷۳۴	۱۷۲۴ء
۴۳۹	۵	اور Jurands	Corvee
״	۶	کا نشان Corvee	Jurands
״	۱۹	Litde	Lit de
״	۲۱	ملکۂ	ملکۂ
۴۴۰	۲	ناکائی	ناکامی
״	۶	ماژوران	باژوران
״	״	کی	کے
۴۴۰	۱۴	تورگور	تورگو
״	حاشیہ سطر ۲	Au	An
״	״ ״ ۱	Nouriss on	Nourisson
״	״	Trais	Trois
۴۴۱	۵	اے	اسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۳۱	۲۲	کی	کے
״	حاشیہ سطر ۱	آریتھ	آرتیھ
۴۳۲	۱	کی	کے
״	۵	رئیسن	رئیس
״	۱۸	مگر گو	گو
״	حاشیہ سطر ۲	Vol.V.889	Vol.V.P.889
۴۳۳	۳	کاونت	کاونٹ
״	״	بری	بیری
״	۸	Intendent	Intendant
״	۱۰	کے	کی
״	۲۰	کردئے	کردے
۴۳۴	۱۲	Etatdes	L'Etat des
۴۳۵	۱۹	کلیسہ	کلیسا
״	حاشیہ سطر ۱	Publicau	Public au
״	۲	کلیسہ	کلیسا
״	״	خصوصتیں	خصوصیتیں
״	۱۰	ho	Lo
״	۴	Eucyclopedic	Encyclopedie
״	۱۵	بفوں	بفون
۴۴۵	۱۹	کلیسیہ	کلیسا
۴۴۷	۱	״	״
״	۲	معاشین	معاشیین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴۳۷	۹	کے	کا	۴۴۲	لہ حاشیہ سطر ا	etla	et la
؍؍	۱۲	گر	بلکہ	؍؍	؍؍ ؍؍	Voı I.L.	Vol.I.P.
۴۳۸	۱۰	کی	کے	؍؍	لہ ؍؍ ؍؍ ۱	ha	Le
؍؍	۱۱	آہم	اہم	؍؍	؍؍ ؍؍ ۲		
؍؍	۲	کی	کے			pen d ant	pendant
؍؍	لہ حاشیہ سطر ا	Publican	Public au	؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	ea	la
؍؍	؍؍ ؍؍	N	P.P.	۴۴۳	۱۱	کیوں اس	کیونکہ اس
۴۳۹	۹	لافاایت	لافائیت	؍؍	؍؍	لافاایست	لافائیت
؍؍	۱۳	سس	مس	؍؍	؍؍	اسٹیٹیس	اسٹیٹس
؍؍	۱۶	سیی	سی	۴۴۴	۳	کردنیکی	کردینے کی
؍؍	۱۹	چاہئے	چاہیے	؍؍	۶	Coor	Cour
؍؍	۲۳	کلیسیہ	کلیسا			plen cere	Plenciere
۴۳۹	۲۴	گئیں	گئی	؍؍	؍؍	ہوئے	ہوئی
۴۴۰	۱	کی	کے	۴۴۴	۱۲	اپنی	اپنے
؍؍	۱۸	ریشی	رشی	؍؍	۱۵	نائیبین	نائبین
؍؍	۱۹	ہوں	ہیں	؍؍	۲۰	لایتھ	لایتھ
؍؍	لہ حاشیہ سطر ا	etla	et la	۴۴۵	لہ حاشیہ سطر ا	X54	XVIII
؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	Fran caise	Francaise.	؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	Vol 4.	Vol. V.
؍؍	؍؍ ؍؍	Vol I,L	vol,I P.	؍؍	۲ ؍؍ ؍؍	4424	442
؍؍	تہ حاشیہ سطر ا	419 420	474	۴۴۶	۸	Couscie	Conseil
۴۴۱	۳	بساں سوں	بسان سون	؍؍	۱۰	Result at de	Résultat du
؍؍	لہ حاشیہ سطر ا	بیسوں	بیسون	؍؍	۱۳	Pays d	Paysd'

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
		Payss. d état	Election Pays d etat
۴۴	۱۳	جنوری تک	جنوری
″	حاشیہ سطر ۱	history	History
″	۲″	(I),H,	I,P

ضمیمہ جات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	ٹانن	ٹائن
″	۱۱	تھیری کی	تھیری ساکی
″	۱۲	ساٹ	سانٹ
″	۱۹	Ges hichte	Geschichte
″	″	Vestureichs	Oesterreichs
۳	۱۵	سنہ ۱۷۲۰	سنہ ۱۷۲۰ء
۳	۱۶	رائین ہاف	رائین باق
″	۱۷	سالی لے شیا	سائی لے شیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴	۴	منلسٹر	منسٹر
۵	۱۸	Issaesohn,	Issacsohn,
″	″	Preussischen	Preussichen
۶	۵	بون	بون.
۷	۷	Reichsstadt	Reichsstadte
″	۱۶	ین	یں
″	۱۸	آسیسر	اسیسر
″	۱۹	وائعتائی	وائٹناکی
″	۲۲	XVon Tode Fyed II	
″	۱۳	سنہ ۱۷۶۲	سنہ ۱۷۶۲ء
″	۱۶	ولڈ	ولد
۱۰	۲	وٹلیس	وٹیلس
″	۱۴	ین	یں
″	۲۰	وٹلبس	وٹیلس
″	۲۲	Patatinate,	Palatinate,

تمت